دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مُفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلد نہم

کتاب الحظر والاباحۃ
کتاب السیاسیات

دارالاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ اللہ العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم

نہ در خاکساری چومن بینوائے | نہ درنازو تمکین چواد بادشاہے
برم تحفۂ پیش او از کجا من | نہ در دیدہ اشکے نہ درسینہ آہے
قنند از سر لطف آں شاہ خوباں | ظفر برمن بے بضاعت نگاہے

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد نہم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیۃ سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کُل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد نہم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

رجسٹروں سے ۳۳۳ الجمعیۃ سے ۸۲ متفرق ۱۵۵ کل ۵۷۰

جلد اول سے جلد نہم تک کے کل فتاویٰ کی تعداد چار ہزار چار سو نواسی (۴۴۸۹) ہے۔ جن میں سے رجسٹروں کے فتاویٰ ۲۶۸۶ ہیں۔ اور دوسری تیسری قسم کے ۱۸۰۳ ہیں۔ یہ مجموعۂ فتاویٰ مسمّٰی بہ کفایت المفتی نو جلدوں میں مکمل ہوگیا۔

(مندرجۂ بالا تعداد میں تمہ کے فتاویٰ کی تعداد شامل نہیں ہے)۔

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ الامی الامین وعلیٰ الہ الطیبین الطاھرین۔

احقر حفیظ الرحمان واصف مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی

ابن حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ (نور اللہ مرقدہ)

فہرست عنوانات

کتاب الحظر والاباحۃ

دوسرا باب
عملیات وتعویذات

چھٹا باب
ماکولات و مشروبات

صفحہ	عنوان
۱۴۳	مکروہ تنزیہی و طبعی میں فرق
	آٹھواں باب **تمباکو کا استعمال**
۱۴۴	تمباکو زردہ گانجہ حقہ آفیون وغیرہ کا حکم
۱۴۵	حقہ اور بیڑی کا حکم
//	ایضاً
//	حقہ پینے اور پان کھانے کا حکم
//	حقہ نوش کی امامت
//	تمباکو حقہ بلاس کا حکم
۱۴۷	تمباکو کھانے اور پینے کا حکم
۱۴۸	سگریٹ اور تمباکو کی تجارت جائز ہے
	نواں باب طب اور ڈاکٹری **فصل اول: دوا و علاج**
//	جن دواؤں میں سپرٹ ہوان کا استعمال مباح ہے
۱۴۹	انگریزی دواؤں کی خرید و فروخت اور استعمال جائز ہے
//	مویشیوں کو انجکشن لگانا
//	حرام چیز بطور دوا استعمال کرنا
//	کیا بطور علاج شراب استعمال کر سکتے ہیں
۱۵۰	علاج کی غرض سے شراب جسم پر لگانے کا حکم
//	ڈاکٹری سیکھنا انگریزی دوائیاں کلوروفام بے ہوشی لانے وغیرہ کے لئے استعمال کرنا
۱۵۱	بچے کو آپریشن کے ذریعہ ماں کے پیٹ سے نکالنا
۱۵۲	چولہے میں اسپرٹ کا استعمال
//	شراب کے خارجی استعمال سے بھی احتراز کرنا چاہیئے
//	مسیحیت کی تبلیغ کرنے والے ڈاکٹر سے بائیکاٹ فرض ہے
۱۵۳	ہومیوپیتھک دوا کا استعمال علاج کے لئے جائز ہے
	فصل دوم: مریض کو خون دینا
//	کسی بیمار کو تندرست کا خون لگوانا بوقت ضرورت جائز ہے

بارھواں باب
زیورات

تیرھواں باب
ظروف (برتن)

چودھواں باب
قدرتی پیداواریں

سولہواں باب

ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر

عنوان	صفحہ
سترھواں باب	
جادو ، رمل ، فال قرعہ ، نجوم وغیرہ	

اٹھارھواں باب
قمار ، لاٹری ، معما

اکیسواں باب
متفرقات

کتاب السیاسیات

پہلا باب حقوق مذہبی

فصل اول : شریعت بل

فصل دوم: مسجد شہید گنج

عنوان	صفحہ
فصل دہم: متفرقات	
دین وسیاست لازم وملزوم ہیں	۳۰۴
مسلم لیگ کا صدر	//
مشرقی کی تحریک "خاکسار" کے ہم عقیدہ لوگ خارج از اسلام ہیں	//
جیل میں اگر جابر حکام اذان کی اجازت نہ دے تو	۳۰۵
جیل میں اگر پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرے	//
جیل میں اگر با جماعت نماز کی اجازت نہ ملے تو	//
بھوک ہڑتال کب تک جائز ہے؟	//
مسلمانوں کو مذہبی تعلیم سے روکنے کا مجاز غیر مسلم ریاست نہیں	//
جو مدرس ریاست کے اس حکم کو تسلیم کرے اس کی امامت جائز نہیں	//
مسلمانوں کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی اجازت کی ضرورت نہیں	//
ستیارتھ پرکاش نامی کتاب بہتان طرازی تمسخر اور استہزاء کا معجون مرکب ہے	۳۰۶
ستیارتھ پرکاش کا طرز بیان قابل مذمت ہے	۳۰۷
دوسرا باب **غیر مسلموں کے ساتھ معاملات**	
ماتھے پر "چندن" یا "قشقہ" لگانا	۳۰۸
ہندوؤں کے ساتھ معاملات کا حکم	//
مہورت اور مورتیوں کا جلوس	۳۰۹
کسی غیر مسلم کی درازی عمر کی دعا مانگنا	۳۱۰
اسلام کی توہین آمیز کلمات سے احتراز لازم ہے	۳۱۱
ہندوؤں کی آرتی کی رسم کو قانونی طریق سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے	۳۱۳
مسلمان مسجد میں نماز ہرگز نہ چھوڑیں	//
ایضاً	//
ہندوؤں کا مسلمانوں کی نماز میں شور وشغب کی وجہ سے خلل ڈالنا	۳۱۴
تبلیغ کی خاطر غیر مسلم سے حسن سلوک ضروری ہے	//
بلاضرورت غیر مسلم یہود ونصاریٰ سے تعلقات قائم رکھنا درست نہیں	//

تیسرا باب
سیاست ملکی و ملی

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
کتاب الصلوۃ	

کتاب الحظر والاباحۃ

پہلا باب

مذہبیات وعبادات

شب قدر کی راتوں میں جلسہ اور دعوت وغیرہ کا اہتمام بدعت ہے

(سوال) دیہات میں بعض جگہ جہاں مسلمانوں کی تعداد قریب ساٹھ ستر گھر کے ہے وہاں عرصہ سولہ سترہ سال سے ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ۲۱٬۲۳٬۲۵٬۲۷٬۲۹ ویں رات ہر شب قدر میں اس طور پر جلسہ ہوتا ہے کہ بارہ بجے رات کے اذان ہوتی ہے بعد اس کے پانچ سات لڑکے سیانے مل کر ہر شخص کے دروازہ پر پکار پکار کراسے اٹھالاتے ہیں اور ایک شخص مہتمم جلسہ یعنی صدر انجمن اور چند طلبہ اور واعظین کو اوقات وعظ تقسیم کئے جاتے ہیں زینت محفل کے لئے شامیانہ اور پوری روشنی کی جاتی ہے اور چائے بھی خوب چلتی ہے چائے کی خبر سے نہ صرف پنج وقتی نمازی بلکہ ہفتہ کے اور سال کے نمازی جن کو پنج وقتی سے کوئی سروکار نہیں وہ بھی مع بڑے چھوٹوں کے شریک جلسہ ہوتے ہیں اگر یہ سب سامان نہ ہوں تو جلسہ نہیں ہوتا بایں صورت یہ جلسہ آیا سنت ہے یا بدعت ؟ اگر کوئی شخص اس کو نادرست کہے تو لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں امید ہے کہ حق باتوں سے مطلع کیا جائے گا ؟ بینوا توجروا

(جواب ۱) رمضان المبارک کی راتیں اور بالخصوص عشرہ اخیرہ کی راتیں اور ان میں سے بھی طاق راتیں بے شک افضل ہیں(۱) ان میں جاگنا' عبادت کرنا' نماز پڑھنا' بہت ثواب ہے احادیث کثیرہ صحیحہ میں ان کی فضیلت اور ان میں عبادت کی تحریص و ترغیب پائی جاتی ہے(۲) بایں ہمہ شریعت مقدسہ کسی ایسے امر کی اجازت نہیں دیتی جو حد اجازت شرعیہ سے متجاوز ہو پس کسی ایسے جلسے کا اہتمام کرنا جو قرون اولیٰ میں نہ پایا جاتا ہو اور اس میں ان امور کا التزام کرنا جو شرعاً ضروری نہیں ہیں نیز جن کی وجہ سے بقرائن تو یہ بات متصور ہو کہ آنے والوں کی نیت عبادت کی نہیں بلکہ اکل و شرب یا لہو و لعب کی ہے یہ تمام امور خلاف سنت ہیں ان کا کوئی ثبوت شرعی نہیں ہے(۳) اور ان پر لڑنا یا ان امور کے تارک کو یا منکر کو برا سمجھنا خطا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں کے مسجد میں صلوۃ ضحیٰ کے لئے جمع ہونے کو بدعت کہا تھا کیوں ؟ اسی لئے کہ اگرچہ یہ نماز رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ہے اور صحابہؓ سے بھی پڑھنا منقول ہے لیکن اس کے لئے یہ اہتمام و اجتماع زمانہ

---

(۱) حدثنا قتیبة بن سعید ثنا ..... عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال : تحرّوا لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان- (باب تحری لیلة القدر الخ الصحیح البخاری ۱/ ۲۷۰ ط سعید)

(۲) و فی روایة عن عائشة قالت کان رسول الله ﷺ یجتهد فی العشر الاواخر مالا یجتهد فی غیره (الصحیح لمسلم ۱/ ۳۷۲)

(۳) ان البدعة المذمومة هو الحدث فی الدین من ان لا یکون فی عهد الصحابة والتابعین ولا دل علیه دلیل شرعی

جماعت میں نہ تھی اور رات کے بارہ بجے اذان کہنا بھی بدعت ہے کیونکہ اول تو نوافل کے لئے اذان ثابت نہیں دوسرے یہ کہ جلسہ وعظ کے لئے اذان کہنا اور پھر اس پر اکتفا نہ کر کے جگانے کے لئے مکانوں پر جانا یہ سب امور مخترعہ ہیں(۲) واللہ اعلم ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تلاوت کے دوران لفظ "یٰسین" کے بعد درود پڑھنا صحیح نہیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ سورہ یٰسین میں لفظ یٰسین پڑھ کر درود خوانی ضروری ہے اگر ان سے دلیل طلب کی جاتی ہے تو جواب کہتے ہیں کہ پرانے جتنے علماء سے ہم نے قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی ہے اور جن لوگوں سے سنا یہی پڑھتے ہوئے سنا کہ بعد یٰسین کے درود پھر القرآن الحکیم۔ اور بکر خلاف زید کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اول تو لفظ یٰسین کے حضور اکرم ﷺ کا نام پاک ہونے میں شبہ ہے اگر بقول ان کے جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نام ہے تو اور جگہ بھی ہے وہاں بھی درود پڑھا کرو علاوہ اس کے تلاوت قرآن میں درود خوانی کیسی ؟ تب تو تلاوت میں شامل ہو جائے گا اگر فرض کر لیا جائے کہ سب کچھ چھوڑ دیا جائے تب بھی تمہاری دلیل کوئی کتابی دلیل نہیں ہے صرف تمہارا قول کس طرح مانا جا سکتا ہے اب فیصلہ طلب قول کی ضرورت ہے آیا زید حق پر ہے یا بکر ؟

(جواب ۲) زید کا قول صحیح نہیں ہے بکر کا قول درست ہے قرائے عظام کی قراءت میں لفظ یٰسین کے بعد درود نہیں ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے پس زید کا قول بے دلیل ہے تلاوت میں نظم قرآنی کے درمیان غیر قرآن کو داخل نہ کرنا چاہئے (۳) کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ

مسجد میں شرکیہ نعروں کا حکم

(سوال) (۱) ایک مسجد میں چند قبریں ہیں جو بعض بزرگوں کی بتائی جاتی ہیں زید ان قبروں پر چند اگر بتی جلاتا ہے یہ چند اگر بتی جلانا جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) زید ہر وقت مسجد میں (او بدہ شاہ لطیف) کا نعرہ مارتا ہے اس قسم کا نعرہ لگانا جائز ہے یا نہیں ؟ (۳) زید کے ساتھ اس کے چند چیلے بھی شریک ہیں جب ان کو مسجد میں ایسی باتیں کرنے سے منع کیا تو جھگڑا کرنے کو تیار ہوگئے اور کہا مسجد میں ہم جو چاہیں کریں یہ جواب ان کا صحیح ہے (۴) زید اس مسجد میں غیب دانی کا بھی دعویٰ کرتا ہے اور مستقبل کی خبریں بتاتا ہے کیا یہ باتیں مسجد میں جائز ہیں ؟ اور ایسا دعویٰ شرک ہے یا نہیں ؟ (۵) زید کو ایسے اعمال کے باعث مسجد میں آنے سے روکنا جائز ہے

---

(۱) وامام ما صح عن ابن عمر انه قال في الضحى هي بدعة فمحمول على ان صلوتها في المسجد والتظاهر بها كما كانوا يفعلونه (شرح النووي مع صحيح مسلم ۱ / ۲۴۹ ط سعيد)

(۲) قوله بعد الاذان والجنازة والكسوف والاستسقاء والتراويح والسنن الرواتب لانها اتباع للفرائض ... لكن في تعليل الشرح ... لا اذان للمنسلخ تابع للفرائض كالعيد والنحر فالمناسب التعليل بعدم وروده في السنة (رد المحتار ۱ / ۳۸۵ ط سعيد)

(۳) ولو قرا القرآن فمر على اسم النبي ﷺ واصحابه فقراءة القرآن على تاليفه ونظمه افضل من الصلاة على النبي ﷺ واصحابه في ذلك الوقت فان فرغ ففعل فهو افضل وان لم يفعل فلا شئ عليه (الفتاوى الهندية ۵ / ۳۱۶ ط كوئٹه)

نہیں؟ (۶) جو شخص زید کے ایسے معاملات میں ساتھ دے اس کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۷) جس مسجد میں اس قسم کے افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳) سوالات مذکورہ بالا کا شرعی جواب یہ ہے کہ زید کے یہ افعال شرعاً ناجائز اور حرام ہیں نعرے لگانا (۱) غیب دانی کا دعویٰ کرنا بدعت و شرک ہے مسجد کے اندر ایسے ان افعال کے ارتکاب کا کوئی اختیار نہیں ہے اہل محلہ اسے منع کر سکتے ہیں اور جو لوگ ان افعال میں اس کی اعانت و حمایت کریں وہ بھی گناہ گار ہوں گے (۲) اس کے مسجد میں رہنے اور افعال ناجائز کرنے سے مسجد میں کوئی خرابی نہیں آئی اور اس میں نماز جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، سنہری مسجد دہلی

قبروں کو چومنا جائز نہیں

(سوال) جو لوگ آج کل قبروں کو بوسہ دیتے ہیں اور کمال ادب کی نیت کرتے ہیں یہ نیت ان کی درست ہے اور بعض لوگ جا کر دعائیں درخواست کرتے ہیں یعنی آپ لوگ مقبول ہیں خدا سے دعا کیجئے ہماری مشکل آسان ہو یا خدا تعالیٰ جنت نصیب کرے وغیرہ۔ اس قسم کی دعائیں مزارات پر جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۴) قبروں کو بوسہ دینا عوام کے لئے ناجائز ہے کیونکہ بوسہ دینا ان کے خیال میں سجدہ کا مقدمہ ہے دونوں میں وہ کوئی فرق نہیں کرتے اور اس لئے ان کو بوسہ کی اجازت دینا گویا سجدہ کی اجازت دینا ہے (۳) اور اس طرح دعا مانگنا کہ دعا خدا سے ہو اور خطاب بزرگ سے ہو قائلین سماع موتی کے نزدیک جائز ہے اور جو لوگ سماع موتی کے قائل نہیں ہیں جیسے جمہور حنفیہ وہ اسے بھی عبث کہتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

مسجد کی مٹی در و دیوار وغیرہ سے تیمم نہیں کرنا چاہیے

(سوال) اگر کوئی شخص مسجد کے اندر تیمم کرکے نماز پڑھتے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۵) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء سے تیمم کرنا غیر مستحسن ہے۔ فی الاشباہ والنظائر منہ اخذ شئی من اجزائہ قالوا فی ترابہ ان کان مجتمعا جاز الاخذ منہ و مسح الرجل منہ والا لا انتہی (۴)

---

(۱) ویحرم فیہ السؤال ... ورفع صوت بذکر الا للمتفقہ ... الخ (الدر المختار ۱/ ۶۶۲)
(۲) وعن ابراہیم بن میسرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام (مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۱/ ۳۷)
(۳) ولا یمسح القبر ولا یقبلہ فان ذالک من عادۃ النصاری ولا بأس بتقبیل قبر والدیہ کذا فی الغرائب (ہندیہ ۵/ ۳۵۱ ط ماجدیہ)
(۴) الاشباہ والنظائر ۳۷۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

مسلمان کا کسی غیر مسلم کو گرجا کی تعمیر کے لئے چندہ دینا جائز نہیں

(سوال) زید ایک مسلمان اور بڑا نمازی پرہیز گار ہے اور بکر ایک ہندو مذہب کا آدمی ہے زید نے بکر کو خوش کرنے کے لئے ہندوؤں کے اسکول بنانے میں شرکت چندہ حاصل کی جہاں پر بتخانہ بھی ہوگا یہ شرکت موجب گناہ ہے یا نہیں ؟

(جواب ٦) اگر زید نے ہندوؤں کے اس کام سے خوش ہوکر پسندیدگی کی راہ سے چندہ دیا ہے تو اس کے اسلام میں شبہ ہوگیا اس کو احتیاطاً تجدید اسلام واجب ہے لیکن اگر پسندیدگی کی راہ سے شریک نہیں ہوا ہے بلکہ کسی مجبوری کی وجہ سے چندہ دیا ہے تو وہ کافر نہیں ہوا لیکن شرکت پھر بھی گناہ سے خالی نہیں اور اب سبیل اس سے خلاصی کی توبہ اور انابت الی اللہ ہے(۱)

فلا شك انهم ان اراد و تعظيم اليوم فذالك كفر وان ارادوا به غيره فالاصوب تركه وكذا اجتماع المسلمين يوم فتح النصارى (فتاوىٰ بزازيه) (۲)

نماز عید اور اسی طرح دیگر نمازوں کے بعد مصافحہ و معانقہ کا اہتمام والتزام بدعت ہے

(سوال) بعد نماز عیدین مذہب حنفی میں مصافحہ و معانقہ کرنا جائز ہے یا نہیں

(جواب ۷) عیدین کی **تخصیص** سے بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ کرنا بدعت ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں فقہاء نے عصر و فجر کی **تخصیص** سے مصافحہ کرنے کو بدعت فرمایا ہے فكذا هذا ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوٰة بكل حال لان الصحابة ماصافحوا بعد اداء الصلوٰة ولا نها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها في الشرع وانه ينبه فاعلها اولا ويعزر ثانيا (رد المحتار ص ۲۲٦ ج ۵) (۳)

قبروں کو سجدہ کرنا شرک اور حرام ہے

(سوال) زید اس امر کا قائل ہے کہ قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام اور سجدہ عبادت کرنا کفر ہے مگر سجدہ تعظیمی سے کفر لازم نہیں یعنی سجدہ تعظیمی کرنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہیے البتہ مرتکب فعل حرام کا ہے۔ آیا شرعاً سجدہ تعظیمی کرنے والے کو کافر کہتے ہے یا نہیں ؟

(جواب ۸) زید کا یہ کہنا کہ قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام اور سجدہ عبادت کرنا کفر ہے صحیح نہیں کیونکہ

---

(۱) والا عطاء باسم النيروز والمهرجان لا يجوز اى الهدايا باسم هذين اليومين حرام وان قصد تعظيمه كما يعظمه المشركون يكفر قال ابو حفص الكبير لو ان رجلا عبدالله خمسين سنة ثم اهدى المشرك يوم النيروز بيضة يريد تعظيم اليوم فقد كفر وحبط عمله (الدر المختار مع رد المحتار ٦ /۷۵٤ ط سعيد)

(۲) (فتاوى بزازيه على هامش هنديه ٤ /۳۳٤ ط كوئته)

(۳) (رد المحتار مع الدر المختار ٦ /۳۸۱ ط سعيد)

تعظیم کے ارادہ سے سجدہ کرنا اور عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا ایک ہی معنی رکھتا ہے اور عوام ان دونوں باتوں میں کوئی صحیح فرق نہیں کر سکتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں اس قائل کو بھی دھوکا لگا ہے شاید سجدہ تحیت کو سجدہ تعظیمی کے لفظ سے تعبیر کر رہا ہے سجدہ تحیۃ البتہ باعتبار اپنے مفہوم کے سجدہ عبادت سے جداگانہ شے ہے لیکن عوام کے مناسب حال یہی ہے کہ ان کو مطلقاً سجدہ لغیر اللہ کا شرک ہونا سمجھایا جائے تاکہ احتراز کامل کی ان سے امید ہو باقی رہا کسی سجدہ تحیتہ کے کرنے والے پر مشرک کا حکم لگانا تو اس میں احتیاط کرنا مفتی کا کام ہے والتواضع لغير الله حرام كذافي الملتقط (هنديه ص ٤٠٤ ج ٥) (١) وان سجد للسلطان بنية العبادة اولم تحضره النية فقد كفر كذا في جواهر الا خلاطي (هنديه ص ٤٠٤ ج ٥) (٢) وكذا ما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدى العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضى به ثمان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفر ان على وجه العبادة والتعظيم كفروان على وجه التحية لا وصار اثما مرتكباً لكبيرة وفى الملتقط التواضع لغير الله حرام انتهى (درمختار ص ٢٦٨ جلد ٥) (٣)

جمعہ اور عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ کا اہتمام والتزام بدعت ہے

(سوال) بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ و معانقہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر ناجائز ہے تو پھر ان احادیث کا کیا مطلب ہے؟ عن البراء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ مامن مسلمين يلتقيان فيتصا فحان الاغفر لهما قبل ان يتفر قارواه احمد والترمذى وابن ماجه – و فى رواية ابى داؤد قال اذا التقى المسلمان فتصافحا وحمدا الله واستغفراه غفرلهما و عن ايوب بن بشير عن رجل عن عنزة انه قال قلت لا بى ذرهل كان رسول الله ﷺ يصافحكم اذا لقيتموه قال ما لقيته قط الا صافحنى وبعث الى ذات يوم ولم اكن فى اهلى فلما جئت اخبرت فاتيته وهو على سرير فالتزمنى فكانت تلك اجود واجود رواه ابوداؤد – و عن براء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ من صلى اربعا قبل الهاجرة فكانما صلاهن فى ليلة القدر و المسلمان اذا تصافحالم يبق بينهما ذنب الاسقط رواه البيهقى فى شعب الايمان– یہ احادیث علی العموم بلا کسی قسم کی تعیین کے مصافحہ اور معانقہ کو ثابت کر رہی ہیں۔

وقال النووى اعلم ان المصافحة سنة مستحبة عند كل لقاء وما اعتاده الناس بعد صلوٰة الصبح والعصر لا اصل له فى الشرع على هذا الوجه ولكن لا باس فان اصل المصافحة سنة وكو نهم محافظين فى بعض الاحوال مفرطين فيها فى كثير من الاحوال لا يخرج ذلك عن كونه سنة وهى من البدعة المباحة–

---

(١) (هنديه : ٣٦٨/٥ ط كوئٹه)
(٢) (هنديه : باب الثامن والعشرون فى ملاقات الملوك الخ : ٣٢٩/٥ ط كوئٹه)
(٣) (الدر المختار مع الرد : ٣٨٣/٦، ٣٨٤ ط سعيد)

اس کلام سے بھی اگر مصافحہ کی عدم اصلیت ثابت ہوتی ہے تو فقط صلوۃ صبح و عصر کے وقت پر پھر بھی لفظ **لا باس** کہا گیا؟ بینوا توجروا

(جواب ۹) عیدین یا جمعہ کی *تخصیص* سے مصافحہ و معانقہ کرنا کئی وجہ سے مکروہ اور بدعت ہے اول یہ کہ اس اوقات یہ *تخصیص* جہلا کے فساد اعتقاد کا باعث ہو جاتی ہے دوم یہ کہ یہ طریقہ روافض کا تھا کہ بعد نماز مصافحہ کرتے تھے اور آج ہمارے زمانے میں علاوہ مشابہت بالروافض کے مشابہت بالہنود بھی ہے کہ وہ اپنی ہولی کے روز ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں سوم یہ کہ مصافحہ کا مسنون وقت وقت ملاقات ہے۔ **لکن قد قال ان المواظبة عليها بعد الصلوة خاصة قد يؤدی الجهلة الی اعتقاد سنيتها فی خصوص هذه المواضع وان لها خصوصية زائدة علی غير ها مع ان ظاهر كلامهم انه لم يفعلها احد من السلف فی هذه المواضع وكذا قالوا بسنية السور الثلاث فی الوتر مع الترك احيانا لئلا يعتقد وجوبها و نقل فی تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لان الصحابة (رضی الله عنهم)ما صافحوا بعد اداء الصلوة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها فی الشرع وانه ينبه فاعلها اولا و يعزر ثانيا ثم قال وقال ابن الحاج من المالكية فی المدخل انها من البدع و موضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فی ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينهی عن ذلك و يزجر فاعله لما اتی به من خلاف السنة (رد المحتار ص ۲۶۶ ج ۵)** (۱)

احادیث سے بوقت ملاقات مصافحہ ثابت ہوتا ہے امام نووی نے بھی زیادہ سے زیادہ لفظ **لاباس** استعمال کیا ہے اور بدعت مباحہ ہونا بتایا ہے ان کے قول سے بھی مسنون یا مستحب ہونا ثابت نہیں ہوتا پھر یہ قول بالاباحۃ ان کا خیال ہے ورنہ محققین شوافع کا یہی مذہب ہے کہ یہ *تخصیص* بدعت ہے بلکہ ابن حجر جیسا کہ عبارت منقولہ بالا سے واضح ہوتا ہے پہلی مرتبہ تنبیہ کرنے اور دوسری مرتبہ تعزیر کا حکم دیتے ہیں اور یہی مذہب مالکیہ اور محققین حنفیہ کا ہے۔ واللہ اعلم

قراءت قرآن (قرآن خوانی) پر اجرت لینا دینا حرام ہے

(سوال) زید نے اپنے والد کے ایصال ثواب کے واسطے عمرو بکر خالد سے قرآن شریف پڑھوایا بعد مناجات کے زید ان کو پانچ روپے دیدے تو عمرو بکر خالد کو یہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر زید یہ روپیہ نہ دے تو وہ دعویٰ کر کے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۱۰) قراۃ قرآن پر کسی قسم کی اجرت لینا یا دینا قطعی ناجائز اور بدعت ہے اور جو کوئی شخص ایسا کرے گا وہ گناہ گار ہو گا۔ **ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته او بعده و باعطاء دراهم**

---

(۱) (رد المحتار مع الدر المختار ۶/ ۳۸۱ ط سعید)

من یتلو القرآن لروحه او یسبح و یهلل له و کلها بدع منکرات باطلة والماخوذ منها حرام للاخذ وهو عاص بالتلاوة والذکر (رد المحتار)(۱)

مذکورہ الفاظ "السلام علی من اتبع الهدی" کے ذریعے کسی مسلمان کو سلام کر سکتے ہیں .

(سوال) لفظ السلام علی من اتبع الهدی کسی قوم مسلمین یا کسی خاص مسلمان پر لکھنا یا منہ سے کہنا حدیث صحیحہ کے موافق ہے یا مخالف ؟اور موافق احادیث صحیحہ کے لفظ مذکور کس قسم پر یا کس جماعت پر بولا جائے اس بارے میں جو قول رسول مقبول روحی فداہ کا ہو اس کے موافق جواب تحریر فرمائیں ؟

(جواب ۱۱) رسول خدا ﷺ نے جو نامہ ہائے مبارک کفار بادشاہوں کو تحریر فرمائے ہیں ان میں یہ الفاظ (السلام علی من اتبع الهدی) تحریر فرمائے ہیں بخاری شریف(۲) میں یہ روایت ہے کہ قیصر روم کو جو فرمان آنحضرت ﷺ نے تحریر فرمایا ہے اس میں الفاظ مذکورہ بالا تحریر فرمائے تھے اور قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کے قصے میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کلام کرتے وقت بھی یہی الفاظ فرمائے تھے سورہ طہٰ میں ہے قد جئناك باية من ربك والسلام علی من اتبع الهدی- تفسیر مدارک و خازن میں ہے (واللفظ للخازن)(۳) لیس المراد منه سلام التحیة انما معناه سلمه من العذاب من اسلم- یعنی ان الفاظ میں سلام کے لفظ سے سلام تحیۃ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو مسلمان ہو جائے گا عذاب سے بچ جائے گا پس مسلمانوں کو آپس میں یہ الفاظ استعمال کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اول تو یہ الفاظ سلام تحیۃ کے لئے شریعت میں معہود نہیں ہیں جیسا کہ خازن و مدارک سے معلوم ہوتا ہے نیز مشکوۃ شریف(۴) میں بخاری و مسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ جاؤ فرشتوں کو سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں اور وہی تمہارے لئے اور تمہاری ذریت کے لئے سلام تحیۃ ہو گا فذهب فقال السلام علیکم فقالوا السلام علیك و رحمة الله—اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم سے فرمایا کہ تم السلام علیکم کہو پس ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ الفاظ سلام تحیۃ جو آدم اور ان کی ذریت کیلئے مقرر کئے گئے تھے وہ السلام علیکم اور وعلیکم السلام یا وعلیک السلام ہیں (برعایت افراد و جمع مخاطب و زیادت لفظ رحمۃ اللہ احیاناً) پس الفاظ مذکورہ سوال سلام تحیۃ کے الفاظ نہیں ہیں دوسرے یہ کہ چونکہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ سے ثابت ہے کہ وہ ان الفاظ کو کفار کے لئے استعمال فرماتے تھے اس لئے کسی مسلمان کے لئے انہیں استعمال کرنا ایک قسم کا ایہام ہے جو ناجائز ہے اور اس کی برائی استعمال

---

(۱) ومنها الوصية من الميت الخ (رد المحتار مع الدر المختار : ۶/۶۳ ط سعید' کراچی)
(۲) (الصحیح البخاری باب کیف یکتب الی اهل الکتاب : ۲/۹۲۶)
(۳) (تفسیر خازن)
(٤) (عن ابی هریرةؓ باب السلام' مشکوٰة المصابیح ۲/۳۹۷)

کنندہ کی نیت کے موافق مختلف درجات میں ثابت ہوگی - واللہ تعالیٰ اعلم

ماہ محرم میں مروجہ طریقہ پر شہادت حسینؓ کا تذکرہ کرنا بدعت ہے

(سوال) آج کل محرم کا چاند ہے جنگ نامہ جو مسجد میں پڑھا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں اور مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھنا کیسا ہے اور اگر مسجد میں پڑھا جائے تو کیسا ہے ؟

(جواب ۱۲) اتفاقیہ طور پر ذکر شہادت حسینؓ اور اس پر اظہار افسوس ایک امر مستحسن ہے لیکن ذکر شہادت کے لئے خاص مجلسیں منعقد کرنا اور یہ تخصیص کہ محرم کے دس دن کے اندر ہو اور اس ہیئت کے ساتھ ہو اور شیرینی تقسیم کرنا یہ سب باتیں بدعت ہیں(۱) نیز یہ کہ عموماً ایسی مجالس میں جو کتابیں پڑھی جاتی ہیں اس کی اکثر روایتیں موضوع اور محض گھڑی ہوئی ہوتی ہیں نیز ان کے اکثر بیانات سے اہل بیت کی توہین لازم آتی ہے لہذا مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے - مسجد میں ہو یا کسی اور جگہ اس قسم کی مجالس کا انعقاد بہر حال ممنوع ہے -(۲)

غیر اللہ سے مدد مانگنے کے جواز کے لئے چند غلط استدلالات کے جوابات

(سوال) زید عوام الناس کو علی الاعلان استمداد از غیر اللہ کی تعلیم بالفاظ ذیل دے رہا ہے -

سوال - غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے ؟ جواب بلا شبہ درست ہے - سوال - **ایاك نستعین** میں جو مفعول مقدم ہے جس سے بقاعدہ نحوی حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اس کے کیا معنی ہوں گے ؟ جواب - اس کے یہ معنی ہیں کہ کارساز حقیقی تو ہی ہے اور حقیقی مدد تجھ ہی سے طلب کرتے ہیں کیونکہ مدد حقیقی تیرے ساتھ مختص ہے باقی دوسروں سے استعانت مجازی ہے جو محض مظاہر عون سے ہیں پس استعانت غیر اللہ سے اس طرح پر کہ اعتقاد مستقل اس غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون الٰہی نہ جانے بے شبہ حرام بلکہ شرک ہے اور اگر التفات محض بجانب حق ہے اور اس کو ایک مظہر مظاہر عون سے جان کر استمداد و استعانت کرے تو ایسی استعانت مشروع و جائز ہے تمام انبیاء و اولیاء اس قسم کی استعانت طلب کرتے رہے ہیں یہ استمداد و استعانت حقیقۃً غیر سے نہیں بلکہ اسی سے ہے **ھکذا فی تفسیر فتح العزیز** اب تو معنی حصری بھی درست ہوئے اور سب اعتراض بھی اٹھ گئے خلاصہ یہ ہے کہ مستقل حاجت روا کسی کو سمجھ کر مدد طلب کی جائے تو ناجائز اور حرام ہے مگر مسلمان کے ساتھ ایسا گمان کسی طرح درست نہیں ورنہ جائز اور درست ہونے میں کسی طرح کا کلام نہیں (انتہی بلفظہ) زید نے اپنے عقیدہ مذکورۃ الصدور کے لئے حسب ذیل ثبوت پیش کیا ہے (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **استعینوا بالصبر والصلوٰۃ** اور یہ ظاہر ہے کہ صبر و صلوٰۃ غیر اللہ ہیں (۲) اس کی تائید

---

(۱) وایاہ ثم ایاہ ان یشتغل فی یوم عاشوراء ببدع الرافضة من الشرب والنیاحة والحزن اذ لیس ذالك من اخلاق المؤمنین والا لکان یوم وفاته ﷺ اولی بذالك واحری (الصواعق المحرقه فی الرد علی اهل البدع والزندقة : ۱۸۳)

(۲) اور اس عمل میں اہل باطل روافض کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو شرعاً مذموم اور ممنوع ہے - اذا اراد ذکر مقتل حسین ینبغی ان یذکر اولاً مقتل سائر الصحابة لئلا یتشابه الروافض کما فی العون (جامع الرموز بحواله فتاوی عبدالحئی ۱/۵۰۱ ط سعید)

حضرت عیسیٰ کے قول من انصاری الی اللہ سے ہوتی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمایاہے (۳) حکیم وڈاکٹر سے دفع مرض کے لئے مدد مانگنااور مظلوم کا بروقت حق طلبی وایذادہی ظالم حکام سے چارہ جوئی کرنا وغیرہ کے جائز و مسنون ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا (۴) خود رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم فرمائی چنانچہ طبرانی میں عتبہ بن غزوانؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اذا ضل احدکم شیئاً واراد عونا وھو بارض لیس لھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عباداً لا یراھم (۵) تفسیر فتح العزیز میں جیساکہ مذکور ہواایسی تعلیم ہے۔

اس کے متعلق عمرو کہتاہے کہ لفظ غیر اللہ کا عام ہے اور مدد کی بھی علمانے دو قسمیں قرار دی ہیں ایک وہ کہ نظر بر کارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ بعض امور میں ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد لینے کی مجاز ہے مثلاً کسی بیمار کا حکیم یاڈاکٹر سے مشورہ علاج میں اور مظلوم کا بروقت حق طلبی وایذادہی ظالم حکام سے چارہ جوئی میں مدد لینانوکروں اور فقیروں کا اپنے معاملات میں امیروں اور بادشاہوں سے مدد طلب کرنایا زندہ اولیائے کرام سے دعا کے لئے اسطرح عرض و معروض کرنا کہ ہمارے فلاں مطلب کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمایئے وغیرہ وغیرہ ایسی استمداد شرعاً جائز ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے مگر جو اولیائے کرامؒ وفات پاچکے ہیں ان سے دعا کے لئے عرض معروض کرنے میں اختلاف ہے اکثر علمائے حنفیہ جو سماع موتی کے قائل نہیں ہیں اس کو نادرست بتاتے ہیں اور جو قائل سماع موتی ہیں نیز حضرات صوفیا جائز بتلاتے ہیں صاحب تفسیر فتح العزیز بھی انہیں علمائے جامع شریعت و تصوف میں سے ہیں جو سماع موتی کے قائل اور اولیائے کاملین سے خواہ وہ مردہ ہوں خواہ زندہ دعا کے لئے عرض و معروض کے مجوز ہیں مگر ایسی استمداد کو اول تواقسام استمداد میں ہی شمار نہیں کرتے بلکہ طلب مشورہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استمداد اگر ہے بھی تو خداوند تعالیٰ سے ہے گویاان کے نزدیک بھی استمداد اسی مسبب الاسباب اور حکیم مطلق سے ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض مخلوق کو بعض امور کے لئے سبب بنادیاہے لہذا اس مخلوق کو مظہر عون الٰہی سمجھ کر اس سے مدد لینااسی تعالیٰ شانہ سے مدد لیناہے دوسری قسم مدد مانگنے کی یہ ہے کہ جو امور بالاستقلال جناب باری تعالیٰ سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے اولاد کا دینا بارش کا برسانا مرض کا دور کرنا عمر کا بڑھانا وغیرہ۔ان میں کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے اور جناب باری عزاسمہ سے دعا کرنا مد نظر نہ ہو تو یہ استمداد حرام مطلق بلکہ کفر ہے ایسی استمداد اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے اولیائے کرام سے بھی کرے گا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے دین نے قسم اول کو نظر انداز کر کے قسم دوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے استمداد از غیر اللہ کو مطلقاً ناجائز قرار دیاہے چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں "عبادت مرغیر خدارا جائز نیست و نہ مدد خواستن از غیر حق (ارشاد الطالبین ص ۱۸) لہذا زید کا علی العموم غیر اللہ سے مدد مانگنے کی اجازت و تعلیم دیناہر گز مناسب نہیں اس کو تفصیل و

تشریح کے ساتھ مسئلہ بتانا چاہیے تھا۔

عمرو نے زید کی پیش کردہ دلیلوں کا حسب ذیل جواب دیا ہے (۱) آیہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں کسی مخلوق سے مدد مانگنے کی تعلیم نہیں ہے بلکہ مدد تو جناب باری تعالیٰ سے مانگنے کا حکم ہے اور صبر و صلوٰۃ کو جو فعل عبد ہے ایک ذریعہ مدد مانگنے کا قرار دیا ہے یعنی صبر کرنے اور صلوٰۃ کی بجا آوری کو ذریعہ بتایا ہے حصول امداد الٰہی کا۔ اس سے استمداد از غیر اللہ پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے (۲) آیہ شریفہ یا ایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورہ الصف رکوع دوم پارہ ۲۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اسی امر میں مدد مانگی ہوگی جس میں نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے اس لئے اس سے بھی غیر اللہ سے کل امور میں عام طور سے مدد مانگنے کی اجازت ہرگز نہیں نکلتی اس لئے کہ جس مسبب الاسباب نے اپنی بعض مخلوق کو سبب عون بنایا ہے یہ دراصل اسی سے مدد مانگنا ہے (۳) حکیم ڈاکٹر اور حکام کو بھی اسی قادر مطلق نے سبب بنایا ہے اور اس کی بھی وہی کیفیت ہے جو نمبر ۲ کے جواب میں گزر چکی ہے (۴) حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اسی قسم کی استعانت کی تعلیم فرمائی جو مدد کی قسم اول میں داخل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے عام اجازت کا اس سے وہم بھی نہیں ہو سکتا (۵) تفسیر فتح العزیز میں ہرگز عام اجازت نہیں دی گئی ہے اور فتاویٰ عزیزی جو صاحب تفسیر فتح العزیز کی طرف منسوب ہے اس میں مدد کی قسم دوم کو حرام کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب قرار دیا ہے ملاحظہ ہوں ان کے ارشادات - وایں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد او را مظہر عون الٰہی نداند حرام است - واگر التفات محض بجانب حق است واو را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود - ودر شرع نیز جائز و رواست وانبیا و اولیاء ایں نوع استعانت از غیر کردہ اند در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ حضرت حق است لاغیر (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۸) صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ رکھنے کی قید لگا کر استمداد کو خاص فرمادیا ہے ان چیزوں کے ساتھ اور ان امور کے متعلق جو اس عالم اسباب میں سبب و مظہر عون بنادیئے گئے ہیں اور بعض اموران سے متعلق کر دیئے گئے ہیں پس جو چیز کہ نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ سبب و مظہر عون نہیں اس سے ان امور میں جو اس چیز سے متعلق نہیں کئے گئے مدد مانگنے کی اجازت صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے مستنبط نہیں ہو سکتی - مگر جس رسالہ سے زید نے ان کے ارشاد کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ کا ترجمہ غالباً سہواً کسی اور وجہ سے نقل کرنا رہ گیا ہوگا اور اسی کی وجہ سے زید کو غلط فہمی ہوئی ورنہ اصل عبارت کے دیکھنے سے ایسا خیال ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا تھا (۲) باقی ماندہ عبادت و استعانت از غیر (بعد بیان تفصیل عبادت) واستعانت باچیزے ست کہ تو ہم استقلال آں

چیز در وہم و فہم ہیچ کس از مشرکین و مؤمنین نمی گزرد - مثلاً استعانت محبوب و غلات ودر دفع گرسنگی واستعانت باآب و شربتہا در دفع تشنگی واستعانت برائے راحت بسایہ درخت و مانند آں و در دفع مرض بادویہ و عقاقیر و در تعیین وجہ معاش بامیر و بادشاہ کہ در حقیقت معاوضہ خدمت بمال است و موجب تذلل است یا باطبا و معالجان کہ بہ نسبت تجربہ و علم زائد از اں باطلب مشورہ است - و استقلالے متوہم نمی شود پس ایں قسم استعانت بلاکراہت جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست واگر استعانت ست استعانت بخدا است (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۳۷) یہ عبارت پہلی عبارت کی تفصیل ہے اور دونوں عبارتوں کے ملانے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیزیں اس عالم اسباب میں اس مسبب الاسباب نے اپنی حکمت کاملہ سے سبب و مظہر عون بنادی ہیں صرف ان سے مدد لینے کی اجازت ہے اور چونکہ نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ان سے مدد لینا عین اس قادر مطلق سے مدد لینا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام نے بھی اس قسم کی مدد مخلوق سے لی ہے نہ یہ کہ ہر چیز سے ہر قسم کی مدد عیاذاًباللہ لی ہو جیسا کہ زید کے مقولہ کا مفہوم ہے (۳) مدد خواستن دو طور می باشد - مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے - مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکرو گدا در مہمات مرجوعہ مدد می جویند و عوام الناس از اولیا و عامی خواہند کہ از جناب الٰہی فلاں مطلب ما را در خواست نمائید ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است - دوم آنکہ بالاستقلال چیزیکہ خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و مانند ایں چیزہا بے آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند - ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است واگر از مسلمان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشد یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرہ مسلماناں خارج می شود (فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۴۴) اس سے ثابت ہے کہ صرف انہیں امور میں مخلوق سے مدد مانگنے کی اجازت ہے جو مختص بذات باری تعالیٰ نہیں ہیں اور وفات یافتہ حضرات اولیاء اللہ سے بھی صرف دعا کے لئے عرض کرنے کی مثل زندوں کے اجازت دی گئی ہے (۴) اما استمداد باہل قبور غیر از نبی ﷺ یا غیر از انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آں را بسیارے از فقہا - میگویند کہ نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار - و قائل گشتہ اند بآں بعضے از ایشاں و ظاہر است کہ از فقہاء آنانکہ قائل سماع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آں را نیز انکاری کنند - و ایں امر یست ثابت و مقرر نزد مشائخ صوفیہ از اہل کشف و کمال (فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص ۱۰۷) اس سے مسئلہ استمداد از اولیاء اللہ کا اختلافی ہونا ظاہر ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب یعنی صاحب تفسیر فتح العزیز اگرچہ انہیں علماء میں شامل ہیں جنہوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر صورت استمداد حسب ذیل بتائی ہے (الف) و نیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرم درگاہ والا است و گوید کہ خداوندا بہ برکت ایں بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ اورا بر آوردہ گرداں حاجت مرا (ب) یا نداکند آں بندہ مقرب و مکرم را کہ اے بندہ خدا وولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا (فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص ۱۰۸)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرات اولیاء اللہ سے جس قسم کی استعانت انہوں نے جائز بتائی ہے ان میں سے قسم اول تو سرے سے استعانت ہی نہیں ہے بلکہ توسل ہے جس سے کسی کو انکار نہیں قسم دوم اگرچہ مسئلہ سماع موتی کی وجہ سے مختلف فیہا ہے لیکن اس میں بھی کسی ایسی چیز کا سوال حضرات اولیاء اللہ سے نہیں ہوگا جو مختص بذات باری تعالیٰ ہے لہذا اس میں بھی بجز اس کے اور کچھ خرابی نہیں کہ جو عوام کالانعام دوسرے اشخاص کے افعال سے اپنے افعال ناجائز پر استدلال کیا کرتے ہیں ان کے عقائد پر برا اثر پڑے گا۔

لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان میں سے قول کس کا صحیح ہے اور کون حق بجانب ہے اگر عمرو کا قول سچ ہے تو کیا زید کو اپنی غلطی تسلیم کر کے اس کا اعلان کر دینے کی بھی ضرورت ہے یا ویسے ہی خاموش ہو جانا کافی ہے ؟

(جواب ۱۳) عمرو کا بیان صحیح اور آیات واحادیث اور اقوال فقہائے حنفیہ کے موافق ہے(۱) اور زید کے قول میں تخلیط و تلبیس ہے حق یہی ہے کہ جن چیزوں میں سلسلہ اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے ظاہری مدد کسی غیر اللہ سے حاصل ہونی متصور ہے ان میں استمداد اسی قید یعنی رعایت سلسلہ اسباب کے ساتھ جائز ہے مثلاً کسی شخص سے جو پانی دینے پر قادر ہے پیاس کے وقت پانی مانگنا۔ کسی شخص سے جو کھانا دینے پر قادر ہے بھوک کے وقت کھانا مانگنا۔ بادشاہ یا امیر سے کوئی عہدہ یا خدمت یا عطاء یا انصاف کا سوال کرنا کہ یہ لوگ ان چیزوں پر ظاہر اسباب کے لحاظ سے قادر ہیں واضح طور پر یوں سمجھے کہ خدا تعالیٰ و تقدس نے اس عالم میں اسباب و علل کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے اگرچہ وہ اسباب صرف ظاہر کے اعتبار سے اسباب ہیں ورنہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے لیکن اس ظاہری نظام کے لحاظ سے ایک شے کو دوسری کا سبب کہہ سکتے ہیں مثلاً آگ کو جلانے اور پکانے کا سبب بنادیا ہے پانی کو ٹھنڈا کرنے پیاس بجھانے کا سبب مقرر فرمایا۔ اسی طرح اور بے شمار اسباب ہیں جو اس عالم میں موجود و مشاہد ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ فائدہ حاصل کرنا اور اپنے کاموں میں مدد لینا ناجائز نہیں آگ سے کھانا پکانے کا کام لینا۔ پانی سے پیاس بجھانا بھی استعانت ہے۔ لیکن اس استعانت کا مبنیٰ وہی ظاہری سبب ہونا اور نظام عالم میں اس سببیت کا داخل ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی استعانت کو کوئی اعانت اور استعانت سے تعبیر نہیں کرتا اور نہ آگ سے کھانا پکاتے وقت پکانے والے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں آگ سے استعانت کر رہا ہوں۔

اسباب طبعیہ میں تو یہ بات نہایت واضح ہے رہے اسباب اختیاریہ جیسے بادشاہ سے دفع ظلم میں استعانت طلب کرنا۔ اس پر اگرچہ استعانت کا اطلاق معروف ہے اور ان سے سوال کرتے وقت استعانت کا خیال بھی ہوتا ہے لیکن اس کا مبنیٰ بھی وہی سببیت ہے بادشاہ بوجہ اپنی قوت و شوکت کے اور اپنے حشم و خدم اعوان و انصار کی وجہ سے انتقام لینے پر اور ظلم دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے اسباب اسے

---

(۱) ومن أضل ممن يدعو من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيامة وهم عن دعائهم غافلون اى لا أضل ممن يدعو من دون الله اصناماً و يطلب منها مالا تستطيعه الى يوم القيامة (تفسير ابن كثير سورة الاحقاف : ۱۵۴/۴ ط سهيل اكيدمي ' لاهور)

میسر ہوتے ہیں اس لئے اس سے مدد مانگی جاتی ہے اگرچہ اس کی یہ قدرت ظاہری ہے ورنہ ان تمام امور کی حقیقی باگ خدا جبار کے ہاتھ میں ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ جو امور مختصہ بالباری تعالیٰ ہیں اور اس عالم اسباب میں ان کا کوئی سبب نہیں ان میں یا وہ امور کہ اگرچہ وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں ہیں مگر ان کے اسباب خاصہ کے سوا کسی دوسرے سے ان کے وجود میں استعانت کرنا یقیناً حرام اور کفر ہے۔ مثلاً کسی مردہ بزرگ، پیر یا ولی سے اولاد مانگنا یا نوکری مانگنا حرام ہے اس لئے کہ اولاد دینا ان امور میں سے ہے جو خاص باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور نوکری دینا اگرچہ نظر بظاہر خدا کے ساتھ خاص نہیں لیکن وہ وفات یافتہ پیر یا بزرگ اس کے واسطے ظاہری سبب بھی نہیں کہ اس سلسلہ اسباب ظاہرہ کے لحاظ سے ان سے نوکری مانگی جائے اسی طرح کسی زندہ بزرگ سے کوئی ایسی چیز مانگنا جو خدا کے ساتھ مختص ہو یا جو نظر بر اسباب ان کے قبضے میں نہ ہو ناجائز ہے۔

اور عوام کے عقائد کی اصلاح علما کے ذمہ واجب ہے انہیں کوئی ایسا فتویٰ دینا جس سے ان کے عقائد فاسد ہوں ناجائز ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اذا سألت فاسأل الله و اذا استعنت فاستعن بالله (۱) ابن عباسؓ کو آپ نے فرمایا کہ جب تو کچھ مانگے تو خدا سے مانگ اور جب استعانت کرے تو خدا سے کر (ترمذی ص ۴۳ ج ۲) اور فرمایا لیسأل احدکم ربّه حاجته کلها حتی یسأل شسع نعله اذاانقطع (ترمذی ص ۲۰۰ ج ۲)(۲) یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنی تمام حاجتیں خدا سے مانگے یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے مانگے یہ تعمیم اصلاح عقائد عوام کی لئے ہی حضور ﷺ نے فرمائی ہے پس زید کو لازم ہے کہ وہ اپنے اس طرز سے جس سے عقائد عوام بگویں احتراز کرے اور انہیں صاف اور مفصل مسئلہ بتائے۔ واللہ اعلم

مرثیہ کی مجلس قائم کرنا اور اس میں شرکت و تعاون کرنا حرام ہے

(سوال) اگر کوئی شخص کتب ہائے دینی یا وعظ کو بند کر کے مجلس محرم کہ جس میں مرثیہ خوانی ہو قائم کرے ایسے اشخاص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز جس مجلس میں مرثیہ خوانی ہو اس میں شریک ہونا اور اس کے اخراجات میں شامل ہونا کیسا ہے بینوا توجروا

(جواب ۱٤) مجالس تعزیت و مرثیہ خوانی کا منعقد کرنا اور ان میں شرکت کرنا ممنوع و مکروہ ہے کسی میت کے لئے دروازہ پر بیٹھنے اور مجلس تعزیت منعقد کرنے سے فقہا منع کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ واقعہ جس کو مدت

---

(۱) عن ابن عباسؓ قال کنت خلف النبی ﷺ یوماً فقال یا غلام : انی اعلمك کلمات احفظ الله یحفظك احفظ الله تجده تجاهك اذاسألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله واعلم ان الامة ان اجتمعت علی أن ینفعوك بشئی لم ینفعوك الا بشئی قد کتبه الله لك ـ و ان اجتمعو علی ان یضروك بشئ لم یضروك الا بشئ قد کتبه الله علیك ' رفعت الا قلام و جفت الصحف ـ هذا حدیث حسن صحیح' (الجامع للترمذی ۷۸/۲ ط سعید)

(۲) (الجامع للترمذی : ۲۰۱/۲ ط سعید)

گزر گئی ہو - قال کثیر من متاخری ائمتنا یکرہ الاجتماع عند صاحب البیت و یکرہ له الجلوس فی بیته حتی یاتی الیه من یعزی بل اذا فرغ و رجع الناس من الدفن فلیتفرقوا و یشتغل الناس بامورهم وصاحب البیت بامرہ (رد المحتار) (۱) و تکرہ التعزیة ثانیا و عند القبر و عند باب الدار (الدر المختار) (۲) قوله عند باب الدار فی الظهیریة و یکرہ الجلوس علی باب الدار للتعزیة لانه عمل اهل الجاهلیة وقد نهی عنه وما یصنع فی بلاد العجم من فرش البسط و القیام علی قوارع الطریق من اقبح القبائح اه بحر - انتهی (رد المحتار) (۳) مجلس مرثیہ میں شرکت حرام ہے اور علیٰ ہذا القیاس اس کے اخراجات میں شرکت - واللہ تعالیٰ اعلم

ایصال ثواب کے لئے اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام بدعت ہے

(سوال) تلاوت قرآن مجید کے لئے محفل کرنا بلا تعیین وقت و روز و ماہ اس طور سے کہ ایک آدمی باری باری سے تلاوت کرے اور باقی حاضرین سنیں اور اختتام درود شریف اور ادعیہ پر ہو اس طرح محفل کرنا مطابق شرع مبین جائز ہے یا بدعت ؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۵) قرآن مجید افضل الاذکار اور اس کی تلاوت افضل الاشغال ہے اور تلاوت قرآن مجید فرداً فرداً یا اتفاقیہ اجتماع کے ساتھ کرنا جائز ہے اور اگر تعلیم قرآن مجید مقصود ہو خواہ الفاظ سکھانا مقصود ہو یا تجوید یا معانی و مطالب قرآنیہ تو اجتماع کا اہتمام کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ روزانہ یا دوسرے روز یا ہفتہ میں ایک بار مثلاً سکھانے والا لوگوں کو جمع کر کے سکھا دیا کرے جیسا کہ سلفاً و خلفاً تعلیم قرآن کی مجالس قائم کرنا مسلمانوں کا معمول ہے لیکن اگر تعلیم مقصود نہ ہو بلکہ محض تلاوت بقصد قربت و بہ نیت مثوبت مقصود ہے تو اس کے لئے یہ اہتمام کرنا اور مجلس منعقد کرنا شریعت سے ثابت نہیں پھر اس کے اندر اور شرائط و قیود کا اضافہ بھی ہو تو بدعت ہو جائے گا (۴) جب کہ مقصود محض تلاوت قرآن مجید کا ثواب حاصل کرنا ہو تو اس کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ تنہا اپنے حضور قلب کے اوقات میں جس قدر خشوع و دل بستگی کر سکے کر لیا کرے کہ یہی طریقہ سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور حضرات تابعین وائمہ مجتہدین کا طریقہ تھا و الخیر کله فی اتباعهم یعنی بھلائی تمام کی تمام انہیں حضرات کے اتباع میں ہے مجالس الابرار میں ہے اخبر عبداللہ بن مسعود بالجماعة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب و فیهم رجل یقول کبروا اللہ کذا و کذا وسبحو االلہ کذا و کذا واحمد وا اللہ کذا و کذا فیفعلون فحضرهم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبداللہ بن مسعود فوالذی لا اله غیرہ لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد فقتم اصحاب محمد علیه اسلام علما یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ ایک

---

(۱) (رد المحتار مع الدر المختار : ۲ / ۲۴۱ ط سعید) (۲) (رد المحتار مع الدر المختار : ۲ / ۲۴۱ ط سعید)
(۳) (رد المحتار مع الدر المختار ۲ / ۲۴۱ ط سعید) (٤) بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندہ بل بنوع شبهة (الدر المختار مع رد المحتار ۱ / ۵۶۰ ط سعید)

جماعت ہے جو مغرب کے بعد بیٹھتی ہے اور ان میں ایک شخص ہے جو ان کو تعلیم دیتا ہے کہ اتنی مرتبہ تکبیر کہو اتنی مرتبہ الحمد للہ کہو اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو تو سب ایسا ہی کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ خبر پاکر وہاں تشریف لے گئے اور جب ان لوگوں کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں اور اس خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ تم لوگوں نے ایک تاریک بدعت اختیار کی ہے یا آنحضرت ﷺ کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہو انتہی۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ کوئی کام بظاہر کیسا ہی نیک کام ہو جب تک کہ منہاج سنت پر نہ ہو محبوب و مستحسن و معتبر نہیں۔ ھذا واللہ اعلم

طاعون کے وقت اذان دینے کا حکم

(سوال) طاعون کے زمانے میں اذان کا دینا کیا حکم رکھتا ہے؟ آیا جائز ہے یا ناجائز یا مکروہ تنزیہی یا تحریمی؟ اور اسکی اصل شرع میں پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جاتی تو موافق اس عبارت کے بدعت ہوگی یا نہیں مالا یعرف فی الشریعة اصله اور قرون ثلثہ میں پائی گئی ہے یا نہیں اور نہ پایا جانا کسی چیز کا قرون ثلثہ میں مستلزم بدعت ہے یا نہیں اور موجب کراہت یا حرمت کا ہے یا نہیں اور اگر اس کا زمانہ رواج معلوم ہو تو وہ بھی تحریر فرمایئے گا؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۶) بدعت اس چیز کو کہتے ہیں جس کی شریعت مقدسہ میں اصل نہ پائی جائے اور اسے ثواب یا عذاب کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے یعنی دین کی بات سمجھی جائے رفع طاعون کے لئے اذان دینا شریعت میں معہود نہیں پس اسے امر شرعی سمجھ کر اختیار کرنا تو بیشک بدعت ہے (۱) لیکن امر شرعی نہ سمجھا جائے اور جیسے کہ بعض امراض کے لئے بعض تعویذ یا عمل تجربہ سے مفید ثابت ہوئے ہیں اذان کا طاعون کے لئے مفید ہونا تجربہ سے ثابت ہو اور محض عمل کے طور پر کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

کفار کے مذہبی میلوں میں شرکت و تعاون حرام ہے

(سوال) مسلمانوں کو اہل ہنود کے مذہبی میلوں مثلاً رام لیلا کرشن لیلا وغیرہ میں شامل ہونا انتظام کرنا رونق بڑھانا یا اتحاد کا خیال کر کے شریک کار ہونا یا بغرض سیر و تفریح یہ جان کر کہ یہ ہندوؤں کا مذہبی میلا ہے جانا یا ایسے میلوں کے اہتمام میں چندہ دینا یا کسی اور طرح سے معاون ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو مکروہ تحریمہ ہے یا حرام؟ اور ان امور کے مرتکب پر کون کون سے احکام شرعی عائد ہوتے ہیں اور ان کی کیا جزا ہے مفصل بحوالہ نص (قرآن مجید) و حدیث فتویٰ تحریر فرما کر اجر عظیم حاصل فرمائیں۔ المستفتی محمد فاروق خاں چشتی

---

(۱) بدعة : وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة – قال المحقق : تعريف الشمنى لها بانها ما احدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله ﷺ من علم او عمل او حال بنوع شبهة واستحسان و جعل دينا قويما و صراطا مستقيما اه فافهم (رد المحتار مع الدر المختار ۱ / ۵۶۰، ۵۶۱) ط سعيد

(جواب ۱۷) کفار و مشرکین کے مذہبی میلے جن میں شعائر شرک و کفر کا اظہار اور اصنام و اوثان کی پرستش اور تعظیم ہوتی ہے ایسے میلوں میں بغرض تفریح و سیر و تماشا یا بہ نیت قیام اتحاد شریک ہونا اور رونق بڑھانا یا ایسے امور کے لئے جو شعائر کفر میں داخل ہیں چندہ دینا یا معاونت کرنا حرام ہے(۱) رہا انتظام و قیام امن کا خیال تو وہ اگر اس طور پر ہو کہ شعائر کفر سے پوری علیحدگی اور دوری رہے اور کسی طرح تفریح و تماشا مقصود نہ ہو اور کسی معتمد نظام کے ماتحت انتظام کے لئے شرکت پر مجبوری بھی ہو تو مباح ہے لیکن بحالات موجودہ ہندو سنگھٹن اور مہاپیر دل کی تحریکوں اور ان کے نتائج نے میرے خیال میں کوئی مجبوری باقی نہیں رکھی اس لئے مسلمانوں کی شرکت انتظام کے لئے بھی اب کوئی وجہ جواز نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء

غیر مسلم کی درازی عمر کے لئے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟

(سوال) مسٹر گاندھی ۲۱ روز کا برت رکھتے ہیں تاکہ ہندو مسلم اتحاد ہو ان کے برت کے بخیر و خوبی اختتام ہونے پر ہندو تمام ہندوستان میں اظہار مسرت کے جلسے منعقد کرتے ہیں جس میں مسٹر گاندھی کی صحت و سلامتی و درازی عمر کی دعائیں مانگی جاتی ہیں مسلمان شرکت سے محترز رہتے ہیں مگر کسولی کی واحد مسجد کے پیش امام صاحب اس جلسے میں شریک ہوتے ہیں اس کی صدارت فرماتے ہیں اور جلسے کے مقاصد کی تکمیل فرماتے ہیں کیا امام صاحب کا یہ فعل کفر و شرک کی حمایت نہیں ہے؟

(جواب ۱۸) کسی غیر مسلم کی درازی عمر کے لئے دعا مانگنا اس نیت سے کہ شاید خدا تعالیٰ اس کو ہدایت فرمادے اور وہ آئندہ عمر میں نور اسلام سے منور و مستنیر ہو جائے(۲) جائز ہے پس جلسہ مذکورہ کی شرکت و صدارت کے لئے ایک جائز محمل ہو سکتا ہے اور لوگوں کو زیبا نہیں کہ وہ اس بنا پر امام صاحب کو محل طعن و تشنیع بنائیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی

ایک گمنام خط جس کی ترویج و اشاعت جائز نہیں

(سوال) عرصہ چار سال سے گمنام خط جس کی نقل ذیل میں ہے آتے ہیں آیا ان خطوط کی تعمیل جائز ہے یا نہیں؟

نقل خط گمنام۔ ایاك نعبد و ایاك نستعين اهدنا الصراط الذين انعمت۔ پس جس وقت یہ خط ملے فوراً گیارہ جگہ لکھ کر تقسیم کر دو انشاء اللہ چالیس روز میں فائدہ ہو گا اگر ایسا نہ کرو گے تو البتہ نقصان ہو گا اپنا نام

---

(۱) عن عبدالله بن مسعودؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من كثر سوادقوم فهو منهم و من رضي عمل قوم كان شريكا لعمله (المطالب العاليه بزوائد المسانيد الثمانيه : ۲/ ۴۲ رقم الحديث : ۱۶۰۵ مطبع عباس احمد الباز مكة المكرمة كذافي فتح الباري ۳/ ۴۷ رقم الباب ۱۱)

(۲) اذا قال للذمي اطال الله بقاء ك ان كان نيته ان الله تعالي يطيل بقاء ه ليسلم او يودي الجزية عن ذل و صغار فلا باس به وان لم ينو شيئا يكره كذا في المحيط (هنديه ۵/ ۳۴۸ ط كوئته)

و پتہ نہ لکھنا یہ ایک بزرگ کی ہدایت ہے۔
(جواب ۱۹) ان خطوط کے مضمون کو صحیح سمجھنا اور ان کی تعمیل کرنا سخت گناہ ہے اول تو یہی معلوم نہیں کہ ان کا کاتب کون ہے اکثر گمنام آتے ہیں بلکہ ان میں یہ فہمائش بھی ہوتی ہے کہ لکھنے والا نام ظاہر نہ کرے ممکن ہے اور اقرب الی القیاس یہی ہے کہ اس کارروائی کی ابتدا کسی دشمن اسلام نے کی ہے جس سے اس کا مقصود کم از کم یہ تھا کہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے سینکڑوں پیسے روزانہ ضائع کرادیئے جائیں دوسرے یہ کہ اس کے مضمون کو صحیح سمجھنے کی صورت میں عقائد خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے مثلاً جس کے پاس یہ خط پہنچا اور اس نے اس پر عمل نہ کیا اور تقدیری طور پر چالیس روز کے اندر اسے کوئی تکلیف یا نقصان پہنچا تو اسے یقین ہو جائے گا کہ خط کی تعمیل نہ کرنے سے یہ نقصان پہنچا اور پھر وہ اس ناجائز وبیہودہ بات کو اپنے ذمہ لازم کرلے گا اور اگر اس نے تعمیل بھی کر دی اور اسے چالیس روز میں کوئی فائدہ نہ ہوا یا الٹا کوئی نقصان پہنچ گیا تو اس کو قرآن پاک کی ان آیتوں کی جانب سے بدگمانی اور بد اعتقادی پیدا ہو جائے گی جن کے ساتھ خوش اعتقادی ہونے کی وجہ سے خط کی تعمیل کی تھی تیسرے یہ کہ اگر بالفرض آیت مذکورہ میں فائدے کے خیال سے لکھنا اور بھیجنا مباح بھی مان لیا جائے تاہم اس کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی دینا اور نقصان سے ڈرانا کیا معنی رکھتا ہے مباح کے ترک پر کوئی وعید نہیں ہوتی چوتھے یہ کہ گیارہ کی تخصیص کہ گیارہ جگہ ہی لکھ کر بھیجو بے معنی ہے ان کے علاوہ اور بھی اس میں نقصانات ہیں ہمارا غالب خیال یہی ہے کہ اس کارروائی کی ابتدا کسی دشمن اسلام نے کی اور مسلمان سادہ لوح خوش اعتقاد اس میں اپنی نادانی کی وجہ سے مبتلا ہو گئے اب ممکن ہے کہ بعض نیک خیال مسلمان یہ خط بھیجتے ہوں مگر یہ ان کی نادانی ہے انہیں علمائے شریعت سے اس کا حکم دریافت کرنا چاہئے تھا بہر حال اس میں اسراف' خوف فساد عقیدہ' خوف توہین آیات' اخبار عن الغیب' تحسین مبتدع اور بہت سے فسادات ہیں کسی مسلمان کو اس کی تعمیل کرنا اور اس کے مضمون کو صحیح سمجھنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

دفع طاعون کے لئے استغفار و صدقہ کرنا تو صحیح ہے لیکن اس کے لئے خاص اہتمام جائز نہیں

(سوال) بوقت مرض طاعون و وباسب مسلمان جمع ہو کر دعا و درود پڑھتے ہیں اور کوچہ بکوچہ پڑھتے ہوئے گھومتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں ؟
(جواب ۲۰) نزول بلیات و حوادث کے وقت توبہ و استغفار کرنا اور صدقات دینا جائز اور مستحسن ہے(۱) لیکن کوئی خاص اہتمام و اجتماع کرنا ٹھیک نہیں اسی طرح کوچہ بکوچہ پھرنا بھی ناجائز ہے یہ حکم تو شرعی ہے لیکن اگر

---

(۱) چونکہ یہ عذاب خداوندی ہے اور عذاب خداوندی کے دفعیہ کے لئے اولاً تو حرام کاموں سے اجتناب اور ثانیاً توبہ واستغفار ضروری ہے طاعون کا عذاب ایک خاص حرام فعل کی وجہ سے آتا ہے : عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لم یظهر الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوا بها الا فشی فیهم الطاعون والا وجماع التی لم تکن مضت فی اسلا فهم الذین مضوا (سنن ابن ماجة : ۲۹۰ ط سعید)

عمل کے طور پر کوئی بزرگ کسی بات کو دفع بلا کے لئے تجربہ کے طور پر مفید بتائے تو بشر طیکہ وہ فعل مباح ہو اور شرعی حکم سمجھ کر نہ کیا جائے جائز ہو گا اور مثل تعویذوں اور دیگر عملیات مباحہ کے اس کا بھی حکم ہو گا۔ واللہ اعلم ۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

پیر و مرشد کے لئے تابع شریعت ہونا ضروری ہے

(سوال) کوئی شخص اپنے لئے سجدہ تعظیمی درست سمجھتا ہے اور مزامیر پر گانا سننے اور حال کھیلنے کو جائز رکھتا ہے تارک جماعت بھی ہے ایسا شخص نائب رسول یا پیر یا شیخ یا ولی اللہ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۲۵ محمد دین نصیر آبادی ۔ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱) سجدہ تعظیمی غیر اللہ کے لئے بہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے اور بہ نیت تحیۃ ہو تو حرام ہے (۱) مزامیر بھی ناجائز ہے اور ترک جماعت بغیر عذر موجب فسق ہے ان امور کا مرتکب نیابت رسول کے لقب کا مستحق نہیں اور نہ قابل بیعت ہے بیعت کرنے کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو متبع شریعت ہو اور پابند سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہو (۲) فقط ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سورہ یٰسین اور سورۃ تغابن پڑھ کر بکرے کے کان میں پھونکنا اور شرکیہ الفاظ پر مشتمل تعویذ کا حکم

(سوال) (۱) مرض پلیگ کے انسداد کے لئے سورہ یٰسین اور سورہ تغابن پڑھ کر بکرے کے کان میں پھونک مار کر اور شوربا بنا کر پلانا قرآن کریم کی رو سے اور حدیث کی رو سے سنت ہے یا بدعت ۔ (۲) اگر سنت ہے تو آنحضرت ﷺ نے کسی موقعہ پر یہ عمل کیا ؟ (۳) کیا خلفائے راشدین سے لیکر تبع تابعین کے زمانے تک یہ عمل کیا گیا ہے یا نہیں ؟ (۴) اگر یہ عمل مذکور تبع تابعین کے زمانے تک نہیں ہوا تو کس شخص نے کس زمانے میں ایجاد کیا ؟ (۵) لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمه – المصطفى والمرتضى و ابناهما والفاطمة تعویذ لکھ کر لگانا شرک ہے یا بدعت ؟ (۶) اگر شرک نہیں تو کیوں ؟ (۷) اگر بدعت نہیں سنت ہے تو آپ نے کس موقعہ پر اس دعا کے تعویذ لگانے کا حکم صادر فرمایا ؟ (۸) آنحضرت ﷺ کے زمانے سے تبع تابعین کے زمانے تک یہ عمل تعویذ لگانے کا جاری رہا یا نہیں ؟ (۹) کیا حدیث شریف کی صحیح کتابوں میں بھی یہ دعا مرقوم ہے ؟ (۱۰) اگر صحیحین میں اس کا وجود نہیں تو کون شخص اس

---

(۱) من سجد للسلطان على وجه التحية او قبل الارض بين يديه لا يكفر و لكن يأثم لارتكابه الكبيرة قال الفقيه ابو جعفر رحمة الله وان سجد للسلطان بنية العبادة او لم تحضره النية فقد كفر كذافي جواهر الاخلاطى (فتاوى هنديه ۵/۳۶۸ كوئته)

(۲) بیعت کسی ولی ہی سے کی جاتی ہے ہر کس و ناکس سے نہیں ۔ والولى فعيل بمعنى الفاعل وهو من توالت طاعته من غير ان يتخللها عصيان و بمعنى المفعول فهو من يتولى عليه احسان الله تعالى وافضاله – تعريفات السيد – ولا بد من تحقيق الوصفين حتى يكون وليا في نفس الامر فيشترط فيه كونه محفوظاً كما يشترط في النبى كونه معصوما كما في رسالة الامام القشيرى (مقدمه رد المحتار : ۱/۵۸ ط سعيد)

کا بنانے والا ہے ؟ **المستفتی نمبر ۷ ۳۰** میاں ولایت محمد ضلع ہوشیارپور ۲۱ صفر ۱۳۵۳ھ م ۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۲) (۱) یہ بات نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں اور نہ اسے سنت کہہ سکتے ہیں بلکہ بدعت ہے (۱) (۲) حضور ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا (۳) خلفائے راشدین اور تابعین اور تبع تابعین سے یہ عمل ثابت نہیں (۴) اللہ جانے کس نے کب ایجاد کیا بدعتوں کی تاریخ کا پتہ لگانا ضروری نہیں بہر حال یہ بدعت ہے (۵) یہ کلمات غالباً شیعوں نے بنائے ہیں سنیوں کو ان سے اجتناب کرنا چاہئے کہ یہ موہم شرک ہیں (۶) موہم شرک ضرور ہیں اس لئے واجب الاحتراز ہیں (۷) حضور ﷺ نے کسی موقع پر بھی ان کے پڑھنے یا لگانے کا حکم نہیں فرمایا - (۸) نہیں - (۹) نہیں - (۱۰) اللہ جانے کس نے بنائے غالب ظن یہ ہے کہ کسی شیعہ نے بنائے ہیں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیجا چالیسواں عرس وغیرہ بدعت ہے

(سوال) (۱) آنحضرت ﷺ نے امیر حمزہؓ کے نام سے سویم کے روز سہ ماہی و ششماہی و برسی کے روز فاتحہ دلائی ہے اور صحابہ کرامؓ نے بھی یہ عمل کیا ہے صفحہ ۵۹ ہدایت الحرمین - یہ مضمون جامع الفقہ ملا صدیق زبیری و فتاویٰ نوادر و مجمع الروایات سے حوالہ ہے ہم کو سویم دہم چہلم وغیرہا مقررہ دنوں میں یا غیر از تیسرے یا دسویں دن کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) مجمع الروایات اور سراج الہدیٰ مولانا جلال الدین بخاری اور حاشیہ مظہری نے عرس کا تقرر جائز بتلایا ہے کیونکہ اس گھڑی کو یاد رکھے کہ جس گھڑی انسان فوت ہوا ہے ایک روز مقرر کر کے عرس کرے تو جائز ہے جس روز مردے کی جان نکلی ہے اس روز مردوں کی ارواح اسی گھڑی اس گھر میں آتی ہیں (زیور ایمان جلد دوم ص ۳۱۷) مندرجہ بالا سوال نمبر دو کی بابت تحفۃ المؤمنین صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ فاتحہ رسمی شرائط و قیود کے ساتھ دلانا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے نہ آنحضرت سے منقول ہے نہ صحابہؓ و تابعین و ائمہ مجتہدین سے اور نہ کتب معتبرہ فقہ سے -

(۳) قبور والدین پر بوسہ دینا جب ہرج نہیں تو مشائخ طریقت اور بزرگان دین کی قبور کو بوسہ دینا جائز ہے یہ فتویٰ مسائل ضرور یہ خلاصہ مسائل حنفیہ میں ہے سوال نمبر تین کی بابت منہاج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۸۷ میں ہے کہ حضور ﷺ نے وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا کہ جانو اور آگاہ رہو کہ تم سے آگے ایسے گروہ تھے کہ اپنے انبیاء اور صلحا کی قبروں کو سجدہ کیا کرتے تھے ویسا تم مت کرنا اور ماں باپ کی قبروں کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے - **المستفتی نمبر ۳۲۲** ڈاکٹر محمد عبدالصمد صاحب (ضلع اکولہ) ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳) (۱) یہ روایت صحیح اور ثابت نہیں نہ صحابہ کرامؓ سے نہ آنحضرت ﷺ سے تیجہ دسویں

---

(۱) بدعت ہیں اور بدعت کا مذموم ہونا کون نہیں جانتا -

چاہئیں وغیرہا کی تعیین بدعت ہے(۱)(۲) تعیین تاریخ عرس کا بھی شرعی ثبوت نہیں(۲) تحفۃ المؤمنین کا مضمون صحیح و درست ہے(۳) قبروں پر بوسہ دینا خواہ والدین کی ہوں یا بزرگوں کی نہیں دینا چاہئے کہ اس سے عوام الناس کے عقیدے فاسد ہوتے ہیں اور وہ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

قرآن کریم کی طرف پشت کر کے بیٹھنا بے ادبی ہے

(سوال) کسی شہر کی جامع مسجد میں واسطے نماز جمعہ کے تقریباً دو سو آدمی جمع ہوتے ہیں اور صف بہ صف قبلہ رو ہو کر ہر ایک آدمی اپنے ہاتھ میں سورہ کہف لے کر پڑھتے ہیں صف اول والوں کی پیٹھ دوسری صف کی طرف رہتی ہے اور دوسری صف والوں کے ہاتھ میں کلام پاک سورہ کہف ہوتا ہے اسی طرح ہر صف کا حال ہے تو اس طرح بیٹھ کر کلام پاک پڑھنا کیسا ہے ؟ کلام پاک کے ادب کی خاطر کیا کرنا چاہئے ان آدمیوں میں سے ایک شخص قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھ کر سورہ کہف پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۴۰۹ ملا داؤد (سوترہ) ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴) اس صورت میں کلام مجید کی بے ادبی کی صورت ضرور ہے اس لئے ہاتھ میں کلام مجید لے کر نہ پڑھیں اور اگر لوگ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے بیٹھیں تو صفوں کا انتظام خراب ہوتا ہے اس لئے جن لوگوں کو سورہ کہف حفظ یاد ہو وہ پڑھیں اور یاد نہ ہو تو قرآن پاک کی جو سورتیں یاد ہوں وہی پڑھ لیا کریں ایک شخص جو قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھ جاتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں سوائے اس کے کہ صف کے انتظام سے اس میں بھی علیحدگی ہے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

دس محرم کو شربت پلانا' کھانا کھلانا بدعت اور روافض کا شعار ہے
دس محرم کو حضرت حسینؓ کی شہادت کا تذکرہ کرنا

(سوال)(۱) ۱۰ محرم کو شربت پلانا یا پانی پلانا کھانا کھلانا غربا اور احبا و اعزہ کو درست ہے یا نہیں ؟(۲) ۱۰ محرم کو حضرت امام حسن و امام حسینؓ کا ذکر کرنا درست ہے یا نہیں اکثر لوگ ذکر کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۴۵۹ الیس مولا بخش دہلی ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۵) ایصال ثواب کے لئے ۱۰ محرم کی کوئی تخصیص نہیں شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

---

(۱) لا تجعلو زیارۃ قبری عیدا' اقول ھذا اشارۃ الی سد مدخل التحریف کما فعل الیھود و النصاری بقبور انبیا ئھم وجعلوھا عیدا و موسما بمنزلۃ الحج (حجۃ اللہ البالغہ : ۲/۷۷ ط بولاق مصر)

(۲) لا یجوز ما یفعلہ الجھال بقبور الاولیاء والشھداء من السجود والطواف حولھا واتخاذ السروج والمساجد الیھا ومن الاجتماع بعد الحول کالا عیاد و یسمونہ عرسا (تفسیر مظھری : ۲/۶۵ حافظ کتب خانہ' کوئٹہ)

ارواح طیبہ کو سال بھر کے تمام ایام میں ثواب بخشنا جائز ہے محرم میں کوئی خصوصیت نہیں نہ شربت وفیرنی وغیرہا کی تخصیص ہے(۱) وعظ کی مجلس منعقد کی جائے اس میں شہادت کی حکمت اور اس کے نتائج بھی بیان کر دیئے جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تعزیہ بنانا جائز نہیں خواہ کسی بھی نیت سے ہو

(سوال)(۱) تعزیہ بنانا ماہ محرم میں شرک وبدعت ہے یا نہیں ؟(۲) جس جگہ ہندو مسلمان کا ہمیشہ تنازعہ ہوتا ہو بر موقعہ عیدین محرم وعرس وغیرہا ایسی جگہ اس خیال سے کہ ہندوؤں پر کچھ اثر پیدا ہو تعزیہ بنانا یا نکالنا درست ہے یا نہیں ؟(۳) ہر چار طرف اہل ہنود کی آبادی ہو اور صرف درمیان میں ایک گھر مسلمان کا ہو ایسی صورت میں تعزیہ نکالنا درست ہے یا نہیں ؟ جس کے متعلق پہلے مقدمات ہو کر اجازت ہوئی ہو۔(۴) اگر کوئی شخص بلا عقیدہ تعزیہ بنائے محض اس خیال سے کہ آپ کی یاد تازہ ہو اور اس کو شارع عام میں رکھ دے درست ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۴۶۰ شیخ محمد شفیع (انبالہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۴ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶) (۱) تعزیہ بنانا شریعت سے ثابت نہیں وہ اسراف اور بدعت ہے اور اسکے ساتھ عوام شرکیہ افعال بھی کرتے ہیں (۲) ہندوؤں کے اوپر ناجائز چیز کے ذریعے دباؤ ڈالنا جائز نہیں ہو سکتا۔(۳) نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا ہر حال میں اتباع کرنا چاہئیے۔(۴) نہیں جو چیز ناجائز ہے وہ اس خیال سے جائز نہیں ہو سکتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

یارسول اللہ اور یا علی کہنا درست نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص اٹھتے بیٹھتے حضور اکرم ﷺ کو یا حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے یارسول اللہ یا علی کہہ کر پکارے تو جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۴۶۱ محمد اسحٰق (برما) ۱۳ محرم ۱۳۵۴ھ م ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷) مسلمان کو لازم ہے کہ وہ ہر وقت حضرت حق جل شانہ کو پکارے اور اسی سے استعانت کرے اٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ یا یا علی کہنا درست نہیں کیونکہ ہر جگہ حاضر وناظر ہونا اور ہر پکارنے والے کی پکار کو سننا اور اس کی مدد کرنا خاص خدا تعالیٰ کی صفت ہے وہی علام الغیوب ہے اس کے سوا کوئی اور عالم الغیب نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ایصال ثواب کے لئے کسی دن کی تخصیص شریعت سے ثابت نہیں اور اب جب کہ یہ روافض اور مبتدعین کا شعار بن چکا ہے تو اسے قطعا ترک کرنا چاہئیے۔ والمتابعة كما يكون في الفعل يكون في الترك ايضا فمن واظب على فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع (مرقات شرح مشكوة : ۱/ ۴۱ ط كوئٹه)

(۲) ومنها (اى من الشرك) انهم كانوا يستعينون بغير الله في حوائجهم من شفاء المريض و غناء الفقير و ينذرون لهم يتوقعون انجاح مقاصدهم بتلك النذور' و يتلون اسماء هم رجاء بركتها' فاوجب الله تعالى عليهم ان يقولوا في صلاتهم – اياك نعبد و اياك نستعين' قال الله تعالى فلا تدعو مع الله احداً و ليس المراد من الدعاء العبادة كما قاله بعض المفسرين بل هو الاستعاذة' لقوله تعالى: بل اياه تدعون فيكشف ما تدعون (حجة الله البالغة : ۱/ ۶۱ بولاق) (جاری ہے)

موہم شرک لفظ کا ورد کرنا جائز نہیں

(سوال) ایک شخص اپنے کو حاجی وارث علی کا مرید ہونا بتاتا ہے اور ذکر اللہ کی جگہ ذکر اپنے پیر کا کرتا ہے یعنی یاوارث یاوارث کرتا ہے ایسے آدمی کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے ؟ **المستفتی نمبر ٤٦٢** محمد حسین صاحب پیش امام جامع مسجد (سابر متی) ١٥ محرم ١٣٥٤ھ م ٢٠ اپریل ١٩٣٥ء

(جواب ٢٨) وارث خدا تعالیٰ کا نام بھی ہے اگر ذکر کرنے والا وارث کے لفظ سے اللہ تعالیٰ کا نام مراد لے تو یہ ذکر جائز ہے لیکن شاہ وارث علی صاحب کے مریدوں کو احتیاط کرنی چاہئیے باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے وارث کے سوا کسی اور نام کو منتخب کر لیں تاکہ ان کی طرف غیر اللہ کا ذکر کرنے کی تہمت عائد نہ ہو سکے اور اگر ذکر کرنے والا لفظ وارث سے اپنے مرشد کا نام ہی مراد لیتا ہے اور ان ہی کو یاوارث سے ندا کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے اور اگر اس کا یہ خیال ہو کہ وہ اس کی بات کو سنتے ہیں تو یہ شرک ہے(١)

دف بجانے کے ساتھ درود پڑھنا جائز نہیں

(سوال) دف بجاتے وقت دف بجانے والے کو درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ **المستفتی نمبر ٥١١**

(جواب ٢٩) نہیں(٢) محمد کفایت اللہ

اللهم یا واجب الوجود دعاء میں کہنا جائز ہے

(سوال) اللهم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ **المستفتی نمبر ٥١٢**

(جواب ٣٠) اللهم یا واجب الوجود دعا میں کہنا جائز ہے(٣) محمد کفایت اللہ

یا محی الدین شیئاً للہ کہنا واضح شرک ہے

(سوال) یا محی الدین شیئا للہ کا ذکر پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ **المستفتی نمبر ٥١٢** ٤ ربیع الثانی ١٣٥٤ھ م ٦ جولائی ١٩٣٥ء

(جواب ٣١) ناجائز ہے۔(٤) محمد کفایت اللہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ)(٣) ووجه الاندفاع ان مجرد ایهام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفظ بهذا الکلام وان احتمل معنیٰ صحیحا (رد المحتار مع الدر المختار : ٦/٣٩٥ ط سعید)

(١) عن النبی ﷺ انه کره رفع الصوت عند قراءة القرآن و الجنازة والزحف والتذکیر فماظنك عند الغناء الذی یسمونه وجدا و محبة فانه مکروه لا اصل له فی الشرع (رد المحتار مع الدر : ٦/٣٩٨ ط سعید)

(٢) قال الله تعالیٰ : قل ادعو الله اوادعو الرحمن ایاما تدعو فله الاسماء الحسنیٰ (سورہ بنی اسرائیل : ١١٠)

(٣) قال الله تعالیٰ : ومن اضل ممن یدعو من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعا ئهم غافلون (سورة الاحقاف : ٥)

(٤) قال الله تعالیٰ : ومن اضل ممن یدعو من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعا ئهم غافلون (سورة الاحقاف : ٥)

وبائی امراض کے دفعیہ کیلئے مخصوص شرکیہ جملوں کے ورد کے بجائے استغفار و صدقہ کرنا چاہئے

(سوال) وبائی امراض کے پھیلنے پر بعض لوگ کچھ دعائیہ جملے پڑھتے ہوئے شہر میں گشت کرتے ہیں مذکورہ جملوں میں سے یہ شعر ہے - **لی خمسة اطفی بها حرالوباء الحاطمة - المصطفی و المرتضی و ابناهما و الفاطمة** یہ بیت پڑھنا کیسا ہے ؟ اہل سنت والجماعۃ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ **المستفتی** شمس الدین (مرگوئی - برما)

(جواب ۳۲) یہ رسم اور طریقہ کو دفع وباء کے لئے پڑھتے ہوئے شہر میں گشت کریں غیر شرعی ہے شریعت نے ایسے مواقع کے لئے یہ تعلیم کی ہے کہ لوگ اپنی جگہ توبہ و استغفار کریں معصیتوں سے اجتناب کریں اور صدقہ و خیرات اور نماز کی کثرت کریں نہ کہ شہر میں گاتے بجاتے پھریں، یہ کام تو یقیناً شیعہ فرقے کا ہے اور اس کا مضمون اہل سنت کے عقائد کے موافق نہیں ہے اس لئے سنیوں کو اسے پڑھنا نہیں چاہئے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

خنزیر کے بالوں سے بنے ہوئے برش کا استعمال جائز نہیں

(سوال) انگریزی برش جو دانتوں پر استعمال ہوتا ہے اس میں اگر سور کے بال ہوں تو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ **المستفتی** نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳) اگر خنزیر کے بالوں کا برش ہو تو اس کا استعمال قطعاً ناجائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ۲۷ رجب کو روزہ رکھنے اور کھانا کھلانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں
(۲) شادی کے موقع پر برادری کو کھانا کھلانے کے لئے قرضہ لینا جائز نہیں
(۳) لفظ حرام اور ناجائز میں کیا فرق ہے ؟

(سوال) (۱) ماہ رجب میں ستائیس تاریخ کو لوگ خصوصیت کے ساتھ روزے رکھتے ہیں اور بعض لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ حضور ﷺ واصحاب کرامؓ نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا ہے کیا یہ صحیح ہے ؟
(۲) اسی ماہ رجب میں چالیس مرتبہ سورہ ملک پڑھ کر کھانے پر فاتحہ دیتے ہیں اور اس کا نام تبارک کا کھانا رکھا ہے کیا اس کا ثبوت ہے ؟
(۳) ایک شخص قرضدار ہے اور بیٹی کی رخصتی کا زمانہ آیا تو برادری کے لوگوں نے دباؤ ڈالا کہ ہمیں کھلاؤ بیٹی والے نے قرض کر کے کھانا کیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

---

(۱) یہ تو مشہور شرکیہ جملے ہیں ان سے قطعی احتراز ضروری ہے کیونکہ ایک تو اس میں شرک ہے اور دوسرا اس میں شبہ ہے (حدیث کا حوالہ اسی باب کے صفحہ نمبر ۵ پر درج ہے دیکھئے حاشیہ نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵)

(۲) قال ابو حنیفة رحمه الله تعالیٰ ولا ینتفع من الخنزیر بجلده ولا غیره الا الشعر للا ساکفة وقال ابو یوسف یکره الانتفاع ایضاً بالشعر وقول ابی حنیفة رحمه الله اظهر کذافی المحیط (هندیه : ۵/ ۳۵۴ ط کوئٹه)

(۴) لفظ ناجائز اور حرام میں کیا فرق ہے؟ المستفتی نمبر ۷۶۵ عبدالکبیر (دہلی) ۲۴ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳٤) رجب کی ستائیس تاریخ کے روزے کے بارے میں کوئی صحیح اور پختہ ثبوت نہیں ہے وہ مثل اور ایام کے نفلی روزہ کا ایک دن ہے کوئی خاص اہتمام کرنا اور اس کو ہزاری روزہ سمجھ کر رکھنا بے اصل ہے(۱)

(۲) اس عمل کا بھی کوئی پختہ ثبوت نہیں ہے۔

(۳) قرض لیکر جب کہ قرضہ کی ادائیگی کی بھی کوئی صورت نہ ہو کھانا کھلانا ناجائز ہے(۲)

(۴) ناجائز کا لفظ مکروہ اور حرام دونوں کو شامل ہے اور حرام (۳) کے مفہوم میں اتنا عموم نہیں ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فرض' واجب' سنت' نفل' مستحب کسے کہتے ہیں؟

(سوال) واجب' فرض' سنت مؤکدہ' مستحب' نفل وغیرہا میں کیا فرق ہے۔ المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبدالستار (گیا) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵) واجب اس تاکیدی حکم کو کہتے ہیں جو عمل میں فرض کے برابر ہوتا ہے صرف اعتقاد کے درجے میں فرض سے دوسرے نمبر پر ہوتا ہے (۵) سنت مؤکدہ وہ کام ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے مداومت کے ساتھ کیا یا مداومت کا امر فرمایا اور سنت غیر مؤکدہ وہ ہے کہ حضور ﷺ سے کرنا تو ثابت ہے مگر مداومت ثابت نہیں(۶) اور نفل وہ ہے کہ ایک نیک کام ہے اس کا عمل فی الجملہ ثابت ہے یا ترغیب ثابت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نوحہ اور مرثیہ پڑھنا جائز نہیں

(سوال) کیا ماہ محرم میں نوحہ پڑھنا اور واقعہ کربلا ذکر الشہادتین وغیرہ کتابوں سے پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم عمر صاحب انصاری (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳٦) نوحہ اور مرثیہ پڑھنا اور اس کیلئے مجالس منعقد کرنا جائز نہیں(۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) عن زید بن اسلمؓ: قال سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم رجب فقال أین أنتم من شعبان– وکان ابن عمرؓ اذا رأی الناس وما یعدون لو جه کرہ ذالك (مصنف ابن شیبه: ۲/۳٤٦ ط بیروت)

(۲) عن عائشةؓ قالت کان النبی ﷺ ان اعظم النکاح برکة أیسرہ مؤنة (مشکوة ۲/۲٦۸)

(۳) ناجائز جائز کی ضد ہے: والا شیاء تتبین بأضداد ھا' الجائز عند الحنفیة مالا یمتنع شرعا (القاموس الفقهی: ۷۳)

(٤) الحرام عند الحنفیة ما تثبت حرمته بدلیل قطعی (القاموس الفقهی ۸٦ ط ادارة القرآن)

(۵) والواجب ما ثبت بدلیل فیه شبهة کصدقة الفطر والاضحیة و حکمه اللزوم عملاً کالفرض لا علماً علی الیقین الخ (رد المحتار: ٦/۳۱۲ ط سعید)

(٦) إعلم ان المشروعات اربعة اقسام: فرض' وواجب' و سنة' و نفل فما کان فعله اولی من ترکه مع منع الترك ان ثبت بدلیل قطعی ففرض او بظنی فواجب و بلا منع الترك کان مما واظب علیه الرسول صلی اللہ علیه وسلم او الخلفاء الراشدون من بعده فسنة والا فمندوب و نفل (رد المحتار' مع الدر: ۱/۱۰۲ ط سعید)

(۷) عن ابی هریرةؓ قال رسول اللہ ﷺ اربع فی امتی من امر الجاهلیة لن یدعهن الناس: النیاحة والطعن فی الأنساب (ترمذی: ۱/۱۹۵ ط س)

جلسہ کی صدارت بہترین صفات کے حامل شخص کے سپرد کرنی چاہئیے

(سوال) نصیر آباد میں چند افراد نے سیرۃ النبی کے جلسے کی صدارت متواتر تین روز کا فرد مشرک کے حوالہ کی آیا اس جماعت کا یہ فعل شریعت اسلام کے موافق ہے یا مخالف ؟ تقریر کرنے والے علماء اہل سنت والجماعت تھے - المستفتی نمبر ۱۰۲۳ عبدالرحمن نصیر آبادی ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷) صدر کو بسا اوقات مقررین کی تقریروں پر محاکمہ یا بعض مقررین کے بیانات پر تنقید کرنی ہوتی ہے اس لئے کسی خاص جلسہ کی صدارت کے لئے مقصد جلسہ اور متعلقات مقصد کا ماہر شخص ہی موزوں ہوتا ہے نیز مذہبی اجتماعات میں مذہبی حیثیت سے ممتاز شخصیت کو صدر بنانا مناسب ہے بنابریں ان لوگوں کا انتخاب ناموزوں اور نامناسب واقع ہوا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

موئے مبارک اگر اصلی ہو تو اس کو عزت سے رکھنا چاہئیے ' مگر اس میں خرافات نہ کئے جائیں

(سوال) شہر احمد آباد میں یہ رواج کثرت سے ہے کہ ماہ رواں کی ۱۴ تاریخ کو مبارک بال نکالے جاتے ہیں اور وہ موئے مبارک آقائے نامدار تاجدار مدینہ کے کہے جاتے ہیں اور بہت ہی عزت کے ساتھ عطر خوشبو کی دوسری چیزیں نیا رومال اور گلاب پھول وغیرہ یہ سب چیزیں اس میں رکھی جاتی ہیں' اور پرانے سال کے پھول وغیرہ بطور تبرک کے تقسیم کئے جاتے ہیں تو یہ کیسا ہے اور یہ مبارک بال کہاں سے آئے ہیں اس کا حوالہ عنایت فرمادیں دوسری بات ان بالوں کی یہ ہے کہ قدرتاً اس ڈبیہ میں کہ جس میں بال رکھے ہوئے ہوتے ہیں اس بال کے اردگرد شاخیں پھوٹی ہوئی نظر آتی ہیں - المستفتی نمبر ۱۰۳۶ عبدالرحمن فاضل بھائی (احمد آباد - شاہ پور) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۵ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸) اگر آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک اصلی ہوں اور اس کا ثبوت ہو کہ حضور ﷺ کے بال ہیں تو ان کو حفاظت اور عزت سے رکھنا ایمان کی بات ہے (۱) مگر اس کا بھی میلہ کرنا یا خوشبو وغیرہ چڑھانا یا اس سے مرادیں مانگنا یہ سب ناجائز ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

قرآن کریم کا صرف ترجمہ شائع کرنا صحیح نہیں

(سوال) کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو اور بامحاورہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے - المستفتی نمبر ۱۱۹۸ نیاز احمد صاحب (لاہور) ٦ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹) قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس

---

(۱) فرع: لو اخذ شعر النبی ﷺ ممن عنده وأعطاه هدية عظيمة لا على وجه البيع فلا بأس به (رد المحتار مع الدر : ٥/٥٨ ط س)

کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور رہے خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغییر و تبدیل کے امکانات زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں (۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

ہندوؤں کے مذہبی جلوس میں شرکت اور قشقہ لگانا حرام ہے

(**سوال**) ہندوؤں کا ایک جلوس کشتی بت لئے ہوئے مسجدوں کے سامنے سے باجہ بجاتا ہوا گزرتا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے زید اس میں شرکت کرتا ہے اور اس طرح کہ پیشانی پر قشقہ لگا ہوا ہے کیا اس حالت میں اس کا ایمان سلامت رہا اور کیا وہ مسلمانوں کا رہنما بن سکتا ہے- **المستفتی نمبر ۱۲۱۶** قاضی میر عثمان علی صاحب (صوبہ برار) ۱۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(**جواب ۴۰**) ہندوؤں کے مذہبی جلوس میں شرکت کرنی اور جلوس بھی ایسا جس میں شرک اور بت پرستی کا مظاہرہ ہو مسلمانوں کے لئے حرام ہے (۲) اور پھر قشقہ لگانا مستقل طور پر حرام ہے بلکہ اس میں اندیشہ کفر بھی ہے (۳) ان افعال کے ارتکاب سے زید فاسق ہو گیا اور اس پر توبہ لازم ہے-

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مصافحہ و معانقہ ابتدائے ملاقات کے وقت سنت ہے' جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے بعد بدعت ہے

(**سوال**) بعد نماز عیدین و جمعہ و پنجگانہ کے مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد** گھوزو خاں صاحب (ضلع دھارواڑ) ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(**جواب ۴۱**) نماز عیدین کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے مصافحہ ابتدائے ملاقات کے وقت سنت ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے مگر عیدین کی نماز کے بعد اس کو ثواب سمجھ کر کرنا بے اصل ہے (۴) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

شرعی مسئلہ اپنی طرف سے بیان کرنا گناہ کبیرہ ہے

(**سوال**) جو شخص بغیر کتاب دیکھے دل سے کوئی مسئلہ بیان کرے اور اس کا کسی کتاب میں ثبوت نہیں ہے تو

---

(۱) وتجوز كتابة آية أو آيتين بالفارسية لا اكثر (قال المحقق) قوله (و تجوز) عن الكافي ان اعتاد القراءة بالفارسية' أو أراد ان يكتب مصحفا بها يمنع' وان فعل في اية اوايتين لا والظاهر ان الفارسية غير قيد (رد المحتار مع الدر: ٤٨٦/١ ط س)

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال. سمعت رسول الله ﷺ يقول من كثر سواد قوم فهو منهم ومن رضى عمل قوم كان شريكا لمن عمله- (المطالب العاليه بزوائد المسانيد الثمانية: ٤٢/٢)

(۳) "قشقہ" ٹیکے کو کہتے ہیں صندل وغیرہ کا نشان جس کو ہندو لوگ ماتھے پر لگاتے ہیں قولہ "اندیشہ کفر ہے" كما لو فرضنا ان احدا صدق بجميع ماجاء به النبي ﷺ وأقربه و عمل به اى صارجا معا لاركان الايمان باجماع اهل القبلة و مع ذلك شد الزنا بالاختيار نجعله كافرا اى نحكم بكفره ظاهرا او باطنا وهو مختار الشارع ..... الخ (النبراس شرح شرح العقائد ٢٤٨ امداديه ملتان)

(٤) و موضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا في أدبار الصلوة فحيث وضعها الشرع يضعها فيهى عن ذالك و يزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة (رد المحتار مع الدر: ٣٨١/٦)

اس شخص پر کفر کا فتویٰ لازم ہوتا ہے یا کیا ہے -؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۷ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیس) ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲) کفر کا فتویٰ تو صرف اتنی بات پر نہیں دیا جاسکتا البتہ یہ بات بڑے گناہ کی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ

بزرگان دین کی قدم بوسی کا حکم

(سوال) زید کہتا ہے کہ بزرگان دین کو تبرکاً و تعظیماً قدم بوسی کرنا درست ہے عمرو کہتا ہے کہ درست نہیں اور زید نے درست ہونے کی دلیل در مختار - شامی - عینی شرح صحیح بخاری - زیلعی - عالمگیری - قاضی خاں - فتاوی حاوی - عینی شرح ہدایہ - حاشیہ شرح وقایہ مولانا عبدالحی لکھنوی - طحطاوی - فتح القدیر وغیرہ چوبیس کتب فقہ کا حوالہ دیا اور نو حدیث بھی اس کی تائید میں بیان کیں ان کتب فقہ و حدیثوں میں بعض میں تو قبل راسه و رجليه اور بعض میں قبل يده و رجليه اور بعض میں کشحه وغیرہ ہے اور مشائخ کرام واصحاب عظام کے حالات بھی بیان کئے چنانچہ حضرت غوث الاعظم اور حضرت معین الدین چشتی اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت بابا فرید الدین اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور حضرت عبید اللہ احرار اور حضرت مرزا جان جاناں شہید اور حضرت شاہ غلام علی وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کو ان کے خلفاء اور مریدوں نے قدم بوسی کی تھی حالات مشائخ نقشبندیہ مقامات سعید یہ مدارج النبوۃ کے حوالے دیئے بعدہ عمرو قدم بوسی درست ہونے کا تو قائل ہوا پھر جھک کر قدم بوسی کرنے کا قائل نہیں تو پھر جھک کر قدم بوسی درست ہونے کے بارے میں دو حدیث زید نے بیان کیں منهما عن عائشةؓ مرفوعاً دخل النبی ﷺ علی عثمان بن مظعون وهو ميت فاكب عليه و قبله حتى رايت دموعه تسيل على وجنتيه اخرجه الاربعة النسائی و صححه الترمذی و ایضاً عنها ان الصديقؓ قبل النبی وهو ميت وصح اسناده اور اکب بمعنی بر رو افتادن و بر رو افگندن لازمی و متعدی ہر دو آمدہ منتخب اللغات – بایں ہمہ عمرو نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ وہ تو مردہ کے لئے ہے زندہ کے لئے کہاں اور عمرو کی دلیل سلام کے وقت سر جھکانے کو جو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے پیش کیا زید کہتا ہے کہ وہ ایک فرد خاص ہے اس سے تمام افراد کی کراہیت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ بہت افراد ایسے ہیں کہ اس میں سر جھکانا عبادت اور مستحسن اور جائز ہے جیسے حجر اسود اور اپنی اولاد اور قدم بوسی بزرگان دین کے لئے جھکنا پس جواب طلب یہ ہے کہ حسب ادلہ زید و عمرو جھک کر قدم بوسی کرنا درست ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی کتب فقہ و حدیث میں جو قبل راسه و رجليه یا يده و رجليه ہے وہ قدم بوسی کیسے یعنی کس ہیئت پر تھی اور مشائخ مذکور کی قدم بوسی کیسے - المستفتی نمبر ۱۵۸۷ ماسٹر حبیب اللہ (اکیاب - برما) ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۷ء

---

(۱) عن عبدالله بن عمرؓ بن العاص قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤوساً جهالاً فسئلو فافتوا بغير علم فضلو واضلو (صحيح بخارى : ۱/ ۲۰)

(جواب ۴۳) قدم بوسی فی حد ذاتہ جائز ہے اور قدم کو بوسہ دینے کے لئے جھکنا بھی فی حد ذاتہ جائز ہے یہ جھکنا بضرورت قدم بوسی ہوتا ہے نہ بغرض تعظیم - اس کا حکم یہ ہے کہ جیسے کوئی زمین پر گرے ہوئے پیسے یا سوئی کو اٹھانے کے لئے جھکے تو یہ اس کے لئے جائز ہے کیونکہ جھکنا فی ذاتہ مقصود نہیں بلکہ سوئی یا پیسے اٹھانا مقصود ہے ایسے ہی قدم چومنے کے لئے جھکنے میں جھکنا فی حد ذاتہ مقصود نہیں بلکہ قدم چومنا مقصود ہے لہذا یہ جھکنا جائز ہے فقہاء نے اس جھکنے کو منع کیا ہے جہاں خود جھکنا ہی مقصود ہو اور تعظیم کی نیت سے جھکا جائے پس پیسہ اٹھانا سوئی اٹھانا قدم چومنا جائز افعال ہیں تو ان کے لئے جھکنا بھی جائز ہے -

لیکن عوام کو قدم بوسی سے روکنا چاہئے کہ وہ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس کو سجدہ کی حد تک پہنچادیں گے یا بجائے قدم بوسی کو اصل مقصد قرار دینے کے وہ جھکنے اور قدموں پر سر رکھنے یا پیشانی ٹیکنے کو ہی اصل مقصد قرار دے لیں گے اور حرام کے مرتکب ہو جائیں گے یہی ممانعت ان کے لئے اولیٰ اور احوط ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کفار کی جاسوسی کے لئے ان جیسا لباس اور شکل وصورت اختیار کرنا کیسا ہے ؟

(سوال) جس طرح انگریز ممالک اسلامیہ کے تباہ وبرباد کرنے کے لئے اسلامی لباس اور شعار اختیار کرتے ہیں اور اس لباس میں مسلمانوں کی امامت اور ان کی بزرگی تک کی نوبت بھی ان کو حاصل ہو جاتی ہے مسلمان ان کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے مطیع اور مرید ہو جاتے ہیں اس کے بعد مسلمان تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں اگر کوئی شخص ممالک اسلامیہ سے منتخب کردیا جائے اور وہ اس کافر کے لباس و شعار اختیار کر کے اس کافر حکومت کو تباہ وبرباد کرتا ہے جس طرح اس کافر نے حکومت اسلامی برباد کیا ہے کیا اس غرض کے لئے شعار و لباس اسلامی بدلنا جائز ہے یا نہیں اور قائل جواز کا کیا حکم ہے اتنا پہنچانا مشکل ہو کہ مسلمان اور عیسائی ہونے میں فرق کوئی نہ کر سکے - فقط

المستفتی نمبر ۱۶۴۹ امیر نواب (ضلع مردان) ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م یکم اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴) یہ قصد اور ارادہ اگرچہ مذموم نہیں ہے مگر یہ کام کوئی جلدی اور فوری طور پر کرنے کا نہیں ہے (۲) بلکہ اس کی تکمیل کے لئے معتدبہ زمانہ درکار ہے اور اس طویل زمانہ میں بہت سے فرائض کا ترک اور بہت سے مکروہات اور محرمات کا ارتکاب بھی ضروری طور پر کرنا ہوگا ان وجوہات سے کوئی مفتی اس کے ارتکاب کے جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتا (۳) فقط - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) طلب من عالم اوزاهد ان يرفع اليه قدمه ليقبله لا يرخص فيه ولا يجبه الى ذالك وكذا اذا استاذن ان يقبل راسه أو يديه كذافى الغرائب (هنديه: ۵/۳۶۹ ط كونـه)

(۲) عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله ﷺ يقول انما الا عمال بالنيات وانما لا مرئ مانوى (بخارى: ۱/۲)

(۳) قال رسول الله ﷺ : ليس منامن تشبه بغيرنا لا تشبهو باليهود ولا بالنصارى (ترمذى : ۲/۹۹ ط س)

(۱) صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد مصافحہ کا اہتمام
(۲) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے
(۳) انگوٹھوں کا چومنا اور رسم صندل شریعت میں ثابت نہیں

(سوال) (۱) ایک حنفی مذہب صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ جو بعض مساجد میں رواج ہے نہیں کرتا ہے (۲) ایک حنفی مذہب "رسول اللہ" اذان یا غیر اذان میں سن کر تقبیل ابہام نہیں کرتا ہے (۳) ایک حنفی مذہب پیش امام اور خطیب جمعہ کے خطبے کو بطریق مسنونہ پڑھ کر اخیر میں خطبہ سے ایک آیت یا حدیث کا بتقاضائے ضرورت ترجمہ کرتا ہے (۴) ایک حنفی مذہب پیش امام عالم عورت کے جنازے پر اپنے رومال کو اپنی نظر کی جگہ ڈالتا ہے تاکہ وہ ریشمی اور خوبصورت کپڑا جو کہ میت کے اوپر ڈال دیا گیا ہے حضور قلب میں مخل نہ ہو (۵) ایک حنفی عالم عبدالقادر ناگوریؒ کی صندل میں جو یہاں رواج ہے گھوڑے کی ہیکل مجسم اور باجہ وغیرہ دیکھ کر حکم کرے کہ یہ خلاف شرع ہے (۶) کیا یہ حنفی محض ان چیزوں سے وہابی ہو گئے یا نہیں ان چیزوں کا کیا فتویٰ ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۵۲ پی ایس محمد فتح صاحب (مدراس) ۲۲ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥) (۱) صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کا التزام کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہے اور حنفی مذہب میں بھی اس مصافحے کے لئے کوئی حکم نہیں ہے مصافحہ ملاقات کے وقت مسنون ہے[۱] (۲) تقبیل ابہامین کا بھی شریعت اسلامیہ مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے[۲] (۳) خطبہ کا ترجمہ کرنا جائز مگر خلاف اولیٰ ہے[۳] (۴) یہ فعل سمجھ میں نہیں آیا (۵) رسم صندل بے شک خلاف شرع ہے (۶) ان باتوں سے کوئی حنفی وہابی نہیں بنتا وہابی کہنے والے خود ناواقف ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) قبروں پر چڑھاوا چڑھانا حرام اور شرک ہے
(۲) مشرکانہ پیر پرستی
(۳) ہر مسلمان دعاء کا محتاج ہے
(۴) اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے
(۵) مزاروں پر پھول چڑھانا چراغ جلانا سوئم، دھم، چہلم گیارہویں وغیرہ
(۶) کیا نکاح کوئی ضروری نہیں ہے؟
(۷) مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی تصنیفات کے بارے میں حضرت مفتی صاحب کی رائے

---

(۱) و نقل في تبيين المحارم عن الملتقط: انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة ولانهامن سنن الروافض (رد المحتار مع الدر: ٦/٣٨١ ط س)
(۲) قال النبي ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (صحيح بخاري: ١/٣٧١ ق)
(۳) ويكره للخطيب ان يتكلم في حال الخطبة الا ان يكون امرا معروفا (فتاوى هنديه: ١/١٤٧ ط كوئٹه)

(سوال) (۱) کیا خانقاہ پر جانا اور چڑھاوا چڑھانا جائز نہیں ؟ (۲) کیا بزرگوں کو ماننے والے پیر پرست مشرک ہیں ؟ (۳) کیا اولیاء اللہ اور بزرگ کچھ نہیں کر سکتے بلکہ یہ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں یا ان سے مانگنا جائز ہے ؟ (۴) کیا خدا کے سوا کسی اور سے مانگنے والا مشرک ہے ؟ (۵) کیا مزار پر پھول چڑھانا یا چراغ جلانا دن مقرر کرنا یہ بدعت ہے اور جو کرے وہ مشرک ہے ؟ (۶) کیا گیارھویں ناجائز اور بدعت ہے کیا آرائش و زیبائش ضروری ہے ؟ (۷) کیا نکاح کوئی ضروری چیز نہیں ہے ؟ (۸) مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیا ان کی کتاب حفظ الایمان مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے ؟ المستفتی نمبر ۲۵۶۴ محمد صادق صاحب قریشی (امرت سر) ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م یکم فروری ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۶) (۱) اگر خانقاہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کسی بزرگ کا مزار ہو تو وہاں بغرض زیارت جانا جائز ہے کیونکہ زیارت قبور مسنون اور مستحب ہے مگر قبر پر چڑھاوا چڑھانا ناجائز بدعت اور حرام ہے کیونکہ نذر اللہ تو جائز اور نذر لغیر اللہ حرام ہے واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم و الشمع و الزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالا جماع باطل و حرام (درمختار) (۱) یعنی جان لے کہ اکثر عوام کسی میت کے لئے جو نذریں اور چڑھاوے چڑھایا کرتے ہیں اور اولیاء کرام کی قبروں پر جو نقدی یا موم بتیاں یا روغن زیتون یا اور چیزیں (مثلاً شیرینی چادریں بکرے مرغ وغیرہ) لے جاتی یا چڑھائی جاتی ہیں بہ نیت تقرب یہ سب باطل اور حرام ہیں اور علامہ شامی نے اس کی دلیل یہ بیان کی ہے انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق (ردالمحتار) (۲) کہ یہ مخلوق کے لئے نذر ہوتی ہے اور مخلوق کے لئے نذر جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لئے نہیں ہو سکتی۔ اور اگر نیت تقرب نہ ہو بلکہ ایصال ثواب کی نیت ہو تو وہ جائز ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ قبروں پر لے جا کر نہ چڑھائی جائے بلکہ اپنے گھر پر یا کسی جگہ مسکینوں محتاجوں کو بطور صدقہ کے دیدی جائے اور اس کا ثواب بخش دیا جائے۔

(۲) بزرگوں کو ماننے سے مراد یہ ہو کہ کسی بزرگ کو خدا کا نیک صالح اور مقبول بندہ سمجھنا اور اس سے محبت رکھنا اور اس کی پیروی کرنا تو یہ جائز بلکہ مستحسن ہے اور اگر ماننے سے یہ مراد ہے کہ بزرگوں کو حاجت روا سمجھنا ان کی ایسی کرامتیں بیان کرنا جو ثابت نہ ہوں بلکہ دور از عقل اور مخالف شرع ہوں ان سے مرادیں مانگنا ان کی منتیں ماننا ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانا ان کے لئے خدائی طاقتیں ثابت کرنا تو یہ باتیں حرام اور پیر پرستی ہیں اور مشرکانہ عقائد و اعمال میں داخل ہیں۔

(۳) دعا کی ہر بزرگ کو حاجت ہے کوئی بزرگ دعا سے مستغنی نہیں تمام امت آنحضرت ﷺ کے لئے جو خدا تعالیٰ کے بعد تمام عالم سے افضل ہیں ہمیشہ اللھم صل علی محمد ﷺ کہہ کر اور آل محمد ان

---

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار : ۲ / ۴۳۹ ط سعید)
(۲) (رد المحتار مع الدر المختار : ۲ / ۴۳۹ ط سعید)

الوسيلة والفضيلة پڑھ کر دعا مانگتی ہے اور اس سے حضور اقدس ﷺ کی کوئی کسر شان نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اذن کے بغیر کوئی بزرگ کچھ نہیں کر سکتا۔

(۴) اگر خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھ کر مانگا جائے تو یہ شرک ہے البتہ اگر کسی زندہ بزرگ سے ایسی چیز جو اس کے پاس موجود ہے یا جس کا وہ بظاہر سبب بن سکتا ہے مانگی جائے تو یہ شرک نہیں یہ تو رات دن بیٹے باپ سے بیوی شوہر سے نادار مالدار سے مانگتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسباب ظاہر میں داخل ہیں کوئی ان کو حقیقۃً حاجت روا نہیں سمجھتا اور ہمارے آقا اور مولا سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی تعلیم ہمارے لئے یہ ہے حدیث اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله یعنی جب تو مانگے تو خدا سے مانگ اور جب مدد چاہے تو خدا سے چاہ۔

(۵) پھول چڑھانا ناجائز ہے چراغ جلانا اگر بہ نیت تقرب ہو تو یہ بھی جائز ہے دن مقرر کرنے سے یہ مراد ہو کہ سوئم، دہم، چہلم وغیرہ جو ایصال ثواب کے لئے مروج ہیں ان کا کیا حکم ہے تو جواب یہ ہے کہ اس تعین کو شرعی سمجھنا اور اس پر التزام اور اصرار کرنا ناجائز اور بدعت ہے[۱]

(۶) گیارھویں کا حکم بھی یہی ہے کہ نام اور تعین تاریخ بدعت ہے شریعت مقدسہ نے ایصال ثواب کے لئے کسی دن اور تاریخ کو معین یا لازم نہیں کیا حاجت سے زائد آرائش اور زیبائش ناجائز ہے۔

(۷) نکاح عام طور پر سنت اور خاص حالات میں واجب بھی ہو جاتا ہے بہر حال نکاح کرنا انبیاء کرام کی سنت ہے اور متبع سنت کے لئے ضروری ہے کہ وہ تاہل کی زندگی اختیار کرے[۲]

(۸) مولانا اشرف علی تھانوی جو بڑے بزرگ متبحر عالم ہیں ان کی بہت سی دینی تصنیفات ہیں اور سب مفید ہیں رسالہ حفظ الایمان بھی معتبر اور مفید رسالہ ہے اسے پڑھنا بہت اچھا ثواب کا کام ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں وعظ و تقریر کے لئے منبر اور کرسی وغیرہ سجانا جائز ہے بشرطیکہ نیت میں اور کوئی فساد نہ ہو

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک مولوی صاحب مسجد میں میز کرسی سجا کر وعظ فرماتے ہیں اور اعتراض کرنے والوں کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ عمل بالاتفاق جائز ہے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ جس طرح رحل پر قرآن مجید

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء في السجود والطواف حولها واتخاذ السراج والمساجد اليها ومن الاجتماع بعد الحول كالا عياد و يسمونه عرسا (تفسير مظهری ۲/۶۵ حافظ كتب كوئته)

(۲) و يكون واجبا عند التوقان، فان تيقن الزنا الا به فرض، نهاية وهذا ان ملك المهر والنفقة والا فلا اثم بتركه، بدائع، و يكون سنة موكدة في الاصح فيأثم بتركه و يثاب ان نوى تحصينا وولدا حال الاعتدال (قال المحقق) قال في البحر: ودليل السنية حالة الاعتدال الاقتداء بحاله ﷺ في نفسه و رده على من أراد من امته التخلي للعباد كما في الصحيحين ردا بليغا بقوله: فمن رغب عن سنتي فليس مني كما او ضحه في الفتح وهو افضل من الاشتغال بتعليم و تعلم كما في درر البحار و قدمنا انه افضل من التخلي للنوافل، (رد المحتار مع الدر المختار ۳/۶ ط سعيد)

رکھا جاتا ہے اسی طرح ہم بھی بغرض تعظیم و توقیر بوقت وعظ اس میز پر قرآن شریف اور دیگر کتب فقہ رکھ لیتے ہیں۔

(جواب ٤٧) کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنا فی نفسہ جائز ہے اور اگر قرآن مجید یا کتابوں کے رکھنے کے لئے سامنے میز بھی ہو تو مضائقہ نہیں ہے اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا جائے جب تو کوئی شبہ ہی نہیں اور بلا عذر بھی ہو تو بھی بشرطیکہ واعظ کی نیت تشبہ بالنصاریٰ نہ ہو حرج نہیں ہے(۱) ہاں اگر نیت تشبہ ہو تو مکروہ ہوگا مسجد اور غیر مسجد کا فرق نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) طاعون سے کون سا طاعون مراد ہے؟ طاعون والے مقام پر ٹھہرنے اور وہاں سے بھاگنے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء)

(سوال) مقام متاثرہ طاعون سے کوئی مسلمان نہ بھاگے تو بعد میں جب کبھی کسی مرض سے بھی مرے اس کو شہادت کا درجہ ملے گا یا نہیں؟ اور اگر کئی دفعہ مقام متاثرہ پر استقلال سے رہ کر ایک دفعہ بھاگے تو اس کو جہاد سے بھاگنے والے کے مانند گناہ گار ہوگا یا نہیں اور اگر اس کے بعد کسی دوسری بیماری سے مرے تو شہادت کا درجہ پائے گا یا نہیں؟ اور احادیث میں جس طاعون کا ذکر ہے یہی موجودہ زمانے کا طاعون ہے یا یہ مصنوعی طاعون ہے کیونکہ اس میں وہ علامات اور اثرات نہیں پائے جاتے جو احادیث میں مذکور ہیں؟

(جواب ٤٨) طاعون موجودہ بھی طاعون ہے اور ہر وہ بیماری جو وبائی کیفیت رکھتی ہو اس کا حکم بھی طاعون کا ہے(۲) اور وبا کے مقام پر صابراً محتسباً خداتعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے مقیم رہنا ثواب شہادت کا موجب ہے طاعون کے خوف سے بھاگنا اور یہ سمجھنا کہ بھاگ کر طاعون سے محفوظ رہیں گے یہ ناجائز ہے اور اسی کو جہاد سے بھاگنے والے کے مشابہ فرمایا گیا ہے ایک مرتبہ بھاگے تو ایک ہی مرتبہ کا گناہ ہوگا پہلے کے قیام کا ثواب باطل نہ ہوگا۔(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) التذکیر علی المنابر للوعظ والا تعاظ سنة الانبياء والمرسلين ولرياسة ومال و قبول عامة من ضلالة اليهود والنصارى (الدر المختار مع الرد : ٦/ ٤٢١ ط سعيد)

(۲) و كل طاعون وباء لان الوبا اسم لكل مرض عام' نهر' والطاعون والمرض العام بسبب وخز الجن ' وهذا بيان لدخول الطاعون فى عموم الامراض المنصوص عليه عندنا وان لم ينصوا عليه اى على الطاعون لخصوصه (رد المحتار مع الدر ٢ / ١٨٣ ط س)

(۳) واذا كانت الا جال موقتة محصورة لا يقع فيها تقديم ولا تاخير عما قدرها الله عليه' فالفرار من الطاعون عدول عن مقتضى ذالك' وكذا لك الطيرة والزجر والا يمان بالنجوم كل ذالك فرار من قدر الله عزو جل الذى لا محيص لا حد عنه (احكام القرآن للجصاص ١ / ٤٥٠ ط بيروت)

(۱) رافضیوں کے جلوس میں شرکت حرام ہے
(۲) رافضیوں کو سنیوں کی آبادی سے جلوس گزارنے سے منع کرنا درست ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) تربت جو بانس کی مثل مردہ بناکر شیعہ صاحبان نکالتے ہیں اس کا دیکھنا مذہباً اہل سنت والجماعت کو جائز ہے یا ناجائز؟ (۲) ایک معاہدہ مابین اہل سنت والجماعت و شیعہ صاحبان یہ ہوا کہ کسی سنی کے مکان کے آگے تربت کو کھڑا نہ کریں گے نہ ماتم و مرثیہ کریں گے اب برخلاف اس معاہدے کے وہ لوگ تربت کو کھڑا کرنے اور ماتم وغیرہ کرنے پر مصر ہیں جب کہ مذہباً ایک چیز ناجائز ہے تو اس کو روکنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۹) (۱) سنیوں کو اس تقریب میں شریک ہونا اور اس کا تماشا دیکھنے کے لئے جانا جائز نہیں(۱)
(۲) اس معاہدہ کی پابندی کرنا اور کرانا درست ہے شیعوں کو خواہ مخواہ سنیوں کو چھیڑنا اور ان کے مکانوں کے سامنے ٹھہر کر مرثیہ پڑھنا اور ماتم کرنا نہیں چاہئے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) تعزیہ بنانا ناجائز اور حرام ہے
(۲) ایصال ثواب ثابت ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۳ انومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) کسی امام یا بزرگ کے روضہ کی نقل بانس و کاغذ وغیرہ سے تیار کر کے اور سامنے کھڑے ہو کر ایصال ثواب کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲) شیرینی یا طعام سامنے رکھ کر موتی کو ایصال ثواب کرنا درست ہے یا نہیں اور اس طرح ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰) (۱) یہ فعل ناجائز ہے (۲) ایصال ثواب تو جائز ہے(۳) مگر شیرینی یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ مروجہ پڑھنا بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مروجہ طریقہ پر قل پڑھوانا اور اس پر فیس لینا بدعت ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسمی شیخ سبحان کے یہاں چہارم ہوا اس نے مولانا عبدالکریم کے ہاں جاکر قل پڑھنے کے لئے

---

(۱) عن عبدالله بن مسعودؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من كثر سواد قوم فهو منهم ومن رضى عمل قوم كان شريكا لمن عمله (المطالب العاليه ص ۲/۴۲)
(۲) عن ابى سعيد الخدرىؓ عن رسول الله ﷺ قال من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان (صحيح مسلم ۱/۵۰ ط س كراچى)
(۳) ایصال ثواب ثابت ہے: صرح علماء نافى باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها كذافى الهداية (رد المحتار: ۲/۲۴۳ ط س)

لڑکوں کو طلب کیااور یہ بھی کہا کہ رات کو میلاد شریف آپ کو خود چل کر پڑھنا ہوگا اور ہم بہت غریب اور مصیبت زدہ لوگ ہیں آپ کی فیس جو پانچ روپے مقرر ہے اس میں کچھ کمی آجاوے گی لیکن گاڑی حاضر کریں گے مولوی صاحب نے کہا کہ میں مدرسے کے لڑکوں کو نہیں بھیج سکتااور کیا مٹھی بھر چنوں پر لڑکے قل پڑھنے جائیں گے ؟ شیخ سبحان روتا ہوا دوسرے مکتب میں گیا وہاں کے مولوی سید صاحب نے بھی لڑکوں کو بھیجنے سے انکار کر دیا پھر شیخ سبحان کے اصرار پر کہا کہ دو روپیہ کرایہ گاڑی اور ایک روپیہ فیس مولوی صاحب کی دینی پڑے گی شیخ سبحان کے پاس اس وقت صرف دو روپے تھے سید صاحب نے منظور نہیں کئے شیخ سبحان مایوس ہو کر روتا ہوا اور افسوس کرتا ہوا اپنے گھر واپس ہوا اور کہنے لگا آہ !افسوس اسلام کے رکھوالے غداری کرنے لگے اور علم کو بیچ کر اپنا پیٹ بھرنے لگے۔

دوسرے دن عباس بابو کے یہاں چہارم اور میلاد شریف ہوا اس کی دعوت مولانا عبدالکریم صاحب کو ملی امراء پرست مولانا ایک مٹھی بھر سے کم چنے پر بھی پڑھنے کو تیار ہو گئے جس میں مولوی سید صاحب بھی تھے اور دونوں مدرسے کے طلباء اور مدرس صاحبان نے جاکر پڑھا اور پڑھوایا جتنے طلبا آئے تھے سب پیدل آئے اور پیدل گئے طلبا کی تعداد ستر پچھتر کے قریب تھی یہ ہے حال ان مولاناؤں کا۔الخ

(جواب ۵۱) چنوں پر مروجہ قل پڑھوانا کوئی لازمی اور ضروری فعل نہیں ہے اور نہ کوئی مسلمان کسی معلم کو اس پر مجبور کر سکتا ہے کہ وہ لڑکوں کو قل پڑھنے کے لئے کسی کے گھر بھیجے اور نہ بھیجنے کی صورت میں معلم کو طعن کرنا اور برا کہنا بھی جائز نہیں ہے(۱) معلم کو یہ تو جائز ہے کہ لڑکوں کو کسی کے ہاں نہ بھیجے اور ان کو تعلیم میں مشغول رکھے مگر معلم کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ لڑکے بھیجنے پر کوئی فیس وصول کرے اور یہ تفریق بھی جائز نہیں ہے کہ امیروں کے گھر بھیجے اور غریبوں کے گھر نہ بھیجے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کفار کے مذہبی میلوں میں شرکت جائز نہیں

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) غیر مسلموں کے تہواروں میں قندیل وغیرہ بنا کر پہنچانا ان کے میلوں میں دکان لگانا کیسا ہے ؟

(جواب ۵۲) کفار کے مذہبی اجتماعات میں جہاں رسوم کفر و شرک کی نمائش ہوتی ہو شریک ہونا ان کے اجتماعات کو رونق دینے اور ان کی تکثیر سواد کرنے کے مرادف ہے اس لئے بحکم من کثر سواد قوم فھو منھم(۲) ایسے مواقع کی شرکت مکروہ ہے تجارت کی غرض سے ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور تماشا کی نیت سے ہو تو کراہت تحریمی ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ومنھا الوصیة من المیت باتخاذ الطعام والضیافة یوم موته او بعده وباعطاء دراھم من یتلو القرآن لروحه او یسبح او یھلل له و کلھا بدع منکرات باطلة والماخوذ منھا حرام الآخذ وھو عاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا (رد المحتار مع الدر ۶: ۵۵ ط س)

(۲) (المطالب العالیه بزوائد المسانید الثمانیه : ۲/ ۴۲ ط مکة المکرمة)

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا جائز نہیں

(اخبار سہ روزہ انصاری مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ء)

(سوال) عوام سے سنا جاتا ہے کہ ماہ صفر کے کم از کم تیرہ دن کے اندر سفر کرنا یا کوئی نیا معاملہ بیوپار کرنا اچھا نہیں ہے ضرور کسی آفت میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے؟

(جواب ۵۳) یہ خیال کہ ماہ صفر میں بالخصوص تیرہ دن کے اندر کوئی جدید کاروبار کھولنا منع ہے یا موجب مضرت ہے بالکل بے اصل اور غلط ہے شریعت مقدسہ میں اس کی دلیل نہیں ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دوسرا باب
عملیات و تعویذ

ناجائز تعویذ گنڈے اور فال نکالنے والے کی امامت مکروہ ہے

(سوال) ایک امام صاحب تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فال کھولتے ہیں بیمار کے عزیزوں سے کہتے ہیں کہ پیسہ کی چھکری لاؤ اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر واپس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ بیمار کے اوپر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس لاؤ ہم چھکری دیکھ کر علاج کردیں گے ایک سیاہ رنگ بکرا منگاتے ہیں اس کے کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود ذبح کرتے ہیں یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کراتے ہیں اور گوشت کھال بیچ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اگر مالک موجود ہو تو گوشت فی سبیل اللہ کہہ کر تقسیم کردیا اور کھال کی قیمت اپنے صرف میں آوے گی - ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حاکم علی شاہ (میرٹھ) ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ٥٤) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں(۲) اس لئے ایسے امام کے پیچھے جو ان افعال کا مرتکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا ھو سے وھو العلی العظیم تک ایک ہی آیت ہے

(سوال) آیۃ الکرسی جو کہ سورہ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں اللہ لا الہ الا ھو سے وھو العلی العظیم

---

(۱) قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا صفر خلق اللہ کل نفس فکتب حیاتہا ورزقہا و مصائبہا (ترمذی شریف ۲: ۳٦ ط سعید)

(۲) واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لأمر دینہ و بان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ و قد وجب علیھم اھانتہ شرعاً ولا یخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلۃ فانہ لا یؤمن أن یصلی بھم بغیر طہارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال - (رد المحتار مع الدر ۱: ٥٦٠ ط سعید)

تک ہے یہ ایک آیت مانی جائے گی یا درمیان میں جو علامات وقف ہیں یہ بھی پوری آیت کا حکم رکھتی ہیں ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیۃ الکرسی میں دس آیات ہیں۔

المستفتی نمبر ۴۸۶ حافظ محمد شفیع محلہ قاضیاں (ضلع بجنور) ۲۸ صفر ۱۳۵۴ھ م یکم جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۵) آیۃ الکرسی **الله لا اله الا هو** سے شروع ہو کر **وهو العلی العظیم** پر ختم ہوتی ہے یہ ایک آیت ہے درمیان میں جو رموز او قاف ہیں وہ آیات نہیں ہیں لفظ آیۃ الکرسی میں بھی اس کو واحد کے صیغے سے تعبیر کیا گیا ہے آیات الکرسی نہیں کہا گیا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

خون کے ساتھ کتابت قرآن کے بارے میں فقہاء کی عبارت کا مطلب

(سوال) فقہ میں کتابت القرآن بالبول والدم جائز ہے۔ **وكذا اختاره صاحب الهداية في التجنيس فقال لو رعف فكتب الفاتحة بالدم على جبهته وانفه جاز للاستشفاء وبالبول ايضا – الخ** (ردالمحتار جلد اول ص ۱۵۴) اگر جائز ہو تو خیر ورنہ مذکورہ عبارت کے جواب سے مستفید فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۷۴۷ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۶) یہ حکم جواز مرجوح ہے اور اس حکم کا مبنیٰ ضرورت علاج ہے جیسے کہ دوسری دوا میسر نہ ہو سکے اور علاج سے مایوسی ہو جانے اور شفا شراب میں بقول طبیب حاذق منحصر ہو جانے کی صورت میں شرب شراب جائز ہے(۱) مگر یہ واضح رہے کہ حکم جواز کتابت مرجوح اور ضعیف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بسم الله الذی الخ والی دعاء پڑھنا مستحب ہے

(سوال) بعد نماز فرض بعض لوگ پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہیں کیا یہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب ؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۴ اسمعیل یعقوب خاں (ضلع سورت) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۷) پیشانی یا سر کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھنا اور یہ الفاظ **بسم الله الذی لااله الاهو الرحمن الرحيم اللهم اذهب عنی الهم والحزن** پڑھنا مستحب ہے(۱) فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ

(۱) قرآنی آیات تعویذ میں لکھنا جائز ہے
(۲) تعویذ کے ساتھ بیت الخلاء میں جانے کا حکم

(سوال) (۱) قرآن شریف کی آیت کے اندر تعویذ لکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) اگر قرآن شریف کی آیت کا تعویذ لکھا ہوا چاندی کا گھر بنا کر اس میں اس تعویذ کو بند کرنے کے بعد ہاتھ یا گلے میں ڈالا ہو اس حالت میں وہ

---

(۱) قال ابوبكر وقد اختلف في المضطر الى شرب الخمر فقال سعيد ابن جبير المطيع المضطر الى شرب الخمر يشربها' وهو قول اصحابنا جميعا وانما يشرب منها مقدار ما يمسكها به رمقه' (احكام القرآن للجصاص ۱/۱۲۹)

(۱) وكان ﷺ اذا صلى و فرغ من صلاته مسح بيمينه على راسه وقال : بسم الله الذى لا اله الا هو الرحمن الرحيم' اللهم اذهب عنى الهم والحزن (حصن حصين ۲۳۲)

ایسے ہی بیت الخلاوغیرہ جاسکتا ہے یا نہیں ؟(۳) تعویذ لکھنے کے یادوسرے کام شروع کرنے کے وقت سعد یا نحس ستارہ شمس، قمر، زحل، مشتری دیکھا کرتے ہیں یہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۱۱۴۴ عبدالغفور صاحب (ضلع تناگری) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۸)(۱) قرآن شریف کی آیت تعویذ میں لکھنا جائز ہے(۱) (۲) تعویذ کے ساتھ جب کہ وہ غلاف میں چھپا ہوا ہو بیت الخلاء میں جانا جائز تو ہے مگر بہتر یہ ہے کہ تعویذ باہر رکھ کر جائے(۲) (۳) سعد یا نحس ساعات کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

دفع وبا کے لئے اذان اور مخصوص عمل کرنے کا حکم

(سوال) یہاں پر حالاً مرض ہیضہ شروع ہے یہاں کے لوگ نماز کے بعد امام کو یا کسی اور کو محراب میں کھڑا کرتے ہیں وہ آدمی سورہ یٰسین پڑھتا ہے جب لفظ مبین آجاتا ہے تو سب لوگ مل کر زور سے اذان شروع کرتے ہیں اکثر اوقات میں کوئی نماز پڑھتا ہے اس کو سخت تکلیف ہوتی ہے کیا اس طریقہ پر اس کا شریعت میں کچھ ثبوت ہے یا نہیں اور ایسے امراض میں شریعت نے کچھ پڑھنے کا اور طریقہ رکھا ہے یا نہیں جیسا کہ خسوف و کسوف کے واسطے حکم ہے یہاں اس میں سخت اختلاف و تنازع ہے۔ المستفتی نمبر ۱۷۰۷ عثمان غنی (سیدو شریف ریاست سوات) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۹) دفع وباء کے لئے یہ طریقہ اذانیں کہنے کا آنحضرت ﷺ یا صحابہؓ یا ائمہ مجتہدینؒ کا تعلیم کیا ہوا نہیں ہے اگر اس کو شرعی کام سمجھا جائے یا اس پر اصرار کیا جائے شریک نہ ہونے والے پر طعن یا ملامت کی جائے تو ناجائز و بدعت ہے(۳) اور اگر شرعی حکم قرار نہ دیا جائے بلکہ مثل عملیات کے ایک عمل سمجھ کر کیا جائے تو مباح ہو سکتا ہے مگر اس شرط سے کہ نہ تو کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل انداز ہو اور نہ ہر شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ ضرور شریک ہو۔ جب دیکھیں کہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے اور اذانوں کی مجموعی آواز سے قرب و جوار میں بھی کسی بیمار کو تکلیف نہ ہو گی تو وہ خود یہ عمل کریں اور جو شخص اپنی مرضی سے شریک ہو اور جو نہ ہو اس کو مجبور نہ کریں طعن و ملامت نہ کریں اگر یہ شرطیں پوری نہ ہوں تو اس عمل کی اجازت نہ ہو گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) نجومی کاہن اور جادوگر کے پاس علاج کے لئے جانا جائز نہیں
(۲) سحر وغیرہ سفلی عملیات کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) ایک مسلمان کے اوپر کسی اوجھا نے بھوت سوار کر دیا اور وہ مسلمان بیماری میں مبتلا ہوا جب وہ

---

(۱) ولا بأس بالمعاذاة اذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالىٰ وانما تكره العوذة اذا كانت بغير لسان العرب ولا يدرى ماهو (رد المحتار مع الدر : ۳۶۳/۶ ط س) (۲) رقية في غلاف مجاف لم يكره دخول الخلاء به والا حتراز افضل (الدر المختار، ۱۷۸/۱ ط س)(۳) كل مباح يؤدى الى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه كتعين السورة للصلوة و تعين القراء ة لوقت : فتاوى تنقيح الحامدية : ۳۶۷/۲، طبع حاجی عبدالغفار، قندھار افغانستان

مسلمان بیمار ہوا تو حکیم و ڈاکٹر کے علاج کیے آخر علاج سے فائدہ نہ ہوا تو جھاڑ پھونک والوں سے دعا و تعویذ لیا اور بڑے بزرگوں کے مزار پر بھی گئے کہیں سے اس کو فائدہ نہ ہوا تو مجبور ہو گیا اور کلامی جھاڑ پھونک والوں نے بھی جواب دے دیا تو بیمار مجبور ہو کر سفلی عمل والے یعنی اوجھا کے پاس گیا ہندو اوجھا کے پاس یا مسلمان اوجھا کے پاس دونوں کے پاس گیا اور ان سے جھاڑ پھونک کرائی اور جو کچھ اوجھا نے طلب کیا وہ بیمار مسلمان نے اس کو دیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ مسلمان بھی گنہگار ہوا کہ نہیں اگر گناہ گار ہوا تو اس کو کیا کرنا چاہئیے۔

(۲) ایک مسلمان سفلی عمل کرتا ہے جسکو وجھائی بھی کہتے ہیں پس سفلی عمل کرنے والوں کو یا وجھائی والے کو یہاں پر اوجھا کہتے ہیں اوجھائی کی صورت یہ ہے کہ جو شخص اوجھائی سیکھتا ہے وہ ہندوؤں کے دیوتاؤں میں سے کسی دیوتا کو بھی پوجتا ہے دیوتاؤں کی مثال جیسے پہلوان بیر بابا یا پھولمتی بھوانی وغیرہ وغیرہ ان دیوتاؤں کے نام پر سور یا بکرا بھی کٹاتا ہے جس کو یہاں پر بھینٹ کہتے ہیں اور جب کوئی شخص متعلق عمل کرنے والے یعنی اوجھا کے پاس جھاڑ پھونک کرانے کو آتا ہے تو مریض کو سامنے بٹھلا کر اپنے ہاتھ میں لونگ یا پھول یا مٹی لیتا ہے اور سفلی عمل یعنی منتر پڑھ کر مریض کو جھاڑتا جاتا ہے اور مریض سے کہتا ہے کہ تمہارے اوپر اٹھارہ بھوت سوار ہیں کبھی ان بھوتوں کو اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے اور کبھی اور ان بھوتوں کو اس مریض کے اوپر سے اتار کر دوسرے شخص کے اوپر کر دیتا ہے یعنی دوسرے شخص کو بیمار کر دیتا ہے اسی طرح سے جتنے شخص اس مرض میں مبتلا ہو کر اس اوجھا کے پاس آتے ہیں تو وہ اوجھا سب مریضوں سے یہی کہتا ہے کہ تمہارے پاس اٹھارہ بھوت ہیں کسی کو کہتا ہے تمہارے اوپر گیارہ بھوت ہیں کسی کو کہتا ہے کہ تمہارے اوپر نو بھوت سوار ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسلمان کو کیا کرنا چاہئیے۔ **المستفتی نمبر ۲۳۰۸** عبدالشکور صاحب (الہ آباد) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۰) (۱) اس مسلمان بیمار کو اگر معلوم ہے کہ اوجھا اپنے عمل میں کوئی ناجائز کام کرتا ہے اور جو منتر پڑھتا ہے وہ بھی شرک و کفر کے مضمون کا ہوتا ہے تو یہ بھی گناہ گار ہوا اس کو بھی توبہ کرنی چاہئیے(۱) (۲) اس عمل کرنے والے کو لازم ہے کہ وہ اس عمل سے توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے اور آئندہ ایسے کام کے قریب نہ جائے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جفر، طلسمات اور حاضرات وغیرہ کا حکم

(سوال) متعلقہ جفر وغیرہ۔

(جواب ۶۱) حرام چیز سے علاج بدرجہ مجبوری مباح ہوتا ہے مگر یہ تو علاج نہیں ہے محض دل بہلانا ہے

---

(۱) عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ ﷺ من اتیٰ کاهناً فصدقه بما یقول او اتی امرأته حائضاً فقد بری مما انزل علی محمد۔ رواه احمد و ابوداؤد (مشکوة: ۳۹۳/۲)
(۲) حوالہ گزشتہ' مقدمہ رد المحتار ۱/۴۵' ط س)

ورنہ جفر اور عملیات اکثری طور پر وہمی ہوتے ہیں عمل کی پوری حقیقت معلوم نہ ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کوئی ناجائز چیز اس میں شامل ہو - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(جواب ۶۲) طلسمی انگشتری اور فلیتے اور گنڈے طلسمات حاضرات وغیرہ یہ سب چیزیں اگر محض ظاہری اسباب کے طور پر استعمال کی جائیں اور حقیقتہً وہ صحیح بھی ہوں یعنی دینے والے نے محض بناوٹی اور دھوکے کے طور پر نہ دی ہوں تو مباح ہیں مگر جہاں تک تجربہ ہے یہ تمام چیزیں محض بناوٹی ہوتی ہیں الا ماشاء اللہ ہزاروں میں کوئی ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو صحیح طور پر ان چیزوں سے واقف ہو اور دھوکہ دیئے بغیر عمل میں لاتا ہو تو ممکن ہے کہ اس کی دی ہوئی چیزیں کچھ مفید ہوں ورنہ عام طور پر دھوکہ بازی اور جعلسازی ہو رہی ہے۔(۱) اس لئے ان سے بچنا اور پرہیز کرنا ہی بہتر ہے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) عملیات اگر جائز طریقہ پر کئے جائیں تو جائز ہیں
(۲) بعض عملیات احادیث سے ثابت ہیں
(۳) بھوت پریت کا وجود ہے یا نہیں ؟

(اخبار سہ روزہ الجمعیة مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) (۱) عملیات خواہ وہ علوی ہوں یا سفلی جائز ہیں یا ناجائز ؟ اور قرآن پاک واحادیث میں عملیات کا تذکرہ ہے یا نہیں ؟ (۲) بھوت پریت کا وجود ہے یا نہیں ؟ (۳) شیخ سدوزین خاں' شاہ دریا' ننھے میاں خبائث کی اصلیت کیا ہے ؟ (۴) تاثیرات جو موثر حقیقی نے اعمال میں ودیعت فرمائی ہیں وہ حق ہیں یا ناحق ؟ جو شخص منکر تاثیرات کا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے ؟

(جواب ۶۳) عملیات جب کہ جائز طریقے سے کئے جائیں ان کا کرنا جائز ہے ضروری ہے کہ ان میں غیر اللہ سے استمداد اور غیر معلوم المعنی الفاظ اور غیر اللہ کے لئے نذر و بھینٹ نہ ہو احادیث میں بعض اعمال کا تذکرہ ہے جیسے سورہ فاتحہ کا بچھو کے کاٹے ہوئے پر پڑھ کر دم کرنا' اور لعاب دہن لگانا وغیرہ (۲)

(۲) بھوت پریت کا اس طرح کا کوئی وجود نہیں جس طرح عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ارواح خبیثہ آکر لپٹ جاتی ہیں یا دکھائی دیتی ہیں ہاں جنات کا وجود ہے اور ان میں سے شریر اور برے جن انسان کو تکلیف بھی پہنچاتے ہیں اگرچہ یہ شاذونادر ہی کبھی واقع ہوتا ہے ورنہ اکثری طور پر تو بناوٹ یا وہم ہی ہوتا ہے (۳)

---

(۱) وانما تکره العوذة اذا کانت بغیر لسان العرب' ولا یدری ما هو و لعله یدخله سحر'أو کفر أو غیر ذالك (رد المحتار' ۶/۳۶۳ ط سعید)

(۲) وانما تکره العوذة .... (الی ان قال) واما ما کان القرآن أوشئ من الدعوات فلا بأس به (رد المحتار مع الدر ۶/۳۶۳ ط س)

(۳) وذکر ابوالحسن الأشعری فی مقالات اهل السنة والجماعة انهم یقولون ان الجن تدخل فی بدن المصروع کما قال الله تعالی: الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس الخ (آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان: ۱۰۷ ط خیر کثیر کراچی)

(۳) شیخ سدو وغیرہ کی کوئی اصلیت نہیں یہ سب بناوٹی باتیں ہیں اگر ہو سکتا ہے تو صرف اس قدر کہ کوئی جن تکلیف دے اور وہ اپنا نام شیخ سدو وغیرہ بتادے۔
(۴) اعمال میں تاثیر ہے خواہ عمل اچھے ہوں یا برے ' اچھے عمل مباح ہیں برے ممنوع ہیں اگر کوئی شخص کسی غیر ثابت شدہ خاص عمل کی تاثیر کا منکر ہو تو اس پر ناواقفیت کے سوا کوئی الزام نہیں اور اگر مطلقاً تاثیر اعمال کا منکر ہو تو موجب فسق ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

(۱) آدمی کا مر جانے کے بعد آسیب بن جانے کا عقیدہ غلط ہے
(۲) آسیب دور کرنے والے تعویذ اور شعبدہ باز عامل .
(الجمعیۃ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) اکثر مسلمان جو دیہات میں بود و باش رکھتے ہیں ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ آدمی مر جانے کے بعد آسیب بن جاتا ہے اور خاندان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کے کپڑے وغیرہ غربا کو دے دیتے ہیں کہ مرے ہوئے کی روح اگر آسیب بن گئی ہے تو استعمال کرنے والے کو لپٹ نہ جائے (۲) جب کوئی مر جاتا ہے تو دو روز کے بعد یہ مشہور ہو جاتا ہے کہ متوفی آسیب بن گیا ہے اور بعضے علی الاعلان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مرے ہوئے کی آسیب سے ملاقات کی ہے بات چیت کیا ' ڈرایا وغیرہ (۳) اور بعضے واقعات میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک جگہ جب دو چار شخص بیٹھے بات چیت کرتے ہیں کسی ایک شخص پر حالت بیخبری طاری ہو جاتی ہے اور وہ دیدے پھیلائے حاضرین کو ڈراتا ہے کسی مرے ہوئے کا نام لیکر کہتا ہے کہ میں وہ ہوں میں یہ ہوں میں یہ کروں گا وہ کروں گا۔ مجھ کو یہ چاہئے وہ چاہئے بیجا خواہشات ظاہر کرتا ہے اور لغویات بکتا ہے اور بعض وقت ایسی مجلس میں کسی کے گھر پکنے والی اشیاء موجود پائی جاتی ہیں اور آسیب زدہ کسی مرے ہوئے کا نام لیکر کہتا ہے کہ میں فلاں ہوں اور یہ اشیاء فلاں گھر سے لایا ہوں جب اس گھر میں دریافت کیا جاتا ہے تو اس گھر میں مذکورہ اشیاء کا پکایا جانا ثابت ہو جاتا ہے (۱) (۴) بعض لوگ عامل بن کر آتے ہیں اور عملیات نقش تعویذ فلیتے باندھتے ہیں آسیب دور ہو جاتا ہے۔

(جواب ٦٤) (۱) یہ خیال غلط ہے ہندوؤں کے خیالات کا عکس ہے اور اسلام میں اس قسم کے خیالات کا وجود نہیں (۲) اکثری طور پر یہ باتیں غلبہ وہم سے پیش آتی ہیں قوت واہمہ اس قسم کی صورتیں پیدا کر دیتی ہے (۳) یہ صورت یا تو مصنوعی ہوتی ہے یا کسی مرض کا اثر ہوتا ہے اس کے ساتھ وہ خیالات جو دماغ میں بھرے ہوتے ہیں کام کرتے ہیں اور اس قسم کی حرکات اس سے سرزد ہوتی ہیں (۴) اس کے متعلق بھی ہمارا تجربہ بہت تلخ ہے اکثری طور پر تو عامل بھی شعبدہ باز ہوتے ہیں اور شعبدہ بازی سے کام لیتے ہیں بہر صورت

---

(۱) عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا طیرۃ وخیرھا الفال قالوا: وما الفال قال: الکلمۃ الصالحۃ یسمعھا احدکم متفق علیہ (مشکوۃ: ۲/۳۹۱)

شرعی طریقے سے آسیب کے متعلق اسی قدر ثابت ہے کہ بعض حالات میں کوئی شریر جن انسان کو تکلیف دیتا ہے بس اس سے زیادہ آسیب کا کوئی ثبوت نہیں تعویذ وغیرہ ایسی صورت میں کہ اس میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو اور غیر اللہ سے استمداد نہ ہو جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب

رسوم مروجہ

استفتاء

(عطیہ حافظ محمد لقمان محمد شفیع پر فیومر زبازار ترکمان دروازہ دہلی)

تمہید از حضرت مفتی اعظم" - واضح ہو کہ اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہم کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں پیدا کیا جو تمام پیغمبروں کے سردار اور خدا تعالیٰ کے بعد سب سے افضل ہیں اور ایسی شریعت کاملہ ہم کو عطا فرمائی کہ اس کے بعد قیامت تک نوع انسان کے لئے کسی دوسرے مذہبی قانون کی حاجت نہ ہوگی اور نہ کوئی نئی شریعت خدا کی طرف سے آئے گی ہم اس نعمت عظمیٰ پر جس قدر شکر کرتے کم تھا اور شریعت مطہرہ پر جس قدر فخر کرتے بجا ہوتا اور جس قدر اس کا اتباع کرتے اسی قدر بہبود وفلاح کے سزاوار ہوتے -

مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے عقیدۃً و عملاً ایسے افعال ورسوم اختیار کر لئے جس سے شریعت محمدیہ کی تنقیص لازم آتی ہے بہت سی رسمیں خالص ہندوؤں کی ہیں جو اس ملک کے رہنے والے مسلمانوں میں ہنود کے میل جول سے آگئیں اور ایک زمانہ گزر جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں اس کا احساس بھی نہیں رہا کہ یہ رسمیں کہاں سے آئیں اور کب آئیں اور کیوں آئیں - واقف کار مسلمان اور علما تو جانتے ہیں لیکن عام مسلمان یہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ رسمیں بھی اسلام کی باتیں ہیں اور شریعت نے تعلیم کی ہیں اور بہت سی رسمیں ایسی ہیں کہ گو وہ ہندوؤں سے نہیں لی گئیں مگر ابتداء میں وہ محض ایک معمولی سی باتیں سمجھی جاتی تھیں پھر رفتہ رفتہ وہ ایسی پختہ ہو گئیں کہ فرائض وواجبات سے زیادہ ضروری سمجھی جانے لگیں -

یہ دونوں قسم کی رسمیں واجب الترک ہیں پہلی قسم تو اس وجہ سے کہ وہ دراصل کفار کی رسمیں ہیں اور ان سے مسلمانوں کو بچنا لازم ہے تاکہ ایمان سلامت رہے اور دوسری قسم کی رسمیں اس لئے واجب الترک ہیں کہ اکثری طور پر ان میں اسراف فضول خرچی ' ریاکاری اور شہرت ونمود ہوتی ہے جو سب کی سب حرام ہیں اور بعض باتیں اگر فی نفسہ مباح بھی ہوں تاہم ان کا فرائض وواجبات کی طرح التزام کر لینا شرعاً ممنوع ہے پھر علی العموم ان رسوم کی پابندی ہی مسلمانوں کی مالی تباہی کا سبب ہو رہی ہے جو بالآخر عزت اور انجام کار ایمان کو بھی نقصان پہنچاتی ہے لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان رسوم سے بچاؤ کی تدبیر کریں اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کریں تاکہ ان کا مال ' عزت دین وایمان محفوظ رہے اور اپنے اعمال وعقیدہ کے لحاظ سے

---

(۱) ولا بأس بالمعاذاة اذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالىٰ رد المحتار مع الدر : ٣٦٣/٦)

تنقیص شریعت کاالزام اپنے اوپر عائد نہ کریں اور دنیاو آخرت میں سر خرو ہوں-

اب میں تمام رسوم مندرجہ سوال کے متعلق مختصر طور پر جواب دیتا ہوں-امید ہے کہ اہل ایمان اس پر عمل کریں گے-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ خوشی اور غمی کی تقریبوں کے مواقع پر مسلمانوں میں جو حسب ذیل رسوم کارواج ہے ازروئے شرع شریف ان میں سے کون کونسی جائز اور ناجائز ہیں ؟

(۱) استقرار حمل

استقرار حمل کے موقع پر بعض غلط رسومات

الف-ست ماسہ کی گود بھرنا-ب' نوماسہ کی گود بھرنا-ج چھاج یا چھلنی میں اناج اور سواپیسہ مشکل کشا کے نام کارکھنا-د' تقسیم پنجیری-ہ' گلگلے پکانا اور رتجگا کرنا-و' ڈومنیوں کا ناچ گانا کرنا-ف' حاملہ کے لئے جوڑے مٹھائی ترکاری کپڑا اور روپیہ بھیجنا-

(جواب) الف ہندوانی رسم ہے-مسلمانوں نے انہیں سے سیکھی ہے ورنہ سلف میں اس کا وجود نہ تھا-ب' ہندوانی رسم ہے-ج' یہ بھی ہندوانی رسم ہے(۱) مگر اسلامی خیال کے ساتھ مرکب کرلی گئی ہے-چھاج یا چھلنی میں اناج اور پیسہ ڈالنا تو ہندوانی فعل ہے اور اس کو مشکل کشا کے ساتھ نامزد کرلینا بعض مسلمانوں کی ایجاد ہے (۲)-د' خالص ہندوانی رسم ہے-ہ' یہ بھی ہندوؤں سے لی گئی ہے اور اس میں تصرف کرلیا گیا ہے رتجگا مسلمانوں کی ایجاد ہے-و' ناچ گانا قطعاً ناجائز ہے-ز' یہ رسم بھی التزام مالا یلزم میں داخل ہے حاملہ کے نام سے بھیجنے کا عنوان بھی غیر معقول ہے-

(۲) پیدائش

پیدائش کے موقع پر بعض غلط رسمیں

ہیجڑے بھانڈ کا ناچ

(جواب) ناچ گانا ہیجڑوں کا ہو یا بھانڈوں کا ناجائز ہے(۳)

(۳) چھٹی

ایک ہندوانی رسم ہے

الف' مہمانداری کرنا-ب' کپڑے، برتن اور بہت سی چھوٹی موٹی چیزیں زچہ وبچہ کے لئے بھیجنا-ج' نمود

---

(۱) ہندوانی رسمیں ہیں لہذا تشبیہ لازم آتی ہے: قال رسول الله ﷺ ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهو باليهود ولا بالنصارى (ترمذی : ۲/۹۹ ط سعید)

(۲) بعض مسلمانوں کی ایجاد ہے لہذا بدعت میں شامل ہوگا: قال النبي ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (صحيح بخاری : ۱/۳۷۱)

(۳) وقد نقل في البزازية اجماع الامة على حرمة هذا الغناء و ضرب القضيب والرقص ..... (رد المحتار: ٤/٢٥٩ سعيد)

کے لئے مصنوعی نقرئی وطلائی کھچڑی بھیجنا۔

(جواب) الف، چھٹی کی رسم ہندوؤں کی رسم ہے، مسلمانوں کو شریعت مقدسہ نے ساتویں روز عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے(۱)۔ ب بطور احسان اور صلہ رحمی کے بھیجنے کا مضائقہ نہ تھا مگر اب تو ایک لازمی رسم قرار دے لی گئی ہے اس لئے قابل ترک ہے۔ ج، ریاو نمود کی غرض سے کوئی کام کرنا اچھا نہیں اور جس فعل کا منشاہی ریا ہو وہ بہر حال واجب الترک ہے۔

(۴) عقیقہ سنت ہے

مہمانداری۔ ڈومنیوں کا ناچ گانا

(جواب) عقیقہ مسنون ہے (سنن زوائد میں سے) لیکن اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ پیدائش کے ساتویں روز اگر میسر ہو تو لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے اور گوشت تقسیم کر دیا جائے (۲) اور اگر مقدرت ہو تو بقدر وسعت مہمانداری کی جائے قرض وام ہر گز نہ لیا جائے۔ ناچ گانا کرانا تو بہر صورت ناجائز ہے۔

(۵) دودھ چھٹائی

دودھ چھٹائی کے موقع پر بعض غلط رسومات

الف، کھجوریں مٹھائی کی دو تین من تقسیم کرنا۔ ب، مہمانداری کرنا۔

(جواب) فطام (یعنی دودھ چھٹانے) کی تقریب اگرچہ مباح ہے مگر مسنون یا مستحب نہیں ہے اور قرض وام لیکر ریاؤ نمود کی غرض سے رسم کی پابندی لازم جان کر کرنا جائز نہیں ہے مہمانداری کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔(۳)

(۶) بسم اللہ پڑھانا

بچے کو سبق شروع کراتے وقت کی بعض غلط رسومات

الف، مہمانداری کرنا۔ ب، نقرئی دوات قلم سے نقرئی تختی پر لکھوا کر استاد کو دینا۔ ج، شیرینی مع رکابی نام کندہ شدہ تقسیم کرنا۔ د، ڈومنیوں کا ناچ گانا کرانا۔

(جواب) الف بسم اللہ کی رسم بھی مباح ہے۔ مگر مسنون یا مستحب نہیں اور حیثیت سے زیادہ کرنا یا ریاؤ نمود

---

(۱) یستحب لمن ولدله ولد أن یسمیه یوم اسبوعه، و یحلق رأسه، و یتصدق عند الائمة الثلاثة بزنة شعره فضة او ذهباً ثم یعق عند الحلق عقیقة اباحة علیٰ ما فی الجامع المحبوبی او تطوعاً علی ما فی شرح الطحاوی (رد المحتار: ۶)
(۲) ان رسول اللہ ﷺ أمرهم عن الغلام شاتان مکافئتان و عن الجاریة شاة ...... ترمذی: ۱/۲۷۸ ط سعید)
(۳) عن محمود بن لبید ان النبی ﷺ ان أخوف ما أخاف علیکم الشرك الا صغر قالوا یا رسول اللہ ما الشرك الأ صغر قال الریاء (مشکوۃ ۲/۴۵۶)

کی غرض سے کرنا یا لازمی رسم قرار دینا جائز نہیں - ب استاد کو نقد بقدر وسعت دیدینا بہتر ہے نقرئی دوات قلم تختی کی رسم ایجاد بندہ ہے اور ناجائز ہے - ج بقدر وسعت کچھ تقسیم کرنا مباح ہے لیکن اگر سد باب کے لئے ان رسموں کو موقوف کر دیا جائے تو بہر صورت بہتر ہے -(۱) د ناجائز ہے -

(۷) ختنہ
مسنون ہے' مگر دیگر خرافات سے بچایا جائے
مہمانداری کرنا' ڈومنیوں کا ناچ گانا کرانا - تقسیم شیرینی مع رکابی نام کندہ شدہ
(جواب) ختنہ کرنا تو مسنون اور شعائر اسلام میں داخل ہے لیکن اس کے تمام رسمی لوازم کا حکم وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا (۲)

(۸) گھوڑے چڑھانا
گھوڑی چڑھانے کی رسم بھی خرافات میں داخل ہے
جامع مسجد کو سلام کرانا' گشت کرانا' باجا اور روشنی لے جانا' مہمانداری کرنا' ڈومنیوں کا ناچ گانا کرانا -
(جواب) گھوڑے پر چڑھانے کی رسم ہی غیر شرعی ہے جامع مسجد کو سلام کرانا لایعنی فعل ہے اور گشت کرانا باجا اور روشنی لے جانا ڈومنیوں کا ناچ کرانا' اور اس سلسلے میں مہمانداری کرنا سب ناجائز ہیں -

(۹) روزہ رکھنا
بچوں کو روزہ رکھوانا درست ہے مگر اس میں کسی قسم کا اہتمام نہ ہو
مہمانداری کرنا - روزہ کشائی کرنا - سحری کو گانا بجانا -
(جواب) بچوں کو جب وہ روزہ کے متحمل ہو جائیں روزہ رکھانے کا مضائقہ نہیں (۳) لیکن بہت کم عمر اور ناطاقت بچوں کو محض رسم کی پابندی کر کے روزہ رکھانا ناجائز ہے اور اس سلسلے میں تمام لوازم التزام مالا یلزم میں داخل ہیں -

(۱۰) سالگرہ
سالگرہ منانے کی رسم
یادگار سال (عمر) کیلئے ڈورے میں گرہ باندھنا - بکرے ذبح کرنا - مہمانداری کرنا
(جواب) سالگرہ منانا کوئی شرعی تقریب نہیں ہے ایک حساب اور تاریخ کی یادگار ہے اس کے لئے یہ تمام

(۱) سد باب کے لئے ان رسموں کو ختم کرنا ہی بہتر ہے (حوالہ گزشتہ رد المحتار : ٦/٤٢٥ ط س)
(۲) والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الاسلام و خصائصه الخ (رد المحتار مع الدر : ٦/٧٥١ ط س)
(۳) وان وجب حزب ابن عشر عليها بيدلا بخشبة لحديث مرو اولادكم بالصلوة وهم ابناء سبع واضربوهم عليها وهم ابناء عشر' قلت والصوم كالصلوة على الصحيح كما في صوم القهستاني معزيا للزاهدي' و في حضر الاختيار انه يؤمر بالصوم والصلوة وينهى عن شرب الخمر ليألف الخير و يترك الشر (الدر المختار مع رد المحتار ١/٣٥٣ ط سعيد)

فضولیات محض عبث اور التزام مالا یلزم میں داخل ہیں (۱)

(۱۱) منگنی
منگنی کے بعد کی بعض غلط رسومات

مہمانداری کرنا - تقسیم شیرینی کرنا - بعد ازاں شادی تک لین دین کرنا - عید بقر عید محرم وغیرہ پر ترکاری مٹھائی وغیرہ بھیجنا اور دیگر تحائف بھیجنا - مٹھائی کے کونڈے بھیجنا شب برات پر آتش بازی بھیجنا - غرض ایسا لین دین کرنا کہ شادی کے موافق خرچ ہو جائے -

(جواب) منگنی (خطبہ) رشتہ قائم کرنے کا نام ہے (۲) اس میں بھی بڑی حد تک اسراف اور رسم کی پابندی کی وجہ سے زیرباری ہو جاتی ہے اس لئے اصلاحاً اس لین دین کا ترک بھی مناسب ہے جو منگنی اور شادی کے درمیانی زمانہ میں محض رسم کی بناء پر مروج ہے - آتش بازی بھیجنا تو کسی طرح جائز نہیں -

(۱۲) مائیوں (۳) بٹھانا
شادی کے موقع پر مائیوں بٹھانے کی رسم

الف کھیل بتاشے یا دیگر اشیاء سے گود بھرنا - ب سمدھیانے پینڈیاں بھیجنا - ج تیل برتن آئینہ بھیجنا - د اوبٹنا ایک دوسرے پر ملنا - ہ سات سہاگن کا اوبٹنا دولہن کے ہاتھ پر رکھنا - و مستورات کا جمع ہونا - ز ڈومنیوں کا ناچ گانا کرانا

(جواب) لڑکی کو شادی کے قابل بنانے کے لئے کچھ دنوں علیحدہ بٹھانے کی ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں مگر یہ کوئی تقریب نہیں ہے اس لئے تمام رسوم مذکورہ میں سے کوئی لازم نہیں - اصلاحاً ترک کئے جائیں اور پابندی رسم یا ریاؤ نمود یا حیثیت سے زیادہ بھیجنے کی حالت میں ناجائز ہو جاتے ہیں اوبٹنا ملنے کی رسم نہایت فضول اور بد تہذیبی اور گناہ ہے کیونکہ اس میں محرم اور غیر محرم کی تمیز نہیں کی جا سکتی دلہن کے ہاتھ پر اوبٹنا رکھنا ہندوانی رسم ہے -

---

(۱) قال ابن المنیر فیه ان المندوبات قد تنقلب مکروهات اذا رفعت عن رتبتها لأن التیامن مستحب فی کل شی ای من امور العبادة لکن لما خشی ابن مسعود ان یعتقد واوجوبه اشار الی کراهته والله اعلم (فتح الباری. ۲/۲۸۱ ط مصر)

(۲) خطبہ کے معنی دراصل رشتہ طلب کرنا ہیں - اردو محاورے میں اس کو پیغام بھیجنا یا بات ڈالنا یا بات بھیجنا کہتے ہیں جب رشتہ لڑکی والے منظور کر لیتے ہیں تو اعزہ و احباب کا ایک اجتماع کیا جاتا ہے اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ چند آدمیوں کی موجودگی میں بات پکی ہو جائے اور دیگر ضروری اہم معاملات سب کے سامنے اور سب کے مشورے سے طے ہو جائیں اس کو منگنی کی رسم کہتے ہیں -(واصف)

(۳) مائیوں بٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ شادی سے چند روز پہلے دلہن کو ایک جگہ میں بٹھاتے ہیں جہاں اس کے ہم جنسوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا اور وہ من نہ باہر نکل سکتی ہے نہ کسی سے بات کر سکتی ہے یہ رسم ناجائز ہونے کے علاوہ خلاف عقل بھی ہے کسی انسان کو اٹھنے بیٹھنے اور باتوں وغیرہ سے منع کرنا اس کو حیوان بلکہ جماد بنا دینا ہے اور شرعی طور پر اس میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ جب مائیوں بیٹھ جاتی ہے تو نماز کا کوئی اہتمام نہیں کرتی اس لئے یہ رسم ناجائز ہے (ملخص از فیروز اللغات واشرف الجواب)

(۱۳) ساچق

ساچق (۱) کی رسم ہندوانی ہے اور دیگر خرافات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہے

الف' مٹی کی ٹھلیاں رنگوا کر بھیجنا اور اس کی مزدوری کا زیر بار کرنا - ب' چڑھاوے جوڑے اور زیور حیثیت سے زیادہ بھیجنا - ج' سہاگ پوڑا اور چنگیر میں پھول بھیجنا - د' پینڈیاں تین چار سو تک بھیجنا - ہ' جوڑے اور مہندی دولہن کے لئے بھیجنا - و' عورتوں کا جمع ہونا - ز' برادری کو کھانا کھلانا - ح' نائی کو نقد دینا -

(جواب) الف' یہ بھی شرعی طریقہ نہیں ہندوؤں کی رسم سے ماخوذ ہے - ب' حیثیت سے زیادہ بھیجنا بہر حال قابل انسداد ہے - ج' یہ سب غیر شرعی رسوم ہیں - د' یہ بھی التزام مالا یلزم ہے اور قابل ترک ہے - ہ' التزام مالا یلزم ہے - و' موجب مفاسد کثیرہ ہے - ز' حیثیت سے زیادہ یا لازم سمجھ کر کرنا مذموم ہے - ح' بقدر اجرت عمل دینا جائز اور ریاؤ نمود یا پابندی رسم کی بناء پر دینا ناجائز ہے -

(۱۴) بری

بری کی رسم بھی بری ہے

نقل اور میوہ چار پانچ من تک سب کود کھا کر سمدھیانے بھیجنا -

(جواب) یہ بری کی رسم بھی مثل ساچق کے غیر شرعی ہے - ریاؤ نمود مقصود ہوتا ہے اس لئے ناجائز ہے -

(۱۵) برات

شادی کے دن بارات کی رسم

باجا اور روشنی آرائش کے ساتھ لے جانا - آتش بازی چھوڑنا - زیادہ تعداد میں براتیوں کو نام کے لئے لے جانا اور ریل گاڑیوں موٹروں رتھوں کے کرایہ کا زیر بار ہونا - مستورات کا سمدھیانے ڈولیوں بگھیوں میں جانا اور کرایہ کا زیر بار ہونا - اترتے چڑھتے جہاں پردے کا انتظام نہ ہو وہاں بے پردگی کا ہونا - بھانڈوں اور رنڈیوں کا ناچ گانا -

(جواب) (۲) باجا اور حاجت سے زیادہ روشنی' آتش بازی - ریاؤ سمعہ کے لئے زیادہ مجمع کی کوشش کرنا' یہ سب ناجائز ہے' رشتہ داروں اور مخصوص دوستوں کا مجمع ہو اور سنت کے طریقے پر چلے جائیں اور آرائش و نمائش کو ترک کر دیں - ناچ گانا بہر حال ناجائز و حرام ہے (۳)

---

(۱) ساچق کی رسم برات سے ایک روز پہلے کی رسم ہے جس میں دولہا کے ہاں سے دلہن کے لئے مٹھائی نقل' مصری' میوہ کی ٹھلیاں سہاگ پڑا مہندی' تیل اور جوڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں یہ سب جاہلانہ رسمیں ہیں (فیروز للغات : ۷۶۲)

(۲) بارات کی رسم دراصل ہندوؤں کی ایجاد ہے چونکہ پہلے زمانے میں امن نہ تھا دلہن کی حفاظت کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی اور اس وجہ سے کہ ہر گھر ایک آدمی لیا جاتا تھا کہ اگر اتفاق سے کوئی بات پیش آجائے تو ایک گھر میں ایک ہی بیوہ ہو اور اب تو امن کا زمانہ ہے اب اس جماعت کی کیا ضرورت ہے اور اب تو اس میں دیگر خرابیاں بھی آگئیں ہیں جن کی وجہ سے برات کو منع کیا جاتا ہے اور میں (مولانا اشرف علی تھانوی) جو پہلے ان براتوں میں جایا کرتا تھا جب تک میری سمجھ میں یہ خرابیاں نہ آئی تھیں اب میں ان رسومات کو بالکل حرام سمجھتا ہوں (اشرف الجواب: ۳۰۱۰۵'۱۰۳' ط ملتان)

(۳) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر : ۶/۴۲۵ ط سعید)

(۱۶) تقرر تاریخ نکاح
تقرر تاریخ نکاح کے موقع پر بعض غلط رسومات

الف' نائی کے ہاتھ خط تاریخ شادی سرخ گوٹہ دار بھیجنا-ب' مشورہ تاریخ کے لئے مرد عورت کنبہ والوں کا جمع ہونا-ج' دوخوان شکرانے کے تیار کر کے نائی اور ڈومنی کو کھلانا-د' نائی کو جوڑا اور نقد روپیہ دیکر رخصت کرنا-ہ' نائی کا جوڑا دلہن کے گھر میں مستورات کو دکھانا-

(جواب) الف' سرخ خط کا التزام درست نہیں- تاریخ کی اطلاع ضروری ہے- ب' کنبہ کا اجتماع بلا ضرورت بطور رسم کے درست نہیں-ج' یہ بھی التزام مالا یلزم ہونے کی بناء پر قابل ترک ہے-د' اسی طرح یہ بھی-ہاں اس کے کام کی اجرت کے بقدر دینا جائز ہے-ہ' ریاؤ سمعہ کے طور پر ہوتا ہے اس لئے دکھانا ناجائز ہے(۱)

(۱۷) تیاری نکاح
تیاری نکاح کے وقت کی بعض رسومات

الف' کنبہ والوں کا جمع ہونا-ب' کھانا کھلانا-ج' مستورات کی ڈولیوں کا کرایہ دینا-

(جواب) الف-بقدر حاجت وضرورت اجتماع کا مضائقہ نہیں-ب' ضروری مہمانوں کو کھانا کھلانے میں حرج نہیں(۲)-ج' مستورات کا زیادہ اجتماع اچھا نہیں- قریبی رشتہ دار آئیں تو کرایہ کا مضائقہ نہیں-

(۱۸) بعد نکاح
نکاح کے بعد کی رسمیں

الف' چھواروں کا تقسیم کرنا-ب' مٹھائی مع رومال و تشتری تقسیم کر کے زیر بار ہونا-ج' نائی کو بار بار کثیر رقم دینا-د' کمینوں کا حق لینا دینا-ہ' شربت کا نیگ دینا-و' شربت پلانا-ز' دولہا پر سے نچھاور کرنا-ح' بہنوئیوں کو سہرے کا نیگ دینا-ط' سہرا بھیجنا-ی' نائی کو چوٹی سہرے کا حق دینا-

(جواب) الف' جائز ہے(۳)-ب' اگر وسعت ہو اور ریا مقصود نہ ہو تو خیر مباح ہے مگر حیثیت سے زیادہ کر کے زیر بار ہونا ناجائز ہے-ج' بس وہی بقدر عمل اجرت دینا جائز ہے اور بطور پابندی رسم کے دینا ناجائز ہے-

---

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر : ۶/۴۲۵ ط سعید)

(۲) لا ینبغي التخلف عن اجابة الدعوة العامة کدعوة العرس والختان ونحوهما ... (هندیه: ۵/۳۴۳ ط کوئٹه)

(۳) چھوارے تقسیم کرنا اگرچہ جائز اور مباح ہے لیکن آج کل خاص طور پر چھواروں کو ضروری سمجھنا اور خاص اسی کا اہتمام کرنا اور بعض دوسری غلط رسومات کی وجہ سے ان کو تقسیم نہیں کرنا چاہئے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایسے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ایسے جزئی پر عمل کرنا کچھ ضروری نہیں اگرچہ ایسا لوٹنا درست ہو مگر یہ روایت چنداں معتبر نہیں اور اس کے فعل سے اکثر چوٹ آجاتی ہے اگر مسجد میں نکاح ہو تو بے تعظیمی بھی ہوتی ہے اور اس روایت کو لوگوں نے ضعیف لکھا ہے-(فتاویٰ رشیدیہ :۲۶۶ ط سعید) اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اسلامی شادی نامی کتاب میں چھواروں کی تقسیم کے منع کو ترجیح دی ہے اور اس روایت کو ضعیف کہا ہے-

د بقدر اجرت عمل کے دینا جائز ہے – ہ سے ی تک بطور پابندی رسم کے سب ناجائز ہیں اور واجب الترک ہیں – سہرا ہندوانی رسم ہے انہیں سے لی گئی ہے وہ تاروں کا بناتے ہیں مسلمانوں نے پھولوں کا بنانا شروع کر دیا ہے مگر رسم انہیں کی ہے اور قابل ترک ہے(۱)

(۱۹) سلامی دینا

دولہے کو سلامی دینے کی رسم صحیح نہیں

الف' دولہا کو بروقت سلام کرنے کے سو پچاس روپے سے لیکر ہزار روپے تک یا اس سے زیادہ نقد دینا – ب' خلعت پارچہ دینا –

(جواب) دونوں کام التزام مالا یلزم اور پابندی رسم کی وجہ سے ناجائز ہیں(۲)

(۲۰) منہ دکھائی

منہ دکھائی کی رسم بھی درست نہیں

الف' دولہن کا منہ دیکھ کر کچھ نقدی دینا – ب' ایسے کنبہ کے مردوں کا بھی منہ دیکھ لینا جن سے شرعا پردہ جائز ہے –

(جواب) الف – اس کا بھی وہی حکم ہے – ب' یہ قطعا ناجائز ہے –

(۲۱) آرسی مصحف

آرسی مصحف کی رسم غلط ہے

الف' آئینہ میں دولہن کا منہ دولہا کو دکھانا – ب' نچھاور کرنا ج' ڈومنیوں کا ناچ گانا – د' مستورات کا بے حجاب دولہا کے سامنے آنا –

(جواب) الف' ب' نہایت فضول رسمیں ہیں – ج' د' دونوں ناجائز اور واجب الترک ہیں –

(۲۲) جہیز

جہیز بقدر حیثیت دینا چاہئیے

الف' حیثیت سے زیادہ نام کے لئے دینا – ب' جہیز کا بازار میں گشت کرانا – ج' بلا ضرورت بہت سے مزدوروں کی مزدوری دینا –

---

(۱) اس میں ہندوؤں کے ساتھ مکمل مشابہت ہوتی ہے لہذا ترک ضروری ہے قال النبی ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (مشكوة ۱/ ۲۷)

(۲) قال النبی ﷺ من أحدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد (مشكوة: ۱/ ۲۷)

(جواب) الف بقدر حیثیت جہیز دینا چاہئیے(۱) حیثیت سے زیادہ دینا ناجائز ہے - ب' شہرت و نمود کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے ناجائز ہے - ج' یہ بھی فضول ہے ایک روپیہ کی جگہ پانچ روپے خرچ کرنا اسراف ہے -

(۲۳) ولیمہ

ولیمہ کی دعوت اپنی حیثیت کے مطابق ہونی چاہئیے

الف برادری کا کھانا حیثیت سے زیادہ دینا - ب' قرض لیکر دعوت کرنا - ج' نام و نمود کے لئے اسراف کرنا -

(جواب) حیثیت سے زیادہ اور نام و نمود کے لئے کرنا اور زیر بار ہونا ناجائز ہے(۲)

(۲۴) چوتھی

چوتھی کی رسم ناجائز ہے

الف' مہمانداری - ب' مستورات کے سمدھیانے لے جانے کا خرچ - ج' دعوت - د' ترکاری سمدھیانے بھیجنا - ہ' ترکاری ایک دوسرے کے مارنا - و' ترکاری مارتے وقت دولہا سے کچھ لحاظ نہ رکھنا -

(جواب) چوتھی کی رسم مع اپنے تمام لوازم کے ناجائز ہے - (۳)

(۲۵) چالا(۴) کرنا

چالے کی رسم بھی صحیح نہیں

الف' دولہا دلہن کو بلا کر دعوت کرنا - ب' کنبہ کے اور لوگوں کو بھی شریک کرنا - ج' روپیہ زیور پارچہ دیکر رخصت کرنا -

(جواب) مروجہ چالے بطور رسم کے کرنے ناجائز ہیں -

(۲۶) بعد شادی

شادی کے بعد کی رسمیں

رسماً ایسا لین دین رکھنا جس سے ہمیشہ زیر باری ہوتی رہے -

(جواب) یہ بھی حیثیت کے موافق ہو تو مضائقہ نہیں - حیثیت سے زیادہ کرنا اور زیر بار ہونا ناجائز ہے -

---

(۱) عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا فی صدقة النساء (مشکوة : ۱/ ۲۷۷)

(۲) اعلم ان اخلاص العبادة لله تعالی واجب والریا فیها حرام بالا جماع للنصوص القطعیة وقد سمی علیه الصلوة والسلام الشرك الا صغر (رد المحتار مع الدر : ۶/ ۴۲۵ ط س)

(۳) یہ رسم ریا و نمود اور بے پردگی اور التزام ما لا یلزم کی وجہ سے ناجائز ہے -

(۴) چالا یہ رسم ہے کہ نئی دلہن کا سسرال سے شادی کے بعد اول چار بار میکے جانا

(۲۷) مردِلی
آدمی کے مرجانے کے موقع پر بعض غلط رسومات

الف' تجہیز و تکفین-ب' مہمانداری کرنی جس میں مستورات لباس فاخرہ پہن کر آتی ہیں-ج' پھول (سوئم) کرنا اور اس میں عزیز و اقارب کا جمع ہونا کھانا کھلانا د' زیور مکان فروخت کر کے یا قرض لیکر رسم ادا کرنا اور اس کا لحاظ نہ رکھنا کہ ورثہ میں نابالغ بھی حقدار ہیں-ہ' سوئم' چہلم' برسی وغیرہ پر مہمانداری کرنا اور کھانا کھلانا-
خاکسار عاصی مرزا محمد ایوب' دہلی

(جواب) الف' تجہیز و تکفین اوسط درجے کی مردہ کے ترکہ میں سے ہونی چاہئیے-(۱) ب' غمی کی مہمانداری جیسی کہ مروج ہے واجب الترک ہے(۲)۔ ج' یہ بھی پابندی رسم کی خاطر کرنا ناجائز ہے-د' ناجائز-ہ' ایصال ثواب جائز بلکہ مستحسن ہے(۳)۔ جس کی شرعی حیثیت صرف اس قدر ہے کہ جو کچھ میسر ہو خدا کے واسطے صدقہ کردو اور اس کا ثواب میت کو بخش دو-اس میں شریعت نے نہ کوئی خاص تاریخ مقرر کی ہے نہ کوئی خاص شے-مقرر تاریخوں کو ایصال ثواب کے لئے ضروری یا موثر یا زیادہ مفید سمجھنا درست نہیں ہے-
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ' دہلی

گزشتہ غلط رسومات کے فتویٰ پر علماء کی تصدیقات :

(۱) اصاب من اجاب-محمد عبداللہ صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ دہلی-(۲) نورالحسن عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی (۳) سب جوابات صحیح ہیں اور ان کی پابندی کرنا دین و دنیا کے لئے نہایت مفید ہے-بندہ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی (۴) شفاعت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی (۵) وحید حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۶) ایصال ثواب مستحسن اور اولیٰ ہے قیود غیر مشروعہ سے پرہیز لازم ہے-محمد عبدالغفور دہلوی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۷) بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۸) خدا بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۹) جواب سب صحیح ہیں-محمد شفیع عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی (۱۰) محبوب الٰہی غفرلہ مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی (۱۱) میں نے سوالات و جوابات کو نہایت غور سے دیکھا ہے جناب مفتی صاحب نے جو جوابات دیئے ہیں وہ تمام صحیح ہیں خادم العلماء سلطان محمود صدر مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی (۱۲) ذلك الكتاب لا ريب فيه- حررہ محمد صدیق دیوبندی مدرس دوم مدرسہ فتح پوری دہلی (۱۳) جس قدر جوابات مولانا محمد کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمائے ہیں وہ سب درست قابل قبول ہیں کوئی اگر تسلیم نہیں کرے گا تو وہ دارین میں رسوا و ذلیل

---

(۱) يبدؤ من تركة الميت ... بتجهيز د يعم التكفين من غير تقتير ولا تبذير (التنوير و شرحه: ۷۵۹/۶ ط س)
(۲) يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور لا في الشرور (رد المحتار مع الدر: ۲/ ۲۴۰ ط سعيد)
(۳) صرح علمائنا في باب الحج عن الغير بان للانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوماً أو صدقة أو غيرها كذافي الهداية (رد المحتار مع الدر: ۲۴۳/۲)

ہونے کے لئے تیار ہو گا-اللہ تعالیٰ ہدایت دے - محمد احکم عفی عنہ مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی (۱۴) محمد عبدالقادر عفی عنہ مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی (۱۵) عبدالرزاق مدرسہ فتح پوری (۱۶) اس احقر نے بھی تمامی سوالات و جوابات کو بنظر تعمق پڑھا جملہ جوابات صحیح ہیں یہ رسومات ناروا قابل تغییر ہیں حتی المقدور ہر مسلمان پر ان کی تغییر حسب ارشاد نبی کریم ﷺ من رایٰ منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذٰلک اضعف الایمان واجب ہے- احادیث سے ثابت ہے کہ ولادت نکاح موت کے موقعوں پر خود رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طرز عمل نہایت صاف اور سچا بلا تکلف تھا حبیب خدا ﷺ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے بعد کون صحابہ کرام کے لئے پیارا تھا- مگر حال یہ کہ بعض نکاح کرتے ہیں مگر رسول خدا ﷺ کو خبر تک نہیں کرتے اور حضور بعد میں مطلع ہوتے ہیں آج مسلمانوں نے بیاہ وغیرہ کی رسومات کو جو کہ معصیات پر مبنی ہیں فرائض و واجبات پر ترجیح دے رکھی ہے چنانچہ ان کے اہتمام میں نمازوں کا جانا اور آنکھوں اور کانوں کا زنا میں مبتلا ہونا وقوع میں آتا رہتا ہے خدا تعالیٰ مصلحین کو اصلاح کی توفیق عطا فرمائے - فقط - ولایت احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی - (۱۷) بیشک رسومات مذکورہ میں سے اکثر تو ایسی رسمیں ہیں جو ممنوعات شرعیہ میں داخل ہیں اور جن کا ترک لازم ہے اور بعض رسوم مثلاً اہل برادری کو ہدیۃً خوشی کے مواقع میں مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا یا ان کا اجتماع اپنے مکان پر کرنا فقط اس لئے کہ ازدیاد محبت کا باعث یا بطریق صلہ رحمی و ہدیۃً زوجین یا ان کے متعلقین میں سے کسی کو کچھ دینا یا اپنے خدام سے کسی کو بطریق انعام و احسان کچھ دینا یا اہل برادری کی دعوت کرنا یا دولہا کو پھول پہنانا یا کسی جائز کام کے لئے بلا سود کے قرض لینا - یا سوم و چہلم وغیرہ کرنا - یہ سب امور اگرچہ فی نفسہ مباح ہیں - آدمی اظہار شکر کی غرض سے یا اپنے متعلقین کے ساتھ احسان کرنے کے اپنی حیثیت کے موافق اگر ان افعال کو کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن اگر ان افعال سے محض تفاخر مقصود ہو یا اہل برادری کے طعن کا خوف ہو جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ باوجودیکہ مقدرت نہیں رکھتے لیکن صرف نام کی خاطر اس قدر نقصان برداشت کرتے ہیں جس کی تلافی برسوں نہیں کر سکتے یہاں تک کہ بہت سے خاندان انہیں بے اعتدالیوں کی بدولت تباہ و برباد ہو چکے ہیں پس ایسی صورت میں چونکہ تفاخر مذموم کا ارادہ ان افعال کے ساتھ لاحق ہو گیا اس لئے ان افعال سے بھی ممانعت کی جائے گی میرے نزدیک مقدرت والے اصحاب کو بھی چاہئے کہ وہ اگر اپنے متعلقین کے ساتھ کچھ احسان و سلوک کرنا چاہیں تو اس طرح کریں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اور ان کے نکاح وغیرہ کی تقریبیں اس طرح سادگی کے ساتھ انجام پائیں کہ اکثر غربا انہیں تقریبوں کے ساتھ اپنی تقاریب کا موازنہ کریں تو بہت زیادہ فرق نہ پائیں- محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتح پوری دہلی (۱۸) الجواب صحیح محمد کرامت اللہ غفرلہ باڑہ ہندو راؤ دہلی (۱۹) مولانا مظہر اللہ کی تحریر سے مجھے بھی اتفاق ہے محمد عبدالصمد عفی عنہ (پیرجی) کوچہ پنڈت دہلی (۲۰) محمد شرف الحق محلہ چوڑیوالان دہلی (۲۱) محمد حبیب الرحمٰن محلہ چوڑیوالان دہلی (۲۲) اس اولوالعزم و ذی شان تحریک سے اتنا دل

میسر ہوا کہ اگر اس پر مسلمانوں نے توجہ مبذول فرمائی تو پھر ان کی دنیا اور ان کا دین دونوں درست ہو جائیں گے اس لحاظ سے رسومات کفار سے بچ کر **من تشبه بقوم فهو منهم** سے یکسو ہو جائیں گے اور اپنے ہادی اور اپنے پیشوا کے تابعدار بن کر جہاں بھر کے لئے صحابہ کرام کا نمونہ بن جائیں گے نیز دین اور دنیاوی بہبودی کی مرکز اعظم پر آجائیں گے جو مسلمانوں کی انتہائے معراج ہے انشاء اللہ وہ میسر ہوگی فقط محمد اسحاق عفی عنہ بازار مٹیا محل دہلی (۲۳) صورت مسئولہ میں جس قدر رسوم ہندوانہ ہیں سب ناجائز ہیں مسلمانوں کو ان سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو آپس کے سلوک اور دعوتیں اور لین دین مطابق شرع کے ہوں اس کے کرنے میں حرج نہیں دعوۃ الختان جائز ہے مثل دعوۃ عقیقہ کے - لیکن اور لوازمات جو شرع کے خلاف ہیں گھوڑے کی سواری - مساجد کا سلام - ناچ - باجہ اور مہمالات جو کچھ ہیں وہ ناجائز ہیں قبل شادی کے جانبین سے تحف تحائف اور دولہا کی طرف سے زیور و کپڑا دولہن کو دیا جائے درست ہے لیکن ایسے رسومات منگنی میں جو ہندوؤں کے مشابہ ہیں یا اس کے لزوم سے زیرباری مسلمانوں کو ہے یا اس پر عمل نہ کرنے سے منگنی چھوٹ جاتی ہے نکاح میں نقصان ہوتا ہے یہ سب ناجائز ہیں الحاصل جو رسومات کفار مشرکین کی ہیں یا ان کا لزوم شریعت سے ثابت نہیں کل ناجائز ہیں - **قال النبی ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم وقال النبی ﷺ من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد - متفق علیه** - حررہ احمد اللہ صدر مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ (۲۴) عبدالرحمن عفی عنہ مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی (۲۵) عبداللطیف مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی (۲۶) عبدالغفور مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی (۲۷) جمال الدین صدر مدرس مدرسہ نصرۃ الاسلام باڑہ ہندو راؤ دہلی (۲۸) نحمدہ و نصلی سوال مذکور کے جوابات **تفصیلی اور غیر تفصیلی** سے خاکسار کو اتفاق ہے اس نازک دور میں جوابات پر عمل کرنا موجب حصول فلاح دارین ہے اور اس کی مخالفت باعث خسران دارین ہے - حررہ محمد عبدالغنی سابق مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی (۲۹) بندہ عبدالعلی غفرلہ امام کلاں مسجد دہلی (۳۰) جو رسوم جاہلیت اور کفار کی ہیں اولاد جننے میں یا نکاح میں یا مرنے میں ان سب کو مٹانا فرض ہے جس طرح شریعت بتلائے اسی طرح کرنا چاہیئے عبدالرحمن عفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی (۳۱) محمد عثمان علی عفی عنہ مقیم مسجد رمضان شاہ پھاٹک حبش خاں دہلی (۳۲) صورت مرقومہ میں واضح ہو کہ جوابات نہایت صحیح و مدلل ہیں - ہر ایک انسان کو ان کے اوپر عمل درآمد کرنا واجب اور باعث فلاح ہے اور اس سے خلاف کرنا باعث بربادی و ناراضگی خدا اور رسول ﷺ ہے واللہ اعلم سید ابوالحسن عفی عنہ (۳۳) **هو الموفق** میں نے جوابات مذکورہ پڑھے جناب مفتی صاحب نے خلاصہ لکھ دیا ہے جن امور کو ناجائز لکھا ہے واقعی ناجائز ہیں صاحب موصوف نے تفصیل نہیں کی کہ بعض امور ان میں سے بہت ہی سخت ناجائز حرام ہیں جیسے اسراف بے پردگی وغیرہ - جناب مستفتی صاحب کو جلدی ہے ورنہ میں تفصیل لکھ دیتا - فقط ابو سعید محمد شرف الدین صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب مرحوم دہلوی (۳۴) سوال میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے بجز چند باتوں کے اکثر خرافات و رسوم ہندوانی ہیں جن کا ترک مسلمانوں پر واجب ہے نبی ﷺ نے تجنہ

الوداع میں فرمایا تھا کہ کل رسوم جاہلیت اسلام میں ناجائز ہیں لہذا مسلمانوں کو ان امور کی اصلاح کر کے کتاب وسنت کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہئیے ورنہ دین ودنیا دونوں برباد ہو جائیں گے واللہ اعلم - محمد یوسف قریشی عفی عنہ مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب مرحوم دہلی (۳۵) عبدالرشید عفی عنہ مدرس مدرسہ سبل السلام دہلی (۳۶) ابو الحسنات محمد احمد میر عفی عنہ مدرسہ دار العلوم والتصوف زیر جامع مسجد دہلی (۳۷) رسومات غیر مشروعہ اور برباد کن کو ضرور ترک کرنا چاہئیے فقط سید احمد امام جامع مسجد دہلی ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء (۳۸) محمد اسحاق عفی عنہ مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی (۳۹) جوابات سب بالکل قرآن وحدیث کے موافق اور اس قسم کے منکرات کے ازالہ کی سعی ہاتھ سے ہو یا قلم وقدم سے موجب اجر اخروی ہے خدا تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق دے اشفاق الرحمٰن کاتب دہلوی مقیم چتلی قبر دہلی (۴۰) کوئی شبہ نہیں کہ رسوم مروجہ مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی تباہی کا باعث ہو رہی ہیں افسوس کہ مسلمان اصول شرع سے واقف ہوتے ہوئے بھی اپنی جاہلانہ رسوم کو ترک نہیں کرتے اور باپ دادا کی رسموں کو شرعی زد سے خارج سمجھ کر خود بھی برباد ہوتے اور آئندہ نسلوں کے لئے بربادی کا نمونہ چھوڑتے چلے جاتے ہیں ان رسوم کے خلاف قلمے سخنے دامے درمے کوشش کرنا بہت بڑا جہاد ہے علمائے کرام نے جو کچھ تحریر فرمایا عین حق وصواب ہے حررہ مشتاق احمد عفی عنہ مقیم دہلی (۴۱) نبی علیہ السلام کی بعثت کے اغراض میں سے ایک اہم غرض لوگوں کی آبائی رسوم اور ملکی وقومی بدترین پابندیوں سے چھڑانا بھی تھا قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے خطبے میں فرمایا زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم میں نے منہدم کر دیں حمل، وضع حمل، منگنی، شادی، موت، میت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی ہوتے تھے مگر ان تمام رسومات کا نام ونشان بھی نہ تھا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - یا یھا الذین اٰمنو الا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ - ایماندارو! خدا و رسول سے آگے نہ بڑھو - پس ان تمام ہندوانی رسوم اور آبائی طریقوں سے جو قطعاً خلاف شرع اور موجب ناراضگی رب ہیں احتراز کرنا چاہئیے ان میں سے اکثر امور حرام محض ہیں بعض ناجائز اور سخت گناہ ہیں سوالات میں بعد از نکاح تقسیم چھواروں کے علاوہ باقی کل رسمیں ناجائز ہیں سچا مسلمان وہ ہے جو ان خلاف شرع رسوم کو چھوڑ کر اپنے کل مرنے جینے بیٹھنے اٹھنے شادی بیاہ، موت میت وغیرہ میں سنت رسول اللہ ﷺ کا تابعدار رہے اور تمام بدعتوں سے دور رہے بدعتی شخص کی تو کوئی عبادت قبول نہیں اللہ مسلمانوں کو سمجھ دے اور وہ ان رسومات کو ترک کر کے خدا کے پیارے اور دنیا میں عزت والے بن جائیں - الراقم محمد بن ابراہیم مدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی - اجمیری دروازہ دہلی (۴۲) جو علمائے کرام ذوی الاحترام نے تحریر فرمایا ہے بجا اور درست ہے یقال لہ ابراہیم دہلوی (۴۳) مجھ کو علماء کی رائے سے اتفاق ہے فقیر محمد شفیع واعظ اسلام اناوی مقیم دہلی (۴۴) بلاشک وشبہ رسوم خلاف شرع اور باعث نقصان دین ودنیا ہیں ان کو ترک کرنا چاہئیے محمد سورتی حسینیہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ صدر مدرس جامعہ ملیہ قرول باغ دہلی (۴۵) قد اصاب المجیب - عبدالغنی مدرس جامعہ ملیہ قرول باغ دہلی (۴۶) ان

تمام رسوم کو اسلام اور شریعت، خلاصت تو کسی طرح جائز کر ہی نہیں سکتی یہ مراتب تو بہت بالاتر ہیں عقل انسان کو بھی ان سے سخت نفرت ہے اور یہ تمام بلائیں اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر سلف صالحین کے طریقے سے منہ موڑ کر سراسر کفار سے لی گئی ہیں اور نوے فیصد رسوم تو بالکل ہنود کی ہیں جو گناہ کبیرہ کی حد سے گزر کر کفر تک نوبت پہنچانے اور دین و دنیا دونوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہوتی ہیں۔ اس پر بھی مسلمانوں نے ان کو نہ چھوڑا تو خدانخواستہ یہ سمجھا جائے گا کہ ان کے دلوں پر مہر ہوگئی خدا عمل کی توفیق دے مجیب مصیب نے سب جواب صحیح لکھے ہیں۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء محمد شرف الدین ٹونکی (۴۷) مراسم کو داخل اسلام سمجھنا اور جزو دین قرار دینا سب سے زیادہ مکروہ فعل ہے صحابہ اور اہل بیت کا اتباع کافی ہے اسلام کی کمزوری کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ مراسم کو جزو اسلام قرار دیکر عام مسلمان تباہی میں ایسے مبتلا ہوئے کہ نکلنا دشوار ہوگیا اگر آج عام مسلمان اتباع صحابہ اختیار کریں اور سادہ زندگی بسر کرنا شروع کردیں تو کل اسلام کو ہندوستان میں وہی تفوق حاصل ہوجائے گی جو آج سے ہزار سال پہلے تھا فقط حررہ محمد ابوالحسن حقانی عفی عنہ (۴۸) مولانا کفایت اللہ صاحب نے جس **تفصیل** سے جوابات لکھے ہیں تمام صحیح ہیں خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان تمام تباہ کن رسوم سے بچیں اور صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ محمد عرفان (۴۹) بندہ احمد سعید واعظ دہلوی ناظم جمعیۃ علمائے ہند (۵۰) احمد علی واعظ عفی عنہ جھجروی ثم الدہلوی (۵۱) مولوی کفایت اللہ صاحب نے جو جوابات لکھے ہیں درست ہیں۔ احقر ضمیر الدین احمد عفی عنہ (نواب مرزا آف لوہارو) دہلوی (۵۲) مسیح الزمان کیرانوی (۵۳) عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ (۵۴) محمد شفیع عفا اللہ عنہ (۵۵) محمد انور عفا اللہ عنہ (۵۶) عتیق الرحمٰن عثمانی معین مفتی دارالعلوم دیوبند۔ محمد اعزاز علی غفر لہ

دس محرم کو شربت پلانا، کھچڑا پکانا، نیا کپڑا پہننا اور سرمہ لگانا بدعت اور بے اصل ہیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ شربت پلانا، کھچڑہ پکانا، نیا کپڑا پہننا، آنکھوں میں سرمہ لگانا یہ سب سنت ہے کھچڑا اس وجہ سے سنت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر جا کر لگی تو کشتی سے اتر کر کھچڑا پکایا یہی دن عشرہ محرم کا تھا۔ المستفتی نمبر ۹۴۹ سید حاکم علی شاہ (میرٹھ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

(جواب) کھچڑا پکانے کی کوئی سند نہیں یہ بالکل بے اصل ہے البتہ عاشورا کے دن روزہ رکھنا اور اپنے اہل و عیال پر رزق یعنی کھانے پینے کی اس روز فراخی کرنا مسنون ہے سرمہ لگانے کی روایت ضعیف ہے بعض نے اسے موضوع بھی کہا ہے نیا کپڑا پہننے کی کوئی روایت نہیں (۱) اور جو کام روافض کرتے ہیں ان میں ان کی مشابہت اہل سنت کو نہیں کرنی چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) وحديث التوسعة على العيال يوم عاشوراء صحيح (وفي الشامية) وهو من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه سنة كلها قال جابر جربته اربعين عاما فلم يخلف وحديث الا كتحال هو مارواه البيهقي وضعفه من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم يرمد ابدا و رواه ابن الجوزي في الموضوعات من اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينه تلك السنة (رد المحتار مع الدر ۲ : ۴۸۱ ط سعيد)
(۲) قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (مشكوٰة : ۱/۲۷)

شادی کے موقع پر دلہے کو سہرا ڈالنے کی رسم

(سوال) بوقت شادی نوشہ کے سر پر جو سہرہ ڈالتے ہیں جائز ہے یاناجائز؟اور گلے میں سہرہ ڈالا جاسکتا ہے یا نہیں ؟المستفتی محمد صغیر خاں میاںجی-مقام اوسیا ضلع غازی پور-

(جواب) سہرا سر پر ڈالا جاتا ہے اگر اس کو گلے میں ڈال دیا جائے تووہ سہرے کے حکم میں نہیں رہتا سر پر سہرا ڈالنا ناجائز ہے کہ وہ ہندوؤں کی رسم ہے (۱) گلے میں ہار ڈالنا جائز ہے- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اگر سہرا باندھ کر نکاح کیا تو کیابعد میں تجدید نکاح ضروری ہے ؟

(سوال) اگر نوشہ کے سہرا بندھا ہوا اور بدھی طرہ پہنے ہو تو نکاح طرہ بدھی سہرے کے ساتھ جائز ہو گیا تجدید نکاح لازم ہے ؟اور نکاح نہ ہونے کی حالت میں اگر نوشہ تجدید نہ کرے تو اس عورت کو جس سے طرہ بدھی سہرے کے ساتھ نکاح ہوا کسی دوسرے سے نکاح کر لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور بعض لوگ نکاح کے وقت سہرا کھول دیتے ہیں یہ فعل بھی نکاح کے واسطے احسن ہے یا بے فائدہ ؟اور بعض لوگ سہرے کو سر سے لپیٹ دیتے ہیں اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں اس کی بابت کیا حکم ہے ؟فقط

(جواب ٦٥)اصل یہ ہے کہ سہرا بدھی طرہ یہ کفار کی ہنود کی رسمیں ہیں جو آج تک ان میں بعض مقامات پر پائی جاتی ہیں وہ لوگ سنہرے روپہلے تاروں کا سہرا بدھی بناتے ہیں مسلمانوں نے پھولوں کا سہرا بنانا اختیار کیا بہر حال اصل رسم انہیں سے ماخوذ ہے پس اگر کوئی شخص باوجود اس علم کے کہ سہرا بدھی کفار کی رسم ہے اسے اچھا اور بہتر بلکہ ضروری سمجھے جیسا کہ اکثر جہلا کا خیال اور عمل ہے اور اس پر اصرار کرے تو اس پر بوجہ رسوم کفریہ کے پسند کرنے کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کہ یہ شخص خواہ بوجہ رضا بالکفر یا رضا بالرسوم الکفریہ کافر ہو گیا اور تجدید اسلام کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے لیکن اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ چیزیں کفار کی رسوم ہیں یا معلوم بھی ہو لیکن وہ ان پر اس حیثیت سے عامل نہ ہو کہ بحیثیت رسوم کفار ہونے کے پسند کرے یا اصرار کرے بلکہ صرف اس وجہ سے کہ بہت سے مسلمان کرتے ہیں وہ کرے تو ایسی صورت میں ان اشیاء کا مرتکب اگرچہ بوجہ ارتکاب بدعت گناہ گار یا کم از کم التزام مالا یلزم کر کے گناہ گار تو ہو گا لیکن کافر نہیں ہو سکتا اور جب کافر نہیں ہوا تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں تکفیر مسلم میں چونکہ فقہاء نے سخت احتیاط کا حکم دیا ہے(۲)اس لئے کسی ایسے نوشہ کو جس نے سہرا بدھی طرہ باندھے ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہے کافر نہ کہنا چاہئیے اگرچہ اس فعل سے منع کرنا ضروری ہے لیکن جب تک وجہ کفر مصرح نہ ہو حکم کفر نہ دینا احوط ہے نکاح کے وقت سہرا کھول ڈالنا ہی بہتر ہے تاکہ اگر بالکل سدباب ارتکاب بدعت کا نہ ہو تو جتنی مقدار ممکن ہو اتنا ہی ہو جائے مالا یدرك كله لايترك كله -واللہ اعلم

---

(۱) قال رسول الله ﷺ ليس منا من تشبه بغير نا لا تشبهو باليهود ولا بالنصارى (ترمذى : ۲/ ۹۹)

(۲) وفى الخلاصة: وغير ها اذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد منعه فعلى المفتى ان يميل الى الوجه الذى يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم (رد المحتار مع الدر المختار : ۴/ ۲۲۴' س)

۲۲ رجب کے کونڈوں کی شریعت میں کوئی اصل نہیں

(سوال) رجب کی بائیس تاریخ کو کونڈے کرنے جائز ہیں یا نہیں جو کونڈوں کو ناجائز اور کرنے والے کو بدعتی اور برا جانتا ہو تو اس کو بدعتی کے مکان پر کونڈے کھانے چاہئیں یا نہیں رشتہ داری یا دوستانہ کی وجہ سے اس کے گھر پر جا کے کھانا درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ٦٦) یہ کونڈوں کی رسم ایک ایسی ایجاد ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ میں کوئی دلیل نہیں ہے لہذا اسے ترک کر دینا ضروری ہے (۱) مگر اس کی حقیقت یہ نہیں کہ وہ کھانا حرام ہو جاتا ہے کھانا تو فی حد ذاتہ مباح ہے ہاں منع کرنے والے کو ان کونڈوں کا کھانا جا کر کھانا مناسب نہیں کہ اس کے اس اقدام سے فی الجملہ رسم کی بھی تائید ہوتی ہے رشتہ داری اور دوستانہ کی وجہ سے بھی جا کر کھانا مناسب نہیں کہ یہ بھی ایک طرح کی مداہنت ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز تو ہے مگر اس میں دن کی تعیین صحیح نہیں

(سوال) بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں بطور شکرانہ کھانا کھلانا کیسا ہے ؟ اور وہ بھی اس وقت میں جب کہ عورت نفاس سے پاک ہو جائے اس سے پہلے نہیں کھلاتے۔

(جواب ٦٧) بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں کھانا کھلانا یا صدقہ خیرات کرنا جائز ہے لیکن یہ تخصیص کہ وہ کھانا شکرانہ ہی ہو یا نفاس ختم ہونے پر کھلایا جائے بے اصل اور بدعت ہے (۲)

رخصتی سے پہلے دلہا کی طرف سے دلہن کی دعوت صحیح تو ہے مگر اس کو ضروری نہ گردانا جائے

(سوال) ہمارے یہاں رخصتی سے پہلے عورت کو خاوند کے گھر دس دن بطور خوشی کھانا کھلانے کی رسم ہے یہ کیسی ہے ؟

(جواب ٦٨) دولہن کی دعوت دولہا کی طرف سے رخصت سے پہلے کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ قیود غیر شرعیہ اور التزام مالا یلزم نہ ہونا چاہئیے ورنہ وہ قیود اور التزام بدعت اور ناجائز ہوگا (۳)۔

حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ بدعت اور واجب الترک ہے ' اور حیلہ اسقاط کے صحیح طریقہ کی تفصیل

(سوال) افغانستان و گجرات میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کے ورثا بعد نماز جنازہ غربا کے

---

(۱) قال النبی ﷺ: من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (مشکوة: ۱/۲۷)

(۲) والمتابعة كما يكون في الفعل يكون في الترك ايضا فمن واظب على فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع (مرقات، شرح مشكوة : ۱/۴۱ ط کوئٹہ)

(۳) فی نفسہ اس دعوت میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس میں دیگر شروط اور جاہلیت کی رسمیں ہیں لہذا یہ عمل ان کی وجہ سے بدعت شمار ہوگا (حوالہ گزشتہ مرقات شرح مشکوۃ ج ا ص ٤١ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ایک مجمع میں ایک چادر میں کچھ غلہ پیسہ اور قرآن شریف رکھ کر یہ کہتے ہوئے پھراتے ہیں کہ یہ سب اس کے فرائض وواجبات کے معاوضہ میں بطور فدیہ و کفارہ دیا جاتا ہے بعد ازاں ان اشیائے مذکورہ کو انہیں غربا کو نیز دیگر مستحقین کو تقسیم کرتے ہیں اور اس رواج کو شرع شریف سے مستخرج جانتے ہیں اس کے متعلق واقعی شرع شریف میں کیا احکام وارد ہیں ؟

(جواب ٦٩) نفس صدقہ بطور ایصال ثواب کرنا مستحسن ہے بشر طیکہ صدقہ کرنے والا اپنے مال سے محض ابتغاء وجہ اللہ کے ارادہ سے کرے پابندی رسم ورواج یا ریاو سمعہ مقصود نہ ہو سوال میں جو صورت مذکور ہے یہ اسقاط کے نام سے مشہور ہے اور کتب شریعت میں اس کی صرف اس قدر اصل ہے کہ اگر میت نے کوئی مال نہیں چھوڑا اور اس کے ذمہ نمازوں اور روزوں کا فدیہ واجب تھا تو فقہا نے اس کے ادا کرنے کی یہ صورت بتائی ہے کہ فدیہ ہائے صوم وصلوۃ کی مجموعی مقدار مثلاً سو من غلہ ہوتی ہے اور ولی میت کے پاس ایک من غلہ ہے جو وہ تبرعاً اپنے مال سے ادا کرتا ہے یا اس کے پاس کچھ نہیں مگر اس نے ایک من غلہ قرض لے لیا اور اس کو میت کے قضا شدہ نمازروزوں کے فدیہ میں دینا چاہتا ہے تو یوں کرے کہ حساب لگا کر دیکھے کہ ایک من غلہ کتنی نمازوں کا فدیہ ہوتا ہے جس قدر نمازوں کا فدیہ ہوتا ہو اتنی نمازوں کے فدیہ میں یہ غلہ کسی فقیر کو دیدے اور پھر وہ فقیر اپنی جانب سے اسی ولی میت کو ہبہ کردے اور ولی میت بھی قبضہ کرلے اس کے بعد پھر ولی میت اسی قدر نمازوں کے بدلے میں وہ غلہ فقیر کو دیدے اور فقیر پھر ولی میت کو ہبہ کر کے قبضہ کرادے وہکذا یہاں تک کہ میت کے ذمہ جس قدر نمازیں تھیں ان سب کا فدیہ ادا ہو جائے پھر اسی غلہ کو اسی طرح روزوں کے بدلے میں دیتا رہے اور فقیر اسے واپس کرتا جائے جب روزے پورے ہو جائیں تو قسم کے کفاروں اور قربانی کے بدلے میں اسی طرح اول بدل کریں اور جب تمام حقوق واجبہ سے فراغت ہو تو آخر میں وہ فقیر اس غلہ کو لے جائے یا اگر ولی میت کو آخری دفعہ بھی ہبہ کردیا ہے تو ولی میت کو مناسب ہے کہ یہ کل غلہ یا اس میں کوئی حصہ فقیر کو بھی دیدے یہ ایک حیلہ ہے جو میت کے مال نہ چھوڑنے اور اولیائے میت کے محتاج ہونے کی صورت میں میت کے اوپر سے حقوق واجبہ کا بوجھ اتارنے کے لئے فقہاء نے تجویز فرمایا ہے (۱) لیکن فی زماننا جو اسقاط ہے وہ چند صورتوں سے رائج ہے اور اس کی اکثر صورتیں مذکورہ صورت مجوزہ فقہا کے خلاف ہیں بعض مقامات میں یوں کرتے ہیں کہ ایک قرآن مجید اور اس کے ساتھ دو چار سیر غلہ اور ایک روپیہ یا سوا روپیہ نقد سامنے رکھ کر ایک یا چند محتاجوں کو بٹھا کر ان سے کہتے ہیں کہ یہ سوا روپیہ اور یہ غلہ اور یہ قرآن مجید جو تمام دنیا سے بیش قیمت ہے اس شخص کے نماز روزے وغیرہ کے فدیہ میں ہم تم کو دیتے ہیں تم نے قبول کیا وہ محتاج کہتے ہیں قبول کیا اور یہ چیزیں وہ لے کر چلے جاتے ہیں یہ صورت اس لئے صحیح نہیں کہ اس میں نمازوں اور روزوں کے فدیہ کی مقدار صحیح پوری نہیں ہوتی اور قرآن مجید کو محض بناوٹی طور پر تمام

---

(۱) لومات و علیه صلوات فائتة واوصیٰ بالکفارة یعطی لکل صلوة نصف صاع من بر کالفطرة وکذا حکم الوتر والصوم' وانما یعطی من ثلث ماله' ولو لم یترك مالا یستقر من وارثه نصف صاع مثلاً و یدفعه' الفقیر ثم یدفعه الفقیر للوارث ثم و ثم حتی یتم (قال فی الشامیه) ثم ینبغی بعد تمام ذالك كله ان یتصدق علی الفقراء بشیٔ من ذالك المال او بما اوصی به المیت ان كان اوصی (رد المحتار مع الدر المختار: ۲/۷۴ ط سعید)

دنیا سے بیش قیمت کہہ دیتے ہیں اور خود ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ چھ سات آنے والا قرآن اس کام کے لئے مل جائے اگر ان کو ان کی کسی رقم کے معاوضے میں قرآن مجید یہ کہہ کر دیا جائے کہ یہ تمام دنیا سے بیش قیمت ہے اپنی رقم کے بدلے میں لے لو تو پھر دیکھو یہ قبول کرنے میں کیسے کیسے رنگ بدلتے ہیں اور ہرگز بھی قبول نہ کریں گے نیز اس فقیر کو بھی محض اس وجہ سے مجبوراً قبول کرنا پڑتا ہے کہ قبول نہ کرے تو یہ چھ سات آنے کا قرآن مجید اور وہ غلہ اور ایک روپیہ بھی ہاتھ سے جاتا ہے ورنہ حقیقی قبول اور دلی قبول ہرگز نہیں ہوتا - دوسری صورت یہ ہے کہ انہیں اشیاء کو اولیائے میت یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ میت کے ذمہ جس قدر شرعی مواخذے اور گناہ تھے ان سب کے بدلے میں ہم دیتے ہیں اور میت کے اوپر کا تمام عذاب تم نے اپنے ذمہ لیا؟ اور وہ جاہل بیباک فقیر کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے تمام مواخذے اور عذاب اپنے اوپر لے لئے یہ صورت نہایت بری اور شرعاً و اخلاقاً قبیح ہے دینے والے بجائے اس کے کہ صرف اپنی میت کو عذاب خداوندی سے بچانے کی تدبیر کریں ایک یا چند دوسرے مسلمان بھائیوں (فقیروں) کو عذاب الٰہی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں جو صریح شریعت و اخلاق کے خلاف اور صاف طور پر **لا تزر وازرۃ وزر اخری** کے منافی ہے اور جاہل و بیباک فقیر چند پیسوں یا روپیوں کے لالچ میں خدائے قہار کا مواخذہ اور عذاب اپنے اوپر لینے کو تیار ہو جاتے ہیں جو استخفاف عذاب یا امن عن العذاب کی دلیل ہے یعنی یا تو وہ خدا کے عذاب سے بےخوف ہو گئے ہیں یا عذاب کو ہلکا اور بے قدر سمجھتے ہیں اور یہ دونوں صورتیں کفر ہیں تیسری صورت یہ ہے کہ دینے والے اکثری حالت میں میت کے مال اور ترکہ میں سے دیتے ہیں اور میت نے وصیت بھی نہیں کی ہوتی ہے اور ورثہ میں بعض نابالغ یا غائب ہوتے ہیں اور ان حالات میں دینے والوں کو شرعاً دینے کا کوئی حق نہیں ہوتا مگر یا تو انہیں اس کی خبر نہیں ہوتی یا وہ اس کی پروا نہیں کرتے - چوتھی صورت یہ کہ یہ تمام کارروائی محض پابندی رسم یا ریا و نمود کی غرض سے کی جاتی ہے اصل غرض سے نہ دینے والے باخبر ہوتے ہیں نہ لینے والے اور ظاہر ہے کہ محض پابندی رسم یا ریا و نمود کی غرض سے دینے پر کوئی ثواب مرتب نہیں ہو سکتا پانچویں صورت یہ ہے کہ اس اسقاط کو لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ شریعت میں اس کے لزوم کی کوئی وجہ نہیں جب کہ میت نے وصیت نہ کی ہو یا کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو وارث کے ذمہ یہ لازم نہیں کہ میت کے نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ دے اگر دے تو محض تبرع ہے اور تبرع میں جبر یا لزوم نہیں ہوتا تو اسے ضروری یا لازم سمجھنا حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا ہے (۱) اور ان کے علاوہ اور مفاسد بھی کبھی عارض ہو جاتے ہیں ان پانچوں صورتوں میں سے کبھی کئی کئی آپس میں متداخل بھی ہو جاتی ہیں بہر حال اکثر مروجہ صورتیں اسقاط کی غیر مشروع اور ناجائز ہوتی ہیں اور فقہا کی مجوزہ صورت عملی طور پر نادر الوقوع ہے اگر مفاسد شرعیہ میں سے کوئی مفسدہ لاحق نہ ہو اور صورت مجوزہ فقہا کے موافق عمل کیا جائے تو مباح یا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے

---

(۱) و نص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی به المیت لانها وصیت بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه (الی ان قال) و به ظهر حال وصایا اهل زماننا فان الواحد منهم یکون فی ذمته صلوات کثیرة وغیرها من زکاة واضاحی و ایمان ویوصی لذلک بدراهم یسیرة (رد المحتار علی الدر المختار : ۲:۷۳ ط س)

ان تمام امور کے لئے یہ نصوص فقہیہ دلائل ہیں فی الدر المختار و لولم یترك مالاً یستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويد فعه لفقير ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم انتهى – وفي رد المحتار' قوله ولو لم يترك مالا اى اصلا او كان ما اوصى به لا يفي' زاد في الامداد' او لم يوص بشئ واراد الولى التبرع الخ' واشار بالتبرع الى ان ذلك ليس بواجب على الولى' و نص عليه في تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى فعل الدوران اوصى به الميت لانها وصية بالتبرع والواجب على الميت ان يوصى بما يفى بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان اوصى باقل وامر بالدور و ترك بقية الثلث للورثة او تبرع به لغيرهم فقد اثم بترك ما وجب عليه اه و به ظهر حال وصايا اهل زماننا فان الواحد منهم يكون في ذمته صلوات كثيرة وغيرها من زكاة واضاح و ايمان و يوصى لذلك بدراهم يسيرة الخ انتهى و فيه والا قرب ان يحسب ما على الميت و يستقرض بقدره بان يقدر عن كل شهر او سنة او يحسب مدة عمره بعد اسقاط اثنتى عشر سنة للذكر وتسع سنين للانثى لا نها اقل مدة بلوغهما' الى قوله' و لكل سنة شمسية ست عزائر فيستقرض قيمتها و يدفعها للفقير ثم يستوهبها منه و يتسلمها منه لتتم الهبة ثم يدفعها لذلك الفقير او لفقير اخروهكذا الى قوله وينبغى بعد تمام ذلك كله ان يتصدق على الفقراء بشئ من ذلك المال او بما اوصى به الميت ان كان اوصى – انتهى' و فيه واطال في المعراج وقال هذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لا نهم لا يريد ون بهاوجه الله تعالى انتهى – على انه بحث في المنقول في مذهبنا و مذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة استدلا لا بحديث جرير المذكور على الكراهة ولا سيما اذا كان في الورثة صغار او غائب(۱) انتهى – والله اعلم

ایصال ثواب کا مسنون طریقہ جو تمام رسومات اور خرافات سے پاک ہو' کون سا ہے ؟

(سوال) مردے کی شب سوم کو چنے پڑھنا' دہم و چہلم کرنا اور چالیس روز تک ایک یا دو روٹی مسجد میں لا کر منبر پر رکھنا اور ہر ایک نمازی کا بآواز بلند کہنا کہ چار قل یا پانچ قل اللہ واسطے اور سب کو امام مسجد کے سپرد کر دینا امام مسجد کا ایصال ثواب کرنا اور حضرت غوث الاعظم کی گیارھویں کرنا اور جمعہ کے دن برائے اعلان نماز نقارہ بجوانا- آیا یہ رسوم اور طریقے درزمانہ سلف صالحین تھے یا نہ تھے اور عند الشرع جائز ہیں یا بدعت ؟

(جواب ۷۰) اموات کو صدقات و خیرات اور عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے اور ثواب پہنچانا مستحسن فعل ہے (۲) لیکن ایصال ثواب کے لئے ایسی رسوم اور شرائط مقرر کرنا جو شریعت سے ثابت نہیں ہیں ناجائز ہے شریعت مقدسہ نے سوم کو چنے پڑھنا اور دسویں یا چالیسویں تاریخ کو ایصال ثواب کے لئے متعین نہیں کیا اسی طرح چالیس روز تک روزانہ ایک روٹی منبر پر رکھنا اور چار یا پانچ قل پڑھنا یا پڑھوانا اور اس کو ایک

---

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار: ۲/ ۷۳ ط س)

(۲) صرح علماء نا في باب الحج عن الغير بان للا نسان...... الخ (حوالہ گزشتہ رد المحتار ۲/۲۴۳)

رسم بنالینا اور وصول ثواب کی شرط قرار دینا یا خاص اس طریقہ کو مفید سمجھنا یہ سب غیر شرعی امور ہیں اور ناجائز ہیں(۱) ایصال ثواب کی شرعی صورت اس قدر ہے کہ جو شخص ایصال ثواب کرنا چاہتا ہے وہ اگر عبادت مالیہ کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے تو جو کچھ اس کو میسر ہو بغیر کسی خاص دن کی تعیین اور کسی خاص چیز کی تخصیص یا کسی خاص ہیئت کی تشکیل کے صدقہ کردے یعنی فقراء و مساکین کو دیدے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ میں نے جو کچھ صدقہ تیری راہ میں تیری رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے کیا ہے اس کا ثواب اپنی رحمت سے فلاں میت کو پہنچادے اسی طرح کوئی عبادت بدنیہ اگر کرنی چاہتا ہے تو بغیر تعیین و تخصیص و تشکیل امور مذکورہ کوئی عبادت بدنیہ ادا کرے مثلاً نفل نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا قرآن مجید کی تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے اور بقاعدہ مذکورہ اللہ تعالیٰ سے ثواب پہنچانے کی دعا کرے پس یہ طریقہ ایصال ثواب کا شرعی طریقہ ہے(۲) اسکے علاوہ تمام رسوم و شرائط جو رسماً مقرر کی گئی ہیں غیر شرعی ہیں۔

غوث اعظمؒ کی گیارھویں اگر بقصد ایصال ثواب ہو تو بغیر تعیین کسی تاریخ کے مصرحہ بالا طریقہ شرعیہ کے موافق کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن اگر غوث اعظمؒ کی جناب میں تقرب حاصل کرنے یا اس کو براہ راست اپنی حاجات کے لئے مفید سمجھنے اور نہ کرنے میں نقصان اور آفتوں کا خوف ہونے کی وجہ سے کرتا ہے تو قطعاً ناجائز اور موصل الی الشرک ہے۔

جمعہ کے روز اعلان نماز کے لئے نقارہ بجانا بھی ناجائز ہے ہاں اگر نقارہ اعلان نماز کے لئے نہ ہو اور اس کو اذان کا قائم مقام نہ بنایا جائے بلکہ اگر مسجد بڑی ہے اور کئی مؤذن اذان کہتے ہیں اور ان کے کھڑے ہو کر اذان کہنے کی جگہ میں اتنی دوری ہے کہ ان کو اذان کے وقت کی اطلاع دینے کے لئے نقارہ کی ضرورت ہے تو ایک یا دو یا تین ضرب نقارہ لگادینا اس نیت سے جائز ہو گا کہ سب مؤذن ایک ساتھ اذان شروع کردیں اور سب کو وقت اذان کا علم ایک ہی دفعہ ہو جائے اور ایسی صورت میں بھی نقارہ مسجد میں نہ ہو تو یہی مناسب ہے۔ (۳) واللہ اعلم

برادری اور قومی پنچائیت اچھی چیز ہے لیکن اس میں دین و شریعت کا خیال ضروری ہے

(سوال) زید و بکر کی برادری ہے اور سب کام شادی غمی وغیرہ کے برادرانہ طریق پر انجام ہوتے ہیں قومی پنچائیت بھی بنی ہوئی ہے اور شادی غمی زیر تحت رسومات مروجہ قبیحہ انجام پاتے ہیں مثلاً برادری میں کسی بچہ کی ختنہ ہو تو اس میں علاوہ اور رسومات وغیرہ کے پاؤ پاؤ بھر گڑ فی گھر تقسیم ہوتا ہے اور اس کی یہاں تک

---

(۱) بدعات میں شامل ہیں اور واجب الترک ہیں: لقوله عليه السلام: من احدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد (مشكوة: ۱/۲۷)

(۲) ثم يقول اللهم اوصل ثواب ماقرأ ناه الى فلان او اليهم الخ و في البحر من صام أو صلى أو تصدق أو جعل ثوابه لغيره من الاموات والا حياء جاز و يصل ثوابها اليهم عند اهل السنه والجماعة كذافي البدائع (رد المحتار مع الدر: ۲/۲۴۳ س)

(۳) و يثوب بين الاذان والإ قامة في الكل للكل بما تعارفوه (قال في الشامية) بما تعارفوه كتحنح أو قامت قامت' الصلاة الصلاة ولو أحدثوا اعلاما مخالفا لذالك جاز نهر عن المجتبى (رد المحتار مع الدر: ۱/۳۸۹ ط س) ملاحظہ: یہ عبارت تصویب الصلوۃ کے متعلق ہے اور حضرت مفتی صاحب نقارہ للاذان کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں نہ کہ تصویب کا۔

پابندی ہے کہ اگر وہ نہ تقسیم کرے تو اس کو اس جرم میں برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر اہل برادری میں سے کوئی شخص یہ حصہ نہ لے تو اس کو بھی برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس قصور کے یعنی گڑ تقسیم نہ کرنے یا حصہ نہ لینے کی معافی چاہے تو برادری اس پر جرمانہ کرتی ہے اور زر جرمانہ وصول کر کے پھر ان کو برادری میں شامل کر لیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ رسومات مروجہ کو ترک کر دو وہ بری ہیں بکر کہتا ہے کہ اگر ان رسومات کو ترک کرتے ہیں تو برادری کا نظام بگڑ تا ہے - زید کہتا ہے کہ اگر نظام بگڑ تا ہے تو بگڑنے دو بدعات سے تو بچیں گے بکر کہتا ہے کہ یہ حرام تو نہیں ہیں زید کہتا ہے کہ اس میں بوجہ بدعات قوم کی تباہی ہے بکر کہتا ہے کہ ان کو ہم دین میں تھوڑا ہی داخل کر رہے ہیں -المستفتی نمبر ۴۲۴ منشی محمد اختر خاں (دہلی) ۲۸ رجب ۱۳۵۳ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۱) زید کا خیال صحیح ہے اور جس قوم کی پنچایت قائم اور بنی ہوئی ہے وہ بڑی خوش نصیب ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے کہ کسی جماعت کا شیرازہ بندھا ہوا ہو مگر یہ خوش نصیبی اور رحمت اسی صورت میں ہے کہ پنچایت قوم کی دینی اور دنیوی فلاح و بہبود پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت کے مطابق کرے (۱) بیشک فضول اور تباہ کن رسمیں اگرچہ فی حدذاتہ مباح بھی ہوں مگر ان کے التزام کی وجہ سے قوم اور بالخصوص قوم کے بے مایہ افراد تباہ اور زیربار ہوتے ہوں واجب الترک ہیں قومی بہبود کے نقطہ نظر سے ان کو ترک کرانا ضروری ہے اور نظام کیوں بگڑنے لگا ؟ جب پنچایت کا فیصلہ ہو کہ فلاں رسم نہ کی جائے اور قوم اس فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ تو نظام کی زبردستی اور خوبی ہوگی اس کو نظام کا بگاڑنا کون کہہ سکتا ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

برادری اور پنچائیت کے جاہلانہ رسومات سے احتراز ضروری ہے

(سوال) ہماری برادری خیاطان میں خلاف شرع رسومات دنیوی شادی بیاہ میں نہایت پابندی کے ساتھ مروج ہیں اور جو شخص ان رسومات کی مخالفت کرتا ہے اس کو وہ برادری سے علیحدہ کر دیتے ہیں اور مثل چمار بھنگی کے اسے سمجھتے ہیں چند رسوم درج ذیل ہیں-

(۱) سودی روپیہ قرض لیکر شادی میں برادری کے مقرر کردہ بھاجی بائنۃ یعنی کھانے وغیرہ برادری کو کھلانے ضروری ہیں جو شخص برادری کو اپنے فرزند یا دختر کی شادی میں مقررہ کھانے نہ کھلائے اس کو اہل برادری اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیتے ہیں-

(۲) ایک رسم نیوتہ دینے کی قائم ہے اگر کسی کے ذمہ نیوتہ کا ایک روپیہ واجب الادا ہو وہ دو روپے ادا کرے اگر بجائے ایک روپے کے دو روپے ادا نہ کرے تو اس کا بائنۃ یعنی جو حصہ شیرینی کھانے وغیرہ کا برادری کا مقرر کردہ ہے وہ بند کر دیا جاتا ہے کسی تقریب میں اس کو شریک نہیں کرتے تاوقتیکہ وہ نیوتہ ادا نہ کرے-

---

(۱) قال اللہ تبارك تعالیٰ والصلح خیر (سورۃ النساء : ۱۲۸) وقال علیه الصلاة والسلام : كل صلح جائز فیما بین المسلمین الا صلحاً :احل حراماً أو حرم حلالاً (هدایة كتاب الصلح: ۲۴۵/۳ مطبع شركة علمیه ملتان)

(۳) قبل از نکاح عین وقت پر بیٹے والے سے نان و گوشت پختہ کی بھاجی جس کا نام میزبانی رکھا ہے طلب کی جاتی ہے اس وقت نوشہ کے باپ کا یا سر پرست کا فرض منصبی ہو گا کہ میزبانی کی تمام اشیا مہیا کی ہوئی برادری کو دکھائے تاکہ برادری میزبانی کے ملنے کا یقین کامل حاصل کرے اور مطمئن ہو جائے تب نکاح ہونے دیتے ہیں اور اگر یہ اطمینان حاصل نہ ہو تو دوسری صورت یہ ہے کہ کسی صاحب حیثیت شخص کو ضامن لاوے اور مبلغ پچیس روپے یا اس سے کچھ کم و بیش رقم نقد اسی وقت چودھری صاحب کے پاس بطور ضمانت جمع کر دے تب اہل برادری نکاح پڑھانے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۴) اہل برادری یا چودھری صاحب ہرگز اس کی غریبی پر توجہ نہیں کرتے خواہ وہ کتنا ہی غریب و نادار کیوں نہ ہو۔

(۵) برادری سے جو لوگ ان رسومات کی وجہ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تو اہل برادری ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں بلکہ سخت سے سخت الفاظ ان کے متعلق استعمال کرتے ہیں بھنگی چمار سے بدتر سمجھتے ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ متفقہ طور پر ایک پنچایت بلاتے ہیں اور اسٹامپ کاغذ پر دستخط کرا کر یہ عہد و پیمان لئے جاتے ہیں کہ ہماری برادری سے جو لوگ دست بردار ہو گئے ہیں ان سے کوئی شخص نہ ملنے پائے اور نہ ان سے کوئی رشتہ قرابت کرے اپنی لڑکی نہ ان کو دو اور نہ ان کی لڑکی برادری میں لو نہ ان کی موت و حیات میں شریک ہو اگر کوئی شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا تو مبلغ پچیس روپے بطور جرمانہ برادری اس سے جبراً وصول کرے گی۔

(۶) جو رشتے اس معاہدے سے پہلے ہو چکے ہیں ان کا ہرگز لحاظ نہ کیا جائے وہ یک لخت اس طرح مسدود کر دیئے جائیں کہ اگر ان کی بیبی برادری میں شریک ہے تو اسے اس کے والدین سے ہرگز نہ ملنے دو اگر والدین میں سے کوئی فوت بھی ہو جائے تو جنازہ پر بھی نہ جانے دو کیونکہ وہ برادری سے مجتنب ہونے کی بنا پر برادری کے مجرم ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ ان کی اولاد کو تادم مرگ نہ ملنے دو۔

(۷) بیٹی والا شادی کے موقع پر برادری کو مقررہ کھانا نہ کھلائے تو اہل برادری اسے طعنہ زنی کرتے ہیں کہ میاں تم نے اپنی دختر کو اتنا جہیز سیکڑوں روپے کا دیدیا مگر برادری کے واسطے ایک پیسہ خرچ نہیں کیا جہاں سے دختر کے جہیز وغیرہ کا بندوبست کیا تھا وہیں سے سو دو سو روپے برادری کے کھلانے کے واسطے بھی فراہم کئے ہوتے اسی طرح بیٹے والا اگر اپنی مجبوری کی وجہ سے برادری کو میزبانی اور دیگر بابتہ نہ دے سکے تو اس پر بھی کئی آوازے کسے جاتے ہیں بہر کیف وہ غریب بیچارے اس طعن و تشنیع کی بھرمار سے تنگ آکر سودی روپیہ لے کر اور اپنی جائداد گروی رکھ کر اہل برادری کو کھانے کھلا کر سرخرو ہوتے ہیں تب برادری والے خوش ہوتے ہیں۔

باوجود ان رسومات کو جاری رکھنے کے اہل برادری کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ ہم متبع شریعت ہیں ہماری شادی بیاہ شرع کے موافق ہوتے ہیں ایسی برادری میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۰۴ محمد حسین چاندپوری ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

(جواب ۷۲) سوال میں جتنی باتیں مذکور ہیں یہ سب خدااور رسول ﷺ کے احکام کے خلاف ہیں ان باتوں کے کرنے والے شریعت کے مجرم اور خدااور رسول ﷺ کے نافرمان ہیں(۱) فرزند یا دختر کی شادی میں برادری کو دعوت یا بھاجی بانٹنے دینے کو لازم قرار دینااور اس کے لئے سودی قرض لینا قطعاً ناجائز ہے ایسا کھانا دینا بھی گناہ اور کھانا بھی گناہ اور جو غریب کھانانہ دے اس کو مجبور کرنااور بغیر بھاجی کا سامان دیکھنے کے یا ضمانت جمع کرانے کے نکاح کو روک دینا ظلم ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ بمصداق الا لعنة الله على الظالمين خدا کی لعنت اور پھٹکار کے مستحق ہوتے ہیں اور جو غریب کہ ان ظلم کی باتوں سے بچنے کے لئے برادری سے علیحدہ ہو جائے اس کا کلی طور پر مقاطعہ کرنااور اس کی شادی غمی کی شرکت روک دینا حتی کہ اس کی اولاد سے بھی اس کو چھڑا دینا خدا تعالیٰ کا غضب مول لینے اور اس کی رحمت سے محروم رہنے کا سامان ہے یہ قطع رحمی ہے(۲) جس کی سزا بہت سخت اور مغفرت ربانی سے حرمان ہے یہ شرعی حکم کا بیان تھا اور اقتصادی حیثیت سے بھی یہ بات آج کل مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے قوم کے سمجھدار آدمیوں کا حق ہے کہ وہ ان جاہلانہ رسوم اور حماقت آویز رواجات کو چھڑانے کی جان توڑ کوشش کریں(۳) خدااور رسول ﷺ کی رحمت و رضامندی بھی حاصل کریں اور قوم کو تباہی و بربادی سے بچائیں - فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس دعوت میں منکرات ہوں وہاں جانے میں احتیاط کی جائے

(سوال) کیا جس بارات میں باجہ ہو تو وہاں کھانا درست نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم عمر صاحب انصاری (ساران) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۳) کھانے کے لئے وہاں جانا جب کہ دعوت کے مقام پر یہ منکرات نہ ہوں مباح ہے(۴) لیکن مقتدا اور پیشواؤں کے لئے نہ جانا ہی بہتر ہے(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) قال الله تعالیٰ الا لعنة الله على الظالمين (سورة الاعراف : ٤٤)
وقال رسول الله ﷺ لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال (مشكوة ٤٢٧/٢)
(۲) عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ الرحم معلقة بالعرش' تقول من وصلني وصله الله' ومن قطعني قطعه الله و عن جبير بن مطعمؓ قال : قال رسول الله ﷺ لا يدخل الجنة قاطع (مشكوة ٤١٩/٢)
(۳) عن ابی سعيد الخدری عن رسول الله ﷺ قال : من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه' فان لم يستطع فبقلبه و ذالك اضعف الايمان (صحيح مسلم : ٥٠/١)
(٤) دعی الی وليمة و ثمه لعب او غناء قعد واكل لو المنكر فی المنزل فلو علی المائدة لا ينبغی ان يقعد (ای يجب عليه) بل يخرج معرضاً لقوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذكری مع القوم الظالمين' فان قدر علی المنع فعل والا يقدر صبران لم يكن ممن يقتدی به فان كان مقتدی ولم يقدر علی المنع خرج ولم يقعد لان فيه شين الدين...... وان علم اولا باللعب لا يحضر اصلاً (الدر المختار مع الرد : ٣٤٨/٦)
(٥) وهذا اذا لم يكن مقتدی فان كان ولم يقدر علی منعهم يخرج ولا يقعد لان فی ذالك شين الدين' و فتح باب المعصية علی المسلمين (هداية كتاب الكراهية : ٤٥٥/٤ ط شركة عليميه ملتان))

(۱) بڑے پیر صاحب کے نشانات گھر گھر بھرنا اور ان کی نذر ماننا بدعت ہے
(۲) چہل ابدال کی فاتحہ کی رسم بدعت ہے

(سوال) (۱) حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز صاحب کے نشان آئندہ ماہ کی گیارہویں تاریخ کو اکثر نکالے جاتے ہیں تو یہ نشان گھر گھر لے کر جانا اور رفاعی کھیلنا' نیاز بڑے پیر صاحب کی کرنی یہ سب کیسا ہے۔
(۲) ایک بات تو بالکل نئی ہے یہاں پر چہل ابدال کی فاتحہ ہوتی ہے اس میں بہت سا کھانا پکایا جاتا ہے کم سے کم سات یا دس شخصوں کو حال یعنی وجد آتا ہے اور وہ لوگ کود پھاند کر سوا سیر کو کلہ بجھا دیتے ہیں بعد میں وہی لوگ نیاز بھی قبول کرتے ہیں اگر نیاز قبول نہ کریں تو دوسری مرتبہ نیاز لی جاتی ہے اور ان سے مراد مانگی جاتی ہے تو یہ کیسا ہے ؟ **المستفتی نمبر ۱۰۳۶** عبدالرحمٰن فاضل بھائی (احمد آباد شاہ پور) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۵ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۴) بڑے پیر صاحب ؒ کے نشانات کیا ہیں اور ان کی اصل کیا ہے اس کا بھی ثبوت درکار ہے تاہم ان لوگوں کو گھر گھر پھرنا اور میلہ بنانا اور بڑے پیر صاحب کے نام کی نذریں ماننا یہ سب ناجائز ہے(۱)
(۲) یہ چہل ابدال کا فاتحہ اور کھانا پکانا اور کھانا کھلانا اور حال کھیلنا اور اسی قسم کے تماشے کرنا یہ سب ناجائز اور بدعات قبیحہ ہیں مسلمانوں کو ان کاموں سے بچنا اور توبہ کرنا لازم ہے(۲)

(۱) میت کا تابوت اٹھا کر گھمانا اور اس کے لئے نذر ماننا بدعت ہے
(۲) شیرینی یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بدعت ہے

(سوال) (الف) شدے تابوت اٹھا کر اس کے سامنے جو اشیاء رکھ کر فاتحہ دلائی جاتی ہے ان کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز (ب) شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والا مشرک ہوگا یا گناہ گار اور وہ چیز کھا سکتے ہیں یا نہیں - **المستفتی نمبر ۱۴۴۹** محمد فضل اللہ خاں صاحب ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۵) (الف) شدے اٹھانا' تابوت قائم کرنا اور ان کے سامنے نذر نیاز فاتحہ دلانا یہ سب ناجائز ہے اور اس شیرینی وغیرہ کا کھانا بھی ناجائز ہے(۳)(ب) شیرینی یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا دلانا بھی ناجائز ہے اگرچہ اس کھانے کا کھانا حرام نہیں مگر یہ فعل بدعت ہے(۴) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

---

(۱) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع ونحوھما الیٰ ضرائع الاولیاء الکرام تقربیا فھو بالاجماع باطل وحرام الخ (رد المحتار مع الدر: ۲/۴۳۹)
(۲) قال النبی ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد' (مشکوٰۃ ۱/۲۷)
(۳) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر : ۲/۴۳۹)
(٤) (حوالہ گزشتہ مشکوٰۃ ۱/۲۷)

گناہ میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہو تو رشوت دیکر نکاح کر سکتے ہیں

(سوال) ایک شخص کی زوجہ فوت ہو گئی اور اس شخص کا عین شباب کا زمانہ ہے بلا عقد ثانی عمر کا کٹنا نہایت دشوار ہے بلکہ سخت خطرہ ہے کہ شدت جوش شباب کی مقتضا کی وجہ سے زنا کا عادی ہو جائے اور علاوہ گناہ کبیرہ کے خاندانی اعزاز بھی برباد کرے اور عبادات ضرور یہ بھی ترک ہو جائیں۔

دوسرے پہلو میں صورت حال یہ ہے کہ شخص مذکور کی قوم میں ایک نہایت قبیح رواج کے مطابق دو سو یا تین سو روپے کی رقم نہ دی جائے تو شادی ہو ہی نہیں سکتی اور دوج بر کی شادی تو بلا رقم کثیرہ ہوتی ہی نہیں اور فقہی مسائل پر نظر ڈالنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وارثان لڑکی اس زر کثیر کو بلا کسی استحقاق شرعی لیتے ہیں اور یہ معصیت ہے اور رقم دینے والا معین فی المعصیت ہے۔

اس صورت میں جواب طلب یہ امر ہے کہ شخص مذکور کے بلا عورت رہنے سے متعدد گناہ کبیرہ کے ارتکاب کا ظن غالب ہی نہیں بلکہ تجربہ سے یقین حاصل ہوتا ہے اور رقم دے کے شادی کر لینا یہ اعانت فی المعصیت ایک گناہ ہے تو کیا شریعت ایسے مجبور کو رقم خرچ کر کے شادی کر لینے کی اجازت دے سکتی ہے جیسا کہ امر ناحق سے رشوت دیکر بعض احوال میں نقصان سے بچ رہنے کی اجازت پائی جاتی ہے - فقط المستفتی نمبر ۲۴۴۶ مولوی عبداللہ صاحب (گوڑگانوہ) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ م ۲۹ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) شریعت میں علاج غلبہ شہوت کا روزوں کے رکھنے کا ہے عدم استطاعت کی صورت میں شرعاً اس کی اجازت ہم کو نہیں معلوم کہ نکاح کی وجہ سے حرام و ناجائز کے ارتکاب کی رخصت ہوتی ہے فقط واللہ اعلم اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ' دہلی

(جواب ۷۶)(از حضرت مفتی اعظمؒ) اگر نکاح نہ کرنے کی صورت میں ظن غالب ہو کہ گناہ سرزد ہو جائے گا تو عورت کے ولی کو یہ رقم (جس کو فقہا نے رشوت قرار دیا ہے)(۱) دے کر نکاح کر لینا مباح ہے البتہ اگر روزے سے غلبہ شہوت کی تسکین ہو جائے یا صبر کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس اعانت علی المعصیت اور رشوت دینے سے بچے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چوتھا باب
سلام مصافحہ اور معانقہ

(۱) آداب عرض کہنے سے سنت سلام اداء نہیں ہوتی البتہ ہندو کو کہہ سکتے ہیں
(۲) غیر مسلم کو آداب عرض یا سلام سلام کہنا۔

(سوال) مسلمان کا مسلمان کو السلام علیکم کے بجائے آداب عرض وغیرہ کہنا کیسا ہے ؟ ہندو کو آداب

---

(۱) لا باس بالرشوة اذا خاف على دينه والنبى ﷺ كان يعطى الشعراء ولمن يخاف لسانه و كفى بهم المؤلفة من الصدقات دليلاً على امثاله (الدر المختار مع الرد ٦/٤٢٣،٤٢٤)

عرض وغیرہ کہنا مسلمان کے لئے جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۳۵ عین اللہ طرفدار (ضلع میمن سنگھ)
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ م ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) آداب عرض یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ شرعی اسلامی تحیتہ کے قائم مقام نہیں ہوں گے اور سنت اسلام ادا نہ ہوگی (۱) غیر مسلم کو ایسے حالات میں سلام کرنا یا آداب عرض کہنا جائز ہے کہ اس کی حیثیت ہندو ہونے کے تکریم مقصود نہ ہو (۲)

(۱) فاسق کے سلام کا جواب واجب نہیں جائز ہے
(۲) داڑھی منڈھا فاسق ہے
(۳) فاسق معلن کون ؟
(۴) غیر مقلدین کے سلام کا جواب دینا واجب ہے

(سوال) (۱) فاسق کے سلام کا جواب شرعاً کس درجے میں ہے ؟ کیونکہ شامی ص ۵۷۸ میں جو بیت (۲) کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی نقل کی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جواب واجب نہیں ہے سوال یہ ہے کہ غیر واجب ہوتے ہوئے بھی جواب اولیٰ ہوگا یا کہ مکروہ اور پھر مکروہ بھی تحریمی یا کہ تنزیہی ؟
(۲) جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں یا ایک قبضے سے کم رکھتے ہیں یہ بھی فاسق ہیں یا نہیں ؟
(۳) نیز شامی ص ۵۷۷ میں ہے کہ فاسق معلن کو سلام کرنا مکروہ ہے معلن اور غیر معلن میں فرق کیا ہے ؟
(۴) غیر مقلدین اگر سلام کریں تو جواب کا کیا حکم ہے ؟ اور حنفی غیر مقلد کو سلام کر سکتا ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۲۷۱ حاجی حسین احمد متالا (مانڈلے) ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ م ۵ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۸) (۱) فاسق کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں لیکن جواب دینا جائز ہے مکروہ نہیں (۳) (۲) جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں یا منڈی ہوئی مثل کترواتے ہیں وہ فاسق کی تعریف میں شامل ہیں (۴) لیکن جو لوگ ڈاڑھی رکھے ہوئے ہیں لیکن ایک قبضے سے کچھ کم ہے انکو فاسق کہنے میں احتیاط کرنی چاہئیے کیونکہ ایک قبضہ کی حد قطعی نہیں ہے اول الذکر لوگ چونکہ فاسق کے حکم میں ہیں ان کے سلام کا جواب بھی وہی حکم رکھتا ہے جو نمبر ایک میں مذکور ہوا۔

---

(۱) ولفظ السلام فی المواضع کلها السلام علیکم او سلام علیکم' بالتنوین و بدون هذین کما یقول الجهال لا یکون سلاما (رد المحتار مع الدر ۶/۴۱۶)
(۲) و یسلم المسلم علی اهل الذمة لو له حاجة الیه والا کر ہ هو الصحیح (قال فی الشامیه) المفهوم من المقام قال فی التاتارخانیه لان النهی عن السلام لتوقیره ولا توقیر اذا کان السلام لحاجة اذا سلم علی اهل الذمة فلیقل السلام علی من اتبع الهدیٰ و کذالک یکتب فی الکتاب الیهم (رد المحتار مع الدر ۶/۴۱۲ ط سعید)
(۳) والسلام واجب الاعلی من فی الصلوة او باکل شغلا ... او سلم الطفل او السکران او شابه یخشی بها افتتان افاسق او ناعس او نائم ... الخ (ردالمحتار مع الدر : ۱/۶۱۸)
(۴) واما الا خذمنها وهی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل الیهود و مجوس الا عاجم (الدر المختار مع الرد : ۲/۴۱۸)

(۳) فاسق معلن وہ ہے جو گناہ کبیرہ علی الاعلان کرے (۱)
(۴) غیر مقلدین کے سلام کا جواب دیناواجب اور ان کو سلام کرنا جائز ہے محض غیر مقلد ہونے کی وجہ سے ان کا کوئی جداگانہ حکم نہیں ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غیر مسلم کو کن الفاظ کے ذریعہ سلام کیا جائے اور جواب میں کیا کہا جائے؟

(سوال) غیر مسلم کو السلام علیکم کہنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۴۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۹) غیر مسلم کو السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ کہے یا ان کے سلام کے جواب میں صرف وعلیکم کہہ دے (۲)

نماز فجر کے بعد مصافحہ کا التزام بدعت ہے

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلیان مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور پھر آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد ختم دعا کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں - المستفتی نمبر ۵۴۰ حافظ بشیر حسین (مالوہ) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۸۰) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نہیں تھا اور اس کا رواج دینا اور التزام کرنا بدعت ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان یا اقامت کے دوران مسجد میں داخل ہونے والا شخص سلام نہ کرے

(سوال) اذان یا تکبیر یا جماعت ہو رہی ہو تو سلام جائز ہے یا نہیں اور اس سلام کا جواب غیر مؤذن پر یا غیر مکبر پر یا جو لوگ جماعت میں نہیں ابھی وضو کر رہے ہیں واجب ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۹۴۹ محمد یونس صاحب (متھرا) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۱) اذان یا تکبیر یا جماعت ہو رہی ہو تو اس وقت مسجد میں داخل ہونے والے کو چاہئیے کہ سلام نہ کرے لیکن اگر وہ سلام کرے تو جو شخص فارغ ہو یعنی اذان یا تکبیر نہیں کہہ رہا ہے اور جماعت یا نماز نہیں

---

(۱) ویکرہ السلام علی الفاسق لو معلنا (قال المحقق) قولہ معلنا تخصیص لما قدمہ عن العینی و فی فصول العلامی ولا یسلم علی الشیخ المازح الکذاب واللاغی ولا علی من یسب الناس او ینظر وجوہ الاجنبیات و لا علی الفاسق المعلن ولا علی من یغنی او یطیر الحمام مالم تعرف توبتھم (رد المحتار مع الدر: ٤١٥/٦)
(۲) اذا سلم علی اھل الذمۃ فلیقل السلام علی من اتبع الھدی وکذالک یکتب الیھم ولو سلم یھودی او نصرانی او مجوسی فلا باس بالرد ولکن لا یزید علی قولہ و علیک کما فی الخانیۃ (الدر المختار مع الرد : ٤١٢/٦)
(۳) وموضع المصافحۃ فی الشرع انما ھو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلاۃ فحیث و ضعھا الشرع یضعھا فینھی عن ذالک و یزجر فاعلہ لما اتی بہ من خلاف السنۃ (رد المحتار مع الدر : ٣٨١/٦)

پڑھ رہا ہے وہ جواب دیدے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلم کے سلام کے جواب میں کیا کہا جائے ؟

(سوال) اہل ہنود یا غیر مسلم کوئی بھی سلام کرے تو اس کو جواب کس طرح دینا چاہئیے - المستفتی نمبر ۲۳۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۲) غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا جائے یا السلام علی من اتبع الہدیٰ یا یہدیکم اللہ کہہ دیا جائے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا مصافحہ کرتے وقت انگوٹھے پکڑنا سنت ہے ؟

(سوال) (۱) جب دو شخص مصافحہ کریں تو کیا ہر ایک پر دوسرے کے دونوں انگوٹھے پکڑنا سنت ہے یا صرف ایک ہاتھ کا انگوٹھا پکڑنا ہر ایک کو سنت ہے -

(۲) زید کا قول ہے کہ ہر ایک دوسرے کے دونوں انگوٹھے کو پکڑے ورنہ سنت کے خلاف ہوگا اور دلیل لاتا ہے کہ درمختار کی اس عبارت یعنی وفی القنیة السنة فی المصافحة بکلتا یدیه و تمامه فیما علقته علی الملتقی کی شرح میں علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں ونصه وهی الصاق صفحة الکف بالکف واقبال الوجه بالوجه فاخذ الا صابع لیس بمصافحة خلافا للروافض والسنة ان تکون بکلتا یدیه و بغیر حائل من ثوب وغیره عند اللقاء بعد السلام وان یاخذ الا بهام فان فیه عرقا ینبت المحبة کذا جاء فی الحدیث ذکره القهستانی وغیره - اه جلد خامس کتاب الحظر والا باحه ص ۲۵۲ مطبوعه معربة الکبریٰ - تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عبارت سے دونوں انگوٹھوں کا پکڑنا ثابت ہوتا ہے کہ سنت ہے یا صرف ایک انگوٹھے کا پکڑنا سنت ثابت ہوتا ہے -

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ انگوٹھا پکڑنا نہیں چاہئیے خواہ ایک ہو یا دو اور علامہ شامی کی عبارت خود متناقض ہے اس لئے کہ پہلے یہ فرماتے ہیں کہ فاخذ الا صابع لیس بمصافحة اور پھر فرماتے ہیں وان یاخذ الابهام تو اس کا کیا جواب ہے - المستفتی نمبر ۲۵۲۲ ظہور بیگ صاحب (بریلی) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۸۳) (۱) انگوٹھوں کا پکڑنا مصافحہ کے مفہوم میں داخل نہیں ہے اس کے معنی ہاتھ ملانے کے ہیں نہ ایک انگوٹھا پکڑنا مسنون ہے نہ دونوں -

(۲) شامی نے یہ عبارت قہستانی سے نقل کی ہے قہستانی نے مصافحہ کے ذکر میں یہ عبارت لکھی

---

(۱) وصرح فی الضیاء　　وحاصلها انه اثم بالسلام علی المشغولین بالخطبة والصلاة او قراء ة القرآن او مذاکرة التعلیم او الاذان اوالا قامة وانه لا یجب الرد فی الاولین لانه یبطل الصلاة والخطبة کالصلوة و یردون فی الباقی لا مکان الجمع بین فضیلتی الرد وما هم فیه من غیر ان یؤدی الی قطع شئی تجب به اعادته
(ردالمحتار مع الدر : ۶/۶۱۶)

(۲) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر : ۶/۴۱۲)

ہے ھی سنة قدیمة متواترة وقال ﷺ من صافح اخاه المسلم و حرك یده تنا ثرت ذنوبه و هی الصادق صفحة الكف بالكف واقبال الوجه بالوجه كما قال ابن الاثیر فاخذ الا صابع لیس بمصافحة خلافاً للروافض كما فی الصلوة المسعودیه والسنة فیها ان یكون بكلتا یدیه كما فی المنیة وبغیر حائل من ثوبه و غیره كما فی الخزانة و عند اللقاء بعد السلام كما فی المشرحة وان یاخذالا بهام قال ﷺ اذا صافحتم فخذوا الابهام فان فیه عرقا ینشعب منه المحبة– انتهی–
اس سے ثابت ہے کہ آخری یعنی ابہام کو پکڑنے کی انہوں نے نسبت کسی کتاب کی طرف نہیں کی اور جو حدیث ذکر کی ہے اس کی بھی کوئی سند نہیں بتائی اور خود صلوۃ مسعودیہ سے پہلے یہ نقل کر چکے ہیں کہ اخذ الا صابع لیس بمصافحة (۱)
(۳) یہی قول راجح ہے کہ انگوٹھے پکڑنا درست نہیں ہے- فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سلام کے بجائے رام رام کہنا گناہ اور کفار کا شعار ہے

(سوال) ایک شخص باہر سے آیا اور بجائے سلام مسنون کے رام رام کہا- اس کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۱ ا۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۸٤) رام رام کہنا سلام شرعی کی جگہ گناہ ہے کہ یہ کفار کا شعار ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سلام کن کن مواقع پر ممنوع ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)
(سوال) (۱) سلام کن کن مواقع پر نہیں کرنا چاہئیے ؟
(جواب ۸۵) بول وبراز کرنے کی حالت میں- ذکر کرنے والے کو- نماز پڑھنے والے کو- تلاوت کرنے والے کو- لہو ولعب میں مشغول شخص کو- کھانا کھانے والے کو- اذان کہنے والے کو سلام نہ کرنا چاہئیے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مصافحہ کب سنت ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)
(سوال) مصافحہ اپنے مسلمان بھائی سے ہر حالت میں ملانا سنت ہے یا نہیں ؟
(جواب ۸۶) مصافحہ ابتدائے ملاقات کے وقت کرنا سنت ہے(٤) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) (ردالمحتار مع الدر : ٦/۳۸۱،۳۸۲)
(۲) ولفظ السلام فی المواضع كلها السلام علیكم او سلام علیكم بالتنوین وبدون هذین كما یقول الجهال لایكون سلاما (ردالمحتار مع الدر: ٦/٤١٦)
(۳) سلامك مكروه على مصل وتال وذاكر ومحدث خطیب جالس لقضاته 'موذن لعاب شطرنج الخ (ردالمحتار مع الدر: ٦١٦/١)
(٤) موضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لأخیه لا فی أدبار الصلوة فحیث وضعها الشرع یضعها (رد المحتار مع الدر : ٦/٣٨١)

پانچواں باب
اجتماعیات و معاشرہ

جماعت سے خارج کرنا کن گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے ؟

(سوال) جماعت سے خارج کرنا کن گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے ؟
المستفتی نمبر ۳ ۵ ۳ شیخ بھائی جی (خاندیس) ۱۹ جمادی الاخری ۳۵۳ اھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔
(جواب ۸۷) جماعت سے خارج کرنا ان گناہوں کے ارتکاب سے ہوتا ہے جو قطعی حرام ہیں اور جن سے مسلمانوں کی سوسائٹی پر برا اثر پڑتا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مسجد کمیٹی کے اراکین نیک ہونے چاہئیں
(۲) سیرت النبی ﷺ کے نام پر مروجہ مشاعروں میں مسجد کی رقم خرچ کرنا اور شرکت جائز نہیں
(۳) ایسی مجلس اور مشاعرہ کو روکنا فرض ہے جس میں شریعت کی تضحیک کی جاتی ہو

(سوال) کچھ مسلمانوں نے تبلیغی واتحادی مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک انجمن قائم کی جو چندہ جمع کرکے اپنے پڑوس کی مسجد کی خدمت اور تبلیغی کاموں نیز مسلمانان علاقہ میں اتحاد و تنظیم قائم کرنے کے لئے خرچ کرتی ہے اتفاق سے گزشتہ انتخاب میں چند ممبران ایسے منتخب ہوگئے بلکہ عہدہ دار بھی بنا دیئے گئے جو جمعہ کی نماز کے علاوہ کبھی مسجد میں یا کسی دوسری جگہ نماز پڑھتے نہیں دیکھے گئے نماز اور ڈاڑھی اور دیگر شعائر اسلامی کا مذاق اڑاتے ہیں کہتے ہیں نماز پڑھنا اور ڈاڑھی رکھنا تو چور ڈاکوؤں کا کام ہے جو نماز ڈاڑھی سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں ان لوگوں سے تنگ آکر حق پرست حضرات نے انجمن کے اجلاسوں میں شرکت چھوڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر دوسرے ممبران کی رضامندی حاصل کئے یہ لوگ خلاف شریعت باتوں میں قوم کا روپیہ برباد کرنا چاہتے ہیں چنانچہ اب انہوں نے مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۵ء کو سیرت النبی منانے کے لئے مشاعرہ کا اعلان کیا ہے دریافت طلب امور یہ ہیں کہ (۱) ان لوگوں کو انجمن مذکورہ میں ممبر و عہدے دار رکھا جائے یا نہیں ؟ (۲) ان کے اعلان کردہ مشاعرے میں مسلمانوں کو شریک ہونا چاہئے یا نہیں ؟ (۳) اگر آئندہ کسی اجلاس میں کوئی شخص اسی طرح شعائر اسلامی کی تضحیک یا توہین کرے تو حق پرست حضرات کو کیا کرنا چاہئے ؟ بینوا توجروا
(جواب ۸۸) (۱) نماز تو فرائض قطعیہ میں سے ہے اور ڈاڑھی رکھنا بقدر ایک قبضے کے واجب ہے تارک

---

(۱) سوال وجواب میں کچھ ابہام ہے جماعت سے مراد جمعیۃ العلماء ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مطلق مسلمانوں کی جماعت مراد ہو جیسا کہ مسجد میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے تخریج میں دشواری ہو رہی ہے اور بندہ کے خیال میں تخریج ضروری بھی نہیں ہے۔

نماز اور ڈاڑھی منڈانے والے فاسق ہیں اور جو لوگ نماز کو فرض نہ سمجھیں یا ڈاڑھی کا مذاق اڑائیں یا نماز پڑھنے والوں کو چور یا ڈاکو بتائیں وہ مسلمان ہی نہیں ایسے لوگ کسی اسلامی انجمن کے رکن یا عہدے دار بنانے کے لائق نہیں ہیں(۱)

(۲) اگرچہ آنحضرت ﷺ کی مدح و ثناء نظم میں کرنا جائز ہے لیکن مروجہ مشاعرے اور ان کا نظم و نسق غیر شرعی امور پر مشتمل ہوتا ہے نیز اکثر شعراء بوجہ علم شریعت نہ ہونے کے مدح میں ایسے مضامین لکھ جاتے ہیں جو حد شریعت سے متجاوز ہوتے ہیں لہذا ایسے عام مشاعروں کی شرکت بسا اوقات مضر اور موجب وبال ہو جاتی ہے نیز مسجد کی رقم اس مشاعرے پر خرچ نہیں کی جا سکتی۔

(۳) اگر کسی جلسے میں شریعت کی تضحیک و استہزاء کیا جاتا ہو اور اہل مجلس اسے روک سکتے ہوں تو روکنا فرض ہے اور نہ روک سکتے ہوں تو اس مجلس سے کنارہ کشی لازم ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا

(سوال) طوائفیں جو زنا کا پیشہ کرتی ہیں یا رقص کا، تمام عمر ان کی ایسے پیشے میں گزرتی ہے اور اپنی اولاد کو بھی یہی تعلیم دلواتی ہیں اور بظاہر ان کا خاتمہ بھی اسی حالت میں ہوتا ہے اور پھر دعویٰ مسلمان ہونے کا کرتی ہیں تو اہل اسلام کو ان سے میل ملاپ رکھنا درست ہے یا نہیں ؟ ان کی تقریبات میں اور طعام میں اہل اسلام شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب ۸۹) جو انسان کہ توحید و رسالت کا یقین رکھے اور اقرار کرے اور ضروریات دین میں سے کسی کا منکر نہ ہو وہ مسلمان ہے اعمال سیئہ کے ارتکاب سے وہ کافر نہیں ہوتا اگرچہ زنا اور رقص حرام ہیں اور فواحش میں داخل ہیں اور ان کا مرتکب فاسق اور سخت گناہ گار ہے تاہم اس کے کفر کا حکم نہیں دیا جا سکتا(۳) ان لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا اور ان کی تقریبوں میں شامل ہونا اور ان کے یہاں کھانا پینا تو اختیار کرنا نہیں چاہئیے لیکن ان کو داخل اسلام سمجھنا چاہئیے اور ہمیشہ کوشش کرنی چاہئیے کہ وہ اس برے کام سے باز آکر درست راہ اختیار کریں اور اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کے طریق سے کرنی چاہئیے۔ محمد کفایت غفرلہ'

---

(۱) قال اللہ تبارك و تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلاة وأتی الزکوة ولم یخش الا اللہ فعسی اولئك ان یکونوا من المھتدین (سورة التوبة ۱۸)

(۲) عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ قال من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالك اضعف الایمان (صحیح مسلم : ۱/ ۵۰)

(۳) والکبیرة لا تخرج العبد المؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ھو حقیقة الایمان ولا تدخل العبد المؤمن فی الکفر (شرح العقائد ۱٤۸ لکھنؤ)

قادیانیوں کے ساتھ کھانے پینے کا کیا حکم ہے ؟

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۹۰) کھانا پینا تو جب کہ کوئی ناجائز اشیا اور ناجائز طریقے سے نہ ہو غیر مسلم کے ساتھ بھی جائز ہے ہاں میل جول رکھنا اور ایسی معاشرت جس سے عقائد و اعمال مذہبیہ پر اثر پڑے ناجائز ہے جمہور علمائے ہندوستان کے فتویٰ کے بموجب قادیانی کافر ہیں انکے ساتھ کھانا پینا اگر احیاناً اتفاقاً ہو تو مضائقہ نہیں لیکن ان کے ساتھ میل جول اور اسلامی تعلقات رکھنا ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان سے قطع تعلق پر مجبور کرنا جائز نہیں

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۸ / اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک حنفی مولوی صاحب اپنے مقتدیوں کو حلف اٹھانے پر مجبور کرتے ہیں کہ میرے مخالفوں سے بائیکاٹ کرو جو لوگ حلف اٹھانے سے انکار کرتے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت سے خارج ہو ہمارا تم سے بائیکاٹ ہے وجہ صرف یہ ہے کہ وہ مولوی صاحب کو کچھ دیتے نہیں ہیں۔

(جواب ۹۱) مولوی صاحب کا یہ فعل اگر محض اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ مولوی صاحب کو کچھ دیتے نہیں ہیں تو بالکل غلط اور نامناسب بلکہ ناجائز ہے(۱) ہاں اگر کوئی اور دینی وجہ مقاطعہ کی ہو تو اسے بیان کیا جائے تاکہ اس کا حکم بتایا جا سکے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

سفر سے واپسی پر محرم عورتوں سے گلہ ملانے کا حکم.

(سوال) سفر سے آکر جس طرح کوئی مردوں سے گلے لگتا اور معانقہ کرتا ہے اسی طرح محرمات عورتوں ماں 'بہن وغیرہ سے گلے لگنا جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ۹۲) محرمات عورتوں ماں بہن پھوپھی خالہ سے اگر گمان غالب ہو کہ دونوں میں سے کسی کے دل میں بد خیالات پیدا نہ ہوں گے یا معانقہ کرنے والے بوڑھے ہوں تو معانقہ کرنا جائز ہے لیکن اجتناب بہتر ہے(۲)

(۱) دست بوسی اور قدم بوسی کا تفصیلی حکم
(۲) والدین کی قبر کو بوسہ دینے کا حکم

(سوال) نفس قدم بوسی میں علماء کا اختلاف معلوم ہوتا ہے ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے

---

(۱) ان رسول الله ﷺ قال لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال (صحيح مسلم : ۲/۳۱۶)

(۲) وما حل نظره مـ مر من ذكر او انثى حل لمسه اذا امن الشهوة على نفسه و عليها لا نه عليه الصلاة والسلام كان يقبل راس فاطمة وقال عليه الصلاة والسلام من قبل رجل امه فكانما قبل عتبة الجنة وان لم يأمن ذالك او شك فلا يحل له النظر والمس كشف الحقائق (رد المحتار مع الدر : ۳۶۷/۶)

دوسری جماعت اس کو منع کرتی ہے عالمگیری اور اشعۃ اللمعات میں عدم جواز کے قول کو مقدم ذکر کیا گیا ہے- عالمگیری ص ۴۰۲ ج ۵ میں ہے طلب من عالم او زاهد ان يدفع اليه قدمه ليقبله لا يرخص فيه ولا يجيبه الى ذالك عند البعض وذكر بعضهم يجيبه الى ذلك – اشعة اللمعات ص ۲۳ ج ٤ میں ہے اگر یکے از عالم یا زاہد التماس پا بوسیٔ او کند باید کہ اجابت نکند و نگزارد کہ بوسد و در قنیہ گفتہ لاباس بہ است اور در مختار میں جواز کے قول کو مقدم ذکر کیا ہے- طلب من عالم اوزاهد ان يدفع اليه قدمه و يمكنه من قدمه ليقبله اجابه و قيل لا يرخص كما فى القنية مقدما للقبل– انتهى– علامہ شامی نے اس کے جواز کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے -اخرج الحاكم ان رجلا اتى النبى ﷺ فقال يا رسول الله ارنى شيئاً ازدا دبه يقينا فقال اذهب الى تلك الشجرة فادعها فذهب اليها فقال ان رسول الله ﷺ يدعوك فجاء ت حتى سلمت على النبى ﷺ فقال لها ارجعى فرجعت قال ثم اذن له فقبل راسه و رجليه وقال صحيح الاسناد – قال العينى فى شرح الهداية و تعقبه الذهبى فقال عم بن حبان متروك- بعضے ترمذی کی اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو ترمذی کی جلد دوم ص ۹۸ میں ہے -ان قوماً من اليهود قبلوا يد النبى ﷺ ورأسا و رجليه وقال الترمذى انه حسن صحيح قال العينى فىّ شرح الهداية قال النسائى حديث منكر و قال المنذرى وكان انكاره له من جهة عبدالله بن سلمة فان فيه مقالاً قال العينى فعلم من مجموع ما ذكرنا اباحة تقبيل اليد والرجل (شرح هدايه ص ٤٠٠ ج ٤) اور بعض اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں جو مشکوٰۃ کے باب المصافحہ والمعانقہ میں ہے- عن زراع وكان فى وفد عبدالقيس قال لما قدمنا المدينة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل يدرسول الله ﷺ ورجله رواه ابوداؤد اس کی شرح میں صاحب مظاہر حق ص ۲۳ ج ۴ میں تحریر فرماتے ہیں ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چومنا پاؤں کا جائز ہے لیکن فقہا اس کو منع کرتے ہیں پس اس حدیث کی توجیہ وہ یہ کریں گے کہ یہ خصائص آنحضرت سے ہو یا ابتداءً یہ امر ہوا ہو یا وہ لوگ ناواقف تھے یا اضطراری حالت میں ان سے یہ فعل صادر ہوا ہو فقہا کے اس اختلاف کی بنا کس امر پر ہے ؟ اور اس بارے میں قول صحیح کیا ہے ؟ بالتفصیل مع الدلائل تحریر فرمایا جائے-

(۲) اگر قدم بوسی بلا کراہت جائز ہو تو سر جھکا کر اگرچہ بحد رکوع یا سجود ہو جائز ہے یا نہیں ؟ اس بارے میں ہمارے اس دیار کے علماء میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب قدم بوسی جائز ہے تو اگرچہ بصورت رکوع و سجود انحنائے رأس سے ہو تب بھی جائز ہے اور ایک جم غفیر علماء کہتے ہیں کہ قدم بوسی اس صورت میں جائز ہے جب کہ انحنائے رأس بہیئت رکوع و سجود نہ ہو اور یہ لوگ اس بارے میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو مشکوٰۃ کے باب المصافحہ والمعانقہ میں ہے۔عن انس قال قال رجل يا رسول الله الرجل منا يلقى اخاه او صديقه اينحنى له قال لا رواه الترمذى – مرقاة شرح مشكوٰة جلد چهارم ص ٥٧٦ میں مرقوم ہے (اينحنى له) الانحناء هو امالة الرأس والظهر تواضعاً و خدمة (قال لا) اى فانه فى

معنی الرکوع وھو کالسجود من عبادۃ اللہ تعالیٰ - و فی شرح المسلم للنووی حتی الظھر مکروہ للحدیث الصحیح فی النھی عنہ ولا تعتبر کثرۃ من یفعلہ ممن ینسب الی علم و صلاح اشعۃ اللمعات ص ۲۴ ج ۴ وانحناء مائل گردانیدن سر وپشت است وطیبی از محی السنۃ نقل کردہ کہ انحناء ظہر مکروہ است از جہت ورود حدیث صحیح در نہی ازاں اگرچہ بسیارے از آنہا کہ منسوب بعلم وصلاح اند آں رامی کنند اما اعتبار واعتماد بداں نتواں کرد ودر مطالب المؤمنین از شیخ ابو منصور نقل کردہ کہ گفت اگر بوسہ دہد یکے پیش یکے زمین را یا پشت دوتا کند یا سر نگوں کرداند کافر نہ گردد بلکہ آثم است زیرا کہ مقصود تعظیم است نہ عبادت و بعض مشائخ در منع ازاں تغلیظ و تشدید بسیار کردہ وگفتہ کاد الا نحناء ان یکون کفرا اسی طرح مظاہر حق کی جلد چہارم ص ۶۱ میں مذکورہ ہے اور مجمع الانہر ص ۵۴۲ ج ۲ میں ہے - وفی القھستانی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود و فی العمادیۃ و یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوس و فی ملتقی الابحر فی المجتبی الایماء بالسلام الی قریب الرکوع کالسجود والا نحناء مکروہ اور ردالمحتار کتاب الکراہیۃ میں ہے - فی الزاھدی الایماء بالسلام الی قریب الرکوع کالسجود و فی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ - اور جامع الرموز میں ہے - فی الزاھدی الانحناء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود و فی المحیط انہ یکرہ للسلطان وغیرہ انتھیٰ - ان عبارتوں سے ظاہر وہویدا ہے کہ انحناء کے طور پر قدم بوسی ناجائز ہے اور عالمگیری کے اندر تقبیل رجل میں جو یہ روایت ہے کہ طلب من عالم او زاھد ان یدفع الیہ قدمہ لیقبلہ اور درمختار میں جو یہ روایت ہے کہ طلب من عالم او زاھد ان یدفع الیہ قدمہ و یمکنہ من قدمہ لیقبلہ اور غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۱۹ میں جو اس کا ترجمہ لکھا ہے کہ "ایک شخص نے عالم یا زاہد سے اس کی درخواست کی کہ اپنا قدم اس کی طرف بڑھادے اور اس کو چومنے دے" یہ بآواز بلند بتاتی ہے کہ یہ قدم بوسی بطریق انحناء وامالہ نہیں اب کس فریق کا قول حق اور احق بالا تباع ہے -

(۳) تقبیل قدم کے کیا معنی ہیں؟ آیا قدم کو بوسہ دینا یا حجر اسود کی طرح ہاتھ سے قدم کو مس کر کے اس ہاتھ کو بوسہ دینا یا عام معنی لئے جائیں؟

(۴) حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا اس پر قیاس کر کے جواز سجدہ تعظیمی بادشاہ وغیرہ پر دلیل پکڑنا کیسا ہے؟

(۵) والدین کی قبر کی تقبیل میں یہاں کے علماء دو فریق ہو گئے ہیں بعض اس کے جواز میں اس عبارت کو پیش کرتے ہیں ولا یمسح القبر ولا یقبلہ فان ذلک من عادۃ النصاریٰ ولا باس بتقبیل قبر والدیہ کذافی الغرائب اور علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ تقبیل قبر والدین جائز نہیں ہے مأتہ مسائل ص ۷۷ میں ہے سوال - بوسہ گرفتن قبر والدین چہ حکم دارد - جواب - بوسہ دادن قبر والدین ناجائز است علی الصحیح - فی مدارج النبوۃ و بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آں را و کلہ نہادن حرام و ممنوع است ودر بوسہ دادن قبر

والدین روایت فقہی نقل می کنند و صحیح آنست کہ لا یجوز انتہی اور مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی ص ۷ ۶ ج ۳ میں ہے سوال-بوسہ دادن قبر والدین جائز است یانہ ؟ جواب-حرام است کذا صرح علی القاری وغیرہ اور غریب کتاب سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے در مختار ص ۵۲ ج ا میں ہے فلا یجوز الا فتاء مما فی کتب الغریب اب کس فریق کا قول قابل تسلیم ہے اور کس کا نہیں ؟

(۶) بعض کہتے ہیں کہ در مختار میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ من قبل رجل امه فکانما قبل عتبة الجنة انتهی اور فتاویٰ حاوی میں آیا ہے کہ ان رجلاً جاء الی النبی ﷺ فقال یا رسول الله افی حلفت ان اقبل عتبة باب الجنة والحور العین فامره النبی علیه السلام ان یقبل رجل الام وجبهة الاب انتهی یہ دونوں روایتیں حدیث کی کسی معتبر کتاب میں آئی ہیں یا نہیں ؟ اور سنداو متناً صحیح ہیں یا نہیں اور اس پر عمل کرنا جائز و درست ہوگا یا نہیں-بینوا توجروا

(جواب ۹۳) قدم بوسی فی حد ذاتہ جائز ہے تقبیل ید و قدم میں بحیثیت نفس تقبیل کے کوئی فرق نہیں اور دست بوسی اور قدم بوسی کا جواز متعدد احادیث سے ثابت ہے ادعائے تخصیص غیر موجہ ہے مجوزین نے اسی حکم اصلی کی بناء پر جواز کا فتویٰ دیا مانعین نے قدم بوسی کو سجدہ کا ذریعہ اور دواعی قرار دیکر سد اللباب ممانعت کا حکم لگادیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عوام ایسے معاملات میں اکثری طور پر حد سے تجاوز کر جاتے ہیں پس واقف اور خاص آدمی کے لئے قدم بوسی میں مضائقہ نہیں اور عوام کو اجازت نہ دینا ہی احوط ہے(۱)
واللہ اعلم

(۲) قدم بوسی کے لئے جھکنا اور قدم موضوع علی الارض تک منہ لے جاکر چومنا جائز ہے اور یہ انحناء یا خرور چونکہ خود مقصود نہیں بلکہ قدم بوسی کا ذریعہ ہے اس لئے انحناء و رکوع کی ممانعت اس طرف متوجہ نہیں کیونکہ ممنوع وہ انحناء یا رکوع ہے جو قصداً تعظیم کی نیت سے کیا جائے ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کے پاؤں میں دوا لگانے کے لئے جھکے تو یہ انحنا تو ضرور ہے مگر اس کو کوئی بھی ناجائز کہنے کی جرأت نہیں کرے گا کیونکہ بضرورت اور غیر مقصود ہے در مختار کی عبارت ان یدفع الیه قدمه و یمکنه من قدمه لیقبله اور غایۃ الاوطار کی عبارت "اپنا قدم اس کی طرف بڑھادے" سے یہ سمجھنا کہ قدم چومنے کی اجازت بغیر انحناء و امالہ کے ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ دفع قدم اور قدم بڑھادینے سے یہ مراد نہیں کہ اگر قدم بوسی کا ارادہ کرنے والا کھڑا ہو تو جس بزرگ کا قدم چومنا ہے وہ اپنا قدم اس کے منہ تک اٹھاکر چومنے کا موقع دے دفع قدم اور قدم بڑھادینے سے چومنے والے کی طرف پاؤں پھیلا دینا مراد ہے اور اس صورت میں لا محالہ چومنے والا کھڑے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں قدم تک جھک کر ہی چومے گا-

(۳) چومنے سے خود قدم کا چومنا مراد ہے قدم کو ہاتھ لگاکر ہاتھ کو بوسہ دینا ایک غیر ثابت اور غیر معقول فعل ہے حجر اسود کی تقبیل پر قیاس صحیح نہیں-

---

(۱) طلب من عالم اوزاهد یدفع الیه قدمه لیقبله لا یرخص فیه ولا یجیبه الیٰ ذالك وكذا اذا استاذن ان یقبل راسه او یدیه كذافی الغرائب (هندیة : ۳۶۹/۵)

(۴) شریعت مقدسہ میں سجدہ تحیت کی نہی صراحۃً موجود ہے اور امم سابقہ اور شرائع قدیمہ میں سجدہ کا جواز شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نے باقی نہیں رکھا پس منسوخ اور منہی عنہ پر قیاس نہیں ہو سکتا۔
(۵۔۶) تقبیل قبر والدین بقول راجح ناجائز ہے روایات منقولہ محتاج تصحیح ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ، دہلی

تالیاں بجانا لہو ولعب اور کفار کی مشابہت ہے

(سوال) فتویٰ متعلق تالیاں بجانے کے پہنچا خوب جواب ہے مگر آیت **وما کان صلوتھم عند البیت الامکاءً و تصدیہ** سے اگر کچھ استدلال ہو سکتا اور وہاں سے کچھ تالیوں کی قباحت اور برائی ثابت ہو سکتی ہو اور آپ کے خیال میں صحیح ہو تو اس کو لے کر تقریر فرمایئے تفسیروں میں ملاحظہ فرما کر تکلیف فرمایئے اور کچھ لکھیئے اور آیت سے کچھ ثابت نہ ہوتا ہو تو جانے دیجئے اس لئے اس خط میں فتویٰ واپس بھیجتا ہوں تاکہ مکمل فرما کر روانہ فرمائیں اور کہیں کوئی عبارت ملے تو وہ بھی اور تشبہ کی کچھ تفصیل اور تالی کے لہو ولعب میں داخل ہونے کی دلیل (مولانا مولوی حکیم محمد ابراہیم صاحب راندیری از رنگون) ۲۴ دسمبر ۱۹۱۹ء۔
(جواب ۹۷) تالیاں بجانا لہو ولعب میں داخل ہے (۱) شریعت مقدسہ نے عورتوں کو جب کہ وہ نماز پڑھ رہی ہوں اور کوئی ضرورت پیش آئے اجازت دی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ پر مار کر اپنا نماز میں مشغول ہونا ظاہر کر دیں لیکن ہاتھ کو ہاتھ پر مارنے کی صورت یہ تعلیم فرمائی کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں کیونکہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر مار کر بجانا لہو ولعب کی صورت اور رقاصوں کا فعل ہے نیز اظہار مسرت کے لئے مجامع میں تالیاں بجانا کفار یورپ کا خاص طریقہ ہے لہذا اہل اسلام کو اول اس وجہ سے کہ لہو ولعب کی صورت ہے دوم اس وجہ سے کہ کفار یورپ کی مشابہت ہے تالیاں بجانے سے باز رہنا چاہئے یہ کہنا کہ شریعت میں اس کی ممانعت نہیں آئی لاعلمی پر مبنی ہے حضور سرور عالم ﷺ کا صاف ارشاد موجود ہے کہ "جو شخص کسی قوم کی مشابہت پیدا کرے گا وہ اسی قوم میں سے ہوگا" اور اچکن وغیرہ پر اس کو قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ اچکن اس لئے جائز ہے کہ اس میں صورت لہو نہیں اور نہ اب وہ کسی قوم کا فر کا خاص لباس ہے۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

عوامی پارک میں مسلمانوں کو تراویح اور دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی سے روکنا صحیح نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک پارک میں مسلمان عرصہ دراز سے نماز تراویح اور میلاد شریف سالانہ پڑھتے آئے ہیں

---

(۱) وکرہ کل لھو ای کل لعب و عبث ..... والا طلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق و ضرب الاوتار فانھا کلھا مکروھۃ لانھا زی الکفار (رد المحتار مع الدر : ۳۹۵/۶)

موجودہ صورت میں ہندو ممبران بورڈ نے اپنی اکثریت سے پارک میں نماز تراویح اور میلاد شریف کو بند کر دیا ہے کیا اس مقام پر مسلمانوں کو بحیثیت پبلک کے افراد ہونے کے مذکورہ بالا مذہبی مراسم کو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۹۵) جب کہ پارک میں پبلک کے مشترک حقوق ہیں اور مسلمان عرصہ دراز سے اس میں نماز اور مذہبی تقریب ادا کرتے آئے ہیں تو اب ان چیزوں سے روکنے کی کوئی وجہ نہیں مسلمانوں کو اپنے قائم شدہ حق کے بقائی سعی کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

شرابی قمار باز اور بے نمازی لوگوں سے تنبیھاً علیحدگی اختیار کرنی چاہئے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) شراب پینے والے قمار بازی کرنے والے اور بے نماز مسلمان کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(جواب ۹۶) شراب خور قمار باز اور بے نمازیوں سے میل جول رکھنا اچھا نہیں ایسے لوگوں سے تنبیہ اور زجر کی نیت سے علیحدہ رہنا چاہئے(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

کسی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آداب عرض کے بجائے جزاک اللہ کہنا چاہئے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) زید نے بکر سے پینے کے لئے پانی مانگا اور پانی پی کر "آداب عرض" کہا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی جواب کھانا کھانے یا پان کھانے کے بعد کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۹۷) پانی پلانے والے یا کھانا کھلانے والے یا کوئی اور بھلائی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا اور اس کے لئے دعائے خیر کرنا مکافات کا کم از کم درجہ ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ کوئی احسان اور بھلائی کرے تو اول درجہ مکافات کا یہ ہے کہ تم اس سے بہتر اور اس سے زیادہ احسان اور بھلائی کرو اور نہیں تو اتنا بدلہ تو کر ہی دو اور اگر تمہاری مالی حالت اس کی متحمل نہ ہو تو کم از کم اس کے لئے دعائے خیر ہی کر دو اور جو اپنے محسن کا شکریہ ادا نہ کرے وہ خدا کا شکر گزار بھی نہیں(۲) شکریہ ادا کرنے یا دعا دینے مثلاً جزاک اللہ یا اللہ تمہیں خوش رکھے یا اسی قسم کا کوئی دعائیہ جملہ کہنے سے احسان و خدمت کرنے والے کا ثواب باطل نہیں ہوتا بلکہ جس کو پانی پلایا گیا ہے اس کی انسانیت (واخلاق و احسان شناسی)

---

(۱) قال الخطابی رخص للمسلم ان یغضب علیٰ اخیہ ثلاث لیال لقلتہ ولا یجوز فوقھا الا اذا کان الھجران فی حق من حقوق اللہ تعالی فجوز فوق ذالک (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۹/۲۶۲)

(۲) قال رسول اللہ ﷺ من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ ھذا حدیث صحیح ترمذی ۲/۱٦) عن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ ﷺ من صنع الیہ معروف فقال لفاعلہ جزاک اللہ خیراً فقد ابلغ فی الثناء ھذا حدیث حسن جید غریب (الجامع للترمذی ۲/۲۳)

ظاہر ہوتی ہے اور خود بھی شکر گزاری کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ادائے شکریہ میں یہ الفاظ یعنی "آداب عرض" کہنا کیسا ہے ؟ تو اگرچہ آج کل کا عرف یہ ہو گیا ہے کہ ان الفاظ کو ادائے شکریہ کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے مگر یہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے نہ ادائے شکریہ کے لئے کافی ہیں نہ دعائے خیر کے لئے اگر بجائے ان کے جزاک اللہ یا شکریہ یا دلی شکریہ قبول فرمایئے کہا جائے تو زیادہ مناسب اور بہتر ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

ہیجڑے اور فاسق لوگوں سے خرید و فروخت نہ کرنا ہی بہتر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) شہر ریواڑی ۱۹۲۶ء میں ہندو مسلم فساد ہوا اور ہندو دکانداروں نے مسلمان ملازموں کو اپنے یہاں سے بر طرف کر دیا مسلمانوں نے حلوائی کی دکانیں کھولیں مگر اب چند مسلمان حلوائی مسلمان طوائف اور مسلمان ہیجڑے کو سودا سلف نہیں دیتے وہ کہتے ہیں کہ ان کا پیسہ حرام کا ہے مسلمانان ریواڑی اور مسلم ایسوسی ایشن اور دیگر اسلامی انجمنیں اس بات پر مصر ہیں کہ مسلمان طوائف اور مسلمان ہیجڑے مسلمان دکانداروں سے ہی سودا خریدیں جب کہ وہ مردم شماری میں اور رائے شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھواتے ہیں۔

(جواب ۹۸) جو دکاندار کہ رنڈیوں اور ہیجڑوں کے ہاتھ سودا فروخت نہیں کرتے ان کا یہ فعل صحیح ہے(۱) انجمن کو چاہئے کہ وہ اس معاملے میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے اور رنڈیوں اور ہیجڑوں سے بھی تعرض نہ کرے کہ وہ ضرور مسلمان سے ہی سودا خریدیں انہیں اپنے حال پر چھوڑ دے جہاں سے وہ چاہیں خریدیں یہ سعی کریں کہ مسلمان عورت رنڈی نہ بنے اور کوئی مسلمان ہیجڑا نہ بنے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) سسر کو باپ کہہ کر پکار سکتے ہیں
(۲) مجذوم کے ساتھ کھانے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں
(۳) مذاق کیسا ! اور کن لوگوں کے ساتھ جائز ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) کیا سسر کو باپ کہہ کر پکار سکتے ہیں ؟ (۲) مجذوم کے ساتھ بیٹھ کر کھا پی سکتے ہیں یا

---

(۱) قال ابن عبدالبر اجمعوا علی انه لا یجوز الهجران فوق ثلاث الا لمن خاف من مکالمته ما یفسد علیه دینه او یدخل منه علی نفسه او دنیاه مضرة فان کان کذالك جاز و رب هجر جمیل خیر من مخالطة مؤذیة (فتح الباری ۱۰ : ۴۹۴ ط مصر)

نہیں ؟ (۳) مذاق کن لوگوں سے جائز ہے ؟

(جواب ۹۹) (۱) جائز ہے (۲) جائز ہے(۱) (۳) دوستوں اور بے تکلف لوگوں سے - لیکن مذاق فحش اور غیر مہذب اور جھوٹ پر مشتمل نہ ہو -(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حج سے آنے والے کو مبارکباد دیتے ہوئے آیت پڑھنے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۴ء)

(سوال) کچھ لوگ حج کر کے آئے ان کو مبارکباد پیش کرنے کے لئے جلسہ ہوا ایک صاحب نے مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ " خدا تعالیٰ نے داخلہ حرم کی بابت اپنے رسول ﷺ کو **لقد صدق الله رسوله الرؤيا الخ** کہہ کر مبارکباد دی ہے اس لئے میں بھی زائرین بیت الحرام کو ان کی اس خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہوں" قرآن کی آیت اس طرح بطور دلیل پیش کر کے مبارکباد دینا کوئی گناہ تو نہیں ؟

(جواب ۱۰۰) کوئی گناہ نہیں محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) نئے گھر کی تیاری کی خوشی میں دعوت جائز ہے مگر اس کو ضروری نہ سمجھا جائے
(۲) ایصال ثواب جائز مگر گیارہویں شریف کی تخصیص بدعت ہے
(۳) قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء نامی کتابوں میں صحیح اور ضعیف قسم کی روایتیں ہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) نیا گھر تیار کرنے کے بعد اس میں رہنے سے پہلے مولود خوانی کرانا اور بکرا ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور اس کام کو گھر کی ٹھنڈک کہا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں (۲) اگر کوئی مطلق گیارہویں کے نام سے کھانا کھلاوے اور اس کا ثواب پیران پیر کے نام سے ایصال کرے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ (۳) کتاب تذکرۃ الاولیا اردو مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین اور قصص الانبیاء کا اس مستند اور صحیح ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۰۱) (۱) نئے گھر کی تیاری کی خوشی میں کھانا کھلانا یا مجلس وعظ منعقد کرنا جائز ہے لیکن اس کو نہ تو ضروری سمجھا جائے اور نہ بطور پابندی رسم کے کیا جائے بلکہ محض بہ نیت اوائے شکریہ نعمت خداوندی کیا جائے (۱) (۲) ایصال ثواب کے لئے صدقہ خیرات کرنا جائز ہے لیکن گیارہویں شریف کی تخصیص اور اس نام سے نہ کرنا چاہئیے (۲) (۳) قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیا میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی باتیں ہیں - محمد کفایت اللہ

---

(۱) عن جابرؓ ان رسول الله ﷺ اخذ بيد مجذوم فاد خله معه في القصعة' ثم قال كل بسم الله ثقة بالله وتوكلاً عليه (ترمذی ۲ / ۳) (۲) و في هذا الحديث فوائد كثيرة منها جواز تكنيه من لم يولد له ..... وجواز المزاح الخ (شرح نووی لمسلم : ۲ / ۲۱۰) (۳) قال الله واما بنعمة ربك فحدث' آیت مذکورہ میں کوئی قید نہیں ہے لہذا تمام شرائط و قیود سے پاک الر ... جوت ہو تو منع نہیں -

(۱) صرح علماء نافي باب الحج عن الغير الخ (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر : ۲ / ۲۴۳)

سود خوروں کے ہاں کھانا کھانے کا حکم ..... اور ان کی رقم مسجد میں لگا سکتے ہیں .

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) سود خوار کے ہاں کھانا پینا اور سود خوار کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے ؟

(جواب ۱۰۲) سود خوار کی اگر جائز آمدنی بھی ہو تو اس کے ہاں کھانا کھانا جائز ہے اور اس کی جائز آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگانا بھی جائز ہے (۱) اور آمدنی خالص حرام ہو تو اس کے ہاں کھانا بھی ناجائز اور اس کا روپیہ مسجد میں لگانا بھی ناجائز ہے ۔　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

چھٹا باب
ماکولات و مشروبات

(۱) قبروں پر چڑھاوا حرام ہے
(۲) عرس چالیسواں وغیرہ دھوم دھام بدعت ہے

(سوال) جو قبروں پر کھانا وغیرہ کا چڑھاوا آتا ہے خادم لوگ وہ کھانا طلبا کو دیدیتے ہیں یہ کھانا طلبہ کو کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) جو شخص گیارہویں 'عرس' چالیسواں وغیرہ کرے اور قبروں پر جو دھوم دھام ہوتی ہے اس کو اچھا سمجھ کر شریک ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے ؟

(جواب ۱۰۳) قبروں کا چڑھاوا حرام ہے (۲) گیارہویں 'عرس' چالیسواں اور قبروں پر دھوم دھام کرنا یہ سب بدعت ہے (۳)　محمد کفایت اللہ غفرلہ' سنہری مسجد دہلی

فرقہ مہدویہ کافر ہے ان کا ذبیحہ حلال نہیں

(سوال) جو کہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا انکے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۰۴) فرقہ مہدویہ جو اطراف دکن میں پایا جاتا ہے کافر ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں (۴)

اہل کتاب کا ذبیحہ اور ان کی لڑکیوں سے نکاح کا کیا حکم ہے ؟

(سوال) عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اور قربانی کیسی ہے ان لوگوں سے رشتہ کرنا اور ان کے

---

(۱) آکل الربا و کاسب الحرام اهدی الیه او ضافه و غالب ماله حرام لا یقبل ولا یؤکل مالم یخبره ان ذالک المال اصله حلال' ورثه او استقرضه وان کان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هدیته والا کل منها کذافی الملتقط (فتاوی هندیه : ۵/۳۴۳ ط کوئٹه)

(۲) واعلم ان النذور الذی یقع للا موات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالا جماع باطل و حرام (رد المحتار مع الدر ۲/۴۳۹)

(۳) ولا یجوز مایفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السراج والمساجد الیها ومن الاجتماع بعد الحول کالا عیاد و یسمونه عرسا (تفسیر مظهری ۲/۵۲ ط کوئٹه)

(۴) و شرط کون الذابح مسلما (الدر المختار مع الرد : ۶/۲۹۶)

ساتھ بیٹھ کر کھانا کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۵) عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے(۱) لیکن قربانی ان کے ہاتھ سے کرانا مکروہ ہے ان کی لڑکیوں سے شادی کر لینا ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بشرطیکہ ارتکاب ممنوعات نہ ہو جائز ہے(۲)

پانی میں مری ہوئی مچھلی کا کھانا جائز نہیں......!

(سوال) جو مچھلی مر کر پانی میں تیرنے لگے اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۶) جو مچھلی مر کر پانی پر تیرنے لگے اور اس کے مرنے کا سبب معلوم نہ ہو اس کا کھانا جائز نہیں ولا یحل حیوان مائی الا السمك غیر الطافی علی وجه الماء الذی مات حتف انفه وهو ما بطنه من فوق فلو ظهره من فوق فلیس بطاف فیوكل كما یوكل ما فی بطن الطافی الخ (درمختار مختصراً) قال العلامة عبدالبر الاصل فی اباحة السمك ان مامات بافة یؤكل ومامات بغیر آفة لا یؤكل (رد المحتار) (۳)

(۱) کیا فاسق و فاجر مسلمان سے قطع تعلق جائز ہے؟
(۲) بازاروں اور میلوں میں رکھے ہوئے گھڑوں سے پانی پینا
(۳) کسی پر دباؤ ڈال کر چندہ وصول کرنا جائز نہیں

(سوال) زید کا عقیدہ ہے کہ مسلمان سود خوار شرابی زانی قمار نشہ باز شوقی حقہ نوش وغیرہ کیسے ہی افعال منکرات کا مرتکب ہو جو شخص نمازی یا صاحب تقویٰ اس کے ساتھ کھانا کھانے یا اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرتے ہیں سخت غلطی پر ہیں حدیث صحیح سے اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور ساتھ ہی اس کے کل مؤمن اخوۃ ثبوت میں پیش کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ایسے شخص سب مومن ہیں اور مومن کا پس خوردہ کھانے اور ساتھ کھانے میں شفا ہے اور جو لوگ اہل ہنود کی اشیاء خوردنی قیمتاً مول لینا اور ان کے یہاں دعوت کھانا مسلمانوں کو ناجائز قرار دیتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے اگر کوئی اس کے عدم جواز کا ثبوت رکھتا ہو تو بتلا دے اور عمرو زید کے قول کا مخالف ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

(۲) جو لوگ بازاروں میں یا میلوں میں پانی پینے کے گھڑے رکھتے ہیں اور ہر قسم کے لوگ مسافر و مقیم اور شرابی سود خوار وغیرہ بلا احتیاط برتن میں ڈال کر پانی پیتے ہیں اور اس برتن میں ان کا پس خوردہ پانی بھی ضرور رہ جاتا ہے تو نمازی صاحب تقویٰ کو ایسے برتنوں سے پانی پینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) وکرہ ذبح الکتابی الخ بالامر لا نھا قربة و لا ینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین ولو ذبح جاز لانه من اهل الذبح بخلاف المجوسی (رد المحتار مع الدر ۶/۳۲۸)

(۲) وصح نکاح کتابیة وان کرہ تنزیھا مؤمنة نبی مرسل مقرة بکتاب منزل .. وکذا حل ذبیحتهم (الدر المختار مع الرد ۳/۴۵)

(۳) (رد المحتار مع الدر : ۶/۳۰۷)

(۳) اس قصبے میں عرصہ ۹ سال سے ایک مدرسہ قائم ہے مدرسے کے اخراجات اہل قصبہ کے چندہ پر منحصر ہیں چونکہ یہاں کے لوگ عام طور پر جاہل اور بے قدر ہیں اسلام سے دلچسپی نہیں اس وجہ سے مدت سے چندہ دینا بھی بند کر دیا ہے اس لئے جن اشخاص کو اس معاملے سے ہمدردی تھی انہوں نے کام بند ہوتا دیکھ کر اعلان کر دیا کہ جو کوئی چندہ نہیں دے گا اس کے یہاں طالب علم بوقت سوئم جب تک مقررہ رقم چندہ ادا نہ کرے گا نہیں جائیں گے اس اعلان سے بعض ناسمجھ سوئم میں دینے لگے ہیں آیا یہ بندوبست جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۷) (۱) مسلمان آدمی خواہ کتنا ہی فاسق و فاجر کیوں نہ ہو مسلمان مؤمن تو ہے پھر اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھانے اور برادرانہ تعلقات نہ رکھنے سے اگر اس کی امید ہو کہ یہ اپنے افعال سے باز رہے گا تو ترک تعلقات بہتر ہے اور باوجود اس کے اگر کوئی اس کے ساتھ تعلقات رکھے تو ایسا گناہ نہ ہوگا جیسا کافر کے ساتھ رکھنے کا ہوتا ہے اصل حکم اسلام کا یہی ہے کہ انسان کا بدن ہاتھ منہ وغیرہ پاک ہے یہاں تک کہ کافر کا جھوٹا پانی بھی پاک ہے اس بنا پر کفار کے ہاتھ کی بنائی ہوئی پکائی ہوئی چیزیں خریدنا اور استعمال کرنا جائز ہے ہاں اگر یہ گمان غالب ہو کہ وہ ناجائز اور ناپاک چیزیں ملا دیتے ہیں تو اس وجہ سے ان سے خرید و فروخت ناجائز ہوگی۔(۱)

(۲) جب تک یقینی طور پر یا گمان غالب کے ساتھ متحقق نہ ہو جائے کہ اس پانی میں کوئی ناپاکی پہنچ گئی ہے اس کا استعمال جائز ہے۔(۲) ہاں اگر کوئی احتیاط اور تقویٰ کی بناء پر نہ پئے اس کو اختیار ہے پس خوردہ مسلمان کا تو کیا کافر کا بھی پاک ہے متقی پرہیزگار آدمی کو مسلمان کا پس خوردہ خواہ وہ کیسا ہی ہو استعمال کرنا جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ناجائز سمجھنا احکام شرعیہ کی خلاف ورزی ہے۔(۳) رد المحتار میں ہے والآدمی مکرم وان کان کافرا۔

(۳) صورت مسئولہ میں ان سے اس صورت سے چندہ وصول کرنا جائز نہیں خواہ وہ دیں یا نہ دیں(۴) واللہ اعلم

کفار کے ہاتھوں سے بنی ہوئی اشیاء کے استعمال کا حکم

(سوال) (۱) جہاں مسلمانوں کو کوئی چیز بجز گھی اور دودھ کے مسلمانوں کی بنائی ہوئی نہیں ملتی تو مسلمانوں کو ہندوؤں کی بنی ہوئی چیز مثلاً مٹھائی وغیرہ لینی یا کھانی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) قند دانہ والی کھانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۸) غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی ہوئی یا اس کی چھوئی ہوئی تر چیزیں مسلمانوں کو لینا اور کھانا فی

---

(۱) قال الطبری: قصة كعب بن مالك اصل في هجران اهل المعاصي انما لم يشرع هجرانه (اى الكافر) بالكلام لعدم ارتداعه بذالك عن كفره بخلاف العاصي المسلم فانه ينزجر بذالك غالبا (فتح البارى لابن حجر ۱۰/۴۱۵ ط مصر)

(۲) اليقين لا يزول بالشك (الاشباه والنظائر ۵۶ ط بيروت)

(۳) فسؤر الآدمى مطلقا ولو جنبا او كافرا الخ (الدر المختار مع الرد: ۱/۲۲۲)

(۴) عن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرء الا بطيب نفس منه رواه البيهقى (مشكوة ۲/۲۵۵ ط قرآن محل كراچى)

حد ذاتہ جائز ہے کیونکہ اسلام نے انسان کے بدن کو پاک قرار دیا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر(۱) ۔ دوسری بات ہے کہ مسلمانوں کو اپنی اقتصادی حالت درست کرنے کی غرض سے نیز اسلامی غیرت کی بناء پر ایسے کافروں کے ہاتھ کی چیزیں لینی اور کھانی نہیں چاہئیے جو ان کے ساتھ نہایت بے عزتی کا برتاؤ کرتے ہیں اگر کوئی مسلمان مجبوری کی حالت میں ایسا کرے تو بقدر مجبوری معذور ہوگا ورنہ بے شرم اور قوم کا بدخواہ متصور ہوگا۔

(۲) دانہ والی قند جب کہ اس کی نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو فی حد ذاتہ جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) انگریزی دواؤں کا استعمال جائز ہے
(۲) ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے
(۳) کپورے ' گردے اور حرام مغز کا حکم

(سوال) (۱) کیا وہ دوا جس میں شراب پڑی ہو لیکن نشہ آور نہ ہو پینی جائز ہے یا نہیں جب کہ حرمت شراب کی وجہ محض نشہ آور ہونا ہی ہے (۲) ڈاکٹری دواؤں میں اکثر تھوڑی بہت شراب ہوتی ہے ان کا استعمال کیسا ہے ؟ اسی خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹری کی تعلیم پڑھنا اور پڑھوانا کیسا ہے (۳) بکرے کے خصیے حرام مغز اور گردے کھانا جائز ہیں یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۴۱ ابو محمد رشید خان قرول باغ دہلی ۲۶ رجب ۱۳۵۳ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۹) انگریزی دوا کا استعمال جائز ہے(۲) بشر طیکہ اس میں نشہ لانے کی صلاحیت نہ ہو (۲) تھوڑی بہت آمیزش شراب اس وجہ سے موجب ممانعت نہیں کہ وہ شراب جو ناپاک ہے ان دواؤں میں نہیں ہوتی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے(۳) (۳) کپورے کھانا مکروہ ہے گردے جائز ہیں حرام مغز نہ حرام ہے نہ مکروہ یونہی بیچارہ بدنام ہو گیا۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

آب زمزم کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے

(سوال) آب زمزم کھڑے ہو کر لوگ پیتے ہیں اگر کوئی بیٹھ کر پئے تو کوئی گناہ ہے نیز کون سا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئیے ؟

(جواب ۱۱۰) آب زمزم کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے بیٹھ کر پینے میں کوئی گناہ نہیں ہے(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) لا باس بطعام الیہود والنصاری کلہ من الذبائح وغیر ھا ولا باس بطعام المجوس کلہ الا الذبیحۃ فان ذبیحتہم حرام (ہندیہ ۵ / ۳۴۷ ط کوئٹہ)

(۲) الیقین لا یزول بالشک (الاشباہ والنظائر ۵۶ ط بیروت)

(۳) قال فی تبیین المحارم : واما فرض الکفایۃ من العلم فہو کل علم لا یستغنی عنہ فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب الخ (مقدمہ رد المحتار مع الدر ۱ / ۴۲)

(۴) کرہ تحریما وقیل تنزیہا والاول اوجہ من الشاۃ سبع الحیاء والخصیۃ والغداۃ المثانۃ والمرارۃ الخ (الدر المختار مع الرد ۶ / ۷۴۹)

(۵) ومن ارادبہ ان یشرب بعدہ من فضل وضوئہ کماء زمزم مستقبل القبلۃ قائماً او قاعداً وفیما عداھما یکرہ قائما تنزیہا (الدر المختار مع الرد ۱ / ۱۲۹)

افیون کی خرید و فروخت جائز ہے

(سوال) افیون کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی نمبر ۱۷۱۲** حاجی حسین احمد متالا (مانڈلے) ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ م ۵ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱۱) افیون کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے گو قانون وقت اس کو لائسنس کے ساتھ جائز رکھتا ہے مگر شرع میں یہ قید نہیں ہے اس کی قیمت کے پیسے جائز اور حلال ہیں۔(۱) **محمد کفایت اللہ**

کیا جھینگا حلال ہے؟

(سوال) (۱) جھینگا مچھلی تازی یا سوکھی یا اور کوئی مچھلی سوکھی ہوئی جس میں کچھ بدبو ہو کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲) کھاری مچھلی یعنی مچھلی پکڑ کر اور شکم چاک کر کے آلائش نکال کر نمک بھر کر اور نمک میں مل کر سکھاتے ہیں جس میں حد سے زیادہ بدبو ہوتی ہے وہ مچھلی مدراس سے آتی ہے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۴۰۵** حافظ احمد (گدل پور) ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱۲) جھینگا مچھلی مختلف فیہ ہے(۲) جو علماء اسے مچھلی کی قسم سمجھتے ہیں وہ حلال کہتے ہیں سوکھی مچھلی کھانی جائز ہے (۲) کھا سکتے ہیں جو کھا سکے اور بدبو سے متاثر نہ ہو اس کے لئے حلال ہے (۳) محمد کفایت اللہ

تاڑی میں اگر نشہ ہو تو اس کا پینا حرام ہے

(سوال) تاڑی قبل طلوع آفتاب اتاری جائے تو اس کا پینا کیسا ہے؟ **المستفتی نمبر ۴۳۲** غلام ربانی ۱۶ رمضان ۱۳۵۳ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱۳) طلوع آفتاب سے پہلے اتارنے کی صورت میں غالباً اس میں سکر یعنی نشہ اور جھاگ وغیرہ نہیں ہوتے تو اس حالت میں اس کا پینا جائز ہے لیکن جب اس میں سکر اور اشتداد ہو تو پینا حرام ہے خواہ طلوع آفتاب سے پہلے ہی اتاری گئی ہو کیونکہ تاڑی کے مستعمل برتن میں بہت جلد نشہ پیدا ہو جاتا ہے البتہ برتن نورا ہو اور آفتاب نکلنے سے پہلے اتار لیا جائے تو غالب یہی ہے کہ نشہ نہیں ہوتا غرض حلت و حرمت کا مدار نشہ نہ ہونے یا ہونے پر ہے(۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مدت رضاعت کے بعد عورت کا دودھ پینا حرام ہے

(سوال) زید اپنی بیوی کا دودھ پینا جائز سمجھتا ہے۔ **المستفتی نمبر ۶۱۱** حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی)

---

(۱) وصح بيع غير الخمر مما مر و مفاده صحة بيع الحشيش والافيون (قال في الشامية) اى عنده خلافا لهما في البيع والضمان لكن الفتوى على قوله في البيع و على قولهما في الضمان الخ (الدر المختار مع الرد: ٦/٤٥٤)
(۲) ولا يحل حيوان مائى الا السمك (الدر المختار مع الرد ٦/٣٠٦)
(۳) واللحم اذا انتن يحرم اكله والسمن واللبن والزيت والدهن اذا انتن لا يحرم (هندية ٥/٣٣٩ كوئٹہ)
(٤) الشراب ما يسكر والمحرم منها اربعة انواع الاول الخمر وهى النئ من ماء العنب' والثالث السكر وهو النئ من ماء الرطب اذا اشتد و قذف بالزبد والكل حرام اذا غلى واشتد والا لا يحرم اتفاقا الخ (التنوير و شرحه ٦/٤٤٨ تا ٤٥٢)

(جواب ۱۱٤) بیوی کا دودھ پینا حرام ہے سوائے مدت رضاعت کے عورت کا دودھ استعمال کرنا خواہ شوہر کرے یا کوئی اور حرام ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حالت جنابت میں کھانے پینے کا حکم

(سوال) حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۱۵) جنابت میں کھانا پینا درست ہے بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے کھائے پئے اور بغیر وضو کئے صرف ہاتھ اور منہ دھو کر کھا پی لے تو یہ بھی ناجائز نہیں خلاف اولیٰ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شراب کی حرمت قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے

(سوال) بعض صاحبان کہتے ہیں کہ کلام پاک میں شراب کو حرام کہیں نہیں لکھا ہے صرف ممانعت آئی ہے آیا یہ صحیح ہے اور حدیث شریف میں اسکے لئے کیا حکم ہے۔المستفتی نمبر ۷۹۴ منشی شفیق احمد (بمبئی) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۶) خمر یعنی شراب کو قرآن مجید میں رجس فرمایا ہے اور رجس کے معنی پلید اور ناپاک کے ہیں اور پلید اور ناپاک حرام ہے اور احادیث صحیحہ میں صراحۃً خمر کو حرام فرمایا گیا ہے اور اس قدر کثرت سے حدیثیں مروی ہیں کہ شراب کی حرمت متواتر کے درجے تک پہنچ گئی ہے اور امت محمدیہ مرحومہ کا حرمت خمر پر اجماع ہو چکا ہے اس لئے شراب کی حرمت کا انکار کرنا کفر ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ذبح شدہ جانور کے فوطے،عضو تناسل،آنت اور اوجھڑی کا حکم

(سوال) بکرے وبیل وبھینسے ذبح شدہ کے فوطے وعضو تناسل وآنت واوجھڑی بلا کراہت کے مذہب حنفی میں کھانا جائز ہے یا نہیں - المستفتی نمبر ۱۰۴۲ حافظ اکرام الدین صاحب (بی این آر) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

---

(۱) ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء الادمي والا نتفاع لغير ضرورة حرام على الصحيح (الدر المختار مع الرد ۲۱۱/۳)

(۲) ويكره له قراء ة توراة وانجيل و زبور ...... لا قراء ة قنوت ولا اكله و شربه بعد غسل يدو فم ... الخ (رد المحتار مع الدر ۱۷۵/۱)

(۳) والثالث ان عينها حرام غير معلول بالسكر ولا موقوف عليه ومن الناس من انكر حرمة عينها ... وهذا كفر لا نه جحود الكتاب فانه سماه رجسا والرجس ماهو محرم العين وقد جاءت السنة متواترة ان النبي عليه السلام حرم الخمر و عليه انعقد الاجماع الخ (الهداية ٤/٤٩٣ شركت علميه ملتان)

(جواب ۱۱۷) مذبوحہ جانور کے خصیے اور عضو تناسل کھانا مکروہ تحریمی ہے(۱) اوجھڑی بلا کراہت حلال ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تاڑی میں اگر نشہ آ گیا ہو تو پینا درست نہیں

(سوال) تاڑی کا پینا مطلقاً جائز ہے یا آفتاب نکلنے سے قبل جو اتاری جاتی ہے اس کا پینا جائز ہے کیونکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا- المستفتی نمبر ۱۲۲۹ فصاحت حسین (شہر گیا) ۲۵ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۸) آفتاب نکلنے سے پہلے اس میں نشہ اور سکر نہیں ہوتا اس لئے جو پانی کہ آفتاب کے نکلنے سے پہلے درخت پر سے اتار لیا جائے اس کا پینا حلال ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طوائف کے گھر کا کھانا پینا استعمال نہیں کرنا چاہئے

(سوال) طوائف کے گھر کا کھانا یا کوئی چیز مسجد میں آئے رمضان شریف میں تو اس سے روزہ افطار کرنا جائز ہے یا نہیں- المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم (مغربی خاندیس) ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۹) طوائف کے گھر کی کوئی چیز لینی اور کھانی پینی نہیں چاہئے-(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال.....

(سوال) شراب اور دیگر مسکرات بغرض سکر حرام ہیں یا کوئی اور وجہ ہے اگر بغرض سکر حرام ہیں تو بغرض دوا استعمال کی کیوں اجازت دی گئی حالانکہ حدیث میں ممانعت موجود ہے نیز لا شفاء فی الحرام- المستفتی نمبر ۱۴۴۴ ڈاکٹر ایس ایم عبدالحکیم صاحب (ضلع مونگیر) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۰) شراب اور دیگر مسکرات حرام ہیں ان کو بغرض سکر استعمال کرنا بھی حرام ہے اور بغرض دوا بھی استعمال کرنا حرام ہے لیکن ایسی حالت میں کہ کسی کو مرض مہلک لاحق ہو اور وہ تمام صورتیں دوا علاج کی ختم کر چکا ہو اور کسی طبیب مسلم حاذق نے یہ بتایا ہو کہ اب تیرا علاج شراب یا تاڑی کے سوا اور کچھ نہیں تو اس کو

---

(۱) کرہ تحریما و قیل تنزیہا والا ول اوجہ' من الشاۃ سبع : الحیاء والخصیۃ والغداۃ والمثانۃ والمرارۃ والدم المسفوح والذکر الخ (الدرالمختار مع الرد ۶/۷۴۹)

(۲) والثالث السکر وھو النیء من ماء الرطب اذا اشتد وقذف بالزبد... والکل حرام اذا غلی واشتد والا لا یحرم اتفاقا (ردالمحتار مع الدر ۶/۴۴۹)

(۳) عن رافع بن خدیج ان رسول اللہ ﷺ قال کسب الحجام خبیث و مھر البغی خبیث و ثمن الکلب خبیث (ترمذی ۱/۲۴۰ ط سعید)

شراب یا تاڑی کا استعمال کرنا مباح ہو جاتا ہے جیسے کہ مضطر کو خنزیر کھالینا یا شراب کے ذریعہ سے حلق میں پھنسا ہوا لقمہ جب کہ جان کا خوف ہو اتار لینا مباح ہو جاتا ہے(۱) حدیث جو سوال میں مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر ایسی ضرورت کے شراب کو دواء استعمال کرنا حرام ہے اور جب کہ شفا کا انحصار شراب میں ہو جائے تو وہ حرام نہیں رہتی بلکہ مباح ہو جاتی ہے لہذا **لا شفاء فی الحرام** اس پر عائد نہیں ہوتا اور بعض منافع کا شراب میں ہونا قرآن سے ثابت ہے **قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس** مگر غلبہ مضرت کی وجہ سے اس کو عام حالات میں حرام فرمادیا ہے اضطرار و انحصار شفا کی حالت مستثنیٰ ہے جیسے خنزیر عام حالات میں حرام مگر اضطرار میں مباح ہو جاتا ہے پس میرا جواب ان تمام قیود کے ساتھ جو میں نے لکھی تھیں صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیڑی اور سگریٹ پینے کا حکم

(سوال) کیا بیڑی سگریٹ پینا حرام ہے ؟ **المستفتی نمبر ۱۵۲۲** خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۱) بیڑی سگریٹ پینا فی حد ذاتہ مباح ہے بدبو منہ میں رہ جانے تو بدبو کی وجہ سے کراہت پیدا ہوتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بطور علاج افیون کھانے والے کی امامت کا حکم

(سوال) ایک شخص کی عمر اٹھتر سال کی ہے اور وہ اب سے سولہ سال پیشتر مرض پیچش میں مبتلا ہوا آٹھ ماہ تک علاج کرایا مگر صحت نہ ہوئی اس وجہ سے حکیم صاحب نے فرمایا کہ تجھ کو افیون کھانی چاہئے اس کے استعمال سے انشاء اللہ ضرور صحت ہو جائے گی چنانچہ اس وقت سے اب تک وہ شخص افیون کھاتا رہا ہے اب عرض ہے کہ ایسا شخص مسجد کی پیش امامی کر سکتا ہے یا نہیں یہاں پر ایک مولوی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا انہوں نے فرمایا تھا کہ پیش امامی کر سکتا ہے انکے فرمانے کو یہاں کے باشندوں نے نہیں مانا اس پر مولانا صاحب نے فرمایا میں سفر میں ہوں میرے پاس کتابیں نہیں ہیں یہ مسئلہ کتاب شامی میں ہے اب براہ کرم اس بارے میں فتویٰ دیا جائے کہ افیون کھانے والا پیش امام رہ سکتا ہے یا نہیں ؟ **المستفتی نمبر ۱۹۸۷** نذیر الدین بلیاپور (چاندہ) یکم رمضان ۱۳۵۶ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۷ء ۔

---

(۱) وجوزہ فی النھایة بمحرم اذا اخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد مباحا یقوم مقامہ (الدر المختار مع الرد ۶/۳۸۹)

(۲) ومن اکل مایتاذی ای برائحتہ کثوم و بصل ویؤ خذمنہ انہ لو تاذی من رائحة الدخان المشھور لہ منعھا من شربہ (رد المحتار مع الدر ۳ ۲۰۸)

(جواب ۱۲۲) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور واحساسات میں تفاوت آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی بربنائے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) افیون کی تجارت جائز ہے
(۲) جس مسجد میں افیون کی کمائی خرچ ہوئی ہو .
(۳) جو امام افیون کی تجارت کو جائز کہتا ہو اس کی امامت درست ہے

(سوال) (۱) افیون کی تجارت ٹھیکہ وغیرہ شرعاً درست ہے یا نہیں (۲) ایک مسجد میں اکیس سو روپے صرف ہوئے ہیں تین سو روپے افیون کے خرچ ہوئے کیا اس مسجد میں نماز درست ہے (۳) جو امام افیون کی تجارت کو درست کہتا ہے اس کی امامت شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۱۹۷ محمد سلیمان صاحب (ضلع لودھیانہ) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۲۳) (۱) افیون کی تجارت جائز ہے (۱) (۲) اس مسجد میں نماز درست ہے (۳) وہ ٹھیک کہتا ہے اس کی امامت درست ہے تجارت شراب کی حرام ہے افیون ناپاک نہیں ہے اس کا کھانا بطور عادت کے بیشک حرام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

(۱) گانجا' افیون' چرس وغیرہ کی تجارت مباح ہے
(۲) تمباکو میں اگر حرام شیرہ استعمال ہوا ہو تو حرام ورنہ مکروہ ہے

(سوال) (۱) گانجا' افیون' چرس' بھنگ ان چاروں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے حرام یا مکروہ جب کہ یہ چیزیں بذاتہ نجس وناپاک نہیں لوگوں کی جیبوں میں یہ چیزیں ہوتی ہیں اور لوگ نماز ادا کرتے ہیں (۲) تمباکو نوشیدنی کے متعلق کیا حکم ہے جس میں گڑ کا شیرہ ملا کر حقہ پیا جاتا ہے اور شیرہ جہاں تیار ہوتا ہے باہر حوض میں بھرا رہتا ہے اس میں کتنے بلی گر کر اٹھ نہیں سکتے ہیں سڑ جاتے ہیں وہی شیرہ تمباکو پینے کے کام میں آتا ہے۔ (۳) سوال نمبر ۱ کے محکمہ میں ملازمت کرنا ان کے پیسوں کے ذریعہ جو آمدنی ہو اس سے صدقات زکوۃ تعمیر مساجد' خیرات کفن وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہوگا اور ثواب ہوگا یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۴۷۸ حافظ یار محمد صاحب ۲۰ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۲۴) گانجا' چرس' افیون' بھنگ یہ سب چیزیں ناپاک نہیں ان کا کھانا تو حرام ہے اس لئے کہ نشہ لانے والی ہیں یا نشہ جیسے آثار و نتائج پیدا کرتی ہیں ناپاک نہ ہونے کی وجہ سے نماز کی حالت میں اگر یہ

---

(۱) وصح بيع الخمر و مفاده صحة بيع الحشيش والا فيون (الدرالمحتار مع الرد ٦/ ٤٥٤)

جیب میں رکھی ہوں تو نماز ہو جائے گی (۱)
(۲) اگر کسی خاص تمباکو کے متعلق یہ یقین ہو کہ اس میں پڑا ہوا شیرہ ناپاک تھا تو اس کا استعمال حرام ہوگا اور محض اس احتمال سے کہ شیرہ ناپاک ہو جاتا ہے تمام بازار کے تمباکو کو ناپاک قرار نہیں دیا جاسکتا اور ناپاک نہ ہونے کی صورت میں تمباکو کا پینابد بودار ہونے کی بناء پر مکروہ ہوتا ہے -(۲)
(۳) ان چیزوں کی تجارت مباح ہے اور اسکی آمدنی کا استعمال حلال ہے -(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

افیون 'چرس کوکین وغیرہ کی تجارت جائز ہے

(سوال) مسلمان کو افیون 'چرس 'کوکین کی تجارت کرنا اور اس سے منافع حاصل کر کے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرنا شریعت محمدی سے جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی اسی تجارت میں سے کسی دوسرے مسلمان کی دعوت کرے اس شخص کو باوجود علم ہونے کے دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۵۵۲ عبدالحمید صاحب متعلم مدرسہ امینیہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۹ء
(جواب ۱۲۵) افیون 'چرس 'بھنگ کوکین یہ تمام چیزیں پاک ہیں اور ان کا دوا میں خارجی استعمال جائز ہے نشہ کی غرض سے ان کو استعمال کرنا ناجائز ہے - مگر ان سب کی تجارت بوجہ فی الجملہ مباح الاستعمال ہونے کے مباح ہے تجارت تو شراب اور خنزیر کی حرام ہے کہ ان کا استعمال خارجی بھی ناجائز ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

مشرکین 'چمار 'کنجر 'خاکروب وغیرہ کے گھر کے کھانے کا حکم......

(سوال) مسلمانوں کو مشرکوں کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا جائز ہے اور مشرکوں میں خاکروب کنجر اور چمار اہل ہنود اور یہودی نصرانی وغیرہ سب شامل ہیں- المستفتی نمبر ۲۵۵۶ اعجاز الدین ولد اسلام الدین قصبہ لونی (میرٹھ) ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م ۴ جنوری ۱۹۴۰ء
(جواب ۱۲۶) مشرکین کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جب کہ پکانے والوں کے ہاتھ کسی حقیقی پلیدی اور نجاست سے ملوث نہ ہوں مسلمانوں کے لئے حلال ہے دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں نصاریٰ اور یہود کو مشرک فرمایا ہے اور پھر بھی اہل کتاب کے کھانے کو مسلمانوں کے لئے حلال فرمایا ہے -(۵) اور رسول

---

(۱) ويحرم اكل البنج والحشيشة والا فيون لانه مفسد للعقل و يصد عن ذكر الله و عن الصلوة (الدر المختار مع الرد ٤٥٧/٦)
(۲) ومن اكلُ ما يتاذى اى برائحته كثوم و بصل ويؤ خذ منه انه لو تاذى من رائحة الدخان المشهور له منعها من شربه (رد المحتار مع الدر : ۲۰۸/۳)
(۳) وصح بيع غير الخمر و مفاده صحة بيع الحشيش والا فيون الخ (الدر المختار مع الرد : ٤٥٤/٦)
(٤) وصح بيع غير الخمر مما مر و مفاده صحة بيع الحشيشة والا فيون الخ (حواله گزشته ٤٥٤/٦)
(٥) قال الله عزو جل اليوم احل لكم الطيبت و طعام الذين او تو الكتاب حل لكم و طعامكم حل لهم (سوره المائدة ٥)

ﷺ نے مشرک کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا تھا اور اسلام نے انسان کے جسم کو پاک قرار دیا ہے جب کہ اس پر باہر کی ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو اس حکم میں سب انسان برابر ہیں خواہ خاکروب ہو یا کنجر یا چمار سو اگر ان کے ہاتھ دھلوا کر اپنے روبرو ان سے کھانا پکوالیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہو گا محض اس بناء پر کہ خاکروب یا کنجر یا چمار کے ہاتھ کا پکایا ہوا ہے اسے ناپاک اور حرام نہیں کہا جائے گا (۱) البتہ مشرکین اور بھنگیوں چماروں کے گھروں کے کھانے اس وجہ سے واجب الاحتراز ہیں کہ یہ لوگ ناپاکی اور پاکی کے قاعدہ نہ جاننے یا بہت سی حرام چیزوں کو استعمال کرنے کی وجہ سے اس لائق نہیں کہ ان کے گھروں کے پکے ہوئے کھانوں کو ہم پاک اور حلال یقین کرلیں اور یہ بات کچھ ان کے ساتھ مخصوص نہیں دیہات کے مسلمان گھوسی جو گوبر کو ہندوؤں کی طرح استعمال کرتے ہیں ان کے گھروں کے پکے ہوئے کھانوں میں بھی نجاست کا احتمال رہتا ہے لہذا ان کا بھی یہی حکم ہے غرض کہ مشرک کے یہاں کا کھانا اس وجہ سے ناجائز نہیں ہے کہ مشرک کے ہاتھ لگے ہیں بلکہ اگر اس کے ناپاک ہونے کا ظن غالب ہو تو ناپاکی کی وجہ سے اس کا استعمال ناجائز ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کچا لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئیے

(سوال) کیا کچا لہسن کھانا منع ہے اور کچا لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی کسی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔
المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۲۷) کچا لہسن پیاز کھانا گناہ نہیں مگر جب تک اس کی بدبو منہ میں رہے مسجد میں آنا منع ہے یہ حدیث صحیح ہے کہ کچا لہسن پیاز کھا کر مسجد میں داخل نہ ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گانا بجانے والی عورتوں کے ہاں کھانے پینے کا حکم

(سوال) یہ جو عورتیں گانے بجانے کا پیشہ کرتی ہیں ان کے یہاں کھانا پینا پیسہ وغیرہ لینا کیسا ہے ؟

(جواب ۱۲۸) گانے بجانے کا پیشہ کرنے والی عورتوں کے یہاں کھانا پینا ناجائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) فسور الادمی مطلقاً ولو جنبا او کافراً وما كول اللحم طاهر الفم قيد للكل طاهر طهور بلا كراهة (الدر المختار مع الرد ۱/۲۲۲)

(۲) قیل لانس ما سمعت النبی ﷺ فی الثوم فقال من اکل فلا يقربن مسجدنا - وایضاً ان النبی ﷺ قال من اکل ثوما او بصلاً فلیعتزلنا او لیعتزل مسجد نا (صحیح البخاری ۲/۸۱۹ ط سعید)

(۳) اكل الربا وكاسب الحرام اهدى اليه او اضافه و غالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل مالم يخبره ان ذالك المال اصله حلال ورثه استقرضه (هندية ۵/۳۴۳)

جس کی کمائی کا ذریعہ حرام ہو اس کا ہبہ قبول نہیں کرنا چاہئیے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک ہندو ٹھیکیدار نے جس کا واحد ذریعہ معاش خنزیر کا گوشت بیچنا ہے ایک خوشی کی تقریب میں لڈو بنوا کر بازار کے عام ہندو مسلمان کو تقسیم کئے ہیں کیا ایسی حرام کمائی کی مٹھائی کھانا مسلمانوں کو جائز ہے ؟

(جواب ۱۲۹) جس شخص کی کمائی حرام ہو وہ اگر کسی دوسرے شخص سے قرض لے کر مسلمانوں کو کوئی چیز تقسیم کرے تو اس قرض لی ہوئی چیز کو لے لینا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن ایسے شخص سے جو خنزیر کی بیع وشراء کرتا ہے مسلمانوں کو علیحدگی کرنی چاہئیے اور اس کی چیزیں مسلمانوں کو استعمال کرنی بہتر نہیں یہ حکم مسلمانوں کا ہے مگر سوال میں مذکور ہے کہ وہ شخص ہندو ہے تو ہندوؤں کے مذہب میں اگر بیع خنزیر جائز ہے تو مسلمانوں کو ان کی تحصیل معاش بذریعہ بیع خنزیر پر لحاظ کرنا ضروری نہیں (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

غیر مسلم اگر خوشی سے کوئی چیز دیں تو اس کا کھانا اور دوسروں کو کھلانا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک غیر مسلم نے ایک مسلم کو سوکھا دانہ آٹا دیدیا اور چاول میٹھا سوکھے دیدئے کہ تم اپنے ہاتھ سے پکا کر مسلمانوں کو کھلا دو اور اس کا ثواب پیر صاحب سید عبدالقادر جیلانی کو پہنچانا مقصود ہے مسلم نے کفیل ہو کر کھانا پکوایا اور مسلمانوں کو کھلایا اور خود بھی کھایا کچھ حصہ غیر مسلم بچوں نے بھی لیا آیا کوئی گناہ تو نہیں ؟ کیونکہ غیر مسلم کی کمائی ہے ایک شخص کا خیال ہے کہ ایسا کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئیے ۔

(جواب ۱۳۰) غیر مسلم سے سوکھا دانہ غلہ آٹا وغیرہ لے کر کھانا پکانا اور کھانا جائز ہے جب کہ غیر مسلم نے اپنی خوشی سے دیا ہے تو اس کو لینے اور کھانے میں کوئی قباحت نہیں (۲) اور جب کہ کھانا جائز ہے تو بسم اللہ پڑھ کر کھانے میں کیا نقصان ہے بسم اللہ پڑھنی اس صورت میں ناجائز ہوتی ہے جب کہ وہ فعل جس پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے شرعاً ناجائز ہو مثلاً شراب بسم اللہ کہہ کر پینی حرام ہے کیونکہ شراب پینا خود حرام ہے اس پر بسم اللہ پڑھنا بھی حرام ہے (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ'

کھجور اور تاڑی کا عرق جب تک نشہ آور نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) کھجور کے شیرہ کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ کوری ہینی رات کو لگائی جائے اور علی الصباح

---

(۱) (حوالہ گزشتہ ھندیۃ ۵/۳۴۳ کوئٹہ)

(۲) قال اللہ عزوجل الیوم احل لکم الطیبات و طعام الذین اوتو الکتاب حل لکم و طعامکم حل لھم (سورۃ المائدۃ ۵)

(۳) شرب الخمر وقال بسم اللہ او قال ذالک عند الزنا او عند اکل الحرام المقطوع بحرمتہ او عند احد کمعین لفرد کفر لانہ استخف باسم اللہ (فتاوی بزازیہ علی ھامش ھندیۃ ۶/۳۳۹)

استعمال کی جائے تو جائز ہے اور تاڑی تاڑی کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں۔

(جواب ۱۳۱) کھجور یا تاڑ کے درخت میں سے نکلنے والا عرق اگر پاک برتن میں لیا جائے اور صبح کو آفتاب نکلنے سے پہلے اتار لیا جائے تو اس میں نشہ نہیں ہوتا اس کا پینا جائز اور حلال ہے ہاں جب رکھنے سے اس میں جھاگ پیدا ہونے لگیں اور نشہ پیدا ہو جائے تو پھر پینا حرام ہے(۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ

کھجور اور تاڑی کا عرق جب تک نشہ آور نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایضاً

(جواب ۱۳۲) جواز اور عدم جواز کا مدار نشہ لانے اور نہ لانے پر ہے اگر تاڑ کا عرق مٹی کے کورے برتن میں لیا جائے اور آفتاب نکلنے سے پہلے اتار لیا جائے اور اسی وقت پی لینے سے نشہ پیدا نہ کرے تو اس کا پینا جائز ہے کھجور کے درخت سے شرائط مذکورہ کے ساتھ حاصل کیا ہوا عرق تو نشہ نہیں لاتا مگر تاڑ کے درخت سے نکلے ہوئے عرق کے متعلق بعض صاحبوں کا بیان ہے کہ اس میں نشہ ہوتا ہے اگر یہ بیان درست ہو تو اس کا استعمال جائز ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

ہڈی چوسنا اور دانتوں سے نوچنا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) ہڈی جس پر گوشت بھی نہ ہویا ہو منہ سے چوسنا یا دانتوں سے گوشت چھڑانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۳۳) ہڈی منہ سے چوسنا اور دانتوں سے گوشت چھڑا کر کھانا جائز ہے(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

جس کے گھر کے خورد و نوش کا سامان حرام ہو اس کی دعوت کھانا جائز نہیں.

(الجمعیۃ مورخہ ۵ اگست ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک مسلمان شخص نے کسی مسلمان کو کھانے کی دعوت دی مگر اس مسلمان کے گھر میں جو خورد و نوش ہے سب حرام طریقے سے کمایا ہوا ہے دھوکہ بازی سے پیسہ حرام کا جمع کیا ہوا ہے اور بیاج سود پر ہندوؤں سے روپیہ لیا ہوا ہے از حد مقروض ہے۔

(جواب ۱۳۴) جس شخص کے گھر میں خورد و نوش کا سامان حرام طریقے سے حاصل کیا ہوا ہے اس کے

---

(۱) والثالث السكر وهو النيء من ماء العنب اذا اشتد وقذف بالزبد ... والكل حرام اذا غلى واشتد والا لا يحرم اتفاقاً (الدر المختار مع الرد ۶/ ۴۴۹، ۴۵۰)

(۲) عن ابن عباس قال تعرق رسول الله ﷺ كتفاً ثم قام فصلى ولم يتوضأ (صحيح البخاري، ۲/ ۸۱۳ ط سعيد)

گھر دعوت کھانا جائز نہیں ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تاڑی کی خمیرہ کی روٹی کا حکم......

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) تاڑی کی روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا پیسہ حرام ہے یا حلال ؟

(جواب ۱۳۵) تاڑی کے خمیر کی روٹی مختلف فیہ ہے احتیاط یہ ہے کہ نہ کھائی جائے مگر اس کے پیسے کو حرام کہنا مناسب نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) کیا چینی کو صاف کرنے میں حیوانات کی ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں ؟
(۲) بناسپتی گھی میں خنزیر کی چربی کا استعمال ثابت نہیں۔

(سوال) (۱) چینی کے متعلق بعض اصحاب وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کو صاف کرنے کے لئے مردار حیوانات کی ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں اس لئے مسلمانوں کو اس کا استعمال کرنا ناجائز ہے آپ کے نزدیک اس کی کیا حقیقت ہے ؟

(۲) بناسپتی گھی کے متعلق یہ سنا ہے کہ اس کے بنانے میں خنزیر کی چربی شامل کی جاتی ہے سگریٹ کے تمباکو میں شراب کی آمیزش ہوتی ہے چائے کی پتیوں میں افیون کی آمیزش ہوتی ہے۔ شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار' دہلی

(جواب ۱۳۶) (۱) ہمیں تو اس کے متعلق معلوم نہیں پھر ہڈیاں اگر جلا کر ان کی راکھ یا جلی ہوئی ہڈیاں صاف کرنے کے لئے ڈالی جاتی ہیں تو وہ ناجائز نہیں ہیں(۲) (۲) یہ تو یوں ہی مشہور ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ساتواں باب
حلال و حرام جانور اور ان کے اجزاء

گدھی کا دودھ اور گوشت حرام ہے

(سوال) چند جہلاء نے گدھی کی پیوسی (کھیس) کھائی اس خیال سے کہ اس کے کھانے سے آنکھ نہیں دکھتی ہے۔ آیا اس کا کھانا حلال ہے یا حرام ؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۳۷) گدھی کا گوشت اور دودھ ناجائز اور حرام ہے رہا یہ خیال کہ اس سے آنکھ نہیں دکھتی اول تو

---

(۱) اکل الربا و کاسب الحرام ...... الخ (حوالہ گزشتہ ہندیۃ ۵/۳٤۳)

(۲) ولا یکون نجساً رماد قذر والا یلزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار ولا ملح کان حماراً او خنزیراً ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین بہ یفتی (الدر المختار مع الرد ۱/۲۲۷)

ایک افواہی بات ہے دوم یہ کہ اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تاہم حرام چیز کا استعمال اس وقت جائز ہے جب کہ حرام کے سوا حلال دوا نہ ملے صورت مسئولہ میں تو مرض سے پہلے ہی استعمال کیا گیا ہے جس کے جواز کی کوئی وجہ نہیں واما الحمار الا ھلی فلحمہ حرام و کذلک لبنہ(ھندیہ) (۱)

کتیا کے دودھ سے پلے ہوئے بکری کے بچے کے گوشت کا حکم

(سوال) ایک بکری کا بچہ ہے اس کو ایک کتیا دودھ پلاتی ہے آیا اس بچہ کا کھانا جائز ہے یا حرام؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۳۸) یہ بچہ حلال ہے اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں الجدی اذا غذی بلبن الخنزیر حل اکلہ لصیر ورتہ مستھلکا لا یبقی لہ اثر (درمختار مختصراً) (۲)

وھیل مچھلی عنبری ہے حلت میں کوئی شبہ نہیں

(سوال) وھیل سمندر کا ایک بہت بڑا جانور ہے جو بہتر فٹ تک لمبا اور ایک ہزار سات سو چونسٹھ من تک وزنی پایا گیا ہے بہت طاقتور ہوتا ہے اور چھوٹے جہازوں کو ٹکر مار کر توڑ دیتا ہے اردو میں بھی اس کو وہیل مچھلی کہتے ہیں کیا یہ جانور مسلمانوں کے لئے حلال ہے؟

(جواب ۱۳۹) جس جانور کو موجودہ زمانے کی انگریزی میں وھیل (whale) کہا جاتا ہے قدیم انگریزی میں اس کو وھال (whal) کہتے تھے اور جرمنی زبان میں اس کا نام وال (wal) ہے انٹرنیشنل ڈکشنری کے فاضل مصنف ویبسٹر نے اپنی ڈکشنری کے ص ۱۶۴۲ میں لکھا ہے۔

WHALE OLDENGLISH WHAL GERMAN WAL WAL FISCH

(WEBSTER.S INTER NATIONAL DICTIONARY-1642)

اس جرمنی لفظ وال کو معرب کر کے عربی زبان میں بال کر لیا گیا ہے اس کی سند یہ ہے۔

البال حوت عظیم من حیتان البحر و لیس بعربی کما فی الصحاح یدعی جمل البحر وھو معرب وال کما فی العباب قال شیخنا وھی سمکۃ طولھا خمسون ذراعا (تاج العروس شرح قاموس جلد ھفتم ص ۲۳۷) یعنی "بال سمندری مچھلیوں میں سے ایک بڑی مچھلی ہے یہ لفظ عربی نہیں ہے جیسے کہ صحاح جوہری میں اس کی تصریح ہے اس کو جمل البحر بھی کہا جاتا ہے یہ لفظ وال کا معرب ہے ہمارے شیخ نے کہا کہ بال ایک مچھلی ہے جو پچاس ذراع (۷۵ فٹ) لمبی ہوتی ہے" اسی بناء پر متعدد کتابوں اور ڈکشنریوں میں بال کا ترجمہ وہیل اور وہیل کا ترجمہ بال کیا گیا ہے۔ حوالجات یہ ہیں۔

(۱) القاموس العصری مطبوعہ قاہرہ ۱۹۲۳ء بال۔حوت (1) whale

---

(۱) (فتاوی ھندیہ الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالا یؤکل ۵/ ۲۹۰)

(۲) (الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ ۶/ ۳۴۱)

(۲) انگلش عربک ڈکشنری مؤلفہ جرجیس پرسی باجر ص ۱۲۱۵ سمک یونس - جمل البحر بال حوت

(2)WHALE 3ENGLISH ARABIC LEXICON. GEORGE PERCY BADGERISSI

(۳) قاموس انگلیزی ص ۶۸۵ بال - حوت (3) whale

(۴) الفرائد الدریہ مؤلفہ جے جی ہوا مطبوعہ بیروت ۱۹۱۵ء J.G HAVA بال (4) whale

(۵) القاموس العصری مؤلفہ الیاس انطون الیاس ص ۶۸۹ مطبوعہ قاہرہ حوت - بال - نون (5)Whale

(۶) الیف سٹنگس ڈکشنری ص ۱۰۴ مطبوعہ ۱۸۸۴ء F STEINGASS DICTIONARY (6)WHALE

ان تمام حوالجات سے ثابت ہوا کہ وہیل وہی جانور ہے جس کو عربی میں بال کہا جاتا ہے اور بال سے متعلق صحاح جوہری لسان العرب تاج العروس دائرۃ المعارف فرید وجدی - المنجد حیوۃ الحیوان میں تصریح ہے کہ یہ لفظ اصل میں عربی نہیں ہے کسی غیر عربی لفظ سے معرّب کیا ہوا ہے اور تاج العروس کی عبارت منقولہ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ بال لفظ وال کا معرب ہے اور وال جرمنی زبان کا لفظ ہے جسکو جدید انگریزی میں وہیل Whale کہا جاتا ہے ان تمام کتابوں میں بال کو سمندر کی بڑی مچھلی (**حوت عظیم - سمكة غليظة**) کہا گیا ہے اس کا طول پچاس ذراع (۷۵ فٹ) یا بقول فاضل مؤلف انٹرنیشنل ڈکشنری سوفٹ یا بقول قزوینی پانچ سو ذراع (۷۵۰ فٹ) تک بتایا گیا ہے -

حیوۃ الحیوان اور فتح الباری شرح صحیح بخاری اور فرائد الدریہ میں بال کا دوسرا نام عنبر بھی بتایا ہے اور لسان العرب اور تاج العروس اور انگلش عربک لیکسکن (ڈکشنری) میں اسکا تیسرا نام جمل البحر بھی ذکر کیا ہے

ان امور کی اسانید یہ ہیں -

(۱) البال - حوت عظيم من حيتان البحر قد يبلغ طوله ٥٠ و ٦٠ قد ماوا لكلمة غير عربية (المنجد ص ٥٢ مطبوعه بيروت ١٩١٥ء)

(۲) البال سمكة غليظة تدعى جمل البحرو فى التهذيب سمكة عظيمة فى البحر قال وليست بعربية - قال الجوهرى البال الحوت العظيم من حيتان البحر وليس بعربى (لسان العرب جلد ١٣ ص ٧٨)

(۳) البال - الحوت العظيم من حيتان البحر وليس بعربى (صحاح جوهرى جلد ٢ ص ٩٥)

(٤) البال سمكة يبلغ طولها امتارا عديدة وليس اسمها بعربى قال الجواليقى كانها عربت (دائرة المعارف فريد وجدى جلد ٢ ص ٣٢ مطبوعه ١٣٤١ھ)

(٥) البال - الحوت العظيم من حيتان البحر و ليس بعربى كما فى الصحاح يدعى جمل البحر (تاج العروس جلد ٧ ص ٢٣٧)

(٦) البال سمكة فى البحر يبلغ طولها خمسين ذراعا يقال لها العنبر (حيوة الحيوان للدميرى جلد اول ص ٩٨)

(۷) جمل البحر سمكة يقال لها البال عظيمة جداً (تاج العروس جلد هفتم ص ۲۶۳)
(۸) العنبر SPERMACETI WHALE یعنی عنبر سپر میسٹی وہیل ہے (فرائد الدریہ ص ۶۹۰ مطبوعہ ۱۹۱۵ء)
سپر میسٹی وہیل کا مطلب یہ ہے کہ عنبر وہیل کی ایک خاص قسم ہے جس کا سر بہت بڑا اور موٹا ہوتا ہے اور اس میں ایک سفید روغنی بھر بھرا مادہ بھرا ہوتا ہے۔
(۹) العنبر - قال الازهری العنبر سمكة تكون بالبحر الا عظم يبلغ طولها خمسين ذراعا يقال لها باله (فتح البارى شرح صحيح بخارى)
واضح ہو کہ وہیل کی تھوڑے تھوڑے فرق سے بہت سی قسمیں ہیں جن سے بارہ تیرہ قسمیں انٹر نیشنل ڈکشنری کے فاضل مصنف ویبسٹر نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں اور ان کی تصویریں دی ہیں۔
اس تمام تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ بال اور عنبر اور جمل البحر ایک بڑی مچھلی ہے جس کو انگریزی میں وہیل Whale اور جرمنی میں وال Wal کہا جاتا ہے پس مچھلی ثابت ہو جانے کے بعد حنفی مذہب میں بھی اس کو حلال سمجھنے میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مچھلی (باوجود ہزار ہا صورتوں اور شکلوں پر مشتمل ہونے کے) حلال ہے جریث مارماہی کا استثنا اس بنا پر ہے کہ ان کا مچھلی ہونا مشتبہ ہے اگر مچھلی تسلیم کیا جائے تو وہ بھی مستثنیٰ نہیں۔
اس کے علاوہ بال اور عنبر یعنی وہیل کی حلت کی مخصوص اور صریح دلیل بھی موجود ہے اور وہ ایک صریح اور صحیح حدیث ہے جو حدیث کی مستند کتابوں اور خصوصاً صحیح بخاری میں روایت کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت جو تین سو آدمیوں پر مشتمل تھی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی سرکردگی میں ایک مہم پر تھی وہ ایسا مقام تھا کہ وہاں خورد نوش کا سامان میسر نہیں ہوتا تھا زادراہ جو اپنے ساتھ لے گئے تھے قریب الختم ہوا تو امیر العسکر حضرت ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ باقی ہو لا کر ایک جگہ جمع کر دو تو جمع شدہ ذخیرہ کھجوروں کا صرف دو تھیلے بھرا ہوا ابو عبیدہ اس میں سے ایک ایک کھجور فی کس روزانہ تقسیم کرتے تھے یہاں تک کہ یہ توشہ بھی ختم ہو گیا اور درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنا پڑا ایک روز دیکھا کہ سمندر کے کنارے پر ایک بہت بڑا جانور مرا ہوا پڑا ہے دور سے وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی معلوم ہوتی تھی قریب جا کر دیکھا تو وہ ایک مچھلی تھی جسے عنبر کہتے ہیں تو ہم (تین سو آدمیوں) نے اٹھارہ دن تک خوب کھائی پھر جب ہم مدینے پہنچے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ رزق (سمندر سے) نکالا تھا کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ تو بعض صحابہ نے کچھ (خشک کیا ہوا) گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کیا اور حضور ﷺ نے تناول فرمایا اسی روایت میں ہے کہ یہ عنبر مچھلی اتنی بڑی تھی کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اسکی دو پسلیاں (کانٹے) لے کر قینچی نما کھڑی کر دی پھر سب سے طویل القامت شخص کو اونٹ پر سوار کر کے اس کے نیچے سے گزارا تو سوار کا سر

قینچی سے نہیں لگا۔

امام بخاری نے یہ روایت صحیح بخاری کی کتاب الشرکۃ ص ۳۳۷ اور کتاب الجہاد کے باب حمل الزاد علی الرقاب ص ۴۱۹ اور کتاب الغزوات کے باب غزوۃ سیف البحر ص ۶۲۶ اور کتاب الذبائح والصید کے باب قول اللہ احل لکم صید البحر ص ۸۲۶ میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے(۱)

اس حدیث سے صراحۃ ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرامؓ نے اس عظیم الجثہ سمندری جانور کو حوت اور عنبر یعنی عنبر نام کی مچھلی بتایا اور اس کا گوشت کھایا اور آنحضرت ﷺ نے ان کے اس فعل کی تصویب فرمائی اور اس کو رزق اخرجہ اللہ لکم فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا پس عنبر کے مچھلی ہونے اور اس کے حلال ہونے کی یہ مخصوص صریح دلیل ہے اور اوپر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ عنبر اور بال ہم معنی یا عنبر بال کی ایک قسم ہے اور بال اور وہیل ہم معنی اور ایک ہی جانور کے نام ہیں لہذا وہیل کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

کتبہ الفقیر الی مولاہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ و جعل اخراہ خیرا من اولاہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ م ۶ نومبر ۱۹۴۴ء الجواب صحیح محمد شعیب عفا اللہ عنہ رکن مجلس علماء بھوپال۔الجواب صحیح ننگ اسلاف حسین احمد غفر لہ۔جواب صحیح ہے عبدالحئی ناظم دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔جواب صحیح ہے سعید الدین ۴۴۔۱۲۔۱

خنزیر کی حرمت کا اصل سبب کیا ہے؟

(سوال) خنزیر کی حرمت کا سبب سوائے اس کی پلیدی اور نجاست کے اور کچھ ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴۰) خنزیر کی حرمت کا سبب اس کی نجاست خوری اور سبعیت اور دناءت وبےحیائی کے ہے وہ خود نجس العین ہے اور اس کی عادات ذمیمہ کی وجہ سے کھانے والوں میں انہیں عادات ذمیمہ کے پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا اور اس کی اسی طبعی خباثت کی وجہ سے اس کی صورت خبیثہ پر مسخ بھی واقع ہوا ہے (۲) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

جھینگے کا حکم۔

(سوال) جھینگا مچھلی حلال ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۰۵ عبدالرزاق صاحب (جھانسی) ۲۱ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۴۱) جھینگا اگر مچھلی کے اقسام میں داخل ہو تو حلال ہے اور مچھلی کی اقسام میں داخل نہ مانا جائے

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ قال خرجنا و نحن ثلاثمائۃ نحمل زادنا حتی اتینا البحر فاذا حوت قد قذفہ البحر فاکلنا منہا ثمانیۃ عشر یوما ما احببنا (صحیح البخاری کتاب الجہاد ۱/۴۱۹)

(۲) والسرفیہ ان طبیعۃ ہذہ الاشیاء مذمومۃ شرعا فیخشی ان یتولد من لحمہا شیء من طباعہا فیحرم اکراما لبنی آدم کما انہ یحل ما احل اکراما لہ (رد المحتار مع الدر ۶/۳۰۴)

تو حنفیہ کے نزدیک حرام ہے اس کے متعلق علماء میں بھی اختلاف ہے کہ وہ مچھلی کے اقسام میں داخل ہے یا نہیں جو لوگ کہ اسے مچھلی کہتے ہیں وہ حلال سمجھتے ہیں اور جو مچھلی نہیں سمجھتے وہ حرام کہتے ہیں میرے خیال میں وہ مچھلی کے اقسام میں داخل نہیں ہے(۱) تاہم علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس میں سختی کرنے کو میں پسند نہیں کرتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کیا غراب ہندی حلال ہے ؟

(سوال) غراب یعنی جو کوا بلاد ہند و پنجاب وغیرہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے جو گھروں میں اکثر اترتا رہتا ہے اور خوراک اس کی مردار بھی ہے دانہ روٹی بھی غرض حرام بھی کھاتا حلال بھی کھاتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں مطلق کوے کو حرام چیزوں میں شمار کیا ہے حضرت عائشہؓ سے بخاری شریف میں حدیث مروی ہے کہ پانچ جانور موذی ہیں ان کو حرم شریف میں مارنا جائز ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوا مطلقاً حرام ہے لیکن جب فقہ کی کتابوں کو دیکھا جاتا ہے اس میں کوے کی تین قسمیں تحریر کرتے ہیں زرع کوا مطلق حلال اور بشاری کوا مطلق حرام اور جو دانہ مردار دونوں کھائے وہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلال اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ جس کو لفظ عقعق سے بیان کیا۔ **لا باس باکل العقعق** (ھدایۃ ج ٤ ص ٤٢٥) اور نیچے بین السطور میں لکھا ہے وقد اکلھا رسول اللہ ﷺ کذافی النہایہ جوھرہ جلد ۲ ص ۲٤۹ لیکن آگے جوہرہ لکھتا ہے **کل غراب یخلط الجیف والحب لا یوکل** لیکن مرقی اور جامع الرموز جلد ۳ ص ۴۵۱ میں لکھا ہے کہ جو جیف اور حب کھاوے حلال ہے اور ترجمہ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۱۸ میں لکھا ہے کہ جو کوا دانہ جیف کھاوے امام اعظم سے مروی ہے کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں غرض آپ حضرات کتب حنفیہ کو دیکھ سکتے ہیں اور لفظ عقعق کے ترجمے میں اختلاف کرتے ہیں کتب حنفیہ عقعق سے حلال جانور مراد لیا اور کتاب لغت عقعق کو حرام لکھتے ہیں اور حدیث میں مطلق کوا حرام ہو کتب حنفیہ میں تین قسمیں کر دیں اور جو دانہ و مردار کھاتا ہے وہ صفت میرے نزدیک اس دیسی کوے یعنی جو بلاد ہند میں موجود ہے اس میں پائی جاتی ہے مہربانی فرما کر اس مسئلے کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد عمر صاحب خطیب جامع مسجد سرگودھا ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۱٤۲) کسی حدیث میں کوے کی حرمت کی تصریح نظر سے نہیں گزری حرم میں پانچ جانوروں کے قتل کرنے کی حدیث حرمت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس میں زیادہ سے زیادہ فاسق کا اطلاق ان جانوروں پر ہے اور ان کی حرمت کے حکم کے لئے یہ کافی نہیں ورنہ تو کبوتر پر شیطان کا اطلاق بھی حدیث میں آیا ہے اور قتل کئے جانے کی وجہ ان کا حرام ہونا نہیں ہے بلکہ ان کا اضرار اور ایذا ہے اور ایذا تمام قسم کے کووں میں نہیں ہے کیونکہ غراب زرع تو آبادی میں آتا ہی نہیں وہ تو کھیتوں میں رہتا ہے اور کوے کی یہ

---

(۲) ولا یحل حیوان مائی الا السمک الخ (الدر المختار مع الرد ۔ ٦ ٣٠٦)

قسمیں جو فقہاء نے کی ہیں ایک امر واقع اور مشاہد ہے اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی سوائے مشاہدہ کے ضرورت نہیں اور ان کے احکام کا مختلف ہونا اصول شرعیہ کے ماتحت ہے غراب زرع جو صرف دانہ کھاتا ہے نجاست بالکل نہیں کھاتا اس کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی وہ بالاتفاق حلال ہے(۱) رہا العقع وہ چونکہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے اس لئے اس میں اختلاف ہو گیا یہ کوا جو عام طور پر آبادیوں میں پایا جاتا ہے یہی وہ ہے جس میں اختلاف ہے امام صاحب کے قاعدہ کے بموجب اور مرغی پر قیاس کر کے یہ حلال ثابت ہوتا ہے کیونکہ نجاست خوری میں نہ صرف مرغی بلکہ بھیڑ اور گائے بھی نجاست خور ہے اور یہ سب حلال ہیں تاہم حضرت عائشہ وابن عباسؓ سے اس کی بھی کراہت یا ممانعت منقول ہے(۲) اور اس لئے احتیاطاً میں اس کے جواز کا عام فتویٰ دینا پسند نہیں کرتا کیونکہ اثارت فتنہ ایک ایسے امر میں جس میں دوسرا قول بھی موجود ہے مناسب نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مینا حلال ہے

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ مینا حلال ہے دوسرا کہتا ہے کہ حرام ہے یہاں ہم نے عالموں سے پوچھا تو کوئی حلال کہتا ہے کوئی حرام۔ آپ انصاف کیجئے المستفتی نمبر ۶۰۲ حافظ گل محمد (پشاور) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۴۳) مینا حلال ہے اس کے حرام یا مکروہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسلمان کے لئے خنزیر کی خرید و فروخت حرام ہے

(سوال) ایک شخص مسلمان خنزیر کی خرید و فروخت کرتا ہے یہ پیشہ جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو اس پر کیا عائد ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۱۴ شاہ واجد علی صاحب (ضلع پورنیہ) ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۴) مسلمان کے لئے خنزیر کی بیع وشرا کا پیشہ حرام ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فقہ حنفی میں کچھوا حرام ہے

(سوال) زید نے کچھوا کھایا ہے اور کچھوا کھانے پر تمام ہمسایوں نے زید کو مطعون کیا کہ تو حرام چیز کھاتا ہے لہذا ہم تجھ کو کافر سمجھتے ہیں زید اس پر یہ دلائل دیتا ہے کہ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے احل لکم

---

(۱) وحل غراب الزرع الذی یاکل الحب (قال فی الشامی) وهو غراب اسود لم یاکل الا الحب الخ (رد المحتار مع الدر ۶/۳۰۷ ط سعید) (وهندیة ۵/۲۹۸)

(۲) والعقعق وهو غراب یجمع بین اکل جیف و حب والا صح حله (قال فی الشامیة) والا صح حله اولی ان یقول علی الاصح وهو قول الامام وقال ابو یوسف یکره (۶/۳۰۸ ط سعید) (وهندیة ۵/۲۹۸)

(۳) وفسدان کانه علی خمر وحنزیر لعدم مانبه فی حق المسلم (الدر المختار مع رد المحتار ۶/۱۰۰ ط سعید)

صید البحر یعنی تحقیق دلیل پکڑی ہے ساتھ اس آیۃ کریمہ کے وہ شخص کہ گیا فقہا میں سے طرف اس کے کہ کھایا جائے گا جو پایا دریا سے اور نہیں استثنا کیا اس سے کچھ اور تحقیق کہ استثنا کیا بعض ان کے نے مینڈک اور جائز ہے ما سوا اس کے (تفسیر ابن کثیر) قال البخاری ولم یر الحسن بالسلحفاۃ باسا وقال العینی فی شرح البخاری وروی من حدیث یزید ابن ابی زیاد عن جعفر انه اتی بسلحفاۃ فاکلها ومن حدیث حجاج عن عطاء لا باس باکلها یعنی السلحفاۃ زعم ابن حزم ان اکلها لا یحل الا بذکاۃ واکلها حلال بریها و بحریها واکل بیضها - اور حیوۃ الحیوان مطبع مصر ص ۴۱ کہا ابن حزم نے کچھوا خشکی اور دریائی حلال ہے اور اسی طرح انڈا اس کا بوجہ قول اللہ تعالیٰ کے کھاؤ تم بیچ زمین کے حلال طیب ساتھ قول اس کے کے اور تحقیق تفصیل وار بیان کیا واسطے تمہارے اس چیز کو کہ حرام کیا اوپر تمہارے اور نہیں تفصیل وار بیان کیا واسطے تمہارے حرام ہونا کچھوے کا - پس وہ حلال ہے قال قد روینا عن عطاء انه قال باباحۃ اکل السلحفاۃ (حیوۃ الحیوان) کہا کہ تحقیق روایت کیا ہم نے عطاء سے تحقیق اس نے کہا ساتھ جائز ہونے کھانے کچھوے کے ان دلیلوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ کچھوا حلال ہے اب سوال خدمت میں یہ ہے کہ زید ان دلائل سے کچھوا کھاتا ہے اور جو زید کو خارج اسلام اور حقہ پانی بند کرتے ہیں وہ عند اللہ کیسے ہیں اور حرمت کچھوے میں کوئی آیت قرآن یا حدیث ہے یا نہیں جواب قرآن و حدیث سے دیں - المستفتی نمبر ۱۱۸۹ شیخ محمد سلیمان صاحب (ریاست نابھہ) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۵) آیت کریمہ میں صید البحر سے صرف مچھلی مراد ہے حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے اگر صید البحر سے تمام دریائی جانور مراد لئے جائیں تو پھر تو دریائی خنزیر اور دریائی کتا اور دریائی ہاتھی اور گھڑیال سب حلال ہو جائیں گے کچھوے کو قرآن و حدیث نے حلال نہیں بتایا (۱) ہاں بعض لوگوں نے اسے حلال سمجھا ہے مگر انکے قول و فعل کو دلیل حلت قرار دینا حنفیوں پر لازم نہیں اگر کھانے والا حنفی نہیں ہے اور حسنؒ یا عطاءؒ کے قول پر عمل کرنے کا مدعی ہے تو ہمیں اس سے بحث نہیں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کیا کوا حلال ہے ؟

(سوال) کوا یعنی زاغ کتنی قسم کا ہوتا ہے اور ان میں سے کون حلال ہے اور کون حرام اور کون مکروہ ہے بستی میں جو کوا رہتا ہے وہ حلال ہے یا نہیں - المستفتی نمبر ۱۱۹۴ محمد ادریس صاحب (ضلع مونگیر) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ولا یحل ذو ناب ولا الحشرات والضبع والثعلب والسلحفاة برية او بحرية الخ (الدر المختار مع الرد ۶ / ۳۰۴ ، ۳۰۵ ط سعید)

(جواب ۱۴۶) غراب زرع حلال ہے اور بستی کے کوے بھی بقاعدہ فقہیہ حرام نہیں (۱) محمد کفایت اللہ

کوے کی کئی اقسام ہیں

(سوال) کوے کا گوشت حلال ہے یا حرام - المستفتی نمبر ۱۷۴۷ محمد صدیق چتلی قبر (دہلی) ۷ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۷) کوے کی کئی قسمیں ہیں غراب الزرع کھیتی کا ایک کوا ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے وہ اتفاقا حلال ہے دوسرا شکاری کوا جو پنجہ سے شکار کرتا ہے وہ اتفاقا حرام ہے تیسرا کوا پانی پر رہتا ہے وہ بھی نجاست خور نہیں ہے وہ حلال ہے چوتھا یہ کوا جو بستی میں آتا ہے یہ نجاست بھی کھاتا ہے اور دانہ روٹی بھی کھاتا ہے یہ امام ابو حنیفہ کے قاعدہ کے ماتحت مرغی کی طرح حلال ہے کہ وہ باوجود نجاست خوری کے پاک چیزیں کھانے کی وجہ سے خالص نجاست خور نہیں اور حلال ہے اور بعض علماء اس کو نجاست خوری کی بناء پر حرام کہتے ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قنفذ (سیلہ) حرام ہے

(سوال) سی کا گوشت کہ عربی میں اس کو قنفذ اور فارسی میں خار پشت کہتے ہیں حلال ہے یا حرام لیکن واضح ہو کہ قنفذ کی دو قسمیں ہیں ایک چھوٹا ہے اور اس کا حکم قاضی خان نے لکھا ہے کہ حرام میں داخل ہے بلکہ دریافت طلب وہ بڑا قسم ہے - المستفتی نمبر ۲۵۱۷ عبد المنان طالب علم مدرسہ فتح پوری دہلی ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۴۸) قنفذ کی دو قسمیں ہیں چھوٹی اور بڑی اور دونوں حرام ہیں کیونکہ دونوں خبائث میں داخل ہیں قاضی خان، ردالمحتار وغیرہ میں قنفذ کو حرام جانوروں میں شمار کیا ہے اور چھوٹی بڑی قسم کی تفصیل نہیں کی جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دونوں قسمیں حرام ہیں اگر ایک قسم حلال اور دوسری حرام ہوتی تو ضرور تفصیل کر دی جاتی (۳) اور حیوۃ الحیوان دمیری ص ۲۱۹ ج ۲ میں ہے -

القنفذ وهو صنفان قنفذ يكون بارض مصر قدر الفار ودلدل يكون بارض الشام والعراق فى قدر الكلب القلطى والفرق بينهما كالفرق بين الجراد و الفار قالوا ان القنفذ اذا جاع يصعد الكرم منكسا فيقطع العنا قيد و يرمى بها ثم ينزل فيأكل منها ما اطاق فان كان له فراخ تمرغ فى الباقى ليشتبك فى شركه ويذهب به الى اولاده وهو لا يظهر الا ليلاً - انتهى ثم قال وقال ابو حنيفة والا مام احمد لا يحل الى قوله فقال شيخ عنده سمعت ابا هريرةؓ يقول ذكر القنفذ عند رسول الله ﷺ فقال خبيث من الخبائث - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۲) وحل غراب الزرع وهو غراب أسود صغير يقال له الزاغ لم يأكل الا الحب (رد المحتار مع الدر ۶/۳۰۷ ط سعيد)
(۳) فهو انواع ..... الخ (حواله بالا)
(۳) ولا الحشرات واحدها حشرة بالتحريك فيهما كالفارة والوزغة وسام ابرص والقنفذ الخ (ردالمحتار مع الدر : ۶/۳۰۵)

حلال جانور کا چمڑا بھی حلال ہے

(سوال) حلال جانوروں میں مثلاً گائے اور بکری کا چمڑا کھانا حرام ہے تو پھر گائے اور بکری کے پائے عام لوگ استعمال کرتے ہیں ان پایوں کے کھروں کے قریب چمڑا ہوتا ہے جو کھایا جاتا ہے حلال ہے یا لوگ غلطی سے استعمال کرتے ہیں - المستفتی نمبر ۲۷۸۲ محمد حنیف قریشی معرفت حافظ حبیب الرحمن امام جامع مسجد کالکا ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ م ۸ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۴۹) حلال جانوروں مثلاً گائے بکری وغیرہ کا چمڑا بھی حلال ہے چمڑے کو حرام بتانا غلطی ہے اگر کوئی شخص صرف کھال ہی کو پکا کر کھانا چاہے تو کچھ ممانعت نہیں ہے - (۱)

جھینگے میں احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جائے

(سوال) جھینگا جسے بعض مچھلی اور بعض کیڑا کہتے ہیں اس کے متعلق آپ کا ذاتی مسلک کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۴ - ۴ شوال ۱۳۶۵ھ

(جواب ۱۵۰) جھینگا اکثر علماء کے نزدیک مچھلی کے حکم میں ہے مچھلی کی ایک قسم قرار دے کر اسے کھانے والے کھاتے ہیں اور بعض علماء اسے مچھلی کی قسم قرار نہیں دیتے وہ اسے ناجائز کہتے ہیں بہر حال اس میں اختلاف ہے احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جائے - (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

خنزیر کے گوشت سے تیل نکالا جائے تو اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے

(سوال) خنزیر کے گوشت کو کیمیاوی طریقے سے بصورت تیل تحلیل کر کے پھر اس تیل کو ایک دھات میں شامل کیا جاتا ہے اور اس دھات سے زیور وغیرہ بنایا جاتا ہے تو کیا اس آخری مرحلے میں تیار شدہ اشیا جن میں خنزیر کے اجزا کو محلول کر کے مخلوط کیا گیا ہے یا درمیانی مرحلے میں جب کہ خود خنزیر محلول شدہ ہے جیسے اس کا تیل وغیرہ تو ان کی خرید و فروخت یا ایسی چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو تبدیلی جنس سے (جیسے گدھا نمک کی کان میں جا کر نمک بن جائے) تو حلت و حرمت کے احکام بدلتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ المستفتی نمبر ۲۸۱۱ عبدالعزیز - کوئٹہ بلوچستان -- ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

(جواب ۱۵۱) اگر خنزیر کے گوشت کو کیمیاوی طریق سے تیل بنالیا جائے تو وہ تیل بھی ناپاک ہوگا (۳) مگر اس تیل کو اگر دھاتوں کا زیور بنانے میں استعمال کیا جائے تو تیل باقی نہ رہے گا اڑ جائے گا یا فنا ہو جائے گا اور آگ اس دھات کو پاک کر دے گی اس تیل کی خرید و فروخت ناجائز ہوگی اور اسی طرح ان چیزوں کی خرید و فروخت ناجائز ہوگی جن میں وہ تیل موجود ہے گدھے کا تیل بنانا اور اس کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن

---

(۱) اذا ما زکیت شاة فکلها سوی سبع فیهن الوبال فحاء ثم خاء ثم غین ودال ثم میمان وذال الخ (الدر المختار مع الرد : ۶/۷۴۹)
(۲) ولا یحل حیوان مائی الا السمك (الدر المختار مع الرد : ۶/۳۰۶)
(۳) قال فی القنیة الکمیت المدبوغ بدهن الخنزیر اذا غسل یطهر ولا یضر بقاء الاثر و فی الخلاصة واذا دبغ الجلد بالدهن النجس یغسل بالماء ویطهر والتشرب عفو (رد المحتار مع الدر : ۱/۳۳۰)

جانا علیحدہ علیحدہ صورتیں ہیں اور ان کے احکام جدا جدا ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تمام حلال جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) مسلمانوں کے لئے جانوروں کی کھال کا استعمال جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۵۲) سوائے آدمی اور خنزیر کی کھال کے باقی تمام جانوروں کی کھالوں کا دباغت کے بعد استعمال جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خنزیر کے بالوں کی تجارت کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک مسلمان شخص خنزیر کے بالوں کی تجارت کرتا ہے ان کو مشرک ملازمین چھوتے ہیں خود ہاتھ نہیں لگاتا لیکن نفع کا روپیہ حاصل کرتا ہے اور اس کے لئے خط و کتابت کرتا ہے تو اس تجارت کا نفع حاصل کرنا اس کو جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۵۳) خنزیر کے بال ظاہر روایت اور مذہب مفتی بہ کے موافق نجس اور ناقابل انتفاع ہیں اس لئے ان کی تجارت بھی ناجائز ہے ہاں امام محمدؒ کی ایک روایت کے بموجب اس میں اتنا شبہ پیدا ہو گیا کہ امام محمدؒ نے ضرورت کے وقت اس سے انتفاع کو جائز فرمایا ہے اس لئے حرمت تجارت میں خفت آگئی ہے تاہم حکم حرمت ہی راجح اور احوط ہے۔(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ

سوسمار کے چمڑے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) تجارت چرم سوسمار جس کو عربی میں ضب کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۵۴) اگر سوسمار (ضب) کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر کے اس کا چمڑا نکالا جائے تو بغیر دباغت کے بھی اس کی بیع و شرا جائز ہے اور اس کے خلاف ہو تو پھر اس کو دباغت کے بعد بیچ اور خرید سکتے ہیں قبل دباغت ناجائز ہے(۳) دباغت کے لئے اس کو ہاتھ سے چھونا اور نمک لگانا سب جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ

---

(۱) کل اھاب دبغ وھو یحتملھا طھر حلا جلد الخنزیر فلا یطھر (قال المحقق) ای لانہ نجس العین بمعنی ان ذاتہ بجمیع اجزائہ نجسۃ (الدر المختار مع الرد ۱ ۲۰۳، ۲۰۴)

(۲) وشعر الخنزیر لنجاسۃ عینہ فیبطل بیعہ ابن کمال وان جاز الانتفاع بہ لضرورۃ الخرز حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورۃ وکرہ البیع فلا یطیب ثمنہ وعن ابی یوسف یکرہ الخرز بہ لانہ نجس ... ولعل ھذا فی زمانھم واما فی زماننا فلا حاجۃ الیہ الخ (رد المحتار مع الدر : ۵/۷۱، ۷۲)

(۳) ولا بیع جلود المیتۃ قبل ان تدبغ ... ولا باس ببیعھا والانتفاع بھا بعدالدباغ لانھا طھرت بالدباغ ... الخ (الھدایۃ باب بیع الفاسد ۳ / ۵۵ شرکت علمیہ ملتان)

(۱) کپورے حرام اور اوجھڑی حلال ہے
(۲) مکروہ تنزیہی اور طبعی میں فرق

(سوال) (۱) کپورے کھانے کی ممانعت تحریمی ہے یا تنزیہی (۲) اوجھڑی کا کیا حکم ہے (۳) مکروہ تنزیہی یا طبعی ہونے کی صورۃ میں کھانا گناہ ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۵۵) (۱) بظاہر کپورے کھانے کی کراہت تحریمی ہے(۱) (۲) اوجھڑی کھانا بلا کراہت جائز ہے (۳) مکروہ تنزیہی کا ارتکاب بھی گناہ ہے (۲) مکروہ طبعی کوئی فقہی اصطلاح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

آٹھواں باب
تمباکو کا استعمال

تمباکو، زردہ، گانجہ، حقہ اور افیون وغیرہ کا حکم

(سوال) تمباکو اور کہر شان اور زردہ اور گانجہ اور افیون اور چرس اور سگریٹ اور بھنگ و حقہ وغیرہ یہ سب چیزیں ازروئے شرع محمدی حلال ہیں یا حرام ؟ واضح رہے کہ حدیث نبوی ﷺ اشیاء مذکورہ کی حرمت پر شہادت دیتی ہے وہ حدیث یہ ہے نهى رسول الله ﷺ عن كل مسكر و مفتر وغیرہ اور اگر اس حدیث سے حرام ثابت نہیں تو حرام کا تقابل جو لفظ حلال سے ہے وہ ثابت ہونا چاہئیے تو اس حالت میں حدیث مشرح دلیل ہونی چاہئیے باقی اور دو شقیں ہیں مکروہ اور مباح کیا یہ کوئی خاص اصطلاح ہے یا حلال اور حرام میں داخل ہے اگر خارج ہے تو کس حدیث سے ہیں جانتا ہوں جو مکروہ ہے وہی حرام ہے اور جو مباح ہے وہی حلال ہے۔ بینوا توجروا

(جواب ۱۵۶) سوال مذکور کی بعض چیزیں حرام اور نا قابل استعمال ہیں اور بعض حلال اور جائز اور بعض مکروہ مناسب ترک مثلاً گانجہ افیون چرس بھنگ ان چیزوں کا استعمال حرام ہے کیونکہ ان سے نشہ ہوتا ہے(۳) اور بھی چیزیں حدیث مذکورہ نهى رسول الله ﷺ عن كل مسكر و مفتر میں داخلہ ہیں کیونکہ ان میں سے بعض مسکر ہیں اور بعض مفتر تمباکو اور زردہ کھانا مباح ہے حقہ پینا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے اور جس قدر بدبو زیادہ ہوگی کراہت بڑھتی جائے گی۔

---

(۱) كره تحريماً ، فقيل تنزيهاً والاول اوجه من الشاة سبع الحياء والخصية (رد المحتار مع الدر : ۶/۷۴۹)
(۲) قال في البحر : والمكروه في هذا الباب نوعان احدهما ما يكره تحريما و ثانيهما المكروه تنزيها و مرجعه الى ما تركه اولى - (رد المحتار مع الدر ۱/۶۳۹)
(۳) ويحرم اكل البنج والحشيشة والافيون لانه مفسد للعقل و يصد عن ذكر الله و عن الصلوة (الدر المختار مع الرد ۶/۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵)

حقہ اور بیڑی کا حکم

(سوال) حقہ اور بیڑی وغیرہ کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے آیا کوئی صریح حدیث بھی اس کے عدم جواز و حرمت پر صادر ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۴۴۳ سیٹھ یعقوب (کامٹی) ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

م ۲۳ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۵۷) حقہ اور بیڑی پینا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے اور بدبو کی کمی بیشی کی بنا پر کراہت میں خفت اور شدت ہوتی ہے اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' (جواب دیگر ۱۵۸) حقہ پینا اگر اس قدر احتیاط کے ساتھ ہو کہ منہ میں بدبو نہ رہے تو بلا کراہت مباح ہے اور بدبو رہے تو مکروہ ہے اور بدبو کی کمی زیادتی پر کراہت میں خفت اور شدت ہوتی رہے گی کل مسکر حرام میں داخل نہیں ہے لیکن اگر بدبو اتنی ہو کہ دوسرے لوگ محسوس کریں اور تکلیف پائیں تو مسجد میں آنا بھی مکروہ ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حقہ اور پان کا حکم............

(سوال) (۱) حقہ کا کیا مسئلہ ہے یہ پینا شرع کی رو سے کیسا ہے (۲) پان میں زردہ کھانا یا پان کھانا کیسا ہے۔
المستفتی نمبر ۷۴۷ احمد صدیق (چتلی قبر دہلی) ۷ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۹) (۱'۲) حقہ پینا اور پان میں زردہ کھانا مباح ہے ان دونوں کو ایسی بے احتیاطی سے استعمال کرنا کہ منہ میں بدبو ہو جائے مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حقہ پینے والے کی امامت کا حکم .

(سوال) زید نامی ایک شخص پچاس باون برس کا معمر آدمی ہے متدین سنت نبوی کا دلدادہ نیکی پر امر کرنے والا برائی سے روکنے والا امام مسجد ہے لیکن حقہ نوشی کرتا ہے البتہ بروقت امامت صفائی دہن کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لاتا ہے اعتراض کرنے پر بیان کرتا ہے کہ چند حکما کے مشورے سے چند خاص وجوہات کے باعث مجبوری قاصر ہوں اور ایسا کرنے میں طبیعت میں استراحت پاتا ہوں اور چند بلیات سے محفوظ رہتا ہوں اور **لا یکلف اللہ نفساً** آیت قرآنی پیش کرتا ہے نیز حسب ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔
(۱) اس بارے میں ائمہ اربعہ کے علماء کرام کے اقوال مختلف ہیں کوئی حرمت کا قائل ہے کوئی مکروہ تحریمی بیان کرتا ہے اور کوئی مکروہ تنزیہی کا قائل ہے کوئی اباحت پر فتویٰ دیتا ہے گویا یہ متفق علیہ مسئلہ نہیں ہے اور

---

(۱) قیل لأنس ما سمعت النبی ﷺ فی الثوم فقال من اکل فلا یقربن مسجدنا (صحیح البخاری ۸۱۹/۲)
وقال الامام العینی فی شرحہ علی صحیح البخاری قلت علة النهی اذی الملائكة واذی المسلمین...... و یلحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة ماکولا او غیره ...... وانما خص الثوم هنا بالذکر و فی غیره کالبصل والکراث لکثرة اکلهم لها (رد المحتار مع الدر ۶۶۱/۱)
(۲) (حوالہ گزشتہ: صحیح البخاری ۸۱۹/۲ – رد المحتار مع الدر ۶۶۱/۱)

علماء کرام الگ الگ مسلک اختیار فرماگئے ہیں۔
(۲) تمباکو کا پودا حضرت ﷺ سے بہت بعد وجود میں آیا تقریباً گیارہویں صدی میں یہ بغداد پہنچا ہے اور یہ زمانہ شہنشاہ اکبر اس کا دور وہندوستان میں ہوا ہے۔
(۳) کل دخان حرام کی نسبت جسے عام طور پر حدیث شریف مانا جاتا ہے زید نہیں مانتا کہ حدیث ہے بلکہ کسی صوفی کا قول اور حوالہ میں فتاویٰ عبدالعزیز صاحب و مولوی عبدالحئی صاحب کے فتاویٰ کی تحریر پیش کرتا ہے اور یہ حدیث بھی پیش کرتا ہے مجامیر کم الوۃ یعنی عودوطیب بھشتیوں کے لئے ہے بہشت میں انگیٹھیوں میں آوے گی تو گویا ہر آلہ عذاب کا استعمال منع نہیں حضرت نوح کی قوم پر پانی کے طوفان کا عذاب نازل ہوا تھا لیکن باوجود اس کے پانی کا استعمال ممنوع نہیں اور یہ مفہوم فتاویٰ عزیزیہ کا ہے اور اگر کل دخان حرام ہوتا توجاڑے میں چلتے کنویں سے دھواں نکلتا ہے تو وہ بھی حرام ہوتا مگر ایسا نہیں ہے اور اپنے استدلال سے آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم کی ہی تردید کرتا ہے۔
(۴) اگر آیات ان اللہ لایحب المسرفین - وان المبذرین کانوااخوان الشیاطین پیش کی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ مسرفین ومبذرین کی شرح یہ ہے کہ جن اشیاء کے استعمال کے بغیر زندہ رہنا ممکن ہو وہ تو مسرفین ومبذرین میں داخل نہیں ہیں اور جن اشیاء کے نہ ملنے سے زندگی مخدوش نہ ہو وہ ان دونوں شقوں میں شامل ہیں مثلاً اول الذکر کی تمثیل پانی یا روٹی کی کہ ان کے بغیر زندگی ناممکن ہے اور مؤخر الذکر کی تمثیل گرمیوں میں شربت پینا کہ یہ جزو زندگی نہیں ہے صرف انحفاظ واستراحت طبع کے لئے ہے تو یہ بھی اگر اسراف میں داخل ہوسکتا ہے تو حقہ کشی بھی داخل اسراف ہے ورنہ نہیں۔
(۵) بحوالہ عبارت ہر دو فتاویٰ متذکرہ روئیدگی کی وجہ سے حرام ہوتی ہے ورنہ حرام کسی صورت میں نہیں ہوسکتی اگرچہ مکروہ کا جواز اس پر ثابت ہوسکتا ہو تو ہو، یا تو وہ روئیدگی مغشی ہو یعنی نشہ آور ہو جیسے بھنگ یا از قسم سمیات جیسا کہ دھتورہ تو تمباکو نہ تو سمیات سے ہے اور نہ ہی مغشی اور نہ ہی بذات خود تمباکو میں جواز حرمت کا ثابت ہوتا ہے البتہ حقہ کشی سے بدبو کے دہن کا قائل ہے مگر وہ بھی بداحتیاطی سے پیدا ہوتی ہے اگر محتاط رہا جائے توبدبوئے دہن بھی نہیں رہ سکتی جس کی امام صاحب ہر طرح کی احتیاط مدنظر رکھتا ہے مثلاً منہ صاف رکھنا یا منہ میں الائچی رکھنا۔
(۶) اور یہ بھی کہتا ہے کہ حرمت بھی اس چیز کی شارع علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہے جس کا امتناعی حکم صادر ہوچکا ہو مثلاً پیاز ولہسن وغیرہ کھانے کی قطعی ممانعت نہیں ہے البتہ یہ باعث کراہت طبعی کے مکروہ ہے ایسے ہی تمباکو نوشی کا حکم ہے کچا لہسن وغیرہ کھاکر تو مسجد میں جانے کی مناہی وارد ہے وہ عام لوگوں کی کراہت طبعی کا باعث ہے ورنہ کوئی حرام نہیں ہے بلکہ ہر امیر غریب کا من بھاتا کھانا ہے۔
(۷) علاوہ ازیں اندریں باب اور بہت سی کتب کے حوالجات اباحت پر پیش کرتا ہے اور ایک خاص رسالہ الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان مصنفہ علامہ عبدالغنی نابلسی حنفیؒ پیش کرتا ہے جس میں

بہت زیادہ واضح دلائل سے استباحت حقہ پر بحث کی گئی ہے لیکن ایک مسلمان جس کا نام عبدالحلیم ملتانی ہے، نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حقہ نوشی کرنے والے کی امامت بالکل ناجائز ہے لیکن اس پر کوئی قطعی دلیل یا نص تحریر نہیں فرمائی پس مؤدبانہ عرض ہے کہ حقہ نوش کی امامت کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۲۰۴۹ مولوی محمد بخش صاحب (ضلع ملتان) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۰) ہاں حقہ پینافی حد ذاتہ مباح ہے مگر بدبو کی وجہ سے کراہت آتی ہے حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے کل دخان حرام حدیث نہیں ہے، اگر منہ میں بدبو باقی ہو تو بے شک مسجد میں آنا اور امامت کرنا مکروہ ہے ورنہ نہیں (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

تمباکو، حقہ، ہلاس کا حکم.................

(الجمعیۃ مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۷ء)
(سوال) تمباکو پان میں کھانا یا حقہ میں پینا یا ہلاس سونگھنا جائز ہے یا نہیں تینوں کی حیثیت ایک ہے یا فرق ہے؟
(جواب ۱۶۱) تمباکو کے استعمال کی کراہت اس کی بدبو کی وجہ سے ہے جس صورت میں بدبو باقی نہ رہے یا بہت کم رہے اس میں کراہت نہیں ہوگی یا کم ہوگی ہلاس کی صورت سب سے ہلکی ہے اور حقہ کی سب سے زیادہ۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

تمباکو پینے اور کھانے کا حکم.

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)
(سوال) ما تقولون ایها العلماء السادات الکرام فی ما یقول رجل بان الدخان حرام کیف ما کان من اکله و شربه لانه نبت من قذورات ابلیس اللعین ولا یشفع النبی ﷺ لمن استعمله — و یدعی بالحرام شربة لبن بقرة التی اکلت من تبن قبر من استعمله
(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ایک شخص تمباکو کے استعمال کو حرام کہتا ہے کھانے کی صورت میں یا پینے کی صورت میں ہو کیونکہ تمباکو کا پودا ابلیس کے فضلے سے اگا ہے اور کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تمباکو استعمال کرنے والے کی شفاعت نہیں فرمائیں گے اور کہتا ہے کہ جس گائے نے تمباکو پینے یا کھانے والے کی قبر پر سے گھاس کھائی اس گائے کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔

---

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۶۶۱/۱ – صحیح البخاری ۸۱۹/۲)
(۲) (حوالہ گزشتہ بالا)

(جواب ۱۶۳) القول بحرمة الدخان قول لا دليل عليه من الكتاب والسنة وكذا القول بحرمة لبن بقرة اكلت من تبن قبر شارب الدخان قول باطل مردود - نعم يكره شرب الدخان لرائحة الكريهة- محمد کفایت اللہ غفر لہ'

(ترجمہ) تمباکو کے استعمال کی حرمت کا قول بے دلیل ہے جس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل موجود نہیں اسی طرح یہ کہنا کہ جس گائے نے تمباکو استعمال کرنے والے کی قبر پر سے گھاس کھائی ہو اس کا دودھ پینا حرام ہے یہ قول بھی باطل اور مردود ہے البتہ تمباکو پینا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے(۱)

محمد کفایت اللہ غفر لہ'

سگریٹ اور تمباکو کی تجارت جائز ہے .

(سوال) میں نے ایک دکان فی الحال کھولی ہے جس میں متفرق اشیاء ہیں ارادہ ہے کہ سگریٹ اور پینے کا تمباکو بھی رکھ لوں یہ ناجائز تو نہیں ہو گا؟

(جواب ۱۶۳) سگریٹ اور تمباکو کی تجارت جائز ہے اور اس کا نفع استعمال میں لانا حلال ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نواں باب طب اور ڈاکٹری

فصل اول

دوا و علاج

جن دواؤں میں اسپرٹ ہو ان کا استعمال مباح ہے

(سوال) جن دواؤں میں اسپرٹ ہو ان کا استعمال کیسا ہے؟ اور شراب کس حالت میں دواءً استعمال کی جا سکتی ہے- المستفتی نمبر ۲۰۲ حافظ نور جمال امام مسجد سہرالہ ضلع لودھیانہ ۲۷ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۶۴) اسپرٹ(۳) کی دوائیں علاج کیلئے مباح ہیں شراب بوقت ضرورت جب کہ

---

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۶۶۱/۱ - صحیح البخاری ۸۱۹/۲)

(۲) وصح بيع غير الخمر و مفاده صحة بيع الحشيشة والافيون الخ (رد المحتار مع الدر : ۴۵۴/۶)

(۳) اسپرٹ کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ جوہر شراب ہے البتہ اس میں زہر کے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں چونکہ اس کا استعمال کثرت سے ہو رہا ہے مثلاً کپڑوں کے رنگنے میں دوائی روشنائی خوشبو وغیرہ میں' اس لئے اس کے استعمال سے بچنا مشکل ہے لابتلاء عام کی وجہ سے اس کے حکم میں تخفیف آتی ہے اور دوسرا یہ کہ اسپرٹ دوائی وغیرہ میں پڑنے کے بعد اپنی حقیقت کھو دیتا ہے اور اس کی اصل بدل جاتی ہے اور ناپاک چیز جب اس حد تک بدل جائے کہ اس کی پہلی حقیقت ہی باقی نہ رہے اس کے بعد وہ ناپاک نہیں رہتی (ملخص از جدید فقہی مسائل)

طبیب حاذق کہہ دے کہ اب علاج یہی ہے جائز ہوتی ہے(۱)　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

انگریزی دواؤں کی خرید و فروخت اور ان کا استعمال جائز ہے

(سوال) انگریزی دوا کا استعمال کرنا اور اس کی قیمت لینا جائز ہے یا نہیں ؟ سنا گیا ہے کہ اکثر انگریزی دوا میں اسپرٹ کی آمیزش رہتی ہے اس پر جناب نے لکھا ہے "انگریزی دواؤں کا استعمال اور ان کی خرید و فروخت جائز ہے مگر اس حکم میں خالص مسکرات داخل نہیں ہیں" اور اسی استفتا کا جواب دار الافتا پھلواری شریف سے جناب مفتی محمد عباس صاحب نے لکھا ہے کہ "جن دواؤں میں شراب کا جزو ہے (چاہے انگریزی دوا ہو یا غیر انگریزی) اس کا استعمال اور اس کی بیع و شرا شرعاً ناجائز ہے قیمت واپس کر دینی چاہئے" تو ان دونوں فتوؤں میں فرق ہے ہم کس کو راجح اور کس کو مرجوح سمجھیں۔المستفتی نمبر ۱۰۶۱۔ ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء م ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

(جواب ۱۶۵) انگریزی دواؤں میں اسپرٹ میتھی لیٹڈ کی آمیزش ہوتی ہے جو روغنوں اور رنگوں میں ڈال کر استعمال کی جاتی ہے اور وہ شراب نہیں ہے اس لئے اس کی آمیزش سے دواؤں کی بیع و شراء ناجائز نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مویشیوں کو انجکشن لگانے کا حکم

(سوال) حفظ ماتقدم کے طور پر وبا کے زمانے میں تندرست مویشیوں کے ٹیکا لگوایا لیا جائے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۷۴۶ نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر (ضلع کرنال) ۷ ازیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۶) ٹیکا لگانا تجربے سے مفید ثابت ہوا ہو تو جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حرام چیز بطور دوا استعمال کرنا .

(سوال) حرام جانور مثلاً گرگٹ 'کیکڑا' مینڈک 'کچھوا وغیرہ اور حرام اشیاء مثلاً شراب وغیرہ دوا کے طور پر کھانا کیسا ہے۔ المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۷) حرام جانور اور حرام اشیاء دواء استعمال کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے جب کوئی مسلمان طبیب حاذق یہ کہہ دے کہ اب اور کوئی دوا نافع نہیں رہی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وجوزه في النهاية بمحرم اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء و لم يجد مباحاً يقوم مقامه (رد المحتار مع الدر : ۳۸۹:۶)

(۲) (حواله گزشته رد المحتار مع الدر : ۶/ ۳۸۹)

(۳) وجوزه في النهاية بمحرم اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء ولم يجدمباحاً يقوم مقامه (الدر المختار مع الرد ۳۸۹/۶)

کیا بطور علاج شراب استعمال کر سکتے ہیں؟

(سوال) مریض کو حالت نازک ہونے کی صورت میں شراب دواءً دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۷۶ سید اکبر علی صاحب صادق (گجرات) ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۸) جب کہ کسی طبیب مسلم حاذق کی یہ رائے ہو کہ سوائے شراب کے اور کوئی دوا مریض کے لئے نافع نہیں اور مریض کی حالت نازک ہو کہ ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اس کو شراب دیدینا جائز ہے۔ **یجوز للعلیل شرب الدم والبول واکل المیتة للتداوی اذا اخبرہ طبیب مسلم ان شفائہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ وان قال الطبیب یتعجل شفاءك فیہ وجہان ہل یجوز شرب القلیل من الخمر للتداوی اذا لم یجد شیئاً یقوم مقامہ فیہ وجہان کذافی التمرتاشی (فتاوی عالمگیری)(۱) ج ۵ باب فی التداوی والمعالجات)**

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

علاج کی غرض سے شراب جسم پر لگانے کا حکم

(سوال) دوا کے طور پر شراب کا استعمال پینا اور جسم پر لگانا جائز ہے کہ نہیں المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۶۹) شراب کا بطور دوا کے استعمال کرنا اس وقت جائز ہے جب تمام دوسری دوائیں استعمال میں آچکی ہوں اور نفع نہ ہوا ہو اور شراب سے نفع کی امید ہو(۲) مگر بدن پر لگانے کے بعد اس کو دھوڈالنا چاہئے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ڈاکٹری سیکھنے اور بے ہوش کرنے والی دواؤں کے استعمال کا حکم

(سوال) علم ڈاکٹری سیکھنا شرعاً جائز ہے کہ نہیں اور علاج ڈاکٹری کرانا ولایتی دوا پینا جائز ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ولایتی دواؤں میں ملاوٹ شراب کی ہوتی ہے لہذا احتراز ضروری ہے بلکہ یونانی کرانا چاہئے حالانکہ طبیب یونانی بھی اکثر ولایتی دوائیاں استعمال کرانے لگے ہیں کیونکہ دوا ولایتی زود اثر ہونے میں مشہور ہو چکی ہے اور رواج ڈاکٹری کا بکثرت ہو گیا ہے خیراتی ہسپتال عام کھلے ہوئے ہیں اکثر لوگ علاج ڈاکٹری کراتے ہیں احتیاط ناممکن ہے کم از کم کونین کا استعمال تو ہر خاص و عام کرتا ہے اور ایک ماہر ڈاکٹر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ آیا ہر دوائی ولایتی میں ملاوٹ شراب کی ہوتی ہے یا نہیں جواب دیا یہ غلط شہرت ہے ملاوٹ نہیں ہوتی بلکہ علیحدہ طور پر برانڈی کو علاجاً حالت اضطراری استعمال کراتے ہیں الغرض دوائیاں ولایتی

---

(۱) (فتاوی ہندیۃ ۵/ ۳۵۵ کوئٹہ)

(۲) (حوالہ گزشتہ بالا الدر المختار مع الرد ۶/ ۳۸۹)

(۳) اس لئے کہ قرآن میں شراب کو "رجس" کہا گیا ہے کہ یہ حرام ہونیکے ساتھ ساتھ ناپاک بھی ہے۔ وحرم الانتفاع بہا (قال المحقق) کا متشاط المرأۃ بہا لیزید بریق شعرہا اوالا کتحال بہا (رد المحتار مع الدر ۶/ ۴۴۹)

حقیقت میں یہی یونانی دوائیں ہیں البتہ ترکیب دوسری ہے جیسا کہ ٹنکچر کارڈیم کو عرق الائچی کلاں اور ٹنکچر فراتی پر کلورائیڈ عرق فولاد - ٹنکچر یاوسائمس عرق اجوائن خراسانی ہے نیز بعض دوائیاں ڈاکٹری منوم ہیں جیسے کہ پوٹاسی برومائیڈ وغیرہ ایسی منوم استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں اور کلوروفارم کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں کلوروم فارم کے متعلق جناب ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا چیز ہے فرمایا کہ مرکب چونا ہے اس میں نشی کوئی چیز نہیں فقط اعضاء کو بے حس کرتا ہے - المستفتی نمبر ۲۱۶۲ غلام رسول معلم مدرسہ احسن المدارس (ملتان) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ م یکم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۷۰) فن ڈاکٹری سیکھنا اور انگریزی ادویہ استعمال کرنا مباح ہے (۱) ہاں خالص شراب جیسے برانڈی وغیرہ یا وہ دوائیں جن میں شراب کی آمیزش معلوم ہو جائے استعمال کرنا منع ہے منوم دوا کا استعمال منوم ہونے کی وجہ سے ناجائز نہیں ہے کلوروفارم بے ہوشی کے لئے استعمال کرنا ضرورۃً مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

آپریشن کے ذریعے ماں کے پیٹ سے بچہ نکالنے کا حکم

(سوال) زچہ کے شکم میں زندہ بچہ ہے لیکن باوجود کوشش کے صحیح وسالم پیدا ہونے کا امکان نہیں تاوقتیکہ اس بچے کو ڈاکٹری آلات کے ذریعہ کاٹ کر نہ نکالا جائے اگر اس کو زندہ پیٹ میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور تاخیر کی جاتی ہے تو اب دو صورتیں ہیں یا تو زچہ شدت تکلیف سے مر جاتی ہے پھر چونکہ اس مقام پر اس قسم کے آلات موجود نہیں ہیں کہ فوری شکم مادر کو چاک کر کے اس بچہ کو زندہ اس مری ہوئی ماں کے پیٹ سے نکال لیا جائے تو اس صورت میں زچہ اور بچہ دونوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں آیا ایسی صورت میں زچہ کی جان بچانے کی غرض سے بچہ کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے یا نہیں ؟ یا یہ کہ اول بچہ شکم مادر میں مر جائے اور اس مردے کی سمیت کی وجہ سے ماں اس بچہ کے بعد مر جائے سو اس صورت میں بھی بچہ کو کاٹ کر نکال لیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ ان دونوں صورتوں میں اگر بچہ کو کاٹ کر نکال لیا جائے تو زچہ زندہ اور صحیح سالم رہ سکتی ہے ؟

(جواب ۱۷۱) زندہ بچے کو نکالنے کے لئے پیٹ ماں کا چیر کر نکالنا جائز ہے کیونکہ ایسے آپریشن کامیاب ہو جاتے ہیں اور ماں اور بچہ دونوں زندہ رہتے ہیں مگر زندہ بچے کا کاٹ کر نکالنا جائز نہیں بچہ پیٹ میں مر گیا ہو تو اس کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے - واذا اعترض الولد فی بطن الحامل ولم یجدوا سبیلا لاستخراج الولد الا بقطع الولد اربا اربا ولو لم یفعلوا ذلک یخاف علی الام قالوا ان کان الولد

---

(۱) قال فی تبیین المحارم واما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يستغنى عنه فی قوام امور الدنيا كالطب والحساب (مقدمه رد المحتار مع الدر ۱/ ۴۲)

(۲) الضرورات تبیح المحظورات (الاشباه والنظائر قاعدة خامسة ۸۵ بیروت)

ميتا في البطن لا بأس به وان كان حيا لم تر جواز قطع الولدار باارباً - كذافي فتاوىٰ قاضي خان (عالمگیری) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چولہے میں اسپرٹ کا استعمال..........

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۳۲ء)

(سوال) آج پرائمس چولہا بہت رائج ہے اس میں اسپرٹ بھی استعمال کی جاتی ہے اور اسپرٹ شراب کا ست ہے کیا اس کا استعمال جائز ہے ؟

(جواب) (از مولانا حبیب المرسلین صاحب) اگر اسپرٹ شراب کی حقیقت سے نکل جاتا ہے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہو گا اور اگر اسپرٹ میں وہی نشہ وغیرہ اثر شراب کا باقی رہتا ہے تو استعمال اسپرٹ کا ناجائز ہو گا فقط واللہ اعلم - حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

(جواب ۱۷۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) میتھیلیٹڈ اسپرٹ جو چولھے میں جلائی جاتی ہے اس جزء مسکر الکحل نے اس طرح ترکیب پائی ہے کہ میتھیلیٹڈ مسکر نہیں ہے اس لئے اس کا جلانے میں استعمال جائز ہے۔(۲)

شراب کے خارجی استعمال سے بھی پرہیز بہتر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) آج کل شفاخانوں میں عام طور پر بچہ ہونے کے فوراً بعد زچہ کو یا تو لال برانڈی یا کسی اور قسم کی تیز شراب میں بٹھایا جاتا ہے یا اس کے پھائے اندام نہانی میں رکھوائے جاتے ہیں مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ رحم کا منہ سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجائے کیا مسلمان عورتوں کے لئے یہ علاج جائز ہے ؟

(جواب ۱۷۳) یہ فعل شراب کا خارجی استعمال ہے اگر اس فعل سے زچہ کو نمایاں فائدہ ہوتا ہو تو یہ حرام نہیں ہے البتہ اس سے احتراز اولیٰ اور افضل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسیحیت کی تبلیغ کرنے والے ڈاکٹر سے بائیکاٹ فرض ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال) ضلع چاٹگام کے مشرقی گوشہ "رانگونیہ" نامی ایک قصبے میں دامن کوہ پر ایک انگریز نے عرصہ سے ایک ڈاکٹر خانہ قائم کر رکھا ہے اس نے اول اول قیمتی اور مفید دوائیں لوگوں کو مفت تقسیم کر کے خوب شہرت حاصل کر لی اور ڈاکٹر خانہ کو بھی عام مقبولیت حاصل ہو گئی چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگ بنگال کے دور

---

(۱) (هندية كتاب الكراهية الباب الحادي والعشرون ٥/٣٦٠ ط)

(۲) اسپرٹ ابتلائے عام اور تبدیل حقیقت کی وجہ سے ناپاک نہیں (حوالہ گزشتہ جدید فقہی مسائل)

(۳) وحرم الانتفاع بها ولو لسقى دواب اولطين او نظر للتلهي او في دواء أودهن أو طعام وغيرذلك (قال المحقق كامتشاط المرأة بها ليز يدبر يق شعرها اوالاكتحال بها وجعلها في سعوط تا تار خانيه (رد المحتار مع الدر ٦/٤٤٩)

دور کے علاقوں اور بیرون بنگال سے بھی جوق جوق پہنچنے لگے قرب وجوار کے لوگوں کا تو کیا کہنا ہر وقت حد سے زیادہ ہجوم اور بڑا ازدحام گویا ایک بازار لگا رہتا ہے اور اب ان سے خوب روپے پیسے لوٹے جاتے ہیں اب وہ بہ موقع پر خاص وعام مریض کو بھکاتا رہتا ہے اور اپنے عیسائی مذہب کی تبلیغ کرتا رہتا ہے علاوہ ازیں اور کئی ایک مرد وعورت مبلغ رکھے گئے ہیں جو لوگوں کے گھروں اور بازار میں جاکر عیسائی مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ ڈاکٹر محض ایک ملازم تنخواہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اس کی کل آمدنی مشن میں جاتی ہے
المستفتی سید احمد سندیپی نائب سیکریٹری جمعیۃ علمائے چاٹگام

(جواب ۱۷٤) اگر اس ڈاکٹر کا شفا خانہ بظاہر شفا خانہ ہے اور در حقیقت تبلیغ مسیحیت کا ذریعہ ہے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا بائیکاٹ کریں اور عوام مسلمین کو وہاں جانے اور علاج کرانے سے باز رکھیں اور اس کے مبلغوں کو اپنے گھر میں نہ آنے دیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ہومیوپیتھک دواء کا استعمال جائز ہے.

(سوال) اکثر لوگ مشورہ دیتے ہیں کہ ناسور کے لئے ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر تین چار ماہ کے لئے کھانے کی دوا دیتے ہیں جس سے مریض کو بالکل شفا ہو جاتی ہے لیکن ان دواؤں میں اکثر کوئی نہ کوئی نشے کی آمیزش ہوتی ہے آیا شرعاً ان دواؤں کے استعمال کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟ المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۱۷۵) ہومیوپیتھک دواؤں میں اگر اسپرٹ یا اور کوئی نشہ آور دوائی شامل ہو تاہم علاج کے لئے ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ سوائے انگور کی شراب کے جو خمر ہے اور شرابیں ناپاک نہیں ہیں نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام تو ہیں مگر ناپاک نہیں تو ان کی اتنی مقدار جو نشہ آور نہ ہو علاج کے لئے استعمال کرنے کی گنجائش ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل دوم
مریض کو خون دینا

بوقت ضرورت بیمار کو تندرست کا خون لگانا جائز ہے .

(سوال) آج کل ڈاکٹروں نے ایک علاج بلڈ ٹرانسفیوژن کی تحقیق کی ہے اور یہ علاج بہت ہی کامیاب ثابت ہوا ہے اور اس علاج کی حقیقت یہ ہے کہ کسی مریض کو کسی عارضہ کی وجہ سے بحد نقاہت لاحق ہو جاتی ہے

---

(۱)قال ابو سعید اما هذا فقد مضى ما عليه سمعت رسول الله ﷺ يقول من رأى منكم منكرا فليغيّره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان (صحيح مسلم ۱ / ۵۰)
(۲) اذا قصد متعلق بيحل منفردا (في القهستاني فان قصد به استمراء الطعام والتقوى في الليالي على القيام او في الأيام على الصيام او القتال لاعداء الاسلام او التداوى لدفع الآلام فهو محل للخلاف بين العلماء الأعلام (ردالمحتار مع الدر ٦ / ٤٥٤)

اور اگر فوری تدارک نہ کیا گیا تو مریض کی زندگی کی امید نہیں مثلاً بندوق کی گولی لگی اور بہت خون نکل گیا یا اور کوئی زخم لگا اور کثرت سے خون خارج ہو گیا یا اور کسی بیماری کی وجہ سے بہت ہی کمزوری بدن میں آگئی تو اس صورت میں ڈاکٹر کسی صحیح المزاج آدمی کا خون خارج کر کے اس مریض کے بدن میں بذریعہ انجکشن اس کی رگوں میں داخل کرتا ہے جس کی وجہ سے مریض کی حالت سنبھل جاتی ہے اور ایک مجلس بھی قائم ہے جو صحیح المزاج اشخاص کا خون خارج کر کے بوتل وغیرہ میں اس طرح بند کر کے کہ خراب نہ ہو جمع رکھتی ہے اور حسب ضرورت اپنے مریضوں کے لئے ڈاکٹروں کو دیتی ہے اور ہر ایک کا خون کام نہیں آتا بلکہ جس آدمی کا خون مریض کے خون کے ساتھ باعتبار اجزا ملتا جلتا ہو وہی کام میں آسکتا ہے اور خاص کر اس جنگ میں کہ بیماری کی جاتی ہے (العیاذ باللہ) اس میں اس علاج کی بہت ہی ضرورت واقع ہوتی ہے اور ہسپتالوں میں تو اکثر مریض کی بے اجازت و بے خبری میں خون داخل بدن کرتا ہے اور یہ علاج انتفاع بجزء الآدمی میں داخل ہے اس لئے حرام ہے تو اشد ضرورت کے وقت یہ علاج جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر خدانخواستہ کسی آدمی کے بدن میں اس کی زوجہ کا خون داخل کیا گیا تو کیا اس کی زوجہ اس پر حرام ہو گی یا نہیں؟ یا اگر ساس کا خون داماد میں یا شوہر کا خون زوجہ کے بدن میں داخل کیا گیا تو حرمت نکاح ثابت ہو گی یا نہیں؟ **المستفتی** نمبر ۲۷۰۲ سلیمان حاجی اسماعیل صاحب جوہانسبرگ ٹرانسوال ۱۹ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۴ جون ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۷۶) کسی انسان کا خون علاج کی غرض سے دوسرے انسان کے جسم میں داخل کرنا جب کہ اس کی شفایابی اس پر بقول طبیب حاذق مسلم منحصر ہو گئی ہو مباح ہے(۱) یہ شبہ کہ انسان کے اجزاء کا استعمال ناجائز ہے اس لئے وارد نہ ہونا چاہئے کہ استعمال کی جو صورت کہ مستلزم اہانت ہو وہ ناجائز ہے اور جس میں اہانت نہ ہو تو بضرورت وہ استعمال ناجائز نہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کو پانی میں دھو کر وہ پانی مریض پر چھڑکا یا پلایا جاتا تھا۔ **حرمة الانتفاع باجزاء الآدمی لکرامته** (ہدایہ)(۲) **لم یبح الا رضاع بعد مدته لانه جزء ادمی والا نتفاع به لغیر ضرورة حرام** (درمختار)(۳) **قال فی الفتح واهل الطب یثبتون للبن البنت ای الذی نزل بسبب بنت مرضعة نفعاً لوجع العین واختلف المشائخ فیه قیل لا یجوز وقیل یجوز اذا علمه انه یزول به الرمد الخ** (رد المحتار)(۴) درمختار کی عبارت سے معلوم ہوا کہ انسان کے اجزاء سے بغیر ضرورت کے انتفاع حرام ہے یعنی اگر ضرورت ہو تو مباح ہو سکتا ہے اور فتح القدیر کی عبارت سے معلوم ہوا کہ لڑکی والی عورت کا دودھ کسی آنکھوں کی بیماری والے کو دیا جانا اور دوا کے لئے اس کا استعمال کرنا جب کہ ظن غالب یہ معلوم ہو کہ اس سے آنکھ کی بیماری جاتی رہے گی بعض مشائخ کے نزدیک جائز ہے حالانکہ دودھ بھی انسان کا جزو ہے اس سے بغیر ضرورت انتفاع حرام ہے جیسا کہ

---

(۱) وجوزه فی النهایة بمحرم اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء ولم یجد مباحا یقوممقامه (رد المحتار مع الدر ۶: ۳۸۹)
(۲) (الهدایة کتاب الطهارة ۱: ۴۱ شرکت علمیه ملتان)
(۳) (الدرالمختار مع الرد ۳: ۲۱۱)
(۴) (الدر المختار مع الرد ۳: ۲۱۰)

درمختار کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ خون انسان کا جزء ہے اور اس سے بغیر ضرورت کے نفع اٹھانا تو حرام ہے مگر علاج کے طور پر کسی مریض کی جان بچانے کے لئے ہو اور کوئی مسلمان ڈاکٹر جو حاذق بھی ہو یہ بتائے کہ اس مریض کی شفایابی اب اس علاج میں منحصر ہے تو اس کے بدن میں انسان کا خون داخل کرنا مباح ہے۔ **وهذا لان الحرمة ساقطة عند الاستشفاء كحل الخمر والميتة لعطشان والجائع (ردالمحتار) ففي النهاية عن الذخيرة يجوز ان علم ان فيه شفاء ولم يعلم دواء اخر (رد المحتار)** (۱)

اگر زوج کے بدن میں بیوی کا خون یا ساس کا خون داخل کر دیا جائے تو اس سے حرمت زوجہ کا شبہ کرنا درست نہیں کیونکہ حرمت رضاعی بھی دودھ کے مدت معینہ میں پینے سے پیدا ہوتی ہے اگر زوج بڑی عمر میں اپنی بیوی یا ساس کا دودھ بھی پی لے تو یہ فعل تو اس کا حرام ہوگا لیکن بیوی اس پر حرام نہیں ہو جائے گی پس اس علاج کا اثر نکاح پر کسی صورت میں نہیں پڑے گا۔

یہ واضح رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ کسی انسان کے بدن سے نکلا ہوا خون دستیاب ہو جائے اور وہ اس کام میں لایا جا سکتا ہو لیکن کسی مریض کے لئے کسی انسان کے بدن سے خون نکالنا بغیر اس کے کہ خود اس کے بدن کی اصلاح کے لئے نکالا جائے درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بوقت ضرورت دوسرے کا خون لگوا سکتے ہیں' اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی

(سوال) ایک مسلمہ کو آپریشن کی ضرورت ہوئی چونکہ اس کے جسم میں خون کی بہت کمی تھی اس وجہ سے ایک ڈاکٹر کے مشورے سے ایک مسلمان نوجوان تندرست کا خون بذریعہ آلات جدید مسلمہ مذکورہ کے جسم میں داخل کیا گیا اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں خون لینے کا طریقہ تو غالباً حضور کو معلوم ہی ہوگا کہ جسم کے جس مقام سے خون لینا ہو اور جس مقام کے ذریعے دوسرے کے جسم میں داخل کرنا ہو ان دونوں مقام پر آلہ جدید رکھ کر ایک نالی کے ذریعہ براہ راست دوسرے جسم میں پہنچایا جاتا ہے (جیسے کسی عرق کو کشید کرتے وقت دونوں ظرف میں ایک ہی نالی کا ربط اور کنکشن ہوتا ہے اور ایک ظرف سے دوسرے ظرف میں یہ عرق ٹپکتا رہتا ہے۔)

اب یہاں عدم جواز کی دو وجہ معلوم ہوتی ہے ایک یہ کہ عمل تداوی بالنجس ہے اور دوسری وجہ انتفاع بجزء الانسان ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ڈاکٹر ضرورۃً یہ علاج تجویز کرے تو اس قسم کا انتفاع شرعاً درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور جہاں جہاں ڈاکٹر اور طبیب حاذق کے مشورے کو شرع شریف نے معتبر مانا ہے وہاں اس مشیر ڈاکٹر یا طبیب کے لئے اسلام اور عدالت یا مجہول الحال ہونا بھی ضروری ہے؟

نیز کوئی عورت اگر کسی مرد کا خون اپنے جسم میں داخل کرے تو اس صورت میں ایک شبہ حرمت

---

(۱) (الدرالمختار مع الرد ۶/ ۳۸۹)

مصاہرت کا پیدا ہوتا ہے کیونکہ مصاہرت کا مدار علاقہ جزئیت پر ہے اور ایک قوی اور تنومند تندرست نوجوان کا خون جیسا کچھ اس عورت کا جزوبدن بن سکتا ہے اظہر من الشمس ہے سوایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں ؟

(جواب ۱۷۷) ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرنا ناجائز ہے چونکہ اس میں انتفاع جزء الانسان اور انتفاع بالنجس دونوں علتیں ہیں اور یہ دونوں ناجائز ہیں **الانتفاع باجزاء الادمی لم یجز قیل للنجاسة و قیل للکرامة هو الصحیح (عالمگیری)** (۱) لیکن اگر کسی مریض کی جان کا خوف ہو اور کوئی طبیب مسلم حاذق کہہ دے کہ اس کے بدن میں خون پہنچانا اس کی جان بچانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے تو اس وقت یہ مباح ہوگا۔**یجوز للعلیل شرب الدم والبول واکل المیتة للتداوی اذا اخبرہ طبیب مسلم ان شفاءہ فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه(عالمگیری)** (۲) اس خون کے پہنچانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی جیسے کوئی شخص کسی عورت کا دودھ پی لے تو باوجود اس کے فعل حرام ہونے کے انکے درمیان حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی حالانکہ وہ دودھ جزوبدن بنے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

دسواں باب
لباس و متعلقات لباس

پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا.

(سوال) پاجامہ اگر ٹخنوں سے نیچا ہو تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مسلم شریف و مشکوۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ پاجامہ ٹخنوں کے نیچے پہننے سے وضو باطل ہو جاتا ہے لہذا یہ حدیث شریف ہو تو اس سے مطلع فرمائیں ؟

(جواب ۱۷۸) اس امر کی کوئی معتبر دلیل نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پاجامہ رکھنا سخت گناہ ہے (۳) لیکن ایسا کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جو حدیث کہ ابو داؤد شریف (۴) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جو ٹخنے سے نیچا کپڑا پہنے ہوئے تھا وضو کرنے کا حکم دیا اول تو اس میں ایک راوی ابو جعفر ہے جو مجہول ہے دوسرے اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے حکم دیا تھا ممکن ہے کہ اس کے گناہ کے کفارہ کے لحاظ سے یہ حکم دیا ہو کیونکہ وضو سے اعضا کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

---

(۱) (ہندیہ کتاب الکراهیة الباب الثامن والعشرون ۵ ۳۵٤)
(۲) (ہندیة کتاب الکراهیة ۵ ۳۵٤)
(۳) عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال : ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار (صحیح البخاری ۲/۸٦۱)
(٤) عن ابی هریرة قال بینما رجل یصلی مسبلا ازارہ فقال رسول اللہ ﷺ اذهب فتوضا فذهب وتوضا (سنن ابی داؤد ۲۰۹/۲)

مردوں کے لئے سونے اور چاندی کے بٹن کا استعمال کیسا ہے ؟

(سوال) مردوں کو سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا کیسا ہے ؟

(جواب ۱۷۹) چاندی کے بٹن تو بلاتردد جائز ہیں اور سونے کے بٹن بھی در مختار کی اس روایت سے جائز معلوم ہوتے ہیں لا باس باز را ر الدیباج والذھب (۱) لیکن مردوں کے لئے سونے کے بٹنوں کے جواز میں خاکسار کو تردد ہے۔

(جواب دیگر ۱۸۰) مرد کے واسطے سونے کی انگوٹھی اور ریشمین کپڑا پہننا حرام ہے احادیث میں صراحتہً اس کی حرمت مذکور ہے ریشمین کپڑے سے وہ کپڑا مراد ہے جو خالص ریشمین ہو یا اس کا بانا ریشم ہو اور جس کپڑے میں تانا ریشم اور بانا سوت ہو وہ جائز ہے سونے کی انگوٹھی یا اور کوئی حرام لباس پہن کر نماز پڑھنے سے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اشتمال حرام کی وجہ سے مکروہ ہوتی ہے۔(۲) واللہ اعلم

مرد سرخ لباس استعمال کر سکتے ہیں .

(سوال) مردوں کو سرخ لباس استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو بلا قید یا مع قید۔بینوا توجروا

(جواب ۱۸۱) مردوں کے لئے سرخ کپڑا استعمال کرنے میں فقہا مختلف ہیں مگر راجح قول یہ ہے کہ اس کا استعمال مردوں کے لئے بغیر کسی قید کے جائز ہے ہاں زعفران اور کسم کا رنگا ہوا نہ ہو۔و عن ابی حنیفۃ لا باس بالصبغ الا حمر والا سود کذافی فتاویٰ قاضی خان (ھندیہ) (۳)

خوبصورتی کے لئے دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا مکروہ ہے مگر وضوء و غسل کے لئے مانع نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص بصحت و سلامتی اپنے دانتوں پر بغرض زینت سونے کا پترہ اس طرح چڑھوائے کہ دو یا تین دانتوں اور مسوڑھوں کو ڈھانک دے تو وضوء اور غسل ہو جائے گا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۵۳۹ مولوی ظہور احمد (کاٹھیاواڑ) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۲) دانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھوانا جائز ہے اور محض زینت کے لئے چڑھوانا مکروہ ہے اور ضرورۃً چڑھایا ہوا ہو یا بلا ضرورت بہر صورت غسل و وضوء کے لئے مانع نہیں کیونکہ وہ ایک جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔ بخلاف آٹے اور چکنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں ہے۔محمد کفایت اللہ

ولا یشد سنہ المتحرك بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمدؒ۔ تنویر الابصار و در مختار جلد ۵ ۔(۴) الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

---

(۱) (الدر المختار مع الرد : ۶/۳۵۵)

(۲) حدثنا ادم قال ... نھانا النبی ﷺ عن خاتم الذھب او قال حلقۃ الذھب و عن الحریر والا ستبراق والدیباج والمیثرۃ الحمراء والقسی و نیۃ الفضۃ الخ (صحیح بخاری ۲/۸۷۱)

(۳) (ھندیۃ کتاب الکراھیۃ باب اللبس ۵/۳۳۲)

(٤) (التنویر و شرحہ مع رد المحتار فصل فی اللبس ۶/۳۶۲)

سیاہ لباس پہن کر ماتم یا اظہار افسوس کرنا جائز ہے۔

(سوال) یوم مسجد شہید گنج کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشتہار شائع ہوا ہے۔

"۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء یوم جمعہ کو مسلمان اپنے گھر دکان تانگہ موٹر وغیرہ پر سیاہ جھنڈے لگائے نیز سیاہ لباس پہنے یا سینے پر سیاہ نشان لگائے اور جملہ مسلمان نماز جمعہ صرف جامع مسجد میں ادا کریں اور کسی مسجد میں نماز جمعہ ادا نہ کی جائے۔ بعد نماز جمعہ جلوس میں شامل ہوں اور نصف دن چھٹی منائی جائے"

مذکورہ بالا اشتہار پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو محرم کے دنوں میں اہل شیعہ جو سیاہ لباس پہنتے ہیں اور سیاہ جھنڈا اٹھاتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۶۱۲ شیخ ظہور الدین (ہوشیار پور) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۳) ماتم یا اظہار افسوس دونوں کا ایک ہی مطلب ہے شریعت مقدسہ اسلامیہ نے سیاہ لباس یا سیاہ نشان کے ساتھ ماتم کرنا یا اظہار افسوس کرنا جائز نہیں کیا اسی طرح تین دن سے آگے ماتم شرعی (یعنی ترک زینت) کی کسی قرابت دار کی موت پر بھی عورت کو اجازت نہیں دی صرف خاوند کے لئے چار مہینے دس روز یعنی مدت عدت تک ماتم شرعی کی عورت مامور ہے اس میں بھی سیاہ پوشی بہ نیت ماتم منع ہے۔ وظاهره منعها من السواد تا سفا على موت زوجها فوق الثلاثة (درمختار) و فی التتارخانيه سئل ابو الفضل عن المرأة يموت زوجها وابوها او غيرهما من الا قارب فتصبغ ثوبها اسود فتلبسه شهرين او ثلاثة اواربعة تاسفا على الميت اتعذر فى ذلك فقال لا – وسئل عنها على بن احمد فقال لا تعذر وهى ثمة الا الزوجة فى حق زوجها فانها تعذر الى ثلاثة ايام – اه (رد المحتار) اسی بناء پر اہلسنت والجماعت قدیماً وحدیثاً شیعوں کی ماتمی کارروائیوں کا انکار کرتے چلے آئے ہیں۔

ہاں اس سیاہ پوشی کو ماتم یا اظہار تاسف کے لئے نہ قرار دیا جائے نہ اس کو شرعی حکم سمجھا جائے بلکہ مسلمانوں کے اتحاد کے اظہار کے لئے ایک نشان کے طور پر کام میں لایا جائے تو اباحت کے درجے میں آجائے گا مگر اس کے لئے لازم تھا کہ سیاہ رنگ چھوڑ کر کوئی اور رنگ اختیار کیا جاتا تاکہ التباس اور غلط فہمی کا موقع پیدا نہ ہوتا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اگر ستر چھپ جائے تو نماز ہو جاتی ہے......

(سوال) اگر کوئی شخص دھوتی اس طرح باندھے کہ ستر عورت چھپ جائے یعنی بطور شلوار کے اور اسی حالت سے نماز بھی پڑھا کرے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ ضلع غازی پور ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۴) اگر ستر چھپ جائے اور اثنائے نماز میں ستر کھلنے کا احتمال نہ رہے تو نماز ہو جائے گی لیکن

یہ ہئیت مشابہت ہنود کی وجہ سے مکروہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عمامہ سنت ہے......

(سوال) صافہ باندھنا سنت ہے یا عادت نبوی ؟ المستفتی نمبر ۷ ۹۵ مولوی عبدالحلیم (ضلع پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۵) عمامہ سنت ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سیاہ لباس سے مشابہت مقصود نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں.

(سوال) بغیر تعزیت کے صرف بطور علامت غرض صحیح کے لئے سیاہ یا نیلا لباس پہننا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۱۲۴ شیخ مولا بخش عبدالرحمٰن (ملتان) ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب امام مسجد فتح پوری دہلی) صورت مذکورہ میں جب کہ ایسے کپڑے سے تعزیت مقصود نہیں تو بلا کراہت ایسے لباس کا استعمال جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم مظفر احمد غفر لہ نائب امام مسجد فتح پوری' دہلی

(جواب ۱۸۶) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوالموفق - سیاہ لباس کا استعمال تعزیت کے طور پر ہونے کے کوئی معنی نہیں یہ لباس بطور ماتمی نشان کے استعمال کیا جاتا ہے خواہ کوئی کپڑا سیاہ پہنا جائے مثلاً سیاہ شیروانی یا سیاہ عمامہ وغیرہ یا ایک سیاہ کپڑا عمامہ پر یا بازو یا کسی دوسرے موقعہ پر لگا لیا جائے تو یہ صورت بہر حال ناجائز اور شعار روافض میں سے ہے اور ماتمی علامت اور نشان مقصود نہ ہو تو سیاہ رنگ مثل دوسرے رنگوں کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کوٹ پتلون کا استعمال اور اس میں نماز کا حکم.

(سوال) موجودہ تہذیب و تمدن کا لحاظ کرتے ہوئے کوٹ پتلون کا پہننا درست ہے اور اس لباس سے نماز پڑھی جائے تو جائز ہوگی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۴۴۹ محمد فضل اللہ خاں صاحب (بنگلور گیٹ) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۷) کوٹ پتلون ابھی تک عام قومی لباس نہیں ہوا بلکہ عیسائیوں اور ان کے نقل اتارنے والوں کا لباس ہے اس لئے ابھی تک اس میں تشبہ کی کراہت باقی ہے(۴) باقی اس لباس میں نماز پڑھی جائے تو نماز ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) قال رسول اللہ ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم (سنن ابی داؤد ۲/۵۵۹)
(۲) عن جابر قال دخل النبی ﷺ مکة یوم الفتح و علیه عمامة سوداء و عن ابن عمر قال کان النبی ﷺ اذا اعتم سدل عمامته من کتفیه قال نافع و کان ابن عمر یسدل عمامته بین کتفیه (ترمذی ۱/۳۰۴)
(۳) و کرہ لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والا صفر للرجال ولا باس بسائر الا لوان (تنویر الابصار ۶/۳۵۸)
(٤) قال رسول اللہ ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم (سنن ابی داؤد : ۲/۵۵۹)

سونے چاندی کی سلائی کا استعمال بوقت ضرورت جائز ہے.

(سوال) اطباء آنکھوں کے لئے یوں بھی اور بسلسلہ معالجات بھی سب سے زیادہ سونے کی سلائی اور پھر چاندی کی اور پھر جست اور تانبہ کی استعمال کرنا مفید لکھتے ہیں شرعاً بھی یہ استعمال جائز ہے یا نہیں ؟ نیز تانبہ یا جست کی سلائی پر اگر نقرہ یا طلا کا پترہ چڑھا لیا جائے تو اس کا استعمال بھی جائز ہو گا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۴۲۵ مولوی حکیم محمد اسماعیل صاحب پل بنگش دہلی ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۸) سونے چاندی کی سلائی اگر آنکھ کے لئے مفید ہے تو اس کا استعمال جائز ہے خالص سونے کی سلائی سے بہتر یہ ہے کہ پترہ چڑھوا لیا جائے -(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مردوں کے لئے سلک (کپڑے) کا استعمال کیسا ہے ؟

(سوال) چینا سلک جو سن یا کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے اس کا شملہ استعمال کرنے کے لئے احکام شرع شریف کیا ہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ مولا بخش چکی والے (بمبئی نمبر ۸) ۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ م یکم دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۹) سلک جو سن یا نباتاتی اجزاء سے بنا ہو اس کا پہننا بلا شبہ جائز ہے البتہ جو سلک کیڑے کا بنایا ہوا ہو وہ ریشم ہے اور مردوں کے لئے بشرائط معتبرہ فی الحریر جائز یا ناجائز ہو گا(۲) یعنی خالص یا جس کا بانا ریشم ہو ناجائز اور جس کا تانا ریشم ہو وہ جائز - فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مرد کے لئے سونے کے دانت، بٹن اور انگوٹھی کا حکم

(سوال) مرد کو سونے کے بٹن یا انگوٹھی اور سونے کا دانت جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے سی منصوری صاحب بمبئی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۰) کوئی ضرورت ہو تو سونے کے دانت لگوانے جائز ہیں انگوٹھی سونے کی مرد کے لئے حرام ہے سونے کے بٹن مرد کے لئے ناجائز ہیں -(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کشتی نما ٹوپی کا استعمال جائز ہے.

(سوال) (۱) کھدر کی دیسی ٹوپی جو عام طور پر کانگریسی خیال کے لوگوں میں رائج ہے از روئے شرع شریف اس کا پہننا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ٹوپی عام طور پر گاندھی ٹوپی کے نام سے موسوم ہے اس لئے اس کا پہننا

---

(۱) قال فی الجامع الصغیر یکرہ مرادہ التحریم و یستوی فیه الرجال والنساء العموم النهی وکذالك الاکل بملعقة الذهب والفضة والاکتحال بمیل الذهب والفضة (الهدایة ٤/٤٥٢) الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر : ۸۵)

(۲) حدثنا ادم قال ' نهانا النبی ﷺ عن سبع عن خاتم الذهب او قال حلقة الذهب و عن الحریر والاستبرق والدیباج (صحیح البخاری ۲/۸۷۱)

(۳) ولا یشد سنه المتحرك بذهب بل بفضة و جوزهما محمد (تنویر الابصار مع الدر : ٦/٣٦٢)

جائز نہیں کیا یہ صحیح ہے؟
(۳) چونکہ اس کا رواج خاص کر یہاں کے ہندوؤں میں پایا جاتا ہے اس لئے بعض احباب اس کے پہننے والے کو ہندوؤں کا مشابہ قرار دیتے ہوئے حرام بتاتے ہیں آیا ان کا یہ خیال درست ہے یا غلط؟
(۴) ایک پردیسی ٹوپی جو خاص کر اٹلی وغیرہ سے تیار ہو کر آتی ہے اور جسے عوام الناس ترکی ٹوپی کہتے ہیں اس کے مقابلے میں (گاندھی ٹوپی) متذکرہ بالا دیسی ٹوپی پہننا اسلام کے لئے یا مسلمان کے لئے مفید ہو سکتا ہے یا مضر یعنی دونوں میں کون سی ٹوپی پہننا مستحسن ہے۔
(۵) فرنگی ٹوپی جسے عوام ہیٹ کہتے ہیں اور انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں میں جو مقبولیت کے ساتھ رائج ہے اس کا پہننا اسلام میں کیسا ہے اور اس میں غیر قوم کی مشابہت آتی ہے یا نہیں؟
(۶) مسلمانوں کے پہننے کے لئے ہیٹ اچھی ہے یا دیسی گاندھی ٹوپی یا دونوں ممنوع۔ المستفتی نمبر ۲۳۸۶ خلیفہ عبدالرزاق صاحب (مالابار) ۴ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۱) یہ ٹوپی جسے آج کل عام طور پر گاندھی کیپ کہا جاتا ہے ہندوستان کی پرانی وضع کی ٹوپی ہے جسے لوگ پہلے کشتی نما ٹوپی کہتے تھے اور یوپی میں اس کا عام رواج تھا بلکہ مسلمانوں میں زیادہ مروج اور پسندیدہ تھی ریاست رامپور اور امروہہ ضلع مراد آباد میں بکثرت تیار کی جاتی تھی اور امروہہ تو اس کی منڈی تھی ریشم سے اس کے پلوں پر کام بنایا جاتا تھا اور کم از کم ۱۲ روپے اس کی قیمت ہوتی تھی ؏ اور ؏ تک بلکہ اس سے زیادہ قیمت کی بھی تیار ہوتی تھیں اسی وضع کو سادہ اور کم قیمت میں تبدیل کر کے کھدر کی ٹوپی بنائی گئی اور اس کو گاندھی کیپ کہنے لگے پس اس میں کوئی وجہ کراہت یا حرمت استعمال نہیں ہو سکتی نہ یہ کسی قوم کی وضع تھی نہ کفر کا شعار گاندھی کی طرف نسبت محض سادگی اور کفایت شعاری اور کم قیمتی کی وجہ سے کی گئی ہے نہ کہ کسی مذہبی حیثیت سے یہ ٹوپی استعمال کرنا بلا شبہ جائز ہے اس کے استعمال کرنے والے کو کافر مردود کہنے والے سخت گناہ گار ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مرد کو عورتوں جیسا لباس استعمال کرنا مکروہ ہے

(سوال) اگر جھوٹے گوٹے کناری کا بتوں سے ٹوپی جوتا یا کپڑا مغرق (تمام بھرا ہوا) ہو تو کیا مرد کو اس کا استعمال جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب گڑگاؤں ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۲) حرام تو نہیں ہے مگر مرد کو ایسی چیزیں استعمال کرنا جو عورتوں سے تشبہ پیدا کریں مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) عن ابن عباسؓ قال لعن النبی ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال (صحیح بخاری ۲/۸۷۴)

شیروانی اور کوٹ پر زائد بٹن لگانے کا حکم

(سوال) فی زمانہ جو زائد بٹن شیروانی واچکن وکوٹ وغیرہ کے آستین کے سرے پر جانب اسفل وکوٹ وغیرہ کی کمر پہ اور ٹوپی کے اطراف میں بلا کاج کے محض نمائش وفیشن کے طور پہ لگائے جاتے ہیں آیا ان کا اس طرح بلا کاج کے استعمال جائز ہے یا ناجائز زید ان کو اسراف وفضول قرار دیکر ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین کا مصداق عاملین بتاتا ہے اور والذین ھم عن اللغو معرضون اور من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ آیات وحدیث سے دلیل پیش کرتا ہے اور اکبر الہ آبادی کا یہ شعر پڑھتا ہے۔ جس نے رکھا نہ فضول سے سروکار اکبر۔ مرد عاقل ہے وہی دہر کے مہمانوں میں۔ ایسے بٹن لگانے والے کو بے عقل بیوقوف بیباک بلکہ فاسق سفیہ غیر متقی وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتا ہے اگر کوئی مولوی صاحب اس کا جواز بہ دلیل کرتا ہے تو اس کو چودھویں صدی کا مفتی ومولوی بتاتا ہے اور دلیل جواز کی قرآن وحدیث وفقہ سے مع حوالہ مانگتا ہے اس کا سبب سے بڑا زور اس امر پر ہے کہ یہ بلا کاج بٹن محض نمائشی بے ضرورت داخل اسراف ہیں آیا شریعت میں ائمہ مذاہب کے اقوال سے اسراف کی کوئی تقسیم واقسام بیان ہوئی ہیں یعنی اسراف حرام۔ اسراف مکروہ وغیرہ زید کہتا ہے کہ اسراف کی کوئی تقسیم نہیں صرف خرچ اشیاء بے ضرورت معتبر شرعیہ ہو اسراف میں داخل ہے اور حرام ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۳۲ عبدالعزیز صاحب (اسلام پور) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۳) آستین کے سرے پر جو بٹن لگائے جاتے ہیں وہ ایسے ضروری بٹن نہیں ہیں جیسے سامنے سینہ کے ہوتے ہیں یہ بٹن محض زینت کے لئے لگائے جاتے ہیں کپڑے کے ایک حصہ کو دوسرے سے ملانے کے لئے نہیں یہ بٹن نہ لگانا بہتر ہے لیکن بقصد زینت لگانا مباح ہے جیسے کامدار جوتوں پر سنہری روپہلی کلابتوں کا کام جس سے صرف زینت مقصود ہوتی ہے یا جیسے سادہ کپڑوں کے بجائے چھینٹ کا استعمال صرف زینت کے قصد سے کیا جاتا ہے اور یہ سب قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (۱) کے ماتحت مباح کی حد میں داخل ہے اسی طرح سامنے سینہ پر شیروانی کے دونوں پلوں کو ملانے کے لئے چار بٹن کافی ہو سکتے ہیں مگر بقصد زینت چھ سات بٹن لگانا مباح ہے فقہاء نے مکان کی تزئین بالظروف کو مباح فرمایا ہے یعنی مکان کے طاقوں میں برتن قلعی دار یا چینی کے چن دینا جس کی غرض صرف زینت ہوتی ہے اسے مباح فرمایا گیا ہے پس اسی زینت مباح میں یہ بٹن بھی داخل ہو سکتے ہیں (۲) اس کو اسراف قرار دینا اور لگانے والے کو فاسق سفیہ بتانا تعدی ہے۔ محمد کفایت اللہ

ترکی ٹوپی' بالدار ٹوپی اور کوٹ پتلون کا حکم!

(سوال) (۱) آج کل بہت سے مسلمان تعلیم یافتہ ترکی ٹوپی یا بالدار ٹوپی کے ساتھ سوٹ (یعنی کالر ٹائی

---

(۱) (سورۃ الاعراف : ۳۲)
(۲) وکرہ الاکل والشرب ... من إناء وذھب وفضة ... ھذا فیما یرجع للبدن واما لغیرہ تجملا باوان متخذة من ذھب او فضة وسریر ... فلا باس بہ بل فعلہ السلف (الدر المختار مع الرد: فصل فی اللبس ۳۴۲/۶)

ویسٹ کوٹ کوٹ اور پتلون) پہنتے ہیں ان کا خیال ہے کہ چونکہ ہم ترکی یا یالدار ٹوپی سے اپنے کو دوسری اقوام سے متمیز کر لیتے ہیں اس لئے اس دور ترقی میں اس طرح سوٹ (یعنی ترکی یا یالدار ٹوپی کے ساتھ) پہننا جائز ہے شرعی نقطہ نگاہ سے ان حضرات کا یہ قول کس حد تک درست ہے اور کیا ایسے حضرات کے پیچھے جن کے چہرے پر داڑھی تو ہو لیکن ترکی ٹوپی کے ساتھ سوٹ میں ہوں نماز جائز ہے (۲) انگریزی بالوں کے متعلق کیا ارشاد ہے - المستفتی نمبر ۲۴۸۶ عزیز اللہ صاحب عربک کالج (دہلی) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ م ۲۳ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۹٤) شریعت مقدسہ میں لباس کی کوئی خاص وضع اور ہیئت متعین نہیں ہے صرف چند چیزیں (مرد کے لئے ریشمین لباس زریں لباس کسی کافر قوم کے مشابہ لباس اسبال ازار) منع ہیں اس کے بعد ہر لباس اور ہر وضع مباح ہے آپ نے جو چیزیں تحریر فرمائی ہیں ان میں وجہ کراہت یا تو ریشمین ہونا ہوتی ہے یا مشابہت بالنصاریٰ ترکی ٹوپی میں یہ دونوں باتیں نہیں اسی طرح بالوں کی ٹوپی بھی غالباً کسی کافر قوم کی ٹوپی نہیں ہے لہذا یہ دونوں مباح ہیں اور ان دونوں میں نماز جائز ہے رہا سوٹ تو اس میں ابھی تک ہندوستان میں کراہت ہے انگریزی وضع کے بال رکھنا بھی مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے (۱) ایسے شخص کی امامت جو سوٹ پہنے ہوئے ہو اور انگریزی بال رکھتا ہو مکروہ ہو گی یعنی نماز تو اس کے پیچھے ہو جائے گی مگر ثواب کم ہو جائے گا-
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مرد سرخ رنگ کا کپڑا استعمال کر سکتا ہے .

(سوال) سرخ رنگ کے کپڑے کا استعمال یعنی لباس مرد کے لئے کیا حکم رکھتا ہے جائز ہے یا ناجائز ازروئے حنفی مذہب باستدلال اقوال فقہا و ائمہ حنفیہ بحوالہ جات کتب فقہ جواب مرحمت فرمائیے المستفتی نمبر ۲۵۰۸ سید رحمٰن علی صاحب ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۹۵) سرخ رنگ کا کپڑا (جب کہ وہ زعفران اور کسم کا رنگ نہ ہو) پہننا مباح ہے و عن ابی حنیفة لا باس بالصبغ الا حمر والا سود کذافی الملتقط (فتاویٰ عالمگیری) (۲) و کره لبس المعصفر والمزعفر للرجل ولا باس بسائر الا لوان (تنوير الابصار) (۳) یعنی کسم اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مردوں کے لئے مکروہ ہے باقی تمام رنگ مباح ہیں قال صاحب الروضة یجوز للرجال والنساء لبس الثوب الاحمر والاخضر بلاکراهة (ردالمحتار) (٤) یعنی مردوں اور عورتوں کو سرخ اور سبز رنگ کے کپڑے پہننا بلا کراہت جائز ہے اور شمائل ترمذی شریف میں ہے عن ابی جحیفة قال رأیت

(۱) قال رسول الله ﷺ : ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ (ترمذی شریف ۲/ ۹۹)
(۲) (هنديه باب الكراهية باب في اللبس ٥/ ٣٣٢)
(۳) (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار ٦/ ٣٥٨)
(٤) (رد المحتار مع الدر ٦/ ٣٥٨)

النبی ﷺ و علیه حلة حمراء الخ (شمائل ترمذی) (۱) یعنی ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ سرخ حلہ زیب بدن فرمائے ہوئے تھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کوٹ پتلون اور انگریزی بالوں میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہیں ہے

(سوال) انگریزی بال ' ہیٹ ' کوٹ پتلون یہ چیزیں تشبہ بالقوم میں داخل ہیں یا نہیں ؟ نیز تشبہ صرف ہیئت مجموعی میں ہوگا یا جزء سے بھی ہو جائے گا۔ المستفتی نمبر ۲۷۶۲ نجم الحسن صاحب رضوی (سیتاپور) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۹۶) ان میں سے ہر چیز تشبہ کے لئے کافی ہے مگر تشبہ کا حکم اسی صورت میں ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اسے دیکھ کر اس شبہ میں پڑ جائے کہ یہ شخص اس قوم کا فرد ہے مثلاً ہیٹ لگانے والے کو انگریز سمجھا جائے۔

تو جو چیزیں کہ غیر لوگوں میں بھی عام طور پر استعمال ہونے لگی ہوں مثلاً بوٹ ' پتلون کوٹ تو ان میں تشبہ کی جہت کمزور اور کراہت خفیف رہ جاتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قراءت و تجوید کے لئے دانتوں کے خلا کو سونے سے پر کر سکتے ہیں .

(سوال) زید نے علم قرأت و تجوید کی تعلیم کی بناء پر مخارج حروف کو پوری صحت سے ادا کرنے کے لئے اپنے رباعیات والے دانتوں کے درمیانی خلا کو پر کرنے والے دانت بنوائے اور سونے کا خول چڑھوایا خول مذکور دانتوں میں ایسا چسپاں ہے کہ با سانی اتر نہیں سکتا غسل کے وقت اصلی دانتوں تک پانی نہیں پہنچ سکتا آیا غسل جنابت اس طرح غسل مکمل ہو جائے گا ؟ اور مرد کو اس طریقے پر سونے کا استعمال جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۰ وزیر معارف ریاست قلات (بلوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

(جواب ۱۹۷) دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا اگر دانتوں کے کسی مرض لاحق کی وجہ سے ضروری ہو یا دانتوں میں مرض پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اس سے محفوظ رہنے کے لئے خول چڑھانا ضروری ہو تو سونے کا خول چڑھانا مباح ہے(۳) اور اگر ضروری نہ ہو محض زینت کے لئے چڑھایا جائے تو مکروہ ہے اور بہر صورت جب خول کا اتارنا چڑھانا متعذر ہو تو وہ دانتوں کے حکم میں ہو جاتا ہے اور وضو و غسل میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ للحرج المدفوع شرعاً۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (شمائل ترمذی شریف باب ماجاء فی لباس رسول اللہ ﷺ ص ۵)
(۲) تشبہ بہر حال رہتی ہے قال النبی ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (سنن ابی داؤد ۲/ ۵۵۹)
(۳) الضرورات تبیح المحظورات : الاشباہ والنظائر : ۸۵ (بیروت)

قربانی کے خون سے رنگے ہوئے کپڑے کو بطور تبرک استعمال نہیں کر سکتے۔

(سوال) زید نے بوقت قربانی ذبح کے وقت نکلتے ہوئے دم مسفوح سے کپڑا رنگا ہے اس کو بطور تبرک بچے کے گلے میں تعویذ کے طریقے سے ڈالنا چاہتا ہے کیا یہ نجس کپڑا پہنانا اس طرح جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۲۸۱۳ - ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

(جواب ۱۹۸) اس ناپاک کپڑے کو پہننا یا پہنانا درست نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سونے اور چاندی کے بٹن استعمال کرنے کا حکم۔

(سوال) سونے چاندی کے بٹن کے متعلق حضرت تھانوی نے امداد الفتاویٰ کتاب الحظر والاباحتہ ص ۱۳۵ ج ۴ میں مردوں کے لئے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور لکھا ہے کما فی الدر المختار فی الجلد الخامس فی کتاب الکراھة فی فصل اللبس و فی التتار خانیة عن السیر الکبیر لا باس بازرار الدیباج والذھب آگے تحریر فرماتے ہیں گھنڈی اور بٹن اول تو صورة متقارب ہیں دوسرے اس قسم کی اشیا کے جواز کی دلیل تابعیت لکھی ہے یہ علت دونوں میں مشترک ہے غرض گھنڈی اور بٹن صورة و معنی ای علة مساوی ہیں جب ایک جائز ہے تو دوسرا بھی جائز ہے اور جب سونے کی تصریح موجود ہے تو چاندی بدرجہ اولیٰ جائز ہے لا نہا اکثر منہ رخصة انتھی اس پر ایک دیندار نے پھر حضرت تھانوی سے استفسار کیا تھا تو اس پر حضرت تھانوی نے تحریر فرمایا تھا کہ "میں نے تو عموم ہی کے ارادے سے لکھا تھا بعد کو دلائل فقہیہ سے اپنی غلطی ظاہر ہوگئی لہذا رجوع کر کے ترجیح الراجح میں شائع کر دیا تو حاصل یہ ہوا کہ مردوں کو ناجائز ہیں زید بتاتا ہے کہ میں علماء کے فرمانے پر اب تک سونے چاندی کے بٹنوں کو جائز سمجھتا تھا غالباً مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے بھی کسی جگہ رسالہ المفتی میں جواز کا فتویٰ دیا ہے لیکن حضرت تھانوی کے رجوع سے پھر شبہ پیدا ہو گیا۔

(جواب ۱۹۹) سونے کے بٹنوں کو تو میں پہلے سے ناجائز سمجھتا ہوں اور ناجائز ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں (۲) چاندی کے بٹنوں کو مباح سمجھتا ہوں اور اس کی زنجیر بقدر ضرورت لگائی جائے تو وہ اس کے تابع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مرد خالص سرخ رنگ کے کپڑے استعمال کر سکتا ہے۔

(سوال) یک رنگ لباس پہننے کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق متعلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ

---

(۱) قال الزیلعي ثم الرتیمة قد یشتبه بالتمیمة علی بعض الناس و ھي خیط کان یربط في العنق او في الید في الجاھلیة لدفع المضرة عن انفسھم علی زعمھم وھو منھی عنه و ذکر في حدود الایمان انه کفر (رد المحتار مع الدر ۶/۳۶۳)

(۲) قال في الجامع الصغیر یکرہ مرادہ التحریم و یستوی فیه الرجال والنساء و لعموم النھي و کذالك الاکل بملعقة الذھب والفضة والاکتحال بمیل الذھب والفضة (الھدایة ۴/۴۵۵)

۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۰) سرخ رنگ کا لباس مردوں کو استعمال کرنا اگرچہ مختلف فیہ ہے تاہم بہت سے فقہا جواز کے قائل ہیں آنحضرت ﷺ سے سرخ حلہ کا استعمال کرنا ثابت ہے حدیث میں حلة حمراء کا لفظ ہے بعض علما نے اس میں یہ احتمال پیدا کیا ہے کہ یہ حلہ دھاری دار تھا خالص سرخ نہیں ہوگا مگر حدیث کے اندر یہ تصریح نہیں ہے بہر حال سرخ رنگ کا استعمال جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سونے اور چاندی کے دانت بنوانے کا حکم .

(سوال) رجل تحركت ثنيته العليا وخاف سقوطها فله ان يشد ها بغلاف الذهب بلا كراهة اولا؟ او سقط سنه فله ان يتخذه بالذهب بلا كراهة ام لا ؟ وما الفرق بين شد الا سنان واتخاذ ها وما الاختلاف في هذه المسئلة بين الطرفين

(ترجمہ) کسی آدمی کے اگلے اوپر کے دانت اگر ہل جائیں تو کیا سونے کا خول چڑھا کر ان کو باندھنا بلا کراہت جائز ہے ؟ یا دانت گر جائیں تو سونے کے دانت بنوانا جائز ہے یا نہیں اور باندھنے اور بنوانے میں کیا فرق ہے ؟ اور اس مسئلہ میں امام اعظمؒ اور دوسرے ائمہ میں کیا اختلاف ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۰۳۱ مولوی محمد خلیل الرحمن امام جامع مسجد تیجاؤں (برما) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۰۱) شد السن المتحرك بالذهب واتخاذ السن من الذهب كلا هما جائز عند الامام محمدؒ ولا يشد سنه المتحرك بذهب بل بفضة وجوزهما محمدؒ (درمختار) ۲ او سقط سنه فاراداں يتخذ سنا اخر فعند الامام يتخذ ذلك من الفضة فقط و عند محمد من الذهب ايضا اه (ردالمحتار)

(ترجمہ) ہلتے ہوئے دانت کو سونے کے ساتھ باندھنا یا سونے کا دانت بنوانا امام محمدؒ کے نزدیک دونوں جائز ہیں درمختار میں ہے کہ ہلتے ہوئے دانت کو سونے اور چاندی سے باندھنا درست نہیں لیکن امام محمد کے نزدیک دونوں سے جائز ہے - ردالمحتار میں ہے کہ دانت گر جائے تو امام اعظمؒ کے نزدیک صرف چاندی کا دانت بنوانا جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک سونے کا بنوانا بھی جائز ہے اور چاندی کا بھی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا عورت صرف لمبا کرتا پہن سکتی ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کی عورت پاجامہ نہیں پہنتی بلکہ ایک لمبا کرتا پہنتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

---

(۱) قال صاحب الروضة يجوز للرجال والنساء لبس ثوب الاحمر والا سود والا خضر بلا كراهة (رد المحتار مع الدر ۶: ۳۵۸)

(۲) (رد المحتار مع الدر ۶: ۳۶۲)

(جواب ۲۰۲) اگر عورت کے اس طرح رہنے میں کوئی بے پردگی نہیں ہوتی اور ستر عورت کی احتیاط رکھتی ہے تو اس میں کوئی گناہ اور سزا نہیں ہے اگرچہ عورتوں کو اس طرح ایک کپڑے میں رہنا مناسب نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

دھوتی باندھنے کا حکم.

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) دھوتی باندھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۰۳) دھوتی باندھنے کی وہ صورت جس میں غیر مسلموں کی مشابہت ہو یا ستر کھلا رہے یا کھلنے کا احتمال ہو نا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

گاندھی ٹوپی پہننا جائز ہے مگر نماز عمامہ میں ہی افضل ہے.

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ترک موالات کے زمانے سے اکثر مسلمانوں نے گاندھی ٹوپی کو عمامہ پر ترجیح دے کر قومی نشان قرار دے لیا ہے اور ہمیشہ اس کے پہننے کا خود کو عادی بنالیا ہے خصوصاً نمازوں میں بھی کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے ؟

(جواب ۲۰٤) جس ٹوپی کا نام گاندھی ٹوپی یا گاندھی کیپ رکھ لیا گیا ہے وہ ہندوستان کی ٹوپیوں میں سے ایک خاص وضع کی ٹوپی ہے جو مدت دراز سے ہندوستانیوں میں مستعمل تھی وہ کوئی کفر کی علامت یا خاص کفار کی وضع نہیں تھی اور نہ ہے اب بھی زیادہ سے زیادہ اس میں قومیت کا نشان ہونے کا وصف آیا ہے تو اس کا استعمال نماز اور غیر نماز ہر حال میں جائز ہے باقی یہ کہ نماز میں عمامہ افضل ہے یہ مسئلہ بحال خود قائم ہے اس میں کوئی فرق نہیں یعنی عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے سے افضل ہے خواہ ٹوپی گاندھی کیپ ہو یا ترکی یا اور کوئی وضع کی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

لباس کے بارے میں اسلام کی کیا ہدایات ہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا مذہب اسلام میں لباس کی قید ہے ؟

(جواب ۲۰۵) لباس کی صرف اتنی قید ہے کہ مرد کے لئے ریشم کا لباس اور کفار و فساق کے مشابہ لباس

---

(۱) لبس السراویل سنة وهو من استر الثياب للرجال والنساء كذافي الغرائب (هندية ٥/٣٣٣)

(۲) قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد ٢/٢٥٩)

اور ٹخنوں سے نیچا اور عورتوں کے مشابہ لباس منع ہے(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

کوٹ' پتلون ہیٹ وغیرہ کا استعمال مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) انگریزی لباس مثلاً کوٹ پتلون اور ہیٹ وغیرہ کا پہننا کیسا ہے ؟ مستورات کو نصف آستین کی قمیص پہننا کیسا ہے ؟

(جواب ۲۰۶) انگریزی لباس کوٹ پتلون پہننا بوجہ مشابہت کفار کے مکروہ ہے(۲) مستورات کو نصف آستین کی قمیص پہن کر اجنبیوں کے سامنے آنا حرام ہے(۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

(۱) مرد کے لئے سونے کا استعمال جائز نہیں .
(۲) سونے کی زنجیر اور گھڑی مرد کے لئے جائز نہیں .

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) سونا اور ریشم مردوں پر حرام ہے تو کیا مطلقاً یا خالص واکثر ؟ اگر مطلقاً حرام ہے تو کیا فقط انگوٹھی کی ممانعت ہے یا ہر ایک چیز منع ہے ؟ اگر ہر ایک چیز کی ممانعت ہے تو سونے کے دانت یا دانتوں کے غلاف یا سونے کے تاروں سے دانتوں کا استحکام کیسے جائز ہو گیا ؟ (۲) اور یہ جو بعض لوگ سونے کی گھڑی یا زنجیر رکھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے ؟

(جواب ۲۰۷) (۱) سونے کی انگوٹھی اور کسی قسم کا زیور مرد کے لئے حلال نہیں ہے سونے کے دانت یا دانتوں پر سونے کا غلاف چڑھوانا یا سونے کے تار سے دانت بندھوانا جائز ہے (۲) سونے کی گھڑی یا زنجیر ناجائز ہے(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ لباس میں اسلامی وضع قطع کا خیال رکھیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کیا ایک مسلمان جو بوٹ سوٹ اور ہیٹ پہن لے (جیسا کہ بالعموم تعلیم یافتہ مسلمان پہننے لگے ہیں) تو اسے اسلام سے خارج سمجھا جائے گا ؟ کیا مذہب کے راستے میں لباس حائل ہو سکتا ہے ؟ اگر کریں

---

(۱) قال رسول اللہ ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم (ابو داؤد ۲ : ۲۵۹)
عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ قال ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار (صحیح بخاری ۲ : ۸۶۱)
(۲) حوالہ گزشتہ مشکوۃ ۲ / ۳۷۵ - ابو داؤد ۲ / ۵۵۹)
(۳) والرابع ستر عورتہ ووجوبہ عام ولو فی خلوۃ علی الصحیح وللحرۃ ولو خنثی جمیع بدنھا حتی الشعر النازل فی الاصح (الدر المختار مع الرد ۱ : ۴۰۵)
(۴) حدثنا انہ قال نھانا النبی ﷺ عن سبع نھانا عن خاتم الذھب او قال حلقۃ الذھب و عن الحریر (صحیح بخاری ۲ : ۸۷۱) شدسن المتحرک بالذھب واتخاذ السن من الذھب کلا ھما جائز عند الامام محمد ولا یشدسنہ المتحرک بذھب بل بفضۃ وجوزھا محمد الخ (الدر المختار مع الرد ۶ : ۳۶۲)

لینڈ (بحر منجمد شمالی) کا رہنے والا اسلام قبول کرے تو کیا لازمی ہے کہ سمور کا لباس ترک کر کے اسے عمامہ وجبہ پہننا لازمی ہوگا ؟ اگر ضرورۃ ان کو اجازت دی جاسکتی ہے تو کیا حصول ملازمت جیسی اہم ضرورت کے لئے یہ لباس ہم اختیار کر سکتے ہیں ؟

(جواب ۲۰۸) اسلام کا مدار عقائد واعمال پر ہے لباس کو حقیقت وماہیت اسلام میں دخل نہیں لیکن اسلامی وضع اور ہیئت مسلمانوں کے لئے ضروری ہے ہر قوم اور ہر جماعت کے لئے کچھ امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں جن سے وہ قوم پہچانی جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں کے داڑھی اور لباس اسلامی شعار ہے جو شخص اس شعار کو مٹاتا ہے وہ اسلام کو تو نہیں مٹاتا لیکن اسلامی امتیاز کو مٹاتا ہے کوئی خاص کپڑا مثلاً سمور پشمینہ وغیرہ اسلام میں ممنوع نہیں ان کی وضع اسلامی ہو تو کوئی حرج نہیں کوٹ سوٹ بوٹ یوروپین اقوام کی وضع ہے - یوروپین مسلمان اسے استعمال کریں تو ان کے لئے اس قدر مذموم نہیں جس قدر غیر یوروپین مسلمانوں کے لئے کہ ان کی اپنی قومی وضع کے بھی خلاف ہے آخر ملازمت کے لئے ان چیزوں کو کیوں ضروری قرار دیا گیا ؟ اگر ان محکموں کے افسروں کا یہ فعل کہ وہ ملازم کے لئے ایک خاص لباس اور مخصوص وضع لازم کر دیں جائز ہے تو اسلام کے لئے کیوں جائز نہیں کہ وہ اپنے حلقہ بگوشوں کے لئے اسلامی لباس اور اسلامی وضع ضروری قرار دے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کشتی نما ٹوپی کا استعمال جائز ہے .

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا کھادی کی کشتی نما ٹوپی جو گاندھی کیپ کے نام سے مشہور ہوگئی ہے مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے ؟ من تشبه بقوم فهو منهم (۱) سے کیا مراد ہے ؟

(جواب ۲۰۹) کشتی نما ٹوپی ہندوستان میں زمانہ دراز سے مستعمل تھی اس کا نام تحریک کے زمانے میں گاندھی کیپ رکھ لیا گیا مروجہ کشتی نما ٹوپی کی منڈی تھی اور بیشمار ٹوپیاں وہاں بنتی تھیں اس کے لئے کھدر کا لزوم ایسا ہی ہے جیسا کہ کرتہ او رپائجامہ بھی کوئی اپنے لئے کھدر کا متعین کرلے اس لئے کشتی نما ٹوپی پہننا جائز ہے اور صرف اس کا نام گاندھی کیپ ہو جانے سے وہ ناجائز نہیں ہوگی - من تشبه بقوم فهو منهم سے مراد یہ ہے کہ کسی قوم کی وہی ایسی چیز میں مشابہت اختیار کی جائے جو اس قوم کے ساتھ مخصوص ہو یا اس کا خاص شعار ہو تو ایسی مشابہت ناجائز ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

طلائی گھڑی کا استعمال مردوں کے لئے جائز نہیں .

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک علم دین کے مدعی اور حافظ قرآن کو طلائی گھڑی کا دائمی پابند ہونا اور اسی کے ساتھ جمعہ وغیرہ

(۱) (حوالہ گزشتہ مشکوۃ ۲ / ۳۷۵ ابو داود - ۲ / ۵۵۹)

کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۱۰) طلائی گھڑی جس کا کیس سونے کا ہو خواہ خالص سونا ہو یا سونا غالب ہو اس کا استعمال مردوں کے لئے ناجائز ہے، (۱) اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ'

مسلمان عورتوں کے لئے ساڑھی کا استعمال

(سوال) مسلمان عورتوں کو ساڑھی پہننا یا مسلمان مردوں کو دھوتی باندھنا کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۶۸۵ قاری محمد نمر غازی پور ۲۹ رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۴ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۱۱) جہاں مسلمان عورتوں کے اپنے لباس میں ساڑھی داخل ہو وہاں جائز ہے اور جہاں مسلمانوں میں ساڑھی مروج نہ ہو صرف غیر مسلم عورتوں کے لباس میں داخل ہو وہاں مکروہ ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عورتوں کے لئے تہبند اور کلی دار پائجامہ پہننا جائز ہے

(سوال) عورتوں کو تہبند یعنی لونگی پہننا جائز ہے یا نہیں ؟ اور کلی دار پاجامہ یعنی پائنچے والا پہننا جائز ہے یا نہیں ؟ اور ان کپڑوں سے ان کی نماز جائز ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۲۱۲) عورتوں کو تہبند باندھنا جائز ہے کلی دار پاجامہ بھی جائز ہے دونوں سے نماز پڑھ سکتی ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گیارہواں باب
بالوں کے اور داڑھی کے احکام

(۱) داڑھی شعار اسلام ہے

(۲) داڑھی منڈانے اور کترو انے والا گناہ گار ہے

(۳) داڑھی منڈھے کی امامت مکروہ ہے

(۴) داڑھی منڈھے کی اذان مکروہ ہے

(۵) فاسق کو مؤذن یا امام مقرر کرنے سے متولی کو گناہ ہو گا

(سوال) (۱) داڑھی مسلمان کے لئے شعار اسلام ہے یا نہیں ؟ (۲) تارک اس کا عندالشرع کیسا ہے (۳)

---

(۱) (حوالہ گزشتہ صحیح البخاری ۲ : ۸۷۱)

(۲) قال رسول اللہ ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم (مشکوۃ ۲ : ۳۷۵)

(۳) لبس السراویل سنۃ وھو من استر الثیاب للرجال والنساء کذافی الغرائب (ھندیہ ۵ : ۳۳۳)

داڑھی منڈانے والا یا کتروانے والا اگر مستقل طور پر امام بنادیا جائے تو اس کی اقتدا کیسی ہے؟ اعادہ واجب ہے یا نہیں؟ (۴) مؤذن مستقل طور پر اگر داڑھی منڈائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ داڑھی منڈانے کی صورت میں امام اور مؤذن میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اس کی اذان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟ (۵) اور جو صفت مؤذن کی ہے شرع کے نزدیک بیان فرمایئے (۶) اور اگر متصرف مسجد ایسے شخص کو جو داڑھی منڈا ہو مؤذن یا امام بنائے تو اس پر کوئی مواخذہ ہے یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۱۰ شیخ حبیب الحق صاحب آگرہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۳ء**

(**جواب ۲۱۳**) (۱) احادیث صحیحہ میں داڑھی بڑھانے کا حکم ہے اور آنحضرت ﷺ نے ریش مبارک رکھی اور تمام صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ دین اور تمام سلف صالحین نے داڑھی رکھی ہے خیر القرون اور اس کے بعد بھی قرناً بعد قرن ڈاڑھی رکھنا مسلمانوں کا خاص شعار رہا ہے اگر داڑھی کو شعار اسلام (اس معنی سے کہ داڑھی نہ ہونے پر اسلام نہ ہونے کا حکم کردیا جائے) کہنا محل تامل ہو تو ہو مگر سلف صالحین اور متدین مسلمانوں کا شعار ہونے میں تو کوئی تامل نہیں ہے اور قومی شعار کی حفاظت بھی ہر قوم کے لئے واجب الحفظ ہے (۱) (۲) ڈاڑھی منڈانے والے یا اتنی کتروانے والا کہ جس پر ڈاڑھی بڑھانے کا عرفاً اطلاق نہ ہو سکے گناہ گار ہے کیونکہ وہ امر اعفوا کی خلاف ورزی کرنے والا ہے جو اتفاقاً وجوب کے لئے ہے (۲) (۳) مستقل طور پر اس کو جماعت مسلمین کا امام بنادینا مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے ہو تو جائے گی مگر اعادہ واجب ہوگا (۳) (۴) ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا بھی مکروہ ہے مگر اذان کا اعادہ واجب نہیں ہے (۴) (۵) مؤذن بھی نیک شخص اور اوقات نماز کا واقف ہونا چاہئے (۶) ہاں متولی اگر دوسرے صالح شخص کے میسر ہوتے ہوئے داڑھی منڈانے والے کو امام یا مؤذن مقرر کرے گا تو مواخذہ دار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا گناہ گار ہے

(سوال) جو شخص داڑھی کترواتا ہو اور ایک مشت سے کم رکھتا ہو اور اس فعل پر مداومت واصرار کرتا ہو ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا اور ہمیشہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں جناب مولوی مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نے حسب ذیل فتویٰ دیا ہے۔

ایسے شخص کے پیچھے جو داڑھی منڈاتا یا اتنی کترواتا ہے کہ دیکھنے میں داڑھی والا نہیں معلوم ہوتا نماز مکروہ ہے یکمشت سے اگر قدرے کم ہو تو مکروہ نہیں یکمشت ناپنے میں تھوڑا بہت فرق ہوجاتا ہے"
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ انہکوا الشوارب واعفوا اللحی (صحیح بخاری ۸۷۵/۲)
(۲) واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم (الدر المختار مع الرد ۴۱۸/۲)
(۳) يحرم على الرجل قطع لحيته و يكره امامة عبد واعرابي و فاسق واعمى واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا (رد المحتار مع الدر ۵۶۰/۱)
(۴) ويكره اذان جنب و فاسق ولو عالما الخ (الدر المختار مع الرد ۳۹۲/۱)

کیا جواب مذکور صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۲۹۷ قاضی حاجی محمد زمان (بنگلور) ۱۵ صفر ۱۳۵۳ھ م ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۴) اشتہار واجب الاظہار میں جو فتویٰ میرے نام سے چھپا ہے چونکہ اس کی نقل میرے پاس موجود نہیں اس لئے میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ میرا لکھا ہوا ہے یا نہیں بہر حال اس مسئلے میں میرا خیال یہ ہے کہ داڑھی منڈانا یا منڈی ہوئی کے قریب قریب کتروانا مکروہ تحریمی یا حرام ہے کیونکہ یہ امر اعفوا اللحی کے خلاف ہے اور ایک مشت رکھنا مسنون ہے اس مقدار سے زائد کو کتروا دینا جائز ہے ایک مشت کی مقدار احادیث سے ثابت ہے اور وہ احادیث فعلی ہیں اس لئے اس مقدار کو فرض یا واجب قرار دینا مشکل ہے کہ اس کے خلاف کو فسق کہہ دیا جائے ایک مشت کی مقدار کو میں مسنون کہتا ہوں اور اس کے خلاف کو مکروہ بھی کہتا ہوں مگر ایک مشت سے اتنی کمی کہ وہ دور سے متمیز نہ ہو سکے میرے خیال میں مکروہ اور ناجائز ہونے کے باوجود اس قابل نہیں کہ اس کو موجب فسق اور مکروہ تحریمی قرار دیا جائے ہاں مکروہ تنزیہی اور خلاف سنت کہہ سکتے ہیں۔

اور اشتہار واجب الاظہار میں اس صورت میں جو یہ لفظ میری تحریر میں شائع ہوئے ہیں کہ "مکروہ نہیں" اگر میری تحریر کے موافق ہو تو ان سے مراد یہ ہے کہ "مکروہ تحریمی نہیں" بالکل کراہت کی نفی نہیں اور اگر میری اصل تحریر میں "مکروہ تحریمی نہیں" موجود ہو تو پھر کوئی شبہ نہیں۔

البتہ اتنی کمی کہ معتدبہ طور سے یکمشت سے کم ہو یا منڈی ہوئی کے مشابہ ہو جائے وہ مکروہ تحریمی کی حد میں پہنچ جاتی ہے جو عبارتیں کہ فقہا کی نقل کی جاتی ہیں ان میں یکمشت سے کمی کی ان صورتوں کا حکم بیان کیا جاتا ہے جو تشبہ بالکفار یا مخنثین وغیرہ کی ہیں اور جن کو مشابہت بالنساء کے تحت میں داخل کیا جا سکتا ہے وہ لعنت کے ماتحت میں آتی ہیں یہ بات میری سمجھ میں آتی ہے کہ جس شخص کے چہرے پر داڑھی ہے اور یکمشت سے بقدر ۸/۱ انچ کی کم ہے اس کو کوئی شخص متشبہ بالنساء قرار دے کر ملعون قرار دے سکے۔

یہ ظاہر ہے کہ حدیث اعفوا اللحی سے اعفاء یعنی داڑھی بڑھانے کا حکم ثابت ہوتا ہے لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ اعفاء سے غیر محدود بڑھانا مراد نہیں ہے کیونکہ یکمشت سے زیادہ کو کتروانا بالاتفاق جائز ہے بلکہ طول فاحش کو بعض فقہا نے مکروہ اور خفت عقل کی دلیل بھی قرار دیا ہے تو جب غیر محدود بڑھانا مراد نہیں ہے تو کس قدر بڑھانا لازم ہے اس کے لئے تحدید صرف ایک قبضے والی روایت سے ہو سکتی ہے لیکن وہ فعلی ہے یعنی اس مرتبے میں نہیں ہے کہ اس کو تحدید اعفاء کے لئے دلیل بنایا جا سکے کیونکہ فعلی روایتیں زیادہ سے زیادہ اس کا افادہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک قبضے تک رکھ کر زیادہ کو کٹوانا ثابت ہے لیکن ایک قبضہ فرض ہے یا مسنون یا

(۱) وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل اليهود ومجوس الأعاجم (الدر المختار مع الرد ۲/ ۴۱۸)

(۲) روى الطبراني عن ابن عباس رفعه من سعادة المرء خفة لحيته، واستبعد أن طول اللحية دليل على خفة العقل (رد المحتار مع الدر ۶/ ۴۰۷)

مستحب اس کا فیصلہ ان حدیثوں سے نہیں ہو سکتا اس لئے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ایک قبضہ کی حد کو مسنون قرار دیا جائے اور حلق یا قطع فاحش کو بوجہ مشابہت بالنسایا مشابہت باعجم کے مکروہ تحریمی کہا جائے اور قطع یسیر غیر متمیز کو خلاف سنت یا مکروہ تنزیہی کہا جائے رہا استخفاف اور اصرار تو وہ علیحدہ چیز ہے اور ظاہر ہے کہ اصرار علی الصغیرہ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے(۱) اور استخفاف سنت موجب فسق و کفر ہے(۲) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

داڑھی کے احکام...........

(سوال) قدمت بفضيلتكم مكتوبا استفهمت فيه عن حكم اللحية فى المذاهب الاربعة و حتى الأن لم يرد الى من جنابكم جواب والأن اكرر الا ستفهام فاقول التمس من فضيلتكم الا فادة الشافية عن حكم اللحية فى المذاهب الاربعة هل يجوز حلقها ام يحرم ام يكره . وهل يجوز التخفيف منها او يحرم او يكره اوالى اى حد يحرم اوالى اى حد يكره و كذالك العارضين –
التمس فضلاً لا امراً تبا درون لنا بالافادة باسرع وقت مع التفصيل الواضح التام
(ترجمہ) میں نے قبل ازیں ایک عریضہ آپ کی خدمت میں بھیجا تھا جس میں دریافت کیا تھا کہ مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ اب تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا اب مکرر استفتا بھیج کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں کہ مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کے متعلق کیا احکام ہیں ؟ آیا ڈاڑھی کا منڈانا جائز ہے یا حرام ؟ یا مکروہ اور ڈاڑھی کا ہلکا کرنا جائز ہے یا نہیں یا حرام ہے یا مکروہ ؟ اسی طرح دونوں رخساروں کا کیا حکم ہے –
براہ کرم توجہ فرما کر جلد سے جلد تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں اور مستفید ہونے کا موقع بخشیں –
المستفتی نمبر ۳۷۵ حامد اے باسم نمبر ۱۹۵ چکلہ اسٹریٹ بمبئی ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۵) اعلم رحمك الله ان النبى ﷺ قال اعفوا اللحى واحفوا الشوارب و فى رواية و فروا اللحى و فى رواية ارخو رواية او فواو كلها متقاربة المعنى وهو انه ﷺ امر بترك اللحية مرخاة موفرة و نهى عن قطعها وقصها واتفق جمهور العلماء على ان الاخذ منها بحيث يشبه فعل المجوس والا عاجم مكروه كراهة تحريم–
اما الا خذ من طولها و عرضها فجوزه الا كثرون وقالوا لا بأس بقطع ما زاد على

---

(۱) قال ابن الكمال : ان الصغيرة تأخذ حكم الكبيرة بالا صرار (رد المحتار مع الدر ۴۷۳/۵)
(۲) (قال المحقق) لو مستخفا كفر لما فى البزازية لولم يرالسنة حقا كفر لأ نه استخفاف (رد المحتار مع الدر ۴۷۴/۱)

القبضة و منعه البعض وقالوا ترك اللحية على حالها ولا يتعرض لها بتقصير شئ اصلا و اختاره النووی فی شرح صحيح الا مام مسلم والاول اختاره اکثر الحنفية وقالوا يكره تطويل اللحية الى حد الشهرة و قطعها ای قطع مازاد على القبضة احسن من تركها على حالها۔

(ترجمہ) جان لو خدا تمہیں سلامت رکھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور لبیں کترواؤ ایک روایت میں اعفوا دوسری روایت میں وفروا اور ایک میں ارخوا اور ایک میں اوفوا ہے ان سب کے معنی قریب قریب یکساں ہی ہیں وہ یہ کہ آپ ﷺ نے ڈاڑھی کو بڑھا کر چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے اور اس کو کتروانے اور چھوٹا کرنے سے منع فرمایا ہے اور تمام علمائے مذاہب اس پر متفق ہیں کہ اتنا چھوٹا کرنا جو مجوسیوں اور آتش پرستوں کے مشابہ ہو جائے مکروہ تحریمی ہے۔

لیکن لمبائی چوڑائی میں تھوڑا تھوڑا چھانٹنے کو اکثر علماء نے جائز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یکمشت سے زائد کو کتروانے میں کوئی حرج نہیں اور بعض منع کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اس میں کوئی کاٹ چھانٹ نہ کی جائے اور اسی مسلک کو امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں پسند کیا ہے اور پہلے والے مسلک کو حنفی ائمہ میں سے اکثر نے پسند کیا ہے اور ترجیح دی ہے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی کو اتنا بڑھانا کہ لمبی ڈاڑھی مشہور ہو جائے مکروہ ہے یکمشت سے زائد کو چھانٹ دینا غیر محدود بڑھانے سے بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

یکمشت سے کم ڈاڑھی کتروانا گناہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈانے اور کتروانے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ یا دونوں صورتوں میں ایک جیسا گناہ ہے؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱۶) جب ایک مشت سے کم کردی جائے تو شرعی الزام تو قائم ہو گیا اس کے کتروانے اور منڈانے میں جو فرق ہے یہی حکم میں بھی ہو گا کہ منڈانا سخت گناہ ہو گا اور کتروانا اس سے کم (۱) محمد کفایت اللہ

(۱) ڈاڑھی منڈانا اور کتروانا مکروہ ہے۔
(۲) داڑھی منڈھے اور کتروانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

(سوال) (۱) ڈاڑھی منڈانا یا کتروانا شرعاً کون سا گناہ ہے (۲) ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور جو ڈاڑھی منڈوانے کو منع کرنے سے کہتا ہے کہ کوئی حرج نہیں جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۶ غلام ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) واما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم (الدر المختار مع الدر: ۲/ ۴۱۸)

(جواب ۲۱۷) (۱) داڑھی منڈانا اور اتنی کتروانا کہ ایک مشت سے کم رہ جائے مکروہ تحریمی ہے(۱) (۲) داڑھی منڈانے والے اور اتنی کتروانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے کہ ایک مشت کی مقدار سے کم رہ جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

داڑھی منڈانے سے فاسق ہوگا کافر نہیں۔

(سوال) کیا مسلمان صرف داڑھی منڈانے سے خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۴۶۴ خواجہ مصلح الدین (مغربی خاندیس) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۸) داڑھی منڈانے سے خارج از اسلام تو نہیں ہوتا مگر فاسق ضرور ہو جاتا ہے(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

داڑھی منڈانا اور یکمشت سے کم کرنا گناہ ہے

(سوال) کیا داڑھی کا چھوٹا یا منڈوانا گناہ کبیرہ ہے اور قرآن و حدیث کے اندر ایک مٹھی (مقدار معین) داڑھی رکھنے کی کوئی دلیل ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۹) داڑھی کتروانا یا منڈوانا حرام ہے(۴) کتروانے سے یہ مراد ہے کہ اتنی کتروانے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے ایک مشت کی مقدار حدیث سے ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

داڑھی رکھنا واجب ہے

(سوال) داڑھی رکھنا کیسا ہے سنت یا واجب اور داڑھی منڈوانے والا کون سے گناہ کا مرتکب ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سلہٹ)

(جواب ۲۲۰) داڑھی رکھنا واجب ہے (۵) داڑھی منڈوانے والا فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) الدر المختار مع الدر: ۲/۴۱۸
(۲) ویکرہ امامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى　الخ (رد المحتار مع الدر ۱/۵۶۰)
(۳) والكبيرة لاتخرج العبد المومن من الإيمان لبقاء التصديق الذى هو حقيقة الإيمان ولاتدخله العبد المؤمن في الكفر (شرح عقائد: ۱۴۸ لكهنؤ)
(٤) (حواله گزشته الدر المختار مع الرد: ۲/۴۱۸)
(٥) (حواله گزشته الدر المختار مع الرد ۲/۴۱۸)
(٦) (حواله گزشته رد المحتار مع الدر ۱/۵۶۰)

یکمشت داڑھی رکھنا واجب ہے

(سوال) حضرت نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق داڑھی مسنونہ کی مقدار کتنی ہے اور جو شخص کہ خلاف سنت داڑھی منڈائے یا کترواۓ اور اس کا عقیدہ بھی یہ ہو کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے داڑھی کی کوئی مقدار معین نہیں ہے تو عند الشرع ایسا شخص کس حکم کا مستحق ہے۔ المستفتی نمبر ۲۰۴۳ مظفر خان (لاہور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۱) حدیث میں تو داڑھی بڑھانے کا حکم اور تاکید آئی ہے اور اس کی مقدار بتانے کے لئے کوئی قولی روایت آنحضرت ﷺ سے مروی نہیں ہے ہاں فعلی روایت صحابہ کرام کا یہ طرز عمل مروی ہے کہ ایک مشت سے زیادہ داڑھی کو کتروا دیتے تھے اور ایک مشت کے اندر کتروانے کی کوئی سند نہیں ہے اس لئے فقہائے کرام نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو واجب قرار دیا ہے اور اس سے کم رکھنے والے کو تارک واجب ہونے کی بنا پر فاسق کہا ہے۔(۱) واللہ اعلم بالصواب محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

داڑھی کی توہین کفر ہے

(سوال) آج کل بعض لوگ داڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو داڑھی مچھر یا سائن بورڈ رکھا ہوا یا بکرے کی داڑھی رکھی ہوئی یا سب داڑھی والے بے ایمان ہوتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں اور بعض کہتے ہیں قرآن میں داڑھی کا ذکر تک نہیں اور نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ ہی اس کی لمبائی چوڑائی کی کوئی صحیح مقدار و اندازہ مقرر ہے بعض تو کہتے ہیں کہ خدا قرآن میں کہتا ہے کلا سوف تعلمون (آیت سورۃ تکاثر) ترجمہ کلا صاف رکھو علی ہذا القیاس اس قسم کی باتیں کہنے والا سنت نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے والا ہوا یا نہیں اور توہین سنت نبوی ﷺ کفر ہے یا نہیں اور داڑھی رکھنی فرض ہے یا واجب یا سنت مؤکدہ اور کتنی لمبی اور کون سی حد تک داڑھی رکھنی شریعت کا مقتضا ہے اور شرعی معیار سے کم کرنا اور منڈوانا دونوں کا ایک ہی حکم ہے یا فرق ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۰۳ جناب حاجی سلیمان کریم محمد ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی) داڑھی والوں کے بارے میں یہ اقوال بیان کرنے والے اشد درجہ کے سخت گناہگار ہوتے ہیں کیونکہ داڑھی کا رکھنا اور ضروری ہونا قرآن شریف اور احادیث نبویہ ﷺ سے ثابت ہے کلا سوف تعلمون سے داڑھی کا منڈانا ثابت کرنا بہت بڑی گمراہی ہے ایسے لوگوں کے لئے زوال ایمان کا بھی خطرہ ہے لہذا ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ بہت جلدی توبہ کرلیں اور آئندہ کلام پاک کی آیات و کلمات کے معنی کو اپنی رائے سے ہرگز بیان نہ کیا کریں۔ فقط واللہ اعلم اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) حوالہ گزشتہ الدر المختار مع الرد ۲/ ۴۱۸)

(جواب ۲۲۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) داڑھی رکھنا واجب اور منڈانا حرام ہے' رکھنے کی مقدار ایک مشت تک ہے ایکمشت سے زیادہ ہو جائے تو اس بڑھی ہوئی مقدار کو کتروا دینا جائز ہے داڑھی کی توہین کرنا اور کلا سوف تعلمون کے یہ معنی بیان کرنا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلا صاف رکھو کھلی ہوئی گمراہی اور جہالت ہے ایسی باتوں سے ایمان بھی جاتا رہتا ہے کیونکہ سنت نبوی کی توہین کفر ہے (۱) اور آیت کریمہ کے یہ معنی بیان کرنا قرآن مجید کی تحریف ہے اور یہ بھی کفر ہے۔ (۲) اعاذنا اللہ منہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

داڑھی رکھنا واجب اور منڈانا حرام ہے

(سوال) داڑھی رکھنا سنت ہے یا فرض ؟ اور داڑھی والے کا استہزا کرنے والا کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق امام جامع مسجد دوحد ضلع پنچ محل مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۲۳) داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈانا مکروہ تحریمی ہے جس کو حرام بھی کہہ سکتے ہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

داڑھی منڈانے والا ناقص مسلمان ہے

(سوال) اگر داڑھی نہ رکھی جائے تو کیا مسلمان کا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے یا نہیں ؟ اور اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۲۴) یہ سوال اس نوعیت کا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ اگر انسان کی ناک کٹوا دی جائے تو کیا انسانیت خطرے میں پڑ جاتی ہے' اور وہ انسانیت کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے یا آدمی کا ہاتھ پاؤں کاٹنے سے کیا اس کی جان جاتی رہتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہو گا کہ نہیں ناک کٹوانے یا ہاتھ پاؤں کٹوانے سے انسانیت کے دائرے سے تو نہیں نکلتا یا مردہ ہو جانا ضروری نہیں بے ناک اور بے ہاتھ پاؤں کے بھی زندہ تو رہ سکتا ہے مگر ناقص اور عیبی اسی طرح داڑھی منڈانے والا اسلام کے دائرے سے تو نہیں نکلتا مگر وہ اسلام کے لحاظ سے ایسا مسلمان ہے جیسا انسانیت کے لحاظ سے ناک یا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا انسان یعنی نافرمان اور فاسق مسلمان' رسول کریم ﷺ کا حکم ہے خالفوا المشرکین او فروا اللحیٰ واحفوا الشوارب (مشکوٰۃ) (۴) اس حکم کے ماتحت داڑھی رکھنا واجب ہے جس کو فرض عملی کہا جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'
مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) لو لم یر السنۃ حقاً یکفر لانہ استخفاف (رد المحتار مع الدر ۱/ ۴۷۴)
(۲) قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ...... مشکوۃ ۱/ ۳۵)
(۳) (حوالہ گزشتہ حدیث ابن عمر .... الدر المختار مع الرد ۶/ ۴۰۷)
(۴) (مشکوٰۃ باب الترجل ۲/ ۳۸۰ ایضاً صحیح مسلم ۱/ ۱۲۹)

مونچھیں قینچی سے کتروانا بہتر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) مونچھوں کو استرے سے بالکل صاف کرا دینا کیسا ہے؟

(جواب ۲۲۵) مونچھوں کا استرے سے مونڈنا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ قینچی سے کتروائے۔(۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

یکمشت داڑھی رکھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) یہ معلوم ہوا اور تحقیق ہوا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ریش مبارک کو کبھی کسی طرح قطع نہیں کرایا پھر یہ یکمشت دو انگشت کی مقدار کہاں سے مقرر ہوئی اور اس سے زائد قطع کرانا کیسے جواز میں آیا دوسرے وہ لوگ جو یکمشت دو انگشت سے کم داڑھی رکھتے ہیں اس کے رکھنے اور منڈانے میں کیا فرق ہے؟

(جواب ۲۲۶) ترمذی شریف میں ایک روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ریش مبارک کو طول و عرض میں سے کسی قدر کتروا دیتے تھے اگرچہ اس روایت کی سند میں کلام ہے تاہم بالکل بے اصل یا موضوع نہیں ہے(۲) اور صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ یہ ایک مٹھی بھر رکھ کر زیادہ لٹکتے ہوئے بالوں کو کتروا دیتے تھے اس لئے حنفیہ اور بہت سے تابعین نے اسے پسند کیا کہ ایک مشت سے زیادہ داڑھی کتروا دی جائے ہاں ایک مشت سے کم رکھنے کو کوئی جائز نہیں کہتا تاہم منڈانے اور ایک مشت سے کم رکھنے میں حکم متفاوت ہوگا یعنی منڈانے والا زیادہ مواخذہ دار ہے اور کتروانے والا اس سے کم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

ایک قبضہ داڑھی رکھنا ضروری ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) داڑھی رکھنے کے لئے کیا آں حضرت ﷺ نے حکم فرمایا ہے اور کس قدر لمبی رکھنے کا حکم ہے؟

(جواب ۲۲۷) ہاں حضور انور ﷺ نے داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ ایک قبضہ سے زیادہ داڑھی کتروا دیتے تھے۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) والمختار في الشارب ترك الاستيصال والاقتصار على ما يبدوبه طرف الشفة (نووی شرح مسلم ۱۲۹/۱)
(۲) عن عمران بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي ﷺ كان ياخذ من لحيته من عرضها و طولها (ترمذی: ۱۰۵/۲)
(۳) عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ انهكو الشوارب واعفوا اللحى صحيح بخاری ۸۷۵/۲)
(۴) قال لانه صح عن ابن عمر انه كان يا خذ الفاضل عن القبضة (رد المحتار مع الدر ۴۱۸/۲)

انگریزی بال رکھنا مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا انگریزی بال رکھنا جائز نہیں ہے ؟

(جواب ۲۲۸) انگریزی بال رکھنا مکروہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

داڑھی کی توہین کفر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) موجودہ زمانے میں داڑھی منڈانے کا عام رواج ہو گیا ہے خود مسلمان اپنی داڑھی والے بھائیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور توہین کرتے ہیں اب اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے ؟

(جواب ۲۲۹) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے مولیٰ اور آقا جناب محمد ﷺ کی داڑھی تھی حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تمام صحابہ کرام تابعین عظام ائمہ وعلمائے دین داڑھیاں رکھتے تھے حضور انور ﷺ نے داڑھی رکھنے کے تاکیدی احکام ارشاد فرمائے ہیں اور اسی بناء پر تمام مسلمان داڑھی رکھنے کو ایک اسلامی شعار سمجھتے اور اس پر عمل کرتے رہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ داڑھی منڈانے والے اسلام سے خارج ہیں کیونکہ اسلام صرف داڑھی رکھنے کا نام نہیں ہے لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ داڑھی منڈانے والوں کی صورت اور وضع اپنے مولیٰ اور آقا رحمۃ للعالمین ﷺ اور سلف صالحین اور ہادیان دین متین کی صورت اور وضع کے خلاف ہے اور جو لوگ کہ اس سنت نبویہ کی ہنسی اڑائیں تمسخر کریں آوازیں کسیں ان کے ایمان کی خیر نہیں کیونکہ داڑھی رکھنا تو ایک مؤکد سنت ہے اونیٰ سی سنت کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے (۲) آپ ہی انصاف کریں کہ جو شخص داڑھی رکھنے والے کو برا کہے اور ہنسی اڑائے اس کے دل میں آنحضرت ﷺ کی توقیر اور تکریم کیسے ہو سکتی ہے اور جس کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی توقیر و تکریم نہ ہو وہ مومن کیسے ہو سکتا ہے ؟ ایک ایماندار محب سنت کو چاہئیے کہ لوگوں کے تمسخر اور افسروں کی توبیخ کی پروا کئے بغیر اس یقینی متوارث سنت پر عمل کرے اور رحمت الہیہ کا استحقاق حاصل کرے۔ (۳) محمد کفایت اللہ

سیاہ خضاب لگانے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) سیاہ خضاب کرنا شرعاً کیسا ہے ؟

(جواب ۲۳۰) سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے ایسا خضاب لگانے والے مکروہ کے مرتکب ہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) قال رسول اللہ ﷺ : لیس منا من تشبہ بغیر نالا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری..... ترمذی ۲/۹۹)

(۲) لولم یر السنۃ حقاً یکفر لانہ استخفاف (رد المحتار مع الدر : ۱/۴۷۴)

(۳) قال اللہ تعالیٰ : النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ الخ (سورۃ الاحزاب : ٦)

(٤) واما الخضاب بالسواد فمن فعل ذالک من الغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدو فھو محمود منہ اتفق علیہ المشائخ ومن فعل ذالک لیزید نفسہ للنساء او لحبب نفسہ الیھن فذالک مکروہ و علیہ عامۃ المشائخ و بعضھم جوز ذالک من غیر کراھۃ (ھندیۃ ۵/۳۵۹)

سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) چالیس سال کی عمر میں سیاہ خضاب لگانا کیسا ہے ؟
(جواب ۲۳۱) سیاہ خضاب کسی شرعی مصلحت سے لگانا مثلاً جہاد میں شرکت کے لئے یا بوڑھے شوہر کو جوان بیوی کی خوشنودی کے لئے جائز ہے اور اگر کوئی شرعی ضرورت نہ ہو تو خالص سیاہ خضاب مکروہ ہے (۱) البتہ اول مہندی لگا کر بعد میں بال بھورے کر لئے جائیں یا مہندی اور وسمہ ملا کر لگایا جائے جس سے خالص سیاہی نہیں آتی تو یہ جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مینڈھی اور نیل ملا کر بالوں کو رنگ دے سکتے ہیں

(سوال) نزلہ کی وجہ سے داڑھی سفید ہو جائے تو مینڈھی و نیل وغیرہ لگا سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۶۵ ۔ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء
(جواب ۲۳۲) مہندی اور نیل ملا کر سفید بالوں میں لگانا جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایسا خضاب جس سے بال بالکل کالے ہو جائیں...... مکروہ ہے۔

(سوال) مہندی کا ایسا خضاب جس سے بال بالکل کالے ہو جاتے ہیں اور دس بارہ روز کے بعد سرخی ظاہر ہو جاتی ہے لگانا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۴ کریم اللہ خان (ضلع بلاسپور) ۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۳۳) مینڈھی کا خضاب جس سے بال بالکل سیاہ ہو جائیں مکروہ ہے (۳) مینڈھی اور وسمہ ملا کر لگانے سے خالص سیاہی نہیں آتی وہ جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے

(سوال) سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو خضاب سے سیاہ کرنا کیسا ہے ؟ اور کیا حدیث و فقہ میں خضاب کی سرخ و سیاہ قسمیں اور ان کا جواز و عدم جواز مذکور ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۶۸۵ قاری محمد عمر (غازی پور) ۲۹ رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۴ اگست ۱۹۴۱ء
(جواب ۲۳۴) فتاویٰ عالمگیری میں ہے (۴) اتفق المشائخ رحمهم الله تعالیٰ ان الخضاب فی حق الرجال بالحمرة سنة وانه من سیماء المسلمین و علاماتهم۔ یعنی مشائخ اس امر پر متفق ہیں کہ

---

(۱) (حوالہ گزشتہ بالا)
(۲) و عن الامام ان الخضاب حسن لكن بالحناء والكتم والوسمة (ہندیہ : ۳۵۹/۵)
(۳) (حوالہ گزشتہ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ ۳۵۹/۵)
(۴) (حوالہ گزشتہ بالا)

مردوں کے لئے سرخ خضاب (مینڈھی لگانا) سنت ہے اور مسلمانوں کی پہچان اور علامت ہے' سیاہ رنگ کے خضاب کو مجاہدین کے لئے محمود اور مستحسن فرمایا ہے مگر زینت کے قصد سے خالص سیاہ رنگ کے خضاب کو مکروہ بتایا ہے **ومن فعل ذالك** (ای الخضاب بالسواد) **ليزين نفسه للنساء و ليحبب نفسه اليهن فذلك مكروه و عليه عامة المشائخ و بعضهم جوز ذلك من غير كراهة (عالمگیری)** (۱) البتہ مینڈھی اور وسمہ ملا کر لگانا جس میں خالص سیاہ رنگ نہیں ہوتا جائز ہے بلکہ حدیث شریف میں اس کو حضور ﷺ نے بہترین خضاب فرمایا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بارھواں باب
زیورات

نو سال سے کم عمر لڑکی کو زیور پہنا سکتے ہیں .

(سوال) نو سال کی عمر سے کم عمر والی لڑکی کو زیور پہنانا مکروہ ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۲۶۶ مولوی محمد ابراہیم صاحب نیو سلیم (مدراس) ۱۱ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۷ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۵) نو سال کی عمر سے کم عمر والی لڑکی کو زیور پہنانا مکروہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

انگوٹھی کی مقدار کیا ہونی چاہئیے ؟

(سوال) متعلقہ انگوٹھی

(جواب ۲۳۶) ڈیڑھ ماشہ سونے اور ۹ ماشہ چاندی کی انگوٹھی مرد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت زینت کے لئے زیور اور مسی ہلدی استعمال کر سکتی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) عورت کو اپنی زینت کے لئے لچھا بنگڑی پہننا مسی ہلدی لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۳۷) مسی ہلدی لگانا عورتوں کو جائز ہے اور زیور پہننا بھی جائز ہے (۳) لچھا اور بنگڑی کے معنی ہم نہیں سمجھتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) (حوالہ بالا گزشتہ)
(۲) و يكره للرجال التختم بما سوى الفضة كذافى الينابع والتختم بالذهب حرام فى الصحيح و ينبغى ان تكون فضة الخاتم المثقال ولا يزاد عليه و قيل لا يبلغ به المثقال و به ورد الأثر كذافى المحيط (ہندیة ٥/٢٣٥)
(۱) ولا باس للنساء بتعليق الحرز فى شعورهن من صفر و نحاس او شبه او حديد و نحوها للزينة والسوار منها (ہندیة : ٥/٣٥٩)

زیور

زیور کے متعلق ایک تفصیلی مضمون

(منقول از رسالہ القرر ماہنامہ دہلی مارچ ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء)

از رشحات قلم حضرت مفتی اعظمؒ

آج کل زیور کے متعلق رسالوں اور اخباروں میں مضامین شائع ہو رہے ہیں اگرچہ مضمون نگاروں کی نیت اور غرض صحیح ہے وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان عورتوں میں زیور پوشی کی وجہ سے جو باطنی امراض تکبر تفاخر حسد بخل وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں ان کی اصلاح ہو جائے لیکن خواہ بوجہ قصور نظر یا بوجہ تشدد و توغل بعض مضمون نگار زیور کو بالکل خلاف شرع و خلاف عقل بتاتے ہیں اصلاح کسی چیز کو حد اعتدال پر لانے کا نام ہے اور جب کہ اصلاح سے اعتدال قائم نہ رہتا ہو تو اس کو اصلاح نہیں کہا جا سکتا۔

زیور کی حقیقت کیا ہے ؟ صرف یہ کہ بدن کی زینت کے لئے کسی حصہ بدن پر کوئی عمدہ اور خوبصورت چیز استعمال کی جائے خواہ وہ چیز سونے چاندی کی ہو یا جواہرات کی یا پھولوں کی یا کسی اور دھات کی بہر حال اس کے پہننے سے تزئین بدن مقصود ہو شرعی نقطہ نظر سے زیور پوشی نہ قطعاً مذموم ہے اور نہ بالعموم مستحسن۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ زیور پہننے کی اجازت دیتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتیں زیور پہنتی تھیں اور ان کو اسلام نے اس سے منع نہیں کیا۔

باری تعالیٰ جل شانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ **قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده** (اعراف) یعنی اے پیغمبر ان جاہلوں سے کہو کہ خدا کی پیدا کی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے کس نے حرام کی ؟ اور تفسیر خازن میں ہے **والقول الثاني ذكره الامام فخر الدين الرازي انه يتناول جميع انواع الزينة فيدخل تحته جميع انواع الملبوس والحلى الخ** یعنی اس آیت کی تفسیر میں قول ثانی وہ ہے جو امام فخر الدین رازیؒ نے ذکر کیا ہے کہ آیت میں زینت سے مراد زینت کے تمام اقسام ہیں پس اس میں ہر قسم کا لباس اور زیور داخل ہے اور دوسری جگہ باری تعالیٰ عورتوں کو ارشاد فرماتا ہے **لا يبدين زينتهن** یعنی وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں تفسیر خازن میں ہے **واراد بالزينة الخفية مثل الخلخال والخضاب في الرجل والسوار في المعصم والقرط في الاذن والقلائد في العنق فلا يجوز للمراة اظهارها الخ** یعنی زینت سے زینت دینے والی پوشیدہ چیزیں مراد ہیں جیسے پاؤں میں خلخال (پازیب) اور مہندی کا رنگ اور ہاتھ میں کنگن اور کان میں بالیاں اور گلے میں ہار کہ عورت کو ان چیزوں کا نامحرموں پر ظاہر کرنا جائز نہیں۔

اور صحیح بخاری میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا کان میں بالیاں اور انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا ثابت ہے دیکھو صحیح بخاری جلد اول ص ۲۰ **فجعلت المراة تلقى القرط والخاتم** ترمذی

اور ابو داؤد میں عہد نبوی میں عورتوں کا خلخال اور کنگن پہننا ند کورہے گلے میں ہار پہننا اکثر کتب حدیث سے ثابت ہے دیکھو صحیح بخاری جلد اول ص ۳۶۳ حدیث افک۔

حاصل یہ کہ کان میں ہاتھوں میں پاؤں میں گلے میں زیور پہننا شرعاً جائز ہے اور عورتوں کو چونکہ قدرتی اور فطری طور پر زینت کی ضرورت ہے اس لئے شریعت نے ان کے لئے چاندی سونے کے زیور کی بھی اجازت دی ہے حالانکہ مردوں کو چاندی سونا پہننے کی اجازت نہیں کانوں میں بالیاں جب کہ عہد نبوی میں پہنی گئیں اور شرعاً اس کو جائز رکھا گیا تو کانوں کو چھیدنے کو مثلہ یا مثلہ کے مشابہ خیال کرنا بھی غلطی ہے (اس سے آگے رسالہ دستیاب نہیں ہوا)

تیرھواں باب
ظروف

لوہے کے برتنوں کا استعمال جائز ہے

(سوال) خالص لوہے کا برتن بلا قلعی جس میں پانی زنگ آلود ہونے سے متغیر اللون ہو جاتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳۳ (دہلی) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) تانبے اور پیتل کے برتنوں کا جو کہ قلعی شدہ نہ ہوں استعمال کرنا خورد و نوش میں اگرچہ مکروہ ہے بوجہ مضر ہونے ان کے زنگ کے لیکن لوہے کے برتنوں کا استعمال کرنا عموماً جائز ہے۔**وفی الجوھرۃ واما الانیہ من غیر الفضۃ والذھب فلا باس بالا کل والشرب والا نتفاع بھا کالحدید والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطین اھ رد المحتار جلد خامس ص ۲۳۸** (۱) فقط واللہ اعلم حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۲۳۹) (از مفتی اعظم) برتنوں کا استعمال مکروہ اس وقت ہوتا ہے کہ شریعت میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہو یا وہ مضر اثرات رکھتے ہوں یا کسی کافر قوم کی مشابہت پائی جاتی ہو لوہے کے برتنوں میں کوئی وجہ ممانعت یا کراہت کی نہیں ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چودھواں باب
قدرتی پیداواریں

خودرو گھاس کا حکم

(سوال) زید نے اپنی زمین محض گھاس کے لئے مقرر کر رکھی ہے اور سرکاری محصول بھی ادا کرتا ہے اور

---

(۱) رد المحتار مع الدر ۶/ ۳۴۳ ط سعید،
(۲) ولا باس استعمال آنیۃ الرصاص والزجاج والبلور والعقیق ط کراچی (الھدایۃ: ۴/ ۳۸۴)

اس زمین کا احاطہ بھی لکڑی یا خار سے کرر کھا ہے اس زمین پر جو گھاس بارش سے اگ آئی ہے زید اس کا مالک ہے یا نہیں ؟ اور اس گھاس کی بیع وشرا اور اجارہ کر سکتا ہے یا نہیں ؟ ترمذی شریف کی حدیث جو باب فی بیع فضل الماء میں مذکور ہے اس پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں وکذلك حکم الکلاء الا ان یحمیه الوالی پس یہ احاطہ افراد حمایت سے ہے یا نہیں ؟ چنانچہ افراد حمایت ہونے پر ابن الہمام کا یہ قول دلالت کرتا ہے وکذا لو حدق حول ارضہ وھیأھا للانبات حتی نبت القصب صار ملکاله پس کلام محدث اور فتح القدیر سے زید کا مالک ہونا صراحۃً ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔ محمد اسمٰعیل حسن مدرسہ انجمن اسلام اکھورہ ضلع سورت

(جواب ۲۴۰) کلاء یعنی خودرو گھاس مباح الاصل ہے خواہ مملوک زمین میں ہو یا غیر مملوک میں لقوله علیه السلام الناس شرکاء فی الثلث الماء والکلأ والنار (کفایه) وفی روایة الطبرانی المسلمون شرکاء فی الثلث الخ (شامی)(۱) ہاں اگر مملوک زمین میں کوئی پانی دے کر گھاس اگائے اور اس کی پرورش کرے تو اکثر فقہاء کے نزدیک مالک ہو جاتا ہے اور اس کی بیع وشرا جائز ہو جاتی ہے اور بعض فقہا کے نزدیک پانی دینے اور تربیت کرنے سے بھی مالک نہیں ہوتا وھو مختار القدوری کیونکہ حصول ملک کے لئے حیازۃ یعنی اپنے قبضے میں کر لینا شرط ہے اور پانی دینا ان کے نزدیک حیازۃ نہیں پس ان لوگوں کے قول پر گھاس کاٹ لینے سے مملوک ہوگی لما اذا احرز الماء بالاستقاء فی نبة والکلأ بقطعه جاز حینئذ بیعه لانه بذلك ملکه انتهی (فتح القدیر)(۲) پس صرف باڑہ بندی اور وہ بھی گھاس کے خود بخود اگ آنے کے بعد جیسا کہ متعارف ہے کسی کے نزدیک بھی حصول ملک کے لئے کافی نہیں رہی فتح القدیر کی منقولہ سوال عبارت تو اس میں بھی جملہ وھیا للانبات اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ انبات میں اس کے فعل کو کچھ دخل ہو اور ظاہر ہے کہ صرف باڑہ بندی کا انبات میں کچھ دخل نہیں ہے اور والی یعنی سلطان کا حمی مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ بیت المال کے لئے ہے جس میں عامہ مسلمین کا فائدہ مد نظر ہے۔ واللہ اعلم

خودرو گھاس کی بیع وشراء کا حکم

(سوال) حشیش غیر مقطوع زمین سے انکل یا اندازہ کر کے فروخت کرنا درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۴۱) گھاس زمین میں اگر خود اگی ہو تو اس کی بیع زمین میں لگے ہوئے جائز نہیں ولا یجوز بیع الکلاء واجارته وان کان فی ارض مملوکة الخ (هندیه ص ۱۵۱ ج ۳)(۳)

---

(۱) (رد المحتار مع الدر المختار کتاب احیاء الاموات فصل فی الشرب ۶ / ۴۴۰)
(۲) (فتح القدیر مع الهدایة ۶/۵۶ ط کوئٹه)
(۳) (هندیة)

تالاب کا پانی اور مچھلی زمیندار کی مملوک نہیں

(سوال) ایک شخص جو ایک گاؤں کا زمیندار ہے اس کی زمین میں تالاب ہے اس کی مچھلیاں اس کی مملوک ہیں یا نہیں یعنی دوسرے کو مچھلیاں پکڑنے سے روک سکتا ہے یا نہیں خانگی مصارف کے لئے ان تالابوں کا پانی مشترک ہے لیکن اگر وہ رعایا کے لوگ ان تالابوں کے پانی کو اپنے کھیتوں میں پہنچانا چاہتے ہیں تو ان سے اس کا معاوضہ لیا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے اگر زمیندار معاوضہ نہ لے تو گورنمنٹ رعایا پر محصول لگا دیتی ہے جس میں وہ زمیندار بھی شریک ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے بعض اوقات ان تالابوں میں سنگھاڑے کی بیل بھی ڈالتے ہیں آیا وہ اس کی مملوک ہے یا نہیں اور وہ اسے بیچنے کا مجاز ہے یا نہیں۔ **المستفتی** نمبر ۱۲۱۴ کریم اللہ خان صاحب (ضلع بلاسپور) ۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(**جواب ۲۴۲**) تالاب کا پانی اور مچھلیاں زمیندار کی مملوک نہیں ہاں پانی تالاب میں سے لے لینے اور مچھلیاں پکڑ لینے کے بعد ملک ہو جاتی ہیں اور سنگھاڑے کی بیل جو ڈالی جائے وہ ڈالنے والے کی ملک ہے اور وہ اسے فروخت کر سکتا ہے(۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

پندرھواں باب

لہو ولعب (گانا بجانا وغیرہ)

شطرنج کھیلنا اور خنزیر کے خون سے ہاتھ رنگنے کا حکم

(سوال) ایک شخص میرا دوست تھا وہ شطرنج کھیلا کرتا تھا چند مرتبہ اسے منع کیا کہ تم اس کھیل کو ختم کرو سخت گناہ ہے ایک روز یکایک اس سے کہا کہ جس وقت تم کھیلتے ہو تو تمہارے ہاتھ خون خنزیر میں ڈوب جاتے ہیں اس لفظ پر وہ مجھ سے ناراں ہو کر مجھ سے دشمنی کر لی اور یہ کہا کہ وہ مسئلہ کون سا ہے جس سے تم نے یہ الفاظ نکالے یا تو علمائے دین اس مسئلے کو تحریر کریں ورنہ تم پر دعویٰ کروں گا آپ مسئلہ تحریر فرمایئے کہ میں سچا ہوں یا جھوٹا؟ بینوا توجروا

(**جواب ۲۴۳**) شطرنج کے مشابہ ایک کھیل ہے جسے نرد کہتے ہیں اس کے بارے میں حدیث شریف میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ جس نے نرد کے ساتھ کھیل کیا گویا اس نے خنزیر کے گوشت وخون میں اپنے ہاتھ رنگ لئے مسلم شریف میں روایت ہے۔ **من لعب بالنرد شیر فکانما صبغ یدہ بدم خنزیر**(۲) اور دیلمی نے روایت کیا ہے **اذا مررتم بھؤلاء الذین یلعبون بھذہ الازلام والشطرنج والنرد وما کان من ھذہ**

---

(۱) لا یجوز بیع الماء فی بئرہ و نہرہ ھکذا فی الحاوی فاذا اخذہ و جعلہ فی جرۃ او ما اشبہھا من الاوعیۃ فقد احرزہ فصار احق بہ فیجوز بیعہ والتصرف فیہ کالصید الذی یاخذہ کذافی الذخیرۃ واما بیع ما جمعہ الانسان فی حوضہ ذکر شیخ الاسلام المعروف بخواھر زادہ ان الحوض اذا کان مجصصا او کان الحوض من نحاس او صفر جاز البیع علی کل حال وکانہ جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعلہ فی حوضہ (ھندیۃ ۳/ ۱۲۱)

(۲) صحیح مسلم باب تحریم اللعب بالنرد ۲/ ۲۴۰

فلا تسلموا عليهم وان سلموا عليكم فلا تردوا یعنی جب تم ازلام اور شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گزرو تو انہیں سلام نہ کرو اگر وہ سلام کریں تو جواب نہ دو (کذا فی البصائر) اور حنفیہ کے نزدیک شطرنج کھیلنا حرام ہے در مختار میں ہے وکرہ تحریما اللعب بالنرد و کذا الشطرنج انتهی اور ردالمحتار میں ہے لان من اشتغل به ذهب عناء ه الدنيوى وجاء ه العناء الاخروى فهو حرام كذا الشطرنج عناء الخ [1]
(واللہ تعالیٰ اعلم) کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ (شائع شدہ اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے کفر ہے

(سوال) ایک مقام پر تقریب شادی منجملہ دیگر اہل اسلام کے چند علما بھی جمع تھے جب دلہن کے مکان پر مولوی صاحبان تشریف لے گئے اور راگ وباجے سے منع فرمانے لگے تو مالک مکان نے کہا کہ ہم برابر راگ و باجا ہوا کریں گے علما نے کہا کہ قرآن وحدیث میں راگ وباجہ کی سخت ممانعت آئی ہے یہ فعل نہ کرنا اس کے جواب میں ان مسلمانوں نے کہا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے ہم راگ وباجا برابر ہوا کریں گے بعدہ وہی شخص دوسرے گاؤں شادی کرنے گیا اور باجا ہمراہ لے کر دولہن کے مکان پر پہنچ کر باجا بجوانے لگا دلہن کے والد نے کہا کہ باجا مت بجواؤ یہ رسم کفار کی ہے تو اس کے جواب میں کہنے لگا کہ ہم کافر ہیں کافر ہیں کافر ہیں تین بار اور جو کوئی ہم سے رشتہ داری اور میل رکھے گا وہ بھی کافر ہے لہذا شریعت میں ایسے اشخاص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۴٤) کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کو بالکل نہیں مانتے یا کسی ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل وکتب کی حقارت ہوتی ہو صریح کفر ہے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے ایسے لوگوں سے اہل اسلام جیسا برتاؤ رکھنا درست نہیں فتاویٰ بزازیہ میں ہے اذا وصف الله بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره اوانكر وعدا ووعيدا كفر ولو قال من خدايم يكفر انتهى [2] واللہ اعلم۔

ولیمہ نکاح یا کسی اور خوشی کے موقع پر دف بجانے کا حکم

(سوال) شادی یا ولیمہ کے کھانے میں اور خوشی کی مجلس میں گانا بجانا راگ سے عورتوں کا مثل ڈھول وبربط و نے و شہروق و شبابہ رباب و مزمار و طنبورہ وغیرہ ان پر گانا بجانا جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ جائز کہتے ہیں ان کے لئے شرع شریف سے کیا سزا ہے؟

(جواب ۲٤٥) ولیمہ یا نکاح یا کسی اور خوشی میں اگر دف بجا کر ایسے لوگ گالیں جو محل شہوت نہیں ہیں تو یہ جائز ہے لیکن دف کے علاوہ کوئی باجہ جائز ہے اور نہ عورتوں کا گانا واما غير هما من الطنبور والبربط

---

(۱) رد المحتار مع الدر ٦ : ٣٩٤
(۲) فتاوى بزازية على هامش هندية ٦ : ٣٢٣

والرباب والقانون والمزمار والصج و سائر المعازف والا و تارفهو حرام (مجموعه فتاوی مولانا لکھنوی ص ۲۵٦ ج ۲)اسی طرح خوش الحان یا خوبصورت لڑکوں کا گانا یا ان لوگوں کا غنا جو قواعد غنا اور اصول موسیقی کے موافق گاتے ہیں سننا حرام ہے ۔وفی السراج و دلت المسئلة ان الملاهی کلها حرام و یدخل علیهم بلااذنهم لا نکارا لمنکر' قال ابن مسعودؓ صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات (درمختار ۳) (۱)قلت و فی التاتار خانیة عن العیون ان کان السماع سماع القرآن والموعظة یجوز وان کان سماع غناء فهو حرام با جماع العلماء (رد المحتار(۲) ج۳) و قیل ان تغنی وحده لنفسه لدفع الوحشة لا باس به و به اخذ السرخسی وذکر شیخ الاسلام ان کل ذلك مکروه عند علماء نا (رد المحتار ج ۳) قال فی الملتقط الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان صبیحا فحکمه حکم النساء الخ (رد المحتار ص ۲۹۸ ج ۱) ۔

کبوتربازی حرام ہے .

(سوال) ایک امام صاحب نے اپنے وعظ میں کبوتربازی کے بارے میں بہت سخت سست کہا اور زید کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ وہ مسجد کے نزدیک کبوتربازی کرتا ہے اس کو توبہ کرنی چاہئیے اور اس فعل قبیح کی وجہ سے پہلی قومیں غارت کی گئی ہیں اور دیکھو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان صلاتهم عند البیت الامکاء و تصدیه فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون (ترجمہ) اوران کی نماز نہ تھی اللہ کے گھر کے قریب مگر صرف سیٹیاں بجانی اور تالیاں پیٹنی سو ہم ان کو اس کفر کا عذاب دیں گے۔ سوائے مسلمانو! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ جس قوم پر اللہ کا غصہ ہوا ہے وہ یہی فعل کرتی تھیں۔ کیا تم کبوتربازی میں تالیاں نہیں پیٹتے سیٹیاں نہیں بجاتے ؟اے کبوتربازو! یہ جو تم کلیجے پھاڑ پھاڑ کر چیختے ہو تمہاری اس آواز کو اللہ پاک کیا فرمارہا ہے خدا کے لئے تم اپنے اس فعل سے باز آجاؤ ورنہ خدا کا عذاب تیار ہے خدا کی قسم پہلی قومیں اسی فعل سے عذاب میں ڈالی گئی ہیں۔

کبوتربازوں نے کہا کہ امام نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ کبوتربازی سے پہلی قوموں پر عذاب آیا ہے سو کبوتربازوں نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے اور فساد کرنے پر آمادہ ہیں لہذا جو کچھ قرآن وحدیث کا حکم ہے اس سے ہم کو آگاہ کیا جائے۔المستفتی نمبر ۱۸۷ محمد نذیر مؤذن (بازار لال کنواں دہلی)۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب)(از نائب مفتی صاحب) کبوتروں کا اڑانا اور کھیلنا ایسا ناجائز ہے کہ جس کی وجہ سے کبوترباز کی گواہی مقبول نہیں ہوتی اور مسجد کے قریب نماز کے وقت اڑانا بہت ہی سخت گناہ ہے نمازیوں کو چاہئیے کہ کبوتربازوں

---

(۱) (رد المحتار مع الدر ۳۴۸/٦) (۲) (حوالہ بالا)

کو منع کردیں کہ مسجد کے قریب ہرگز کبوتر نہ اڑائیں۔ فقط واللہ اعلم۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۴۶) (از مفتی اعظمؒ) کبوتر بازی جس طرح کہ آج کل کی جاتی ہے یہ سخت ناجائز اور حرام ہے کہ اس میں کتنی ہی باتیں شریعت کے خلاف ہیں(۱) اول کوٹھوں پر چڑھنا اور پڑوس کی بے پردگی کی پروانہ کرنا دوسرے تالیاں بجانا سیٹیاں بجانا اور شور مچانا کہ یہ سب باتیں لہو و لعب کی غرض سے کرنا سخت گناہ ہے تیسرے دوسروں کے کبوتر پکڑ لینا اور پھر ان کو واپس نہ کرنا بلکہ بیچ کر اپنے کام میں لانا یہ بھی حرام ہے چوتھے اپنے شور و شغب سے جماعت اور نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالنا اور ان کے خیالات کو پریشان کرنا یہ بھی سخت معصیت اور گناہ ہے اور ان سب باتوں کا مجموعہ خدا کا عذاب نازل کرنے کے لئے سبب بن سکتا ہے دنیا میں نہ آئے تو آخرت میں مواخذہ ہونا شرعی قاعدہ سے ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) گراموفون میں قرآنی آیت اور اشعار سننا جائز نہیں
(۲) گراموفون میں قرآنی آیات بھرنا قرآن کی توہین ہے۔

(سوال) (۱) "وردولی" کے نام سے لیلیٰ مجنوں کے عشق کے متعلق گراموفون کے ریکارڈوں میں کچھ ایسے ریکارڈ تیار کئے گئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل اشعار گائے گئے ہیں ان اشعار سے تمام انبیائے کرام کی شان میں عموماً حضور اکرم ﷺ کی شان میں خصوصاً گستاخی ہے یا نہیں؟

قبر میں مجنوں سے جب پوچھا گیا
یار قل من ربک ما دینک
سنتے ہی گویا لگا اک دل پہ تیر
بولا کچھ آکر کہ اے منکر نکیر
پاس میرے آپ جو تشریف لائے
میری لیلیٰ کو کہاں پہ چھوڑ آئے
آراستہ جب ہوگا والا عرصہ محشر
لائیں گے جو تشریف وہاں سارے پیمبر
عشاق سے فرمائے گا یوں خالق اکبر
دنیا میں جو کس کے لئے رہتے تھے مضطر
میں عرض کروں گا مرے مالک مرے داور
میں نے دنیا میں بہت کی جستجو

(۱) ولا شهادة من يلعب بالحمام يطيرهن (هندية ۳/۴۶۳)

کوئی لیلیٰ سا نہ پایا ماہ رو
پھر فرشتوں نے شبیہ مصطفےٰ
سامنے لاکر کے مجنوں سے کہا
دیکھ ان کو غور سے اے نیک ذات
واسطے ان کے بنی کل کائنات
بولا مجنوں اور کچھ سمجھا نہ میں
ہاں مگر آنکھیں تو لیلیٰ کی سی ہیں

(۲) گراموفون کے ریکارڈوں میں قرآن پاک کی آیتوں اور سورتوں کو بھرنا اور قرأت کرنے والوں کا قرأت کر کے اس کی فیس لینا اور ان ریکارڈوں کا سننا رکھنا خریدنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) کسی واقعہ کو خواہ وہ فرضی ہو یا کچھ اصلیت ہو ڈرامہ بنانا اور سینماؤں اور تھیٹروں میں تماشا کرنا یا گراموفون کے ریکارڈوں میں بھرنا پھر اس قسم کے ڈراموں کا نام "شان اسلام" یا نور وحدت یا اور اسی قسم کے مقدس الفاظ میں ان کا نام رکھنا جن سے مذہبیت کا اظہار ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں ؟

(۴) گراموفون کی حیثیت ان باجوں کی ہے یا نہیں جن کا شمار آلات غنا و سرور میں ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۸۲ محمد احسان الحق (بہرائچ) ۲۸ محرم ۱۳۵۳ھ م ۱۳ مئی ۱۹۳۴ء (شائع شدہ اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۷) گراموفون میں قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کو بھرنا ناجائز ہے کہ اس میں اللہ کی مقدس کتاب کی توہین ہے اور قاری کو اس غرض سے قرأت کر کے اس کی اجرت لینا حرام ہے ان ریکارڈوں کو خریدنا اور استعمال کرنا بھی جائز نہیں گو بظاہر یہ قرآن پاک کی قرأت کو سننا سنانا ہے لیکن یہ طریقہ استماع قرآن کے احترام کے منافی ہے اور چونکہ عام طور پر گراموفون کا استعمال لہو ولعب اور تفریح کے لئے کیا جاتا ہے اور اس کی مجالس غنا عام تماشائیوں اور ہر قسم کے بے باک آدمیوں کی مجالس ہوتی ہیں اس لئے اس باجے کا حکم بھی عام آلات غنا کا حکم ہے اس بنا پر واقعہ مذکورہ جو ایک فرضی ڈرامہ کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے توہین مذہب اور توہین انبیاء کا ایک مرقع ہے(۱) اگر واقعی ہوتا تو مجنوں کے جنون کے ماتحت قابل درگزر ہوتا لیکن اب تو بنانے والے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ مجنون کے عشق کی آڑ لے کر منکر نکیر، سوال قبر حضرت حق کے محاسبہ محشر وغیرہ معتقدات اسلامی کا مذاق اڑائے اس لئے مسلمانوں کو ایسے ریکارڈوں کے خلاف قوی احتجاج کرنا چاہئیے۔ محمد کفایت اللہ

---

(۱) وفی السراج و دلت المسألة ان الملاهی كلها حرام (الدر المختار مع الرد ٦/٣٤٨) قلت و يظهر من هذا ما كان دليل الاستخفاف يكفر به (رد المحتار مع الدر ٦/٢٢٢) والا ستهزا بشئ من الشرائع كفر (الدر المختار مع الرد ٥/٤٧٤)

ڈھول باجے کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے۔

(سوال) جو لوگ قوالی گویوں سے مع باجہ ڈھولک وغیرہ سنتے ہیں اور اس کام کے لئے چندہ بھی مانگتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۳۴۵ حاجی عبدالغفور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۸) ڈھول باجے کے ساتھ قوالی جیسی کہ مروج ہے ناجائز ہے اس میں شریک ہونا اور چندہ دینا اور کسی قسم کی امداد دینا سب ناجائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گراموفون میں قرآنی آیات سننا قرآن کی توہین ہے۔

(سوال) گراموفون باجے میں جو ریکارڈ بھرے جاتے ہیں جس میں قرآن شریف کی آیات اور نعتیہ کلام اور عاشقانہ غزلیں ہوتی ہیں ان کا سننا سنانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸۲ حافظ مظفر الدین (میرٹھ) ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۴۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) گراموفون میں قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کا بھرنا ناجائز ہے کہ اس میں کتاب مقدس کی توہین ہے اور قاری کو اس غرض سے قرأت کر کے اس کی اجرت لینا حرام ہے ان ریکارڈوں کو خریدنا اور استعمال کرنا بھی جائز نہیں گو بظاہر یہ قرآن پاک کی قرأت کو سننا سنانا ہے لیکن یہ طریقہ "استماع" قرآن کے احترام کے منافی ہے اور چونکہ عام طور پر گراموفون کا استعمال لہو و لعب اور تفریح کے لئے کیا جاتا ہے اور اس کی مجالس غنا عام تماشائیوں اور ہر قسم کے بےباک آدمیوں کی مجالس ہوتی ہیں اس لئے اس باجے کا حکم بھی عام آلات غنا کا حکم ہے (۲) مسلمانوں کو ایسے ریکارڈوں کے خلاف قوی احتجاج کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب)(از نائب مفتی صاحب) گراموفون کا سننا سنانا لہو و لعب میں داخل ہے اور لہو و لعب کو فقہا مطلقاً حرام لکھتے ہیں ان الملاهي كلها حرام (شامی) نیز مستورات اور بچوں کے اخلاق پر بھی شرعی حیثیت سے اس کا برا اثر پڑتا ہے اس لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بندہ محمد یوسف عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی' الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ' المجیب مصیب نور الدین بہاری عفی عنہ' الجواب صحیح محمد عظمت اللہ کان اللہ لہ' الجواب صواب احقر محمد اسحٰق عفی عنہ بقلم خود میرٹھی ثم الدهلوی

تھیٹر اور سینما دیکھنا کسی حال میں بھی جائز نہیں

(سوال) تھیٹر یا سینما ہر حالت میں دیکھنا جب کہ اس سے خود کو نصیحت حاصل ہو اور وہ کھیل نصیحت آمیز ہو اس کی نصیحت کا اثر قلب پر پڑنے سے وہ شخص راہ راست پر آجائے جائز ہے یا ناجائز؟ اور کس حالت میں

---

(۱) وما يفعله متصوفة زماننا حرام لا يجوز القصد والجلوس اليه ومن قبلهم لم يفعل كذلك والحاصل انه لا رخصة في السماع في زماننا لان الجنيد تاب عن السماع في زمانه (رد المحتار مع الدر ۳۴۹/۶)

(۲) وفي السراج : و دلت المسالة ان الملاهي كلها حرام الخ (الدر المختار مع الرد ۳۴۸/۶)

جائز ہے ؟ المستفتی نمبر ۶۱۹ خدا بخش (ضلع جالون) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۵۰) ممکن ہے کہ تھیٹر کے بعض قصے اور ڈرامے مفید ہوں اور ان سے کسی کو عبرت اور فائدہ حاصل ہو جائے لیکن عام طور پر تھیٹروں اور تماشوں کے اندر منکرات اور نقصانات زیادہ ہیں اخلاقی حالت زیادہ تر خراب ہو جاتی ہے اور نا معلوم اور غیر محسوس طریق پر انسان کے مکارم نسبی اور مآثر خاندانی اور فضائل مذہبی اور محاسن معاشرتی زائل اور مضمحل ہو جاتے ہیں بعض حالات میں بعض فوائد کا ترتب تسلیم کرتے ہوئے بھی بموجب اصول واثمهما اكبر من نفعهما کے اس کے عدم جواز کا حکم دیا جائے گا (۱) اور مفاسد کبیرہ واکثریہ غالبہ کی بنا پر بعض حالات میں بعض معمولی فوائد کے حصول کو نظر انداز کرنا لازم ہوگا اور توفیق حق وہدایت شامل حال ہو تو اجتناب میں کوئی دشواری اور کوئی مضرت نہیں۔ محمد کفایت اللہ

قماربازی کے لئے کسی کو گھوڑا دینا جائز نہیں .

(سوال) آج کل ایک کھیل ریس کا نکلا ہے اس میں گھوڑوں پر بازی لگائی جاتی ہے گھوڑے کسی دوسرے شخص کے ہوتے ہیں اور بازی لگانے والے دیگر اشخاص ہوتے ہیں اس پر انعام مقرر ہوتا ہے اور بازی لگانے والا شخص پہلے پانچ دس روپے کا ٹکٹ خرید تا ہے اگر اس کا گھوڑا آگے نکل گیا تو اس کو کئی ہزار روپے کی رقم ملتی ہے اور یہ کھیل سرکاری طور سے کھلایا جاتا ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کھیل کے لئے اپنے گھوڑے رکھے اور اپنے ہی سوار تو وہ شخص آیا گنہگار ہوگا ؟ اور یہ گھوڑے والا شخص بازی نہیں لگاتا صرف اپنے گھوڑے اور سوار اس کام کے لئے دیتا ہے اس کو بھی سرکار انعام دیتی ہے بعض لوگ اس کھیل کو قمار کہتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسابقت خیل ہے حضرت رسول اللہ ﷺ بھی مسابقت خیل پر انعام وغیرہ دیا کرتے تھے گھوڑے والے شخص پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جو لوگ بازی کھیلتے ہیں وہ گناہ گار ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ولی مسمی کو کرایہ پر مکان دیدے پھر کرایہ دار شخص چاہے اس میں خدا کی عبادت کرے یا اور کوئی کام کرے مکاندار گناہ گار نہیں ہے المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبد الجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵۱) ہاں گھوڑے کا مالک جو خود بازی نہیں لگاتا وہ قماربازی کا گناہ گار نہیں ہے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ریس محض قماربازی کے لئے کرائی جاتی ہے اور وہ بھی اس کے اندر ایک قسم کی شرکت کرتا ہے پس بحیثیت ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (۲) وہ اس فعل میں شرکت کی وجہ سے کراہت کا مرتکب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر المختار ۶/۳۴۸)
(۲) (سورۃ المائدۃ : ۲)

بینڈ باجہ ہار مونیم وغیرہ باجے ہی کے حکم میں ہیں.

(سوال) بینڈ یا مشک کا باجہ یا دیگر ترقی یافتہ باجہ بجانے والے منہ لگا کر جو باجہ بجاتے ہیں تو اندر ہی اندر کچھ راگ بھی گاتے ہیں اس قسم کا گانا جو باجے کے اندر گایا جاتا ہے گانا تصور ہو گا یا محض ناچ گانا جیسا کہ طوائف وغیرہ ناچ گانا کرتے ہیں یہ ناچ گانا تصور ہو گا بعض باجے مثلاً ہار مونیم' ستار سارنگی وغیرہ انگلیوں سے بجاتے ہیں اس میں بھی کچھ گانا بجانے والے اشارات انگلیوں سے بجاتے ہیں گو ایسے گانے کو عوام بغیر منہ سے گائے نہیں سمجھ سکتے ممکن ہے ماہر موسیقی سمجھتے ہوں ایسے گانے جو باجے کے اندر ہی اندر گائے جاتے ہیں ناچ گانے کے حکم میں سمجھے جائیں گے یا نہیں اور خوش الحانی گلو سے مرد بغیر باجہ یا جو باجے کے ساتھ نعت مناجات قوالی وغیرہ گائے تو جائز ہے یا نہیں ؟المستفتی نمبر ۷۸۷ حاجی علیم الدین (نارنول) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۲) باجے کے اندر جو گانا گایا جاتا ہے وہ دو قسم کا ہے ایک تو گراموفون کے ریکارڈوں کا گانا ہے یا ریڈیو کا یہ تو گانے کا حکم رکھتے ہیں اگرچہ اصل گانے سے ان کی حقیقت مختلف ہے مگر حکم ایک ہے دوسرے وہ گانے جو کسی آواز کے حامل اور ناقل نہیں ہیں بلکہ باجے کی آواز سے الفاظ پیدا کئے جاتے ہیں وہ عام طور پر سمجھے نہیں جاتے موسیقی سے مناسبت رکھنے والے لوگ ہی انہیں سمجھ سکتے ہیں وہ گانے کا حکم نہیں رکھتے بلکہ باجے کا حکم رکھتے ہیں۔ (۱) ہار مونیم ستار سارنگی اس دوسری قسم میں داخل ہیں بڑی عمر کے مرد اگر خوش الحانی سے بغیر رعایت قواعد موسیقی کے جائز و صحیح مضمون کے اشعار پڑھ لیں اور مجلس بھی مجلس لہو لعب نہ ہو سننے والے بھی اہل دل ہوں تو یہ مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گراموفون باجہ ہی ہے' اس میں قرآن بھرنا جائز نہیں.

(سوال) مونوگراف جو مشہور عام باجہ ہے جس میں ریکارڈ بجائے جاتے ہیں اسکا بجانا اور سننا جائز ہے یا نہیں؟ ریکارڈوں میں نعتیہ نظمیں اور کلام ربانی کے رکوع جو بجائے اور سنائے جاتے ہیں ان کا سننا کہاں تک جائز ہے المستفتی نمبر ۹۱ ۷ سلامت احمد (علی گڈھ) ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۳) گراموفون باجا ہی ہے اور اس کو بطور لہو و لعب کے ہی استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں قرآن مجید کا بھرنا اور سننا ناجائز ہے (۲) بھرنا اس لئے ناجائز ہے کہ ریکارڈ جس پر قرآن مجید بھرا جائے اس پر کوئی کنٹرول نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں اور کس کے قبضے میں جائے گا اور مشین کے بگڑ جانے سے آواز اور قرأت کے بگڑنے کا ہر وقت خطرہ ہے اور بسا اوقات وہ مضحکہ خیز حد تک پہنچ جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۳۴۸/۶)
(۲) (حوالہ گزشتہ الدر المحتار مع الرد ۳۴۸/۶)

جس شادی میں منکرات ہوں اس میں شرکت نہ کرنا ہی بہتر ہے .

(سوال) جس شادی میں باجاو غیرہ بجتا ہے اس میں شریک ہونا اور کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ م ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۴) ایسی شادی میں شریک ہونا نہیں چاہئیے جس میں باجا اور ناجائز چیزیں ہوں (۱) محمد کفایت اللہ

گانا بجانا حرام ہے .

(سوال) گانا بجانا حرام ہے یا حلال اگر حرام ہے تو کیا قطعی حرام ہے ؟ اور کسی علمائے دین و بزرگان دین نے جو اس فعل کو کیا تو کیا ان کے کرنے کی وجہ سے جواز کا ثبوت ہو سکتا ہے ؟ اور بعض حدیثوں سے جو ثبوت ملتا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان چند لڑکیوں کو منع کیا جو عید کے دن گارہی تھیں اور بجارہی تھیں جس پر حضرت نے فرمایا کہ چھوڑ دو اور اسی طرح سے اور حدیثیں ہیں۔ مثلاً ایک ضعیفہ نے باجا جانے کی منت مانی تھی کہ حضور جب فتح مند ہوں گے تو دف بجاؤں گی جس پر حکم ہوا کہ اوفی نذرك تو کیا ان حدیثوں سے جواز کا ثبوت ہو سکتا ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبدالستار (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۵) گانا اور باجہ بجانا ناجائز اور حرام ہے (۲) البتہ نکاح کے موقع پر یا عید کے روز دف بجانا مباح ہے اور جنگ کے لئے نقارہ یا افطار و سحری کے لئے نقارہ بجانا جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سینما دیکھنا ناجائز اور حرام ہے

(سوال) سینما دیکھنا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اور اس کے تماشوں میں دلچسپی لینے والا اور اس کی وجہ سے احکام ربانیہ میں تساہل کرنے والا گناہ کے ایسے درجہ میں تو نہیں پہنچ جاتا جس سے اس کا نکاح تک باطل و فاسد ہو جائے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۹ مستری محمد شمس الدین صاحب کریم گنج (گیا) ۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۶) سینما میں بہت سی باتیں غیر مشروع شامل ہوتی ہیں مثلاً گانا بجانا غیر محرم صورتیں رقص عریاں مناظر اور ان باتوں کے علاوہ اس کی مجموعی کیفیت کہ لہو و لعب اور تہیج جذبات شہوانیہ اس کا ادنی نتیجہ ہے ان وجوہ سے سینما دیکھنا ناجائز ہے (۴) بعض صورتوں میں حرام اور بعض صورتوں میں مکروہ ہے دیکھنے والے کا نکاح تو اس صورت میں باطل ہو گا جب کہ کفر تک نوبت پہنچ جائے اور یہ بات شاذ و نادر ہے۔ محمد کفایت اللہ

---

(۱) ومن دعی الی ولیمة فوجد ثمه لعباً او غنا فلا باس ان یقعد و یاکل فان قدر علی المنع یمنعهم وان لم یقدر یصبر هذا اذالم یکن مقتدی به اما اذا کان ولم یقدر علی منعهم فانه یخرج ولا یقعد ولو کان ذالك علی المائدة لا ینبغی ان یقعد وان لم یکن مقتدی به وهذا کله بعد الحضور واما اذا علم قبل الحضور فلایحضر (هندیة الباب الثانی عشرفی الهدایا والضیافات ۵/۳۴۳)
(۲) (حواله گزشته رد المحتار مع الدر ۶/۳۴۸)
(۳) ولا باس بضرب الدف یوم العید .. الخ (هندیة کتاب الکراهیة ۵/۳۵۲) ولا باس ان یکون لیلة العرس دف یضرب به لیعلن به النکاح وفی الولوالجیة وان کان للغمز و والقافلة یجوز (رد المحتار مع الدر ۶/۵۵)
(۴) (حواله گزشته بالا .../۳۴۸)

جہاں باجہ بجتا ہو وہاں قرآن پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جہاں پر باجہ بجایا جائے وہاں ختم جائز ہے یا نہیں فونوگراف سننا یا کوئی آیت فونوگراف میں پڑھی جائے غزل وغیرہ علمائے ربانی اس کو جائز فرماتے ہیں اگر عالم سنے اور جائز کرے تو کیا حکم ہے ؟
المستفتی نمبر ۱۴۲۹ حکیم تجمل حسین صاحب ضلع گوجرانوالہ ۲۸ صفر ۱۳۵۶ھ م ۱۰ مئی ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۵۷) باجے کی جگہ قرآن مجید پڑھنا بھی درست نہیں فونوگراف میں کوئی جائز غزل ہو عورت کی آواز نہ ہو تو اس کا سن لینا مباح ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) سماع اور غنا میں فرق

(۲) مزاروں پر جو گانا اور ساز ہوتا ہے یہ ناجائز اور حرام ہے !

(سوال) (۱) سماع اور گانے میں کیا فرق ہے اور کون سا جائز ہے ؟ اگر جائز نہیں تو کس لئے (۲) اکثر جگہوں اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر گانا ہوتا ہے اور پیروں کے گھروں میں پورے سازوں کے ساتھ گانا کرایا جاتا ہے کیا یہ جائز ہے اگر ہے تو کس لئے ؟ المستفتی نمبر ۱۴۴۹ محمد فضل اللہ خان صاحب (بنگلور کینٹ) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۵۸) (۱) سماع کے معنی سننے کے ہیں عرف میں اس سے مراد گانا سننا ہوتا ہے اور غنا کے معنی گانے کے ہیں پس سماع گانا سننے کو اور غنا گانے کو کہتے ہیں (۲) مزاروں پر اور مشائخ کے گھروں پر جو گانا سازوں کے ساتھ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے آلات غنا کی حرمت میں علماء محققین کے اندر اختلاف نہیں ہاں بالا مزامیر بعض علماء مباح قرار دیتے ہیں مگر اباحت کی بہت سے شرائط ہیں جو عام طور پر مجالس غنا میں پائے نہیں جاتے اس لئے عموماً مجالس غنا و محافل سماع ناجائز ہوتی ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سینما دیکھنا جائز نہیں

(سوال) سینما فلم آج کل معلومات بہم پہنچانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس کے ذریعہ آسانی سے تاریخی واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جغرافیائی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے دور دراز ممالک کی سیر جن تک ہم پہنچ بھی نہیں سکتے کر سکتے ہیں تو کیا ہم اس کو بحیثیت مسلمان ہونے کے دیکھ سکتے ہیں ہماری مراد فحش سینما اور بے تکے واخلاق سوز قصوں سے نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۴۴۹ محمد فضل اللہ خاں صاحب (بنگلور کینٹ)
(جواب ۲۵۹) سینما اگر اخلاق سوز اور بے حیائی کے مناظر سے خالی ہو اور اس کے ساتھ گانا باجا اور ناجائز

---

(۱) قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر لا ستخفافه وادب القرآن ان لا یقرأ فی مثل هذه المجالس والمجلس الذی اجتمعوا فیه للغناء والرقص لا یقرأ فیه القرآن کما لا یقرأ فی البیع والکنائس لانه مجمع الشیطان (فتاوی بزازیة علی هامش هندیة ۶ :۳۳۸)
(۲) وما یفعله متصوفة زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیه ومن قبلهم لم یفعل کذالك والحاصل انه لا رخصة فی زماننا (رد المحتار مع الدر ۶/ ۳۴۹)

امر نہ ہو تو فی حد ذاتہ مباح ہوگا لیکن ہمارے علم میں کوئی فلم کسی نہ کسی ناجائز امر سے خالی نہیں ہوتی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

معاہدہ کی پاسداری ضروری ہے

(سوال) زید ایک سر کردہ قوم ہے اور وہ سب برادروں کے روبرو سب سے عہد لیتا ہے کہ شادی کے موقعہ پر سب خرافات کو منہدم کردو اور خود بھی سب کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ میں اس ناجائز کام کو ایسے موقع پر نہیں کروں گا یا بعد بھی۔ بعض علماء سے فتویٰ طلب کرتا ہے کہ اگر شادی کے موقع پر ڈھول بجالیا جائے تو کوئی گناہ لازم آتا ہے یا نہیں مفتیان بلاد نے فرمایا کہ کیا اور گناہ بھی کرتے ہو کہ نہیں بعد ہی اس نے اپنی شادی پر ڈھول بجایا باوجودیکہ پہلے اقرار کرچکا ہے کہ میں بھی بدعات سے دور رہوں گا آیا ایسے شخص پر کوئی شرعی جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں اور اس نے دعا خیر بھی کرلی تھی۔ المستفتی نمبر ۱۵۱۹ سراج الدین متعلم مدرسہ نعمانیہ (ملتان) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۰) اگر معاہدہ میں ڈھول نہ بجانے کا صراحۃً ذکر کیا تھا کہ ڈھول نہیں بجاؤں گا تو بیشک ڈھول بجانے سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی اور وہ گناہ گار ہوا اور اگر صراحۃً ڈھول نہ بجانے کا ذکر نہیں تھا اور پھر ڈھول اس طور پر بجایا کہ اس کو ناجائز نہیں سمجھا تو معاہدہ شکنی کا الزام عائد نہ ہوگا مثلاً اعلان کے لئے نکاح میں دف بجانے کا ثبوت ہے اور اس نے دف نہ ہونے کی صورت میں ڈھول کو دف کے قائم مقام سمجھ کر بجالیا تو اس کی گنجائش تھی اس صورت میں معاہدہ شکنی کا الزام نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فریقین میں سے صرف ایک فریق کو انعام دے سکتے ہیں.

(سوال) فٹ بال کھیلنے والے دو فریقوں میں سے فقط فتح پانے والی جماعت کو بطور انعام کے کوئی چیز کوئی شخص دے تو ایسی صورت میں یہ کھیل کیا شرعاً ممنوع ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۱) صرف ایک فریق کو انعام دینا جائز ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

گانا بجانے سے گھر میں خیر و برکت اٹھ جاتی ہے.

(سوال) سنا گیا ہے کہ جس گھر میں کثرت سے گانا بجانا بذریعہ انسان اور بذریعہ گراموفون باجہ اور ریڈیو ہو اس گھر کی خیر و برکت جاتی رہتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۴۶ محمد یوسف بارہ دری (دہلی) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۸ جون ۱۹۳۷ء

---

(۱) وفی السراج ودلت المسالة ان الملاهي كلها حرام (الدر المختار : ۳۴۸/۶)
(۲) وانما يجوز ذالك اذا كان البدل معلوما في جانب واحد (هندية : ۳۲۴/۵)

(جواب ۲۶۲) ہاں یہ صحیح ہے کہ گانا بجانا اور خصوصاً ایسے گانے جو شریعت اور اخلاق شریفہ کے خلاف ہوں خیر و برکت کو زائل کر دیتے ہیں۔ في رد المحتار قال ابن مسعود رواه في السنن مرفوعا الى النبي ﷺ بلفظ ان الغناء ينبت النفاق في القلب یعنی گانا دلوں میں نفاق پیدا کرتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) جلوس میں ڈھول باجے وغیرہ جائز نہیں
(۲) رنڈیوں کا ناچ کرانا اور ایسی مجلس میں شرکت حرام ہے۔
(۳) جو امام رنڈیوں کا ناچ دیکھے وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔

(سوال) (۱) برات کا وہ جلوس جس میں ڈھول دمامے کے علاوہ ہندوؤں کی طرح جھنڈیاں پرکھے ہوں شریک ہونا کیسا ہے (۲) جس شادی بیاہ میں ایک مسلمان ڈھول دمامے کے علاوہ رنڈیوں کا ناچ بھی کرائے اس شادی میں شریک ہو کر کھانا شرعاً کیسا ہے (۳) ایک حافظ جس کو ہمہ دانی کا بھی دعویٰ ہے لیکن مذکورہ بالا قسم کی شادیوں میں شریک ہوتا ہے اس کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے (۴) ایک شخص جو مسلمانوں کا امام ہے پنجگانہ نماز کے علاوہ جمعہ و عیدین بھی پڑھاتا ہے اور مذکورہ بالا قسم کی برائیوں میں بے باکانہ شریک ہوتا ہے رنڈیوں کا ناچ دیکھتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی شرعاً کیسا ہے (۵) ایک معلم جو مذکورہ بالا صفات رکھتا ہے ایسے معلم سے مسلمانوں کو تعلیم دلوانا اخلاقاً و شرعاً کیسا ہے (۶) کیا ایک معلم کے لئے محض دس بارہ روپے ماہوار نوکری کے دباؤ میں آکر مذکورہ بالا قسم کی رنگ رلیوں میں خود اور اپنے طلبہ کو شریک کرنے کی شرعاً گنجائش ہے (۷) کیا اسلامی مدارس کا کوئی ناظم مذکورہ بالا جلوس میں شرکت کے لئے طلبہ اور اساتذہ کو مجبور کر سکتا ہے اگر کرے تو شرعاً اس کا یہ فعل کیسا ہے (۸) مذکورہ بالا جلوس میں شریک نہ ہونے والے مسلمان کو برا بھلا کہنا اور کسی نہ کسی طرح پریشان کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲۷ مولوی عبدالغنی صاحب ندوی (ضلع چمپارن) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۳) (۱) برات کے جلوس میں ڈھول باجے بجانا اور ہندوؤں کے مشابہ جلوس نکالنا ناجائز ہے اور ایسے جلوس کی شرکت بھی ناجائز ہے (۲) رنڈیوں کا ناچ کرانا بھی حرام اور اس میں شریک ہونا بھی حرام (۳) ہر مسلمان کے لئے ایسے جلوس اور مجمع کی شرکت ناجائز ہے اور مولوی اور حافظ کے لئے اور زیادہ برا ہے(۲) (۴) جو امام اتنا بے باک اور بد عمل ہو کہ رنڈیوں کا ناچ دیکھے اور ایسے مجامع میں شریک ہو وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے (۵) دیکھو نمبر ۳ (۶) محض ملازمت اور روپے کی خاطر خدا کی معصیت

---

(۱) (رد المحتار مع الدر ۳۴۹/۶)
(۲) قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات، والبزازية استماع صوت الملاهي كضرب قضيب ونحوه حرام لقوله عليه الصلاة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر (الدر المختار مع الرد ۵۵/۶)

کا ارتکاب جائز نہیں نہ معلم کو نہ طلبہ کو (۷) نمبر ۶ کا جواب اس کا بھی جواب ہے (۸) ایسے ناجائز جلوسوں اور جلسوں سے بچنے والے مسلمان پابند شریعت ہیں انکو پریشان کرنا اور تکلیف پہنچانا حرام اور گناہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سماع اور مزامیر کو حلال سمجھنے والا فاسق ہے

(سوال) جو شخص سماع مع المزامیر کو حلال و جائز سمجھتا ہو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۳۹ ابراہیم صاحب (جنوبی افریقہ) ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۴) مزامیر سننا ناجائز اور حرام ہے اس کو حلال سمجھنے والا فاسق ہے۔(۱) استماع الملاهی معصية محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

باجہ' مونوگراف وغیرہ جو لہو ولعب کے لئے استعمال کئے جاتے ہوں حرام ہیں۔

(سوال) باجہ بجانا یا سننا کیسا ہے اور کون سی قسم کا باجا سن سکتے ہیں اور کون سی قسم کا حرام اور منع ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مونوگراف باجہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا لہذا ہم اس کو حرام نہیں کہہ سکتے۔ المستفتی نمبر ۱۹۲۲ حاجی غلام احمد صاحب (مارواڑ) ۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۵) تمام باجے جو لہو ولعب کے طور پر استعمال کئے جائیں ناجائز اور حرام ہیں اور کسی صحیح غرض کے لئے دف اور طبل کا استعمال کیا جائے تو وہ جائز ہے مونوگراف بھی کسی قدر صحیح غرض کے لئے استعمال کیا جائے اور اس کے ریکارڈ میں کوئی ناجائز چیز نہ بھری گئی ہو تو جائز ہے مگر اکثری طور پر اس کا استعمال لہو ولعب کے طور پر ہی کیا جاتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ڈھول بجانا کب جائز ہے۔

(سوال) مثاری ضلع حیدر آباد میں عید میں رمضان کے دن جانے کا اتفاق ہوا وہاں عید کے دن صبح کو اس طریقے سے جلوس نکلتا ہے سب سے پہلے ڈھول باجہ وغیرہ بجایا جاتا ہے اس کے پیچھے مولود خواں مولود پڑھتے ہیں اس کے پیچھے ایک گھوڑے پر ایک مولوی صاحب کو سوار کر کے شہر کے گلی کوچہ اور بازاروں میں سے پھراتا پھراتا عید گاہ میں پہنچاتے ہے عید کی نماز سے پہلے جناب پیر غلام مجدد صاحب سرہندی نے مجھے دو تجویزیں پیش کرنے کو فرمایا ایک فلسطین کے متعلق اور دوسری تجویز فتنہ مرزائی کے متعلق دونوں تجویزیں سنا کر بندہ نے کہا کہ اس شہر کے لوگوں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے حرام و حلال کی تمیز نہیں سب سے پہلے ڈھول

---

(۱) (الدر المختار مع الرد ۶/ ۳۴۹)
(۲) (حوالہ گزشتہ الدر المختار مع الرد ۶/ ۳۴۹-۶/ ۳۴۸)

اس کے بعد مولود خواں اس کے بعد مولوی گھوڑے پر سوار ہے حالانکہ ڈھول بجانا شرعاً ناجائز ہے اور کسی صورت میں بھی اس کا بجانا جائز نہیں ہے جس کو خدا کے رسول نے حرام کیا ہو جلوس کے آگے آگے بجایا جائے اس پر ایک مولوی اسی شہر کا اٹھا اول تو اس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حملہ کیا ہے دوسرا یہ مطلب ہے کہ ہمارا دادا حضرت آدم علیہ السلام نہیں بلکہ اور کوئی ہے لہذا اپنے الفاظ واپس لے بعد اس کے کہنے لگے کہ ڈھول بجانا شرعاً جائز ہے احادیث سے ڈھول کے بجانے کا ثبوت ملتا ہے اور شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے ڈھول وغیرہ بجانے سے کفار پر رعب چھا جاتا ہے اور اس کے بجانے سے اسلام کی شان و شوکت بڑھتی ہے اور یہاں یہ بھی دستور ہے کہ کوئی غیر مسلم مسلمان ہوتا ہے تو اس کا بھی اسی طرح جلوس نکلتا ہے حتی کہ اس دن مسجد کے صحن اور مناروں پر چڑھ کر ڈھول وغیرہ بجایا جاتا ہے اور یہاں بغیر ڈھول باجہ شہنائی کے نکاح ہی نہیں کرتے کیونکہ مولویوں نے اس کا بجانا جائز کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ ڈھول وغیرہ بجانا احادیث سے ثابت ہے ؟ کیا ڈھول بجانے سے کفار پر رعب چھا جاتا ہے اور اسلام کی شان و شوکت بڑھتی ہے اگر ناجائز ہے تو ایسے فتوے دینے والے پر شرعاً کیا حکم ہے بعض اخباروں اور رسالوں میں دیکھا گیا ہے کہ قادیانیوں یا بریلویوں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے یہ گالی ہے یا نہیں اور ہے ایک اور مولوی نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ چند صحابہ کے ساتھ جا رہے تھے تو ڈھول بجنے کی آواز سنی حضرت عمر نے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال دیں تھوڑی دور آگے چل کر صحابہؓ سے پوچھا کہ اب بھی آواز آتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ڈھول باجہ اگر ناجائز ہوتا تو حضرت عمرؓ ان صحابہؓ کو بھی کہتے کہ تم بھی کانوں میں انگلیاں ڈال دو مگر اور صحابہ برابر ڈھول بجنے کی آواز سنتے رہے اس لئے ڈھول بجانا جائز ہے اور حضرت عمرؓ نے صحابہ کو منع نہیں کیا اور احادیث میں آیا ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی ڈھول باجا بجایا جاتا تھا مگر آپ نے کبھی ان کو منع نہیں کیا اور افغانستان جہاں اسلامی حکومت ہے وہاں شادی اور خوشی کے موقع پر جب ڈھول بجایا جاتا ہے تو مولوی اور عالم ڈھول پر ناچتے ہیں اور جب نماز کا وقت آتا ہے تو پھر مسجد میں چلے جاتے ہیں اگر یہ فعل ناجائز اور حرام ہوتا تو وہ مولوی ایسا ناجائز فعل ہرگز نہ کرتے۔ **المستفتی نمبر ۲۱۱۱** جناب احمد صدیق صاحب (کراچی) ۹ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۳ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۶) نکاح کے موقعہ پر دف بجانے کی اجازت ہے یا غزوہ میں یا سحری وافطار کے وقت کے اعلان کے لئے طبل کی اجازت ہے (۱) اگر دف نہ ہو تو ڈھول اس کی جگہ استعمال کر لینے کی گنجائش ہے لیکن عید کے لئے جلوس کی شکل بنا کر لے جانا سلف صالحین کے طرز عمل کے خلاف ہے اسی طرح غیر مسلم کے مسلمان ہونے پر اس طرح جلوس نکالنا بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) ولا باس ان یکون لیلة العرس دف یضرب به لیعلن به النکاح وفی الوالوالجیه وان کان للغزو والقافلة یجوز (رد المحتار مع الدر ۶/ ۵۰۵)

گانا باجہ ڈھول وغیرہ ہر وقت ناجائز ہے

(سوال) آلات لہو ولعب ریڈیو باجے وغیرہ سننا و بجانا مطلقاً حرام ہے یا گھر میں بیوی بچوں اور اپنی طبیعت بہلانے کے خیال سے لگانا یا ہوٹل اور دوکان میں کثرت گاہک کے لئے لگانا و بجانا جب کہ گرد و پیش کے ہوٹلوں اور دوکانوں میں آلات مذکورہ ہونے کی وجہ سے لوگ بکثرت ہوٹل میں آئیں جائیں اور ہمارے یہاں نہ ہونے کی وجہ سے لوگ کم ہونے سے تجارت پر برا اثر پڑتا ہو جائز ہے یا نہیں ؟ **المستفتی نمبر** ۲۳۰۳ جناب حاجی سلیمان کریم صاحب (بمبئی) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی) آلات لہو ولعب کا بجانا مطلقاً ناجائز ہے اور ناجائز چیز کے ذریعہ کسی طرح کا مفاد دنیاوی حاصل کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔(۱) فقط اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ

(جواب ۲۶۷) (از مفتی اعظمؒ) آلات لہو ولعب کا استعمال تجارتی فروغ کے لئے مباح نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دف بجانے کی منت والی حدیث شریف کی صحیح تشریح

(سوال) ایک مولوی صاحب نے ایک دن کہا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ناچ دیکھا ہے کہنے لگے ایک عورت آنحضرت ﷺ کے حضور میں آئی اور کہنے لگی میں نے منت مانی تھی کہ آپ صحت یاب ہوں گے تو میں آپ کے سر پر دف بجاؤں گی اور ناچوں گی آپ نے فرمایا تو اپنی منت پوری کر اس نے ویسا کیا یعنی آپ کے سر پر دف بجایا اور ناچی، مولوی صاحب ایک سن رسیدہ آدمی ہیں ۷۰۔۸۰ کے درمیان عمر ہے علم بھی کافی رکھتے ہیں حیدر آباد میں مدرسہ دینیہ میں سال یا دو سال مدرس یا صدر مدرس رہ چکے ہیں ملازمت چھوڑے بھی ایک زمانہ ہو گیا ہے دوسرے دن میں نے مولوی صاحب سے تنہائی میں پوچھا کہ کیا گانے کو آپ شرعاً مباح سمجھتے ہیں کہنے لگے نہیں لیکن اولیاء اللہ کے معاملے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے (شاید یہ مطلب بھی ہوگا کہ پیغمبروں کے معاملہ میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے) میں نے پوچھا کہ کون سے اولیاء اللہ گانا سنا کرتے تھے کیا حضرت عبد القادر جیلانیؒ گانا سنا کرتے تھے کہنے لگے حافظ شیرازی سنتے تھے کیا مولوی صاحب کے ذکر کئے ہوئے اس مضمون کی کوئی حدیث ہے مولوی صاحب کا کلام آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبانہ ہے یا نہیں مولوی صاحب نے جو کچھ کہا اس سے ان پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں اور ان کو توبہ اور تجدید ایمان کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۵ قاضی سید مظہر علی صاحب (بمبئی) ۲۹ صفر ۱۳۵۸ھ م ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء۔

(جواب ۲۶۸) جس واقعہ کا مولوی صاحب نے ذکر فرمایا ہے وہ حدیث مسند امام احمد ص ۳۵۳ ج ۵ میں اور ترمذی ص ۲۱۰ ج ۲ میں اور ابو داؤد میں مروی ہے مگر ان سب روایات میں صرف یہ ذکر ہے کہ اس نے

---

(۱) ودلت المسالة ان الملاهی کلها حرام (الدر المختار مع الرد ۶/۳۴۸)

صرف دف بجانے کی منت ماننے کا ذکر کر کے دف بجانے کی اجازت مانگی ناچنے کا ذکر کسی روایت میں نہیں تب مولوی صاحب سے ناچنے کے ذکر کا حوالہ دریافت کرنا چاہئے۔

بہر حال اس واقعہ کے بیان کرنے میں طرز بیان غیر محتاط ہو جائے تو ہو جائے مگر اس قدر واقعہ صحیح ہے کہ دف بجانے کی اجازت مانگی اور حضور ﷺ نے اجازت دی اور اس نے دف بجایا اور جب حضرت عمرؓ تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر اس نے دف سرین کے نیچے رکھ لیا اور اس پر بیٹھ گئی اور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ تم سے شیطان ڈرتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شادی کے موقع پر عورتوں کا گیت گانا

(سوال) عورتیں عورتوں میں گیت گا سکتی ہیں یا نہیں ہمارے یہاں ایک مولوی کہتا ہے کہ عورتوں کا شادی کے موقعہ پر عورتوں میں گیت گانا جائز ہے اب آپ سے عرض ہے کہ شادی میں گیت گانا اور دف بجانا جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۷۰۲ عبداللطیف صاحب مدرس (سورت) ۱۸ صفر ۱۳۶۱ھ م ۷ مارچ ۱۹۴۲ء

(جواب ۲۶۹) شادی یعنی نکاح کے موقع پر دف بجانا جائز ہے(۲) اور عورتوں کو عورتوں میں گیت گانا دو شرطوں سے جائز ہے ایک شرط یہ ہے کہ غیر محرم مردوں کے کان میں ان کی آواز نہ پہنچے دوسری شرط یہ کہ گیت میں فحش مضمون اور ناجائز کلام نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سماع مزامیر کے بغیر بھی ناجائز ہے۔

(اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) سماع بلا مزامیر کے یا مزامیر کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷۰) فقہائے حنفیہ کے نزدیک سماع اگرچہ بغیر مزامیر ہو سننا جائز نہیں اور آلات کے ساتھ تو جمہور کے نزدیک ناجائز ہے در مختار میں ہے۔ قال ابن مسعودؓ صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات قلت وفي البزازية استماع صوت الملاهي كضرب قصب و نحوه حرام لقوله عليه الصلوة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر اى بالنعمة (الى قوله) فالواجب كل الواجب ان يجتنب كيلا يسمع انتهى (۳) كتاب

---

(۱) عن بريدةؓ يقول خرج رسول الله ﷺ في مغازيه فلما انصرف جاءت جارية سوداء فقالت يا رسول الله ﷺ انى كنت نذرت ان ردك الله سالما ان اضرب بين يديك بالدف واتغنى فقال لها رسول الله ﷺ ان كنت نذرت فاضربى والا فلا فجعلت تضرب ... ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استها ثم قعدت عليه فقال رسول الله ﷺ ان الشيطان يخاف منك (ترمذى ۲ : ۲۱۰)

(۲) واذا كان الطبل بغير اللهو فلا باس به كطبل الغزاة والعرس (رد المحتار مع الدر ۶ : ۵۵۰)

(۳) (الدر المختار مع الرد ۶ : ۳۴۹)

الحظر والاباحۃ) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ گانے باجے کی آواز دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جیسے پانی سے گھاس پیدا ہوتی ہے اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ باجوں کی آواز مثلاً ڈھول تاشے سننا حرام ہے اور اس کی دلیل حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے "باجوں کا سننا گناہ ہے اور ایسی جگہ بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت لینا خدا کی ناشکری ہے" پس لازم ہے کہ پورا پورا اجتناب کرے تا کہ گانا بجانا سنے ہی نہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے اختلفوا فی التغنی المجرد قال بعضهم انه حرام مطلقا والا ستماع الیه معصیة وهو اختیار شیخ الاسلام ولو سمع بغتة فلا اثم علیه (۱) یعنی فقہا کا اس میں اختلاف ہے کہ صرف گانا "یعنی بغیر ساز و آلات کے" سننا بھی جائز ہے یا نہیں تو بعض فقہا تو فرماتے ہیں کہ غنا مطلقاً حرام ہے اور قصداً اس کی طرف کان لگانا گناہ ہے اور شیخ الاسلام نے یہی قول اختیار کیا ہے ہاں اگر اچانک گانے کی آواز سن لے تو گناہ گار نہ ہوگا اور اسی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس علیه وهو والغناء والمزامیر سواء (۲) یعنی سماع اور قوالی اور حال کھیلنا جو ہمارے زمانے کے نام نہاد صوفی کرتے ہیں حرام ہے۔ اس میں جانا اور بیٹھنا جائز نہیں اور یہ قوالی اور غنا اور مزامیر حکم میں ایک سے ہیں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسلمان میراثی ہندوؤں کی تقریب میں شرکت نہیں کر سکتے۔

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) مشرکوں کی شادیوں تیوہاروں پر اگر مسلمان میراثی پڑھائیں ڈھول باجے بجائیں اور ان کو رسومات شرکیہ ادا کرائیں تو ان کا ایمان کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۱) مسلمان میراثیوں کو ہندوؤں کے یہاں ان کی مشرکانہ تقریبات میں جانا ناجائز اور حرام ہے اور گانا بجانا تو مطلقاً خواہ شادی بیاہ کی تقریب میں ہو یا مذہبی تقریب میں ناجائز ہے (۳) تاہم یہ لوگ چونکہ مزدوری کی نیت سے جاتے اور گاتے بجاتے ہیں اس لئے ان کی تکفیر نہیں کی جا سکتی۔ محمد کفایت اللہ

سینما (بائیسکوپ) دیکھنا حرام ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) سینما (بائیسکوپ) اور سرکس وغیرہ دیکھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۲) بائیسکوپ محض لہو و لعب ہے سرکس میں آدمیوں اور جانوروں کے ورزش کرتب دکھائے جاتے ہیں بائیسکوپ ناجائز اور سرکس اگر باجے وغیرہ منہیات سے خالی ہو تو مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ'

---

(۱) (فتاوی هندیة ۵ / ۳۵۱)
(۲) (فتاوی هندیة ۵ / ۳۵۱)
(۳) ومن السحت مایوخذ علی کل مباح کملح وکلأوماء و معادن و مایاخذه غاز لغزو وشاعر لشعره و مسخرة و حکواتی قال الله تعالی . ومن الناس من یشتری لهو الحدیث الخ واصحاب معازف و قوال وکاهن .. (قال فی الشامیة) لکن فی المواهب و یحرم علی المغنی والنائحة والقوال اخذ المال المشروط دون غیره وکذا صاحب الطبل والمزمار کما قدمناه عن الهندیة (رد المحتار مع الدر ۶ / ۴۲۴ ط سعید)

قیام مولود اور اس میں دف بجانا جائز نہیں۔

(الجمعیۃ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) مولود شریف میں قصائد وغیرہ پڑھتے وقت دف بجانا اور قیام وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۳) دف بجانا نکاح جہاد عید میں جائز ہے وہ بھی جبکہ دف میں جھانجھ نہ ہو(۱) قیام مولود بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بائیسکوپ دیکھنا ہر حال میں ناجائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) (۱) بائسکوپ میں جو تصاویر دکھائی جاتی ہیں جنکا اکثر حصہ برہنہ یا نیم برہنہ ہوتا ہے نیز عورتوں اور مردوں کے فحش مذاق اور اختلاط دکھائے جاتے ہیں ایسے تماشوں کو دیکھنا کیسا ہے؟ (۲) بائسکوپ کو اس خیال سے دیکھنا کہ اس میں سابقہ قوموں کے تاریخی واقعات ہوتے ہیں کیسا ہے؟ (۳) گراموفون کا بجانا اس میں نعتیہ غزلیں بجا کر سننا یا کلام مجید کے رکوع کا بجانا ان کو سننا کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۴) (۱) بائسکوپ کا تماشا محض لہو ولعب ہے اور برہنہ یا نیم برہنہ تصاویر کا دیکھنا دکھانا حرام ہے یہ منظر اخلاق کو تباہ کرتے اور جذبات شہوانیہ کو برانگیختہ کر کے طرح طرح کے جرائم کے سبب بن جاتے ہیں اور ان کی عادت اور کثرت مالی تباہی پیدا کرتی ہے اس لئے ان تمام وجوہ سے بائسکوپ میں جانا حرام ہے۔(۲) (۲) اس خیال کی کوئی اہمیت شرعاً نہیں ہو سکتی جب کہ کھلے کھلے وجوہ حرمت کے موجود ہیں تو یہ حیلہ وجہ جواز نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ اگر فائدہ بھی ہو تاہم مضرتیں غالب ہونے کی وجہ سے واثمهما اكبر من نفعهما کے ماتحت ناجائز ہے تاریخی واقعات اگر معلوم ہوتے ہوں تو اس کے ساتھ چوری کی گھاتیں ڈکیتی کے طریقے عشق بازی اور آوارگی کی راہیں بھی لوگ سیکھ کر آتے ہیں اور اپنی قومی مذہبی اخلاقی اقتصادی بربادی اپنے ہاتھوں مول لیتے ہیں اور اس کی حرمت میں کسی متدین مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا (۳) گراموفون بجانا اور سننا عام طور پر لہو ولعب اور تفریح کے طور پر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت سے بجانا سننا اور اس پر روپیہ صرف کرنا ناجائز ہے قرآن مجید کے رکوع ریکارڈوں میں بھرنا اور پھر ان کو سننا سنانا دوسری وجہ سے بھی ناجائز ہے کہ اس میں قرآن مجید کی ہتک بھی لازم آتی ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ الجواب صحیح خادم العلماء سلطان محمود (صدر مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی) (حضرت مولانا) اشرف علی تھانوی بندہ محمد الیاس (مدرسہ کاشف العلوم بستی حضرت نظام الدین دہلی) محمد زکریا عفی عنہ (شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور) محمد شفیع عفی عنہ (صدر مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی) فقیر احمد سعید (ناظم جمعیۃ علمائے ہند) سید حمید (امام جامع مسجد دہلی) محمد مظہر اللہ غفرلہ (امام مسجد فتح پوری دہلی) وغیرہم۔

---

(۱) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۶/۵۵)
(۲) و دلت المسالة ان الملاهی كلها حرام (الدر المختار مع الدر ۶/۳۴۸ ط سعيد)

لہو ولعب کو امداد کا ذریعہ بنانا موجب شرم ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۴ء)

(سوال) آج کل امداد بہار کے لئے بعض اسکولوں میں گیدھیر نگ کئے جاتے ہیں اور لڑکے تماشا بتلاتے ہیں اس میں مسلمانوں کے لڑکے بھی ہوتے ہیں اس طرح کے تماشے میں بطور ایکٹر مسلمان لڑکوں کو کام کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۷۵) یہ طریقہ امداد کا درست نہیں ہے لہو ولعب اور کھیل تماشوں کو امداد کا ذریعہ بنانا موجب شرم ہونا چاہئیے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گراموفون میں قرآن وحدیث بھرنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) گراموفون کے ریکارڈ میں قرآن شریف وحدیث شریف اور وعظ و تقریر میلاد وغیرہ بھر کر تبلیغ کا کام کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۷۶) گراموفون ان آلات غنا میں سے ہے جو اکثری طور پر اور عام حالات میں لہو ولعب اور تفریح کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں اگرچہ نفس آلہ بعض مفید کاموں میں استعمال ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کا عام رواج اور اکثری استعمال محض لہو ولعب کے طور پر کیا جاتا ہے اور اس کی مجالس میں ہر قسم کے لوگ حظ سماع اٹھانے کے لئے شریک ہوتے ہیں لہذا اس کے ریکارڈوں میں کوئی متبرک چیز یں بھرنا اور ان کو بیع وشرا کے ذریعے سے عام کردینا اور ہر قسم کی مجالس میں ریکارڈوں پر قرآن مجید یا حدیث شریف یا وعظ و تقریر کو گانے میں شامل کردینا اس مقدس چیز کی توہین کرنا ہے (۲) ریکارڈ پر جو چیز سنی جاتی ہے اس کی وقعت سننے والے کے قلب میں ایک راگ اور گانے سے زیادہ نہیں ہوتی اگر مان لیا جائے کہ اس میں تبلیغ کا فائدہ ہوتا ہے تو اس فائدہ کی وجہ سے ان دینی مضرتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو ایمان کو سلب کرنے والی ہیں فائدے تو شراب اور قمار میں بھی تھے لیکن حضرت حق نے ان فائدوں کو واثمھما اکبر من نفعھما فرما کر کالعدم کردیا تبلیغ بیشک اسلام میں ایک اہم فریضہ ہے لیکن اہم سے اہم فرائض کی ادئیگی کے لئے ناجائز ذرائع استعمال نہیں کئے جاسکتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ روز قبل طوائفوں کے ذریعے سے اسلامی تبلیغ کرانے کے مسئلے میں پیش آچکی ہے آنحضرت ﷺ کی پاک اور مقدس سیرت مبارک کی شان اس سے بہت ارفع واعلی ہے کہ وہ ریکارڈوں میں بھری جائے اور وہ ریکارڈ ایک مشین میں لگا کر ایسے مقامات اور ایسے مجامع میں استعمال کئے جائیں جو اس مقدس ذکر کے لائق نہ

---

(۱) حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۶ : ۴۲۴ و من السحت الخ)

(۲) حوالہ گزشتہ الدر المختار مع الرد ۶ : ۳۴۸)

ہوں بلکہ وہاں اس ذکر کی توہین ہوتی ہو اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ قرآن پاک اور احادیث مقدسہ اور متبرک مواعظ واذکار کے ریکارڈ ہرگز نہ خریدیں اور نہ سنیں اور عموماً گراموفون کو ہی خریدنے اور سننے سے احتراز کریں کہ اس میں لہو ولعب کے سوا اور کوئی مقصد نہیں اور اس کے ذریعے سے سنی ہوئی بات کی دل میں کوئی عزت اور وقعت نہیں ہوتی ۔ وقتی طور پر ایک حظ سماع حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی جب کہ مشین اور ریکارڈ درست رہیں اور جو چلتے چلتے درمیان میں مشین بگڑ گئی یا ریکارڈ خراب ہو گیا تو سامعین کے دل متنفر اور دماغ پریشان ہو جاتے ہیں اور اس پر استہزاء اور ہنسی مذاق سب کچھ پیش آجاتا ہے ۔(۱) معاذ اللہ منہا ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تاش 'چوسر اور شطرنج کھیلنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تاش چوسر شطرنج کی بازی کھیلنا جائز ہے یا نہیں ؟ ایک مولوی صاحب شطرنج کو جائز کہتے ہیں ؟

(جواب ۲۷۷) تاش چوسر شطرنج لہو ولعب کے طور پر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے نیز ان کھیلوں میں مشغول اکثری طور پر فرائض وواجبات کی تفویت کا سبب بن جاتی ہے اور اس صورت میں اس کی کراہت حد حرمت تک پہنچ جاتی ہے ۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

کیرم بورڈ کے بارے میں ایک خاص فتویٰ

(الجمعیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) خاکسار کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی ہے اور الحمد للہ کسی کھیل کا شوق نہیں ہے تاش شطرنج سینما تھیٹر وغیرہ نئے نئے کھیل جو رائج ہیں ان سب سے محفوظ ہوں پڑھنے لکھنے اور گھر کے کام کاج میں مصروف رہتا ہوں میرے استاد صاحبان کہتے ہیں کہ جاؤ دماغ کی تفریح کرو لہذا دو چار روز سے محلّہ میں کیرم کھیلنے چلا جاتا ہوں اور کچھ ورزش کر لیتا ہوں کیرم کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تاش شطرنج سے بہتر ہے تاش شطرنج سے مجھے خود نفرت ہے ۔

(جواب ۲۷۸) اگر کیرم میں بازی (یعنی ہار جیت کی کوئی قیمت) نہ لگائی جائے محض تفریح کی غرض سے تھوڑی دیر کھیل لیا جائے اور اس کی وجہ سے کسی ضروری اور مذہبی کام میں خلل نہ آئے تو آپ کے حالات کے لحاظ سے مباح ہوگا ۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) والا ستهزاء بشي من الشرائع كفر (الدر المختار مع الرد ٥ : ٤٧٤)

(۲) و كره تحريما اللعب بالنرد و كذا الشطرنج (قال في الشامية) وانما كره لان من اشتغل به ذهب عناؤه الدنيوي وجاءه العناء الاخروي فهو حرام و كبيرة عندنا الخ (رد المحتار مع الدر ٦ : ٣٩٤ ط سعيد)

دف بجاتے وقت درود پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) دف بجاتے وقت دف بجانے والے کو درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۷۹) نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بینڈ سننا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک باغ ہے اس میں موسم گرما میں ہر جمعہ کو سرکاری بینڈ شام کو بجتا ہے اور اکثر لوگ تقریباً وہاں جاکر سنتے ہیں تو نماز عصر پڑھ کر وہاں جاکر بینڈ سننا کیسا ہے ؟

(جواب ۲۸۰) مکروہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فلم دیکھنا خواہ حج کا منظر کا ہو جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۳۹ء)

(سوال) ایک فلم " حج فلم " کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کو طواف کرتے دکھایا گیا ہے یہ فلم دیکھنا دکھانا کیسا ہے ؟ المستفتی شبیر حسن 'عبدالوہاب' محمد رفیق

(جواب ۲۸۱) چلتی پھرتی تصویریں فلم پر دیکھنا محض لہو ولعب کے طور پر ہوتا ہے تصویر سازی حرام ہے اور تصویر بینی اور تصویر نمائی اعانت علی الحرام ہے اس لئے فلم خواہ حج کے منظر کی ہو بنانی دیکھنی دکھانی سب ناجائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بٹنوں کا باجہ سیٹی وغیرہ بیچنے کا حکم

(سوال) بٹنوں 'کا باجہ' سیٹی' سیفٹی ریزر' بلیڈ یا کاغذ پر چھپی ہوئی تصویریں جو بچے پانی میں بھگو کر اپنے ہاتھوں یا کتابوں پر اتار لیتے ہیں اور شیشے کی گولیاں وغیرہ ان چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں ؟ (شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی)

(جواب ۲۸۲) بٹنوں کا باجہ' سیٹی' سیفٹی ریزر' بلیڈ' گولیاں' یہ چیزیں بیچنی جائز ہیں تصویریں بیچنی جائز نہیں ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر لاستخفافه وادب القرآن ان لا یقرأ فی مثل هذه المجالس الخ فتاوی بزازیه علی هامش هندیة ٦ /٣٣٨ ط کوئٹه)
(۲) ودلت المسالة ان الملاهی کلها حرام (الدر المختار مع الرد ٦ /٣٤٨ ط سعید)
(۱) وهذه الکراهة تحریمیة و ظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان وقال و سواء صنعه لما یمتهن او لغیره فصنعته حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق الله تعالی و سواء کان فی ثوب او بساط او دراهم واناء وحائط و غیرها (رد المحتار مع الدر ١ /٦٤٧ ب سعید)
(۲) عن جابر انه سمع رسول الله ﷺ یقول عام الفتح بمکة ان الله و رسوله حرم بیع الخمر والخنزیر والاصنام (صحیح بخاری ١ /٢٩٨)

سولھواں باب
ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر

نماز عید میں لاؤڈ اسپیکر کا حکم

(سوال) عید کی نماز میں مقتدیوں کو امام کی آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر (یعنی وہ آلہ جس کے ذریعہ سے آواز دور تک پہنچ جاتی ہے) لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۵ حاجی یوسف حاجی مکی کیمپ کراچی ۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ م ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۸۳) امام کے پیچھے دوسری تیسری صف میں جو مبلغ کھڑے کئے جاتے ہیں کہ وہ زور سے تکبیرات کہتے رہیں تاکہ لوگوں کو تکبیرات زوائد اور تکبیرات رکوع و سجود پہنچانے میں آسانی ہو ان کے سامنے لاؤڈ اسپیکر لگا دیا جائے تو جائز ہے جس سے صرف تکبیرات لوگوں کو پہنچ جائیں اور نماز صحیح طور پر ادا ہو جائے امام کی قرات لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے نہ پہنچائی جائے نماز کے بعد امام لاؤڈ اسپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ دے تو جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عید گاہ کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر خریدنا

(سوال) عید گاہ واقع رنگون کے وسیع رقبہ میں بوجہ ہجوم و کثرت نمازیان عید دور والے خطبہ عید سننے سے محروم رہتے ہیں اور بجز معدودے چند اکثر حاضرین چلے جاتے ہیں لہذا ٹرسٹیان عید گاہ مذکور کا ارادہ ہوا ہے کہ اگر شرعاً گنجائش ہو تو کلکتہ بمبئی کی طرح لاؤڈ اسپیکر لگا دیں تو عید گاہ مذکور کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر دوسرے اصحاب ہمت اپنے پاس سے خرچ کر کے لگا دیں تو درست ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۴۲۹ مولوی عبدالخالق رنگون ۳ رمضان ۱۳۵۳ھ م ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۸۴) خطبہ عید کے لئے لاؤڈ اسپیکر لگا کر خطبہ پڑھنے میں کوئی وجہ مانع جواز نہیں ہے اس کے ذریعے سے دور و قریب کے تمام حاضرین خطبہ سن سکیں گے لیکن شرعی طور پر کوئی لازمی بات نہیں ہے کہ تمام حاضرین کو خطبہ سنانے کا انتظام ضرور کیا جائے اگر کوئی شخص اپنی طرف سے لگوا دے تو اس میں تو کوئی سوال باقی نہیں رہتا مسجد کے مال میں سے ایک غیر ضروری چیز پر صرف کرنے میں شبہ ہو سکتا ہے لیکن

---

(۱) چونکہ اس آلہ کے ذریعے ابلاغ صوت کا مقصد بہت پر سکون طریقے سے حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ مجالس وعظ اذان وغیرہ میں اس کا مشاہدہ ہے اور حضرت مفتی اعظم نے جو تحقیق فرمائی ہے اس وقت اس آلہ کا اتنا عموم نہیں تھا بہت سے ماہرین کو اس وقت تک اس آلے کے متعلق شاید علمی تحقیق نہیں تھی اور اب جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ آلہ صرف مرتفع الصوت ہے اور اس کی آواز امام ہی کی آواز ہے صدا نہیں اور اس کے علاوہ چونکہ آج کل اس آلے کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے خصوصا حرمین شریفین اور دیگر بڑے اجتماعات میں اس کا استعمال ضروری تصور کیا جاتا ہے اور اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں لہذا اگر لاؤڈ اسپیکر کو نماز سے قبل ٹھیک کیا جائے اور اس بات کا اطمینان پیدا کر لیا جائے کہ اب نماز میں آواز کو بگاڑ کر بد نما نہیں بنائے گا اور اس کی وجہ سے نمازیوں کے خشوع و خضوع میں فرق نہیں آئے گا اور نیز اس قسم کا انتظام بھی کیا جائے کہ بجلی فیل ہونے یا مشین خراب ہونے کی صورت میں لوگوں کی نماز خراب نہ ہو تو بلا کراہت نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے۔ آلات جدیدہ میں مفتی شفیع صاحبؒ نے مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی علامہ زاہد الکوثری المصری کی رائے بھی یہی لکھی ہے۔

اس میں یہ **تفصیل** ہے کہ اگر وہ مسجد یعنی عیدگاہ مالدار ہو اور اس کی رقم اس کے ضروری مصارف سے فاضل بچی رہتی ہو اور اس خرچ سے اس کے کسی ضروری انصرام میں نقصان نہ پہنچے تو یہ خرچ اس میں سے بھی کیا جاسکتا ہے جس طرح برقی پنکھے اور فرش وغیرہ کے مصارف کئے جاتے ہیں اور اگر عیدگاہ کی رقم ضروری مصارف سے زائد نہ ہو تو یہ خرچ اس کی رقم میں سے نہیں کیا جاسکتا۔ (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ریڈیو اور ٹیلی فون وغیرہ میں قرآن کی تلاوت جائز ہے

(سوال) قاری کو اس مشین کے سامنے جس کے ذریعہ سے آواز غیر ممالک تک بلا کسی تار وغیرہ کے ہوائی موجوں کے ذریعہ پہنچ جاتی ہے تلاوت قرآن مجید یا اس کا ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی** نمبر ۲۸۲ مولوی محمد یوسف صاحب ناظم جمعیۃ القراء والحفاظ دہلی ۲۹ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۷ ۲ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۵) اگر مشین کے سامنے بیٹھ کر پڑھتا ہو اور اس کے ساتھ اور کوئی لہو ولعب نہ ہو اور قرآن پاک کی کوئی بے حرمتی نہ ہو تو جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ریڈیو پر معاوضہ لیکر تلاوت کرنا۔

(سوال) ریڈیو پر کلام الٰہی کی تلاوت کرنا معاوضہ لیکر یا بلا معاوضہ جائز ہے یا نہیں۔ **المستفتی** نمبر ۸۲۷ حافظ اظہار الحق دیوبندی ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۶) فی حد ذاتہ تو جائز ہے لیکن اگر اس کے کسی مرحلے میں قرآن پاک کی توہین کا شائبہ ہو تو پھر ناجائز ہوگی۔ معاوضہ کے جواز میں تامل ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) لاؤڈ اسپیکر میں نماز وخطبہ کا حکم
(۲) لاؤڈ اسپیکر ریڈیو وغیرہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت لازم ہو جاتا ہے
(۳) گراموفون سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوگا

(سوال) (۱) لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو آلہ جدید ہے اس میں خطبہ جمعہ وعیدین کی نماز پڑھائی جائے تو کیسی ہوگی؟ اس کے ذریعے سے امام کی آواز کو مقتدیوں تک پہنچایا جاتا قرأت وغیرہ اور اس آواز کی سماعت پر نماز کا ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بذریعہ ریڈیو آیت سجدہ تلاوت کی جائے تو سامعین پر سجدہ فرض ہوگا یا نہیں؟

(۳) گراموفون میں قرآن مجید ودیگر کلام مشروع بہ نیت ثواب سننا جائز ہے یا نہیں؟ گراموفون میں آیت

---

(۲) ولا باس بنقشہ خلا محرابہ بجص وماء ذهب لو بماله الحلال لامن مال الوقف فانه حرام وضمن متوليه لو فعل النقش او البياض الا اذا خيف طمع الظلمة فلا باس به (قال في الشامية) اى بان اجتمعت عنده اموال المسجد وهو مستغن عن العمارة والا فيضمنها كما في القهستاني عن النهاية) (رد المحتار مع الدر ۱ /۶۵۸ ط سعيد) آج کل عموماً مساجد اور عیدگاہوں کی آمدنی ضروری انصرام سے زائد ہوتی ہے نیز آج کل لاؤڈ اسپیکر بھی ضروریات مساجد میں شمار ہوتا ہے اس لئے اگر مسجد اور عیدگاہ کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر خرید اجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

سجدہ پڑھنے سے سامعین پر سجدہ تلاوت فرض ہوتا ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۸۵۵ محبت حسین شاہ (ضلع راولپنڈی) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۷) (۱) لاؤڈ اسپیکر (آلہ مکبر الصوت) کا استعمال تکبیرات اور خطبہ کی آواز بلند کرنے کے لئے جائز ہے قرأت قرآن مجید کو اس سے محفوظ رکھنا چاہئے۔

(۲) لاؤڈ اسپیکر اور ریڈیو کے ذریعے سے آیت سجدہ سننے سے تلاوت کا سجدہ لازم ہوگا فونوگراف کے ریکارڈ کے ذریعے سے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا۔

(۳) گراموفون میں قرآن مجید بھرنا اور سننا جائز نہیں اور اس میں آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت بھی لازم نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

لاؤڈ اسپیکر ریڈیو وغیرہ پر سجدہ تلاوت سننے کا حکم

(سوال) جناب مفتی صاحب کا فتویٰ نمبر ۸۵۵ نظر سے گزرا اس میں مفتی صاحب نے مطلب واضح بیان نہیں فرمایا چند وجوہ۔

(۱) دلیل عقلی و نقلی تحریر نہیں فرمائی کوئی جزئی رقم نہیں فرمائی نہ حوالہ کتب تحریر فرمایا۔

(۲) آلہ مکبر الصوت کی حقیقت تحریر نہیں فرمائی اس سے کیا مراد ہے اگر در حقیقت یہ قرأت ہے اور عبارت ہے تلفظ سے دونوں کا حکم ایک ہونا چاہئے اگر لاؤڈ اسپیکر میں خطبہ اور تکبیر جائز ہے تو قرأت بھی جائز ہونی چاہئے ایک ہی صورت کا آواز ہے جیسے تلفظ قرأت کے ویسے تلفظ خطبہ اور تکبیر کے۔

(۳) ریڈیو کے ذریعے سے آیت سجدہ سننے سے تلاوت کا سجدہ کیوں لازم ہوگا اگر سجدہ معتبر اور لازم ہو تو ریڈیو کو آلہ قرأت بنانا صحیح ہوا اگر ہم اس کو صحیح مان لیں تو کئی قباحتیں لازم آتی ہیں مثلاً یہ کہ آلہ استعمال کرنا شرعاً مذموم ہے جیسا کہ مدینہ منورہ میں واقعہ پیش آیا۔ وذالك انه ﷺ لما قدم المدينة و كان يؤخر الصلوٰة تارة و يعجلها تارة اخرى فتشاوروا في انه ينصبوا علامة يعرفون بها وقت الصلوات فقال بعضهم نقرة الناقوس فقال ﷺ هو للنصارى وقال بعضهم التبور وهوالبوق فقال ﷺ هو لليهود انتهى

(۴) صوت کی تعریف فرمائیں ہشر عاکون سا صوت معتبر ہے آیا مطلق صوت یا وہ صوت جس سے تلفظ ادا ہو الحاصل ان المراتب ثلثة حرف و صوت ونفس لا يتحقق الكلام الا بالحرف ولا يتحقق الحروف الا بالصوت والنفس والمخارج ۔ پھر فرماتے ہیں مصنف علام الحروف كيفية تعرض للصوت المعتمد على المخارج فالكيفية هي اعتماد الصوت على المخارج ۔ پس قرأت مطلق صوت سے حاصل نہیں ہوتی اور نہ مطلق نفس سے اس لئے کہ نفس ہوائے مطلق چنانچہ فرماتے ہیں فان النفس المعروض بالقرع اى هو الهواء الذى عرض عليه القرع یعنی ان القرع

بالعضلات يعرض علی النفس اور صوت اور مخارج میں فرق ہے محض صوت سے مخارج ادا نہیں ہوتے بدوں تلفظ کے کیونکہ صوت کا محل ریہ ہے نہ مخارج چنانچہ فرماتے ہیں والصوت عرض یقوم بمحل یخرج عن داخل الرية الی خارجها مع النفس مستطیلا ممتدا مستقلا غرض کہ ریڈیو کی آواز کو کلام سے تعبیر نہیں کر سکتے اس لئے کہ ریڈیو کی آواز صدیٰ (گونج) ہے اور گونج کا آواز دربارہ قرأت غیر معتبر ہے چنانچہ مصنف تحریر فرماتے ہیں ولا تجب سجدة التلاوة بسماعها عن الغیر علی الصحیح ولا تجب بسماعها من الصدیٰ وهوما یجیبك مثل صوتك فی الجبال والصحاریٰ و نحوها اس کی شرح میں فرماتے ہیں الصوت الذی یسمعه المصوت عقیب صیاحه راجعا الیه من جبل او بناء مرتفع فانه لا اجابة فی الصدیٰ وانما هو محاکاة پھر مصنف علام فرماتے ہیں ومن المعلوم ان المعروض قد یتحقق بدون عارضه کتحقق الانسان بدون صفة الکتابة والعارض اخص من المعروض حاصل کلام یہ ہے کہ ریڈیو کا آواز کلام نہیں اس لئے کہ تلفظ میں تین چیز کا ہونا لازمی ہے صوت' نفس' مخارج اگر یہ نہ پائے جائیں تو کلام حقیقی نہ پائی جائے گی مصنف علام فرماتے ہیں لاحروف شارح فرماتے ہیں عطف علی ایماء بای لا حروف حقیقة فلا کلام اذا ستت الحروف

(۵) دوسرا فتویٰ گراموفون کے عدم جواز کا ہے یہ بھی قابل غور ہے قاعدہ ہے جو اصلا کلام کا حکم ہوتا ہے وہی نقل کا چونکہ قرآن کریم دراصل جائز ہے تو نقل گراموفون میں اسی کی آواز ہے اس عدم جواز کی کیا وجہ ہے؟ المستفتی نمبر ۸۸۹ مولوی شیر محمد نئی دہلی ۵ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ م ۷ ۲ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۸) اگر فاضل مستفسر میرے جواب کی عبارت کو بنظر امعان ملاحظہ فرماتے تو ان کے اکثر استفسارات کا جواب اسی عبارت سے حاصل ہو جاتا' میں نے اپنے جواب میں لاؤڈ اسپیکر (آلہ مکبر الصوت) کو متکلم کی آواز کو بڑھانے والا قرار دیا ہے اور میرے خیال میں اس آلہ کے عمل کی حقیقت یہی ہے کہ وہ آواز یعنی کیفیت تموج ہوا کو وسیع کر دیتا ہے یعنی جو آواز کہ متکلم کے منہ سے نکلتی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ہوا میں مخصوص تموج یعنی لہریں پیدا کرتی ہے اور قریب میں وہ لہریں قوی ہوتی ہیں اس لئے آواز سنی جاتی ہے اور جتنا بعد ہوتا جاتا ہے وہ لہریں ضعیف اور کمزور ہوتی جاتی ہیں اور ضعف کی وجہ سے مسموع ہونے کی صلاحیت مفقود ہوتی جاتی ہے اس آلہ کا کام یہ ہے کہ جب اس کے سامنے کلام کیا جائے تو وہ تموج اس کے اندر بھی جاتا ہے اور اس کے اندر کی برقی قوت کے ذریعے سے وہ تموج دور دور تک اپنی پوری قوت کے ساتھ پہنچتا ہے اور اس لئے وہی آواز جو قریب میں مسموع ہوتی رہتی دور دور تک مسموع ہوتی ہے پس لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سے جو آواز سنی جاتی ہے وہ درحقیقت اسی کلام کرنے والے کی آواز ہے جو آلہ کے سامنے کلام کر رہا ہے نہ کوئی دوسری آواز' خطبہ اور تکبیر کا جواز اور قراۃ قرآن کے عدم جواز کا مبنیٰ صرف یہ ہے کہ قرآن پاک کی قراءۃ کو اس آلہ کے ذریعے سے بڑھانا مستحسن نہیں کیونکہ بسا اوقات مشین خراب ہو جانے کی وجہ سے آواز خراب ہو جاتی ہے اور اس میں قرآن پاک کی توہین کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ وہ توہین

قصدی نہیں ہوتی تاہم قرآن پاک کو اس احتمال سے بھی بچنا چاہئیے اگر یہ لحاظ مد نظر نہ ہو تو لاؤڈ اسپیکر کے اندر خطبہ اور قرأۃ کا حکم جدا نہیں۔

صدیٰ اور فونوگراف کا حکم بالکل جدا ہے وہ آواز بڑھانے کی چیز نہیں بلکہ صدیٰ تو جبل کی مصادمت اور فونوگراف میں ریکارڈ میں سے ایک جدید آواز نکلتی ہے جس وقت قاری یا متکلم کا کہیں پتہ نہیں ہوتا صدیٰ میں بھی اصل آواز اور پلٹی ہوئی آواز سے زمانی فاصلہ ہوتا ہے بخلاف لاؤڈ اسپیکر کے کہ اس میں کوئی زمانی تفاوت نہیں ہوتا۔

گراموفون میں قرآن مجید بھرنا اور سننا اس لئے ناجائز نہیں کہ وہ قرآن مجید کی نقل نہیں بلکہ اور کوئی شے ہے عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ گراموفون آلہ لہو ولعب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور بسا اوقات مشین کی خرابی سے ریکارڈوں کی آواز نہایت خراب اور مضحکہ خیز ہو جاتی ہے اس لئے قرآن مجید کا احترام اس کا مقتضی ہے کہ قرآن پاک کو لہو ولعب اور شائبہ توہین سے محفوظ رکھا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز اور خطبہ کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا حکم

(سوال) مسجد جامع و عید گاہ و غیرہ میں نماز و خطبہ و وعظ کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا لگانا جائز ہے یا نہیں ؟ جواب مسکت عطا فرمایا جاوے کیونکہ بعض بزرگ یہ خیال فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۴۴ حکیم محمد حیات خان دہلوی (حیات منزل 'کوچہ حکیماں' آگرہ) ۷ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۹) خطبہ اور وعظ کے لئے اس کا استعمال جائز ہے لیکن نماز کی قرأت کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو یہی احوط ہے ہاں مکبرین جو صفوف میں کھڑے ہوتے ہیں ان کی آواز بلند کرنے کے لئے اس سے کام لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

لاؤڈ اسپیکر مسجد کے مینارے پر لگانا.

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے مینارے پر آلہ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عند الشرع جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۴۴۲ امام عبدالصمد صاحب (جنوبی افریقہ) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۰) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے مینارے پر لاؤڈ اسپیکر لگانا مباح ہے فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ریڈیو سننا.

(سوال) یہ تو آج کل بچے بچے کو معلوم ہے کہ ریڈیو کی ترقی دن دونی رات چوگنی ہو رہی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں قریب قریب ہر طرح کے کام ہوتے ہیں مثلاً گانے بجانے ڈھول ڈھپے ناچ تقریریں ڈرامے' قرآن مجید مع ترجمہ کے وغیرہ وغیرہ مختصر یہ کہ مجھ کو اس میں آپ سے صرف یہ دریافت کرنا ہے کہ اس میں کیا چیز سننی جائز ہے اور کیا چیز ناجائز ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۱۰۴ ایم تقی اللہ والا' دہلی ۸ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۱) ریڈیو میں گانا بجانا' قوالی' فحش ڈرامے وغیرہ سننا جائز نہیں کوئی مفید تقریر ہو تو اس کے سننے کا مضائقہ نہیں قرآن مجید سننا بھی مباح ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عید کی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) نماز عیدین یا جمعہ کے موقعہ پر امام کی آواز دور تک کے تمام مقتدیوں تک پہنچانے کے لئے آلہ مکبر الصوت امام کے سامنے رکھنا کیا شرعاً حرام اور ناجائز ہے' المستفتی نمبر ۲۵۶۰ غلام دستگیر خان (بنگلور جنوبی ہند) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۷ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۹۲) میں کئی مرتبہ اس آلہ کے نماز میں استعمال کا حکم لکھ چکا ہوں اور اخبارات میں شائع کرا چکا ہوں وہ یہ کہ فی حد ذاتہ اس آلہ کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں اس لئے خطبۂ جمعہ و عیدین اور وعظ و تقریر کی مجالس میں اس کا استعمال مباح ہے نماز کے بڑے مجمعوں میں جو لوگ تبلیغ تکبیر کرتے ہیں ان کی آواز کو بلند کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں مگر قرأۃ قرآن کی آواز کو بلند کرنے کے لئے استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اس آلہ کا رفع صوت بجلی کی رو کے ذریعے انجام پاتا ہے اور بعض اوقات کنکشن کی بے قاعدگی اور بجلی کے مرکز کی خرابی سے بجلی کی رو کا نظام بگڑ جاتا ہے اور اس صورت میں آواز بگڑ کر ایسی کریہہ ہو جاتی ہے کہ سننے والے کو نفرت پیدا ہوتی ہے یا ایسی عجیب ہو جاتی ہے کہ سننے والے بے اختیار ہنس پڑتے ہیں تو اگر خدانخواستہ اثناء قرأت میں الفاظ قرآنی ادا کرتے وقت یہ بات پیش آجائے تو اس سے توہین قرآن لازم آجائے گی اس سے احتیاط لازم ہے بس یہ وجہ اثنائے قرأت میں استعمال سے ممانعت کرنے کی ہے اثناء خطبہ و وعظ میں بھی یہ امکان موجود ہے مگر اس میں اور نماز میں فرق ظاہر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جواب بالا پر مستفتی کا شبہ۔ اولاً یہ کہ آپ نے فرمایا ہے "کہ ممکن ہے کہ کنکشن میں بے قاعدگی یا بجلی کے مرکز میں خرابی پیدا ہو اس سے آواز بگڑ کر کریہہ ہو جائے اور سننے والے کو نفرت پیدا ہو' اس لئے نماز کے موقعہ پر احتیاط لازمی ہے ورنہ توہین قرآن کا اندیشہ ہے" جناب عالی یہاں گزشتہ سال عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کے موقع پر آلہ مکبر الصوت لگایا گیا تھا نہ تو کنکشن میں بے قاعدگی آئی تھی اور نہ ہی بجلی کا مرکز خراب ہوا

تھا بلکہ تمام مقتدیوں نے انتہائی تنظیم اور ترتیب سے اور بے حد سکون ووقار کے ساتھ نماز ادا کی تھی اب صرف کنکشن کی بے قاعدگی یا مرکز کی خرابی کے امکانی یا وہمی خوف سے ایسی عمدہ چیز کو روکنا طبع سلیم گوارا نہیں کرتی جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ فی حد ذاتہ اس آلہ میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں نیز جب کہ واضح طور پر معلوم ہے اور بار بار مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اس آلہ کے عدم استعمال کے وقت ہزاروں بندگان خدا عید جیسے بڑے بڑے مجمعوں میں اپنی نمازوں کو ٹھیک طریقہ سے ادا نہیں کر سکتے یعنی امام و مقتدی کے افعال و حرکات میں سخت تضاد واقع ہو جاتا ہے اور عام طور پر مقتدی ادھر ادھر منہ پھیر کر یا ترچھی نظروں سے دوسرے مقتدیوں کے افعال و حرکات معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو سب سے بڑھکر یہ کہ کھانسی ونزلہ وغیرہ سے خود امام کی آواز بگڑ کر موجب نفرت ہو سکتی ہے کیا کھانسی نزلہ کے وہمی یا امکانی خوف سے احتیاط کی کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ آئندہ سے انسان امامت نہ کیا کریں۔

البتہ جب فی حد ذاتہ اس آلہ میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے تو آپ یہ فتویٰ دے سکتے ہیں کہ کنکشن و مرکز کی خرابی کی طرف سے اطمینان حاصل کر لینا چاہئیے اور نماز کے دس پندرہ منٹ کے لئے اس قسم کی احتیاط کچھ مشکل نہیں۔

ثانیا یہ کہ خطبہ عیدین میں اس کا استعمال مباح ہے باوجودیکہ خطبہ ووعظ میں بھی قرآن مجید کی آیتیں لائی جاتی ہیں کیا قرأت کلام اللہ کی آواز خطبہ ووعظ وغیرہ میں بگڑ کر موجب نفرت بنے تو مضائقہ نہیں اور اس سے توہین قرآن لازم نہیں آتی مگر نماز ہی میں قراۃ کلام اللہ کی آواز بگڑنے سے توہین قرآن لازم آتی ہے ؟ یہ تضاد کیوں جب کہ ایک ہی کلام اللہ کی آیتیں دونوں مواقع پر پڑھی جاتی ہیں اور جب کہ نماز کی تکبیروں کی تبلیغ کے لئے نماز ہی میں آلہ مکبر الصوت استعمال کرنا مباح ہے تو ان حیثیتوں سے نماز و خطبہ میں کیا فرق ہے۔ **المستفتی** نمبر ۲۵۶۰ غلام دستگیر خان (معسکر بنگلور) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۷ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۹۳) **هو الموفق** میں نے جناب کی دوسری تحریر پڑھی جس میں جناب نے میرے جواب مذکور الصدور پر شبہات وارد فرمائے ہیں پہلا شبہ یہ ہے کہ کنکشن یا برقی لہر سے خراب ہو جانے کا شبہ ایک وہم ہے اس وہم کی بناء پر قراۃ کی آواز کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اونچا کرنے کے عمل کو چھوڑا نہیں جا سکتا اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ بات محض وہمی اور فرضی نہیں ہے بسا اوقات پیش آجاتی ہے اور پیش آچکی ہے اس لئے قرآن اور نماز جیسی اہم عبادت میں اس سے اجتناب کرنا ہی اقرب الی الصواب ہے اور قراۃ کی آواز تمام جماعت کو نہ پہنچے تو نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا دوسرا شبہ یہ ہے کہ خطبات میں بھی تو قرآن پڑھا جاتا ہے تو اگر خوف توہین قرآن موجب ممانعت ہے تو یہ خوف خطبات میں بھی موجود ہے اس کا جواب میں نے جواب سابق میں اشارۃً دیدیا تھا کہ نماز اور خطبہ کا فرق ظاہر ہے مگر جناب نے اس پر غور نہیں فرمایا اس کے متعلق توضیحاً گزارش ہے کہ خطبہ میں قراۃ قرآن اس معنی کے لحاظ سے اختیاری ہے کہ خطیب چاہے تو

لاؤڈ اسپیکر سے ہٹ کر قرأۃ کرلے اور اگر لاؤڈ اسپیکر کی آواز بگڑتی دیکھے تو فوراً قرأۃ بند کردے جب آواز درست ہوجائے تو پھر پڑھ لے اور اگر لاؤڈ اسپیکر خراب ہونے سے بے اختیار لوگوں کو ہنسی آجائے تو نماز تو فاسد ہوجاتی ہے مگر خطبہ کے فاسد ہونے کا خطرہ نہیں اس کے علاوہ بعض علماء کا یہ بھی نظریہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے جو آواز دور دور سنائی دیتی ہے وہ امام کی اصل آواز نہیں ہے بلکہ اس کی حکایت ہوتی ہے اور بعض ماہرین علم البرق و علم الصوت کی رائے بھی اسی کے قریب قریب ہے تو اگرچہ میرے نزدیک یہ نظریہ راجح نہیں ہے مگر قرأۃ قرآن اور صحت نماز کے بارے میں اس کا بلحاظ رکھنا بہر حال راجح ہے خلاصہ یہ کہ قرأۃ نماز کے لئے اس کے استعمال کی اجازت ابھی میرے ذہن میں نہیں آئی دوسرے علماء کی طرف رجوع فرمائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ لازم ہوگا
(۲) وعظ خطبہ اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) نماز کے علاوہ اگر کوئی شخص لاؤڈ اسپیکر میں آیت سجدہ تلاوت کرے تو سامعین پر سجدہ تلاوت واجب ہے یا نہیں ؟

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ اور نماز عیدین میں لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

ضروری نوٹ : (۱) مجالس اسلامیہ محافل دینیہ میں علماء کرام کا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تقاریر کرنا اور تقریر میں قرآن کریم احادیث نبویہ کی تلاوت کرنا مسائل دین کی تعلیم دینا اس امر کی دلیل صریح ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کوئی آلہ لہو ولعب نہیں بلکہ ایک شئی مباح ہے۔

(۲) ماہرین فن برقیات سے تحقیق کی گئی کہ یہ آلہ خالق الصوت ہے یا رافع الصوت امام کی پست آواز کو بلند کرتا ہے جس طرح بولنے والا خود ہی ہلکی اور باریک آواز سے گفتگو کرتے ہوئے گلے کی زیادہ طاقت صرف کرتے ہوئے بلند آواز سے بولے اس کی نظیر غالباً ضعیف البصر کے لئے چشمہ بہرے کے لئے آلہ مسامع الصوت ہو سکتے ہیں۔

(۳) لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام ہی کی آواز ہے امام کی آواز کے مد' ادغام' غنہ' سرعت' بطو' مخارج حروف وصفات کسی میں کوئی فرق نہیں آتا صرف پستی و بلندی میں اعتبار ہوتا ہے اور یہ بلندی و پستی خود امام کی آواز میں موجود ہے۔

(۴) جماعت کثیرہ میں اواخر صفوف تک امام صاحب کی آواز نہ پہنچنے کی شکل میں مکبرین کا انتظام کیا جاتا ہے لیکن اگر امام خود جہیر الصوت ہے اور آواز آخری صف تک پہنچتی ہے تو مکبرین کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تو پھر لاؤڈ اسپیکر سے جب امام کی آواز بلند ہوجاتی ہے تو مکبرین کی ضرورت پیش ہی نہ آوے گی اس صورت میں سنت کے خلاف بھی نہ ہوگا سنت کے خلاف اس وقت ہوسکتا ہے کہ مکبرین بھی

قائم نہ کئے جائیں اور امام کی آواز کے علاوہ کسی اور چیز سے آواز پہنچائی جانے اور وہ آواز امام کی آواز کے بالکل تابع نہ ہو۔

(۵) آلہ کے استعمال کے واسطے نماز میں امام کو اپنے ہاتھ پاؤں میں حرکت دینا نہیں وضع قطع میں تغیر و تبدل نہیں جس طرح بجلی کے پنکھوں سے ہوا لینے میں نمازی کو کوئی دخل نہیں اگرچہ اپنے ہاتھ سے پنکھا ہلانا جائز نہیں۔

(۶) جب نماز میں مریض لاٹھی ٹیک کے کھڑا ہو سکتا ہے اس کے بھروسہ رفع خفض ہو سکتا ہے اور یہ محض اس کے ضعف معذوری سے تو آلہ کے ذریعہ سے آواز کا پہنچانا کیونکر منع ہو سکتا ہے حالانکہ لاٹھی نمازی کے ہاتھ میں رہتی ہے اور یہ آلہ نمازی سے دور امید کہ امور مذکورہ پر غور فرماتے ہوئے لاؤڈ اسپیکر کے متعلق تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے اگر جواب جواز میں ہے تو اختصار کافی ہے دلائل کی ضرورت نہیں اور اگر عدم جواز ہے تو مدلل و محقق درکار ہے المستفتی نمبر ۲۶۳۹ محمد خان صاحب (آگرہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۹۴) (۱) لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے آیت سجدہ سننے والے پر سجدہ تلاوت لازم ہے (۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین اور ہر قسم کے وعظ و تذکیر کے جلسہ میں استعمال جائز ہے صرف نماز میں امام کی قرأت کو اونچا کرنے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کی اجازت نہیں دی جاسکتی اس کی یہ وجہ نہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کوئی نئی آواز پیدا کرتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بسااوقات کرنٹ کے غائب ہو جانے سے یا آواز پھینکنے والے آلہ کی خرابی سے آواز غائب یا بد نما ہو جاتی ہے اور ان صورتوں میں قاری اور سامع دونوں کو کراہت و تنفر پیدا ہو جاتا ہے اس لئے احتراما للقرآن وصیانۃ للصلوۃ قرأت امام کو اس خطرہ سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ریڈیو اور ہارمونیم اور گراموفون میں فرق۔

(سوال) زید و بکر کے درمیان ریڈیو کے جواز و عدم جواز کے بارے میں اختلاف ہے زید کہتا ہے کہ ریڈیو سننا رکھنا مطلقاً حرام و ناجائز ہے ہارمونیم و گراموفون کے مانند اس کا بھی حال ہے بکر یہ کہتا ہے کہ ریڈیو کوئی باجہ نہیں ہے بلکہ آلہ نشر الصوت ہے اگر اس سے تقریریں خبریں قرآن سنا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ گانا وغیرہ نہ سننا چاہئے پس اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا آیا ریڈیو کا سننا اور رکھنا مطلقاً ناجائز ہے یا صحیح اور جائز طریقہ استعمال سے شرعاً اجازت ہے المستفتی نمبر ۲۶۷۲ نجم الحسن رضوی (سیتاپور) ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۹۵) ریڈیو کا حکم گراموفون اور ہارمونیم سے مختلف ہے ریڈیو پر خبریں اور مضامین مباحہ سننا جائز ہے البتہ گانا بجانا اور ایسی چیزیں سننا جو شرع کے خلاف ہوں ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ بکر کا قول صحیح

ـــ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) یہاں بنگالی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر (آلہ مکبر الصوت) کا استعمال بہت دنوں سے تھا اس کے بعد دو تین سال سے عید گاہ میں بھی جاری ہو گیا گزشتہ سال غالباً سہواً بحالت نماز عید بھی لگا رہ گیا بند نہیں کیا گیا اس لئے بعض لوگوں نے اعتراضات بھی کئے جناب حاجی داؤد ہاشم صاحب مرحوم نے اپنی زندگی میں بہت سے فتوے اس کے عدم جواز کے متعلق جمع کئے تھے لیکن ان کی زندگی نے وفانہ کی اب مولوی محمود حاجی داؤد سلمہ نے اس سال ان پر کچھ زور دیا اور سورتی جامع مسجد میں بسلسلہ وعظ اس کے متعلق تقریر بھی کی جس کی بنا پر عوام میں باہم موافق و مخالف بہت کچھ چہ میگوئیاں ہونے لگیں موافقین نے خطبہ و نماز میں آلہ مذکور کے عدم جواز پر جناب مولانا تھانوی و جناب مولانا حسین احمد صاحب وغیرہ کے فتوؤں سے استفادہ کیا اور مخالفین میں سے بعض نے بیان کیا کہ جناب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جواز کا فتویٰ دیتے ہیں یہ خیال ہوا کہ شاید جناب کو اس کی پوری تحقیق ہو چکی ہو کہ آلہ مذکورہ سے جو آواز سنائی دیتی ہے وہ بعینہ امام کی آواز ہے صدائے بازگشت نہیں ہے بہر حال جناب تکلیف فرما کر اس کا جواب ارسال فرمادیں تاکہ اصل حال معلوم ہو جائے کہ خطبہ جمعہ و عیدین اور نماز میں آلہ مذکورہ کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۸۹ مولانا عبدالخالق صاحب رنگون (برما) ۲۴ شوال ۱۳۶۰ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۹۶) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا جائز ہے مگر امام کی قرأت کو بلند کرنے کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں یہ عدم جواز کا حکم دو وجہ سے ہے اول تو اس احتیاط کی بنا پر کہ اس کی آواز بعینہ امام کی آواز ہے یا صدا ہے اس کی پوری تحقیق اب تک نہیں ہو سکی دوم اس احتیاط کی بنا پر کہ اگر اثناء قرأت میں کرنٹ کا تسلسل جاتا رہے یا مشین بگڑ جائے تو آواز نہایت کریہ اور بھیانک ہو جاتی ہے اور وہ قرأۃ کی توہین و استہزاء کی موجب ہو جاتی ہے مگر خطبہ میں یہ بات اختیار میں ہوتی ہے کہ خطیب اس کی طرف سے منہ پھیر لے اور نماز میں یہ بات مشکل ہے اس لئے اس میں نے اب تک صرف خطبہ میں یا زیادہ سے زیادہ مبلغین تکبیرات انتقال کے لئے استعمال کی اجازت دی ہے امام کی قرأۃ کے لئے نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

گراموفون سننے اور اس کے ذریعے آیت سجدہ اور سلام کے جواب کا حکم !

(سوال) ماقولکم دام فضلکم فی جراموفون هل یجوز سماع الاصوات الخارجة منهاام لا فان قلتم نعم فهل الحکم فی رد السلام و سجود التلاوة و نحو هما کما هو عند السماع من القاری ام لا ؟

(ترجمہ) گراموفون سننا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ تلاوت اور سلام ہو تو اس کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد منگلوری الیس کے ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۹۷) **لا یجوز سماء الاصوات الخارجة من جراموفون ولا یجب علی السامع رد السلام و سجود التلاوة (قوله من الصدی) هو ما یجیب مثل صوتك فی الجبال والصحاری ونحو هما کما فی الصحاح (رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۸) فقط والله اعلم**

(ترجمہ) گراموفون سننا جائز نہیں ہے اور اس میں آیت سجدہ پر سجدہ تلاوت اور سلام پر جواب سلام واجب نہیں ہوتا رد المحتار میں ہے کہ صدیٰ پر سجدہ تلاوت واجب نہیں اور صدیٰ وہ آواز ہے جو بولنے والے کی آواز پہاڑوں اور جنگلوں سے ٹکرا کر واپس آتی ہے اور گراموفون بھی اسی کے حکم میں ہے۔

اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) بموقعہ جمعۃ الوداع و عیدین ازدحام کثیر کی وجہ سے تمام نمازیوں کو امام و مکبرین کی آواز نہ پہنچنے کی وجہ سے نماز میں خلل واقع ہو رہا ہے اس کی اصلاح کے لئے اگر آلہ مکبر الصوت استعمال کیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں المستفتی مرزا غلام محمد بی اے کوچہ رحمان چاندنی چوک دہلی

(جواب ۲۹۸) لاؤڈ اسپیکر کے متعلق جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے وہ آواز کو دور تک پہنچانے کا آلہ ہے خود اپنی آواز نہیں رکھتا اس لئے جو آواز کہ اس کے ذریعہ سے بلند ہو کر دور کے مقتدیوں کو پہنچے گی وہ امام یا مکبر ہی کی آواز ہوگی اور اس پر انتقالات نماز کی بنا صحیح ہوگی لیکن چونکہ مشین میں نقصان پیدا ہو جانے سے بعض اوقات آواز نہایت خراب بھدی غیر مفہم مضحک آفریں ہو جاتی ہے نیز آواز کی اپنی اصلی مقدار سے بلندی اس میں ایک جدید کیفیت پیدا کر دیتی ہے جو سننے والے کو اپنی طرف متوجہ رکھتی ہے اور خشوع و توجہ الی اللہ میں نقصان واقع ہوتا ہے اس لئے امام کی قرأت بلند کرنے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے کہ اول تو وہ روح نماز (خشوع) کے منافی ہے دوم احتمال ہے کہ دفعتہً آواز ایسی خراب ہو جائے کہ لوگ بے اختیار ہنس پڑیں یا اس کے سننے سے نفرت کرنے لگیں یا گھبرا جائیں ہاں امام کے پیچھے لوگ کہ تکبیرات انتقالات زور سے کہتے ہیں کہ جماعت کو انتقالات معلوم ہوتے رہیں اور رکوع و سجدہ وغیرہ ٹھیک طریقے سے ادا ہوتے رہیں ان کے سامنے لاؤڈ اسپیکر لگا دیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے اسی طرح خطیب کے سامنے خطبہ کے وقت لگا ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ نیو سینٹرل جیل ملتان ۲۱ صفر ۱۳۵۱ھ ۲۷ جون ۱۹۳۲ء

لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نماز اور خطبے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۴ء)

(سوال) و بعد فان مسلمی بلدتنا کلمبو یرون ان قراء ۃ خطبۃ الجمعۃ بالراد یو من متممات اشاعۃ الدین لا سیما فی ھذا الزمان الذی یشتاق فیہ طالبوا الحق من غیر المسلمین ان یتعلموا حقیقۃ الاسلام و تعلیماتہ الصادقۃ

(ترجمہ) ہمارے شہر کولمبو کے مسلمانوں کا خیال ہے کہ ریڈیو میں خطبہ جمعہ کا پڑھنا دینی تبلیغ کی غرض سے ضروری ہے اور خاص کر اس زمانے میں جب کہ غیر مسلم لوگوں کو حق کی تلاش اور اسلامی تعلیمات حاصل کرنے اور اسلام کی حقیقت معلوم کرنے کا اشتیاق ہے۔ المستفتی حبیب محمد سکریٹری شعبہ کولمبو

(جواب ۲۹۹) نعم یجوز سماع الخطبۃ للجمعۃ و العیدین بالۃ تسمی لاؤڈ اسپیکر لکنہ لا یجوز سماع قراء ۃ الامام فی الصلوٰۃ بھذہ الالۃ فان امر القراء ۃ الصلوٰتیۃ مما یحتاط فیھا غایۃالاحتیاط

(ترجمہ) ہاں جمعہ و عیدین کا خطبہ لاؤڈ اسپیکر میں سننا جائز ہے لیکن نماز میں امام کی قراۃ سننے کے لئے لاؤڈ اسپیکر لگانا جائز نہیں ہے کیونکہ نماز کی قراۃ ان امور میں سے ہے جن میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

خطبہ عجمی زبان میں پڑھنے اور خطبے میں لاؤڈ اسپیکر کا حکم

(سوال) جمعہ و عیدین کے خطبے صرف اردو یا عربی خطبہ کامل ترجمہ یا بعض عربی و بعض اردو پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو بکراہت یا بلاکراہت نیز کیا شرعی مصالح پر نظر رکھتے ہوئے ان خطب میں آلہ مکبر الصوت استعمال کیا جاسکتا ہے ؟ المستفتی حافظ مستری انعام الہی صاحب محلہ فراشخانہ دہلی

(جواب ۳۰۰) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرام کے زمانے میں عجمی ملک فتح ہو گئے تھے اور اسلام کے حدیث العہد ہونے کی بناء پر اسوقت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی غیر عربی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی نفسہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفیع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنالیا جائے کہ خطبہ کی بھی زبان بدل کر عجمی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس تسبیب کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

لہو ولعب کی مجلس کی ابتدا تلاوت قرآن سے کرنا جائز نہیں
(سوال) جس آلہ میں قرآن شریف سے تلاوت ہو اور اسی اسٹیج پر اس کے چند منٹ بعد لہو ولعب شروع ہو جاتا ہے یہ فعل سنت کے خلاف ہے یا نہیں ؟ کیا اسی صورت سے لوگ ناچ گانے کی ابتدا میں تلاوت کر کے شروع کر سکتے ہیں یا نہیں کیونکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ریڈیو کی ابتدا قرآن شریف سے ہوتی ہے تو ناچ گانے میں شروع میں تلاوت قرآن ہو جائے تو کیا حرج ہے وہ آلہ کے ذریعہ محفل ہوتی ہے یہ بغیر آلہ کے ہے۔ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی
(جواب ۳۰۱) ناچ گانے کی محفل کو ریڈیو اسٹیشن سے قیاس کرنا صحیح نہیں محفل میں جو کچھ گایا جاتا ہے اس کا تعلق ایک جماعت اور ایک مجلس سے ہوتا ہے اس لئے ناچ گانے کی مجلس کی ابتدا قرآن مجید سے کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ ایک حرام مجلس کی ابتدا قرآن مجید سے کی جائے جو حرام ہے ریڈیو ایک تبلیغ صوت کا آلہ ہے اس کی کوئی خاص مجلس نہیں ہے سننے والے اپنے اپنے مکانوں میں سنتے ہیں کوئی مجلس اور کوئی ہیئت اجتماعیہ نہیں بنتی اور جس کا جی چاہے وہ مشین کھولے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ کھولے اور نہ سنے اس لئے مجلس رقص و سرور اور ریڈیو اسٹیشن کے احکام جدا جدا ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ریڈیو کا استعمال کب جائز ہے؟
(۲) ریڈیو پر تلاوت قرآن کرنا اور سننا اور ثواب وغیرہ
(۳) عورتوں کا تقریبات میں گانا
(۴) گانے کے کسب کا حکم
(۵) عرس کی مروجہ رسم بدعت ہے
(سوال) (۱) ریڈیو کا گھر میں لگانا جائز ہے یا نہیں ؟ کیونکہ اس میں گانا بجانا بہت کثرت سے ہوتا ہے (۲) ریڈیو میں قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ کیونکہ اسی اسٹیج پر گانا بجانا بھی ہوتا ہے (۳) ریڈیو میں قرآن پڑھنے والا سننے والا ثواب کا مستحق ہے یا نہیں (۴) عورتیں اکثر تقریب کے موقع پر جو گاتی ہیں شریعت اس فعل کے متعلق کیا کہتی ہے (۵) جو لوگ گانے کا کسب کرتے ہیں یا کرتی ہیں یا سنتے ہیں شریعت اس فعل کے کرنے والوں کے بارے میں کیا کہتی ہے (۶) مزاروں پر عرس کرنا اور ختم کرانا مناجاتوں کا پڑھنا اور کھانے کی چیزوں پر ہاتھ اٹھا کر ایصال ثواب کرنا اور قوالی کرنا کیسا ہے ؟ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی دہلی
(جواب ۳۰۲) (۱) ریڈیو کی مشین گھر میں لگانا اس شرط سے جائز ہے کہ اس میں صرف خبریں اور مباح تقریریں سنی جائیں گانا بجانا اور ناجائز تقریریں نہ سنی جائیں (۲) ریڈیو پر قرآن مجید پڑھنا اور ریڈیو کے ذریعہ سے قرآن کریم سننا مباح ہے (۳) اگر پڑھنے والا مفت بقصد تبلیغ پڑھے تو ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر

اجرت لے کر پڑھے تو کوئی اجر و ثواب نہیں ہے (۴) اگر اجنبی مردوں کو آواز پہنچتی ہے تب تو ممنوع ہے ورنہ مضائقہ نہیں اور آلات لہو کے ساتھ بہر حال ممنوع ہے (۵) گانے کا کسب تو بہر صورت ممنوع ہے اور اگر اشعار کے مضامین خلاف شرع ہوں یا آلات لہو کا بھی اس کے ساتھ استعمال ہو تو سننا بھی جائز نہیں (۶) عرس کی رسم جس طرح مروج ہے یہ مکروہ و بدعت ہے بلا قصد تعین کوئی عبادت مثلاً تلاوت قرآن مجید صدقات و خیرات کر کے ایصال ثواب کرنا جائز ہے فاتحہ مروجہ یعنی شیرینی کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

نمازیوں کو لاؤڈ اسپیکر پر بولنے سے تشویش ہو تو......

(سوال) بعد اذان جمعہ جب کہ نمازی مسجد جامع میں جمع ہو کر سنتیں وغیرہ ادا کر رہے ہوں اس وقت لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے کوئی تقریر کرنا جس کا اثر نمازیوں پر پڑتا ہو اور باعث پریشانی ہو جائز ہے یا نہیں اور کسی مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ایسی تقریر کرنے والے کو منع کر سکے سنا جاتا ہے کہ جہاں نمازی نماز پڑھ رہے ہوں قرآن شریف بھی با آواز بلند پڑھنا جائز نہیں ہے۔ المستفتی محمد ظہیر الدین طبیب میرٹھ ۲ شعبان ۱۳۷۰ھ

(جواب ۳۰۳) جب کہ مسجد میں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں لاؤڈ اسپیکر پر بولنا درست نہیں کیونکہ نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو گا ہاں اگر کوئی ضروری بات بتانی ہو تو پہلے سے اعلان کر دیا جائے مثلاً "ایک بجنے سے سوا بجے تک اعلان کیا جائے گا اس سے بعد لوگ سنتیں شروع کریں" تو اس میں مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سترھواں باب
جادو' رمل' فال' قرعہ' نجوم وغیرہ

رمل سیکھنا بہر صورت حرام ہے

(سوال) مجھ کو علم رمل کا شوق ہے مگر اعتقاد اس آیت پر ہے **وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو** اور یہ میرا پیشہ نہیں ہے اور نہ میں اس کے ذریعہ سے کچھ حکم احکام لگاتا ہوں اور نہ مجھ میں اتنی قدرت ہے مگر شوق ضرور ہے لیکن مطابق اس حدیث کے آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غلط (نعوذ باللہ من ذلک) اور میں نماز پڑھاتا ہوں آیا میرے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟ **عن معاویۃ بن حکم قال قلت یا رسول اللہ امور اکنا نصنعھما فی الجاھلیۃ کنا ناتی الکھا ن قال فلا تا توا الکھان قال قلت کنا نتطیر قال ذلک شئی یجدہ احد کم فی نفسہ فلا یصدنکم قال قلت ومنا رجال یخطون قال کان نبی من**

الانبیاء یخط فمن وافق خطه فذالك رواه مسلم ۔ حضرت معاویہؓ اس کے راوی ہیں اور صحیح مسلم میں یہ حدیث شریف ہے اور وہ یہ خط ہیں جن پر میں صرف اپنا شوق رکھتا ہوں۔

اس کو دائرہ دانیال جو حضرت دانیال کا وضع کیا ہوا ہے اور دوائر یدرح بھی کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے واذکر فی الکتاب ادریس

(جواب ۳۰۴) حدیث مذکور فی السوال تو صحیح ہے لیکن اس سے علم رمل کے جواز تعلیم و تعلم پر استدلال نہیں ہو سکتا علامہ نووی نے فرمایا اختلف العلماء فی معناه والصحیح ان معناه من وافق خطه فهو مباح والطریق لنا الی معرفة ذلك والعلم الیقینی بالموافقة فلا یباح' وقال عیاض معناه من وافق خطه فذاك الذی تجدونه اصابة مما یقول لا انه اباح ذلك لفاعله قال و یحتمل ان هذا نسخ من شرعنا وقال الخطابی هذا الحدیث یحتمل النهی عن هذا الخط وان کان علما لنبوة ذالك النبی وقد انقطعت فنهی عن تعاطی ذلك قال النووی فحصل من مجموع کلام العلماء الاتفاق علی النهی عنه الآن (۱) انتهی (کذافی مجموعة الفتاویٰ نقلا عن مرقاة الصعود) فقہائے حنفیہ نے بھی اس کی تعلیم و تعلم سے منع فرمایا ہے ۔ هو علم بضروب اشکال من الخطوط والنقطة بقواعد معلومة تخرج حروفا تجمع و تستخرج جملة دالة علی عواقب الامور وقد علمت انه حرام قطعا واصله لادریس علیه السلام انتهی (۲) (کذافی رد المحتار نقلا عن الطحطاوی) وفی الدر المختار و حراما وهو علم الفلسفة و الشعبدة والتنجیم والرمل و علوم الطبائعین والسحر والکهانة الخ انتهی وفی ردالمحتار فهو شریعة منسوخة وفی فتاویٰ ابن حجران تعلیمه و تعلمه حرام اشد التحریم لما فیه من ایهام العوام ان فاعله یشارك الله تعالیٰ فی غیبه ۔ (۳) انتهی پس جو شخص کہ اسے حق سمجھے اور اس کے ذریعہ سے غیب دانی کا دعویٰ کرے اور واقعات ماضیہ یا آئندہ کی خبر دے اس کے لئے حرام بلکہ موجب کفر ہونے میں شبہ نہیں اور جو ایسا نہ سمجھے اس کے حق میں بھی فقہاء نے سداً للباب اسے ناجائز قرار دیا ہے۔

(۱) قرآن مجید سے فال نکالنا جائز نہیں
(۲) قرآن مجید اور مولوی کی گستاخی کرنے والا کافر ہے

(سوال) ایک لڑکے کے کچھ زیورات کسی نے اتار لئے لوگوں کا خیال ایک شخص کی طرف گیا اور فال کلام مجید سے نکالی گئی اور اسی شخص کا نام نکلا جس کی طرف خیال تھا اس کو جب معلوم ہوا تو اس نے مسجد میں جاکر قرآن مجید کے چند ورق پھاڑ لئے اور ان پر پیشاب کر دیا (نعوذ باللہ) اور کہنے لگا کہ قرآن مجید بھی جھوٹا اور

---

(۱) (نووی شرح مسلم ۱/۲۲۳)
(۲) (مقدمہ رد المحتار مع الدر ۱/۴۴)
(۳) (مقدمہ رد المحتار مع الدر ۱/۴۳، ۴۴، ۴۵)

مولوی سالا بھی جھوٹا آیا یہ شخص اسلام میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور ہو سکتا ہے تو کیسے ؟
(جواب ۳۰۵) شریعت میں فال نکالنا منع ہے اور اس کے منع ہونے کی دو وجہیں ہیں اول تو یہ کہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ممکن ہے کہ نام غلط نکلے اور پھر جس کا نام نکلے خدانخواستہ کہیں وہ ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جیسی کہ اس شخص نے کی شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے جو آپ نے دیکھا جس شخص نے کلام مجید اور مولویوں کے ساتھ ایسی گستاخیاں کی ہیں وہ کافر ہے لیکن نہ ایسا کافر کہ کبھی اسلام میں داخل نہ ہو سکے بلکہ جدید توبہ سے وہ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے آئندہ فال نکالنے سے احتراز کرنا چاہئے (۱) تاکہ فال نکال کر نام نکالنے والے اس شخص کی طرح خود بھی اور جس کا نام نکلا تھا اسے بھی گناہ گار نہ کریں اس شخص سے توبہ کرانے کے بعد اس کی بیوی سے تجدید نکاح لازم ہے۔

(۱) جادو کیا ہے.
(۲) حضور ﷺ پر جادو کا اثر کتنا ہوا تھا.

(سوال) (۱) جادو کیا چیز ہے اور اس کا قرآن و حدیث سے ثبوت ملتا ہے یا نہیں ؟ (۲) حضرت نبی کریم ﷺ پر جادو کرایا گیا تھا یا نہیں (۳) زید کہتا ہے کہ جادو کی حقیقت سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ فریق مخالف کو وہم کے اندر مبتلا کیا جائے جیسے مریض سے کوئی کہہ دے کہ تمہاری زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی امید کہ جواب سے مستفید فرمائیں گے المستفتی نمبر ۳۸۰ محمد سعید (دہلی) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۰۶) (۱) اگرچہ سحر کے معنی میں اختلاف ہے اور اس کی تحدید و تعیین میں کئی قول ہیں لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اس سے عام طور پر جو معنی مراد لئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جو کام شیاطین کی مدد سے ہوتے ہیں ان میں شیاطین کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے اور ان کاموں کے آثار بھی ظاہر ہوتے ہیں وہ کام جادو کہلاتے ہیں (۲) (۲) حضور اکرم ﷺ پر جادو کیا گیا تھا اور اس کا اس قدر اثر بھی ہوا تھا کہ حضور ﷺ کے خیالات میں ایک قسم کی پریشانی لاحق ہو گئی تھی اور جو کام نہیں کئے تھے ان کے متعلق ایسا خیال ہوتا تھا کہ کئے ہیں (۳) (۳) جادو کی مختلف قسمیں ہیں ان میں شعبدہ بازی اور نظربندی بھی داخل ہے بلکہ نجوم کا ایک شعبہ بھی سحر کہلاتا ہے معوذتین کا نزول جادو کے علاج کی غرض سے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے حضور ﷺ کو شفا عطا فرمائی تھی وہم کا پیدا ہونا اور دماغ کا مشوش

---

(۱) وفی فتاوی ابن حجر ان تعلمه و تعليمه حرام شديد التحريم لما فيه من ايهام العوام ان فاعله يشارك الله تعالى فی غيبه (مقدمه رد المحتار مع الدر ۱/ ۴۳، ۴۴)
(۲) و حاصله ان السحر اسم جنس لثلاثة انواع (مقدمه رد المحتار مع الدر ۱/ ۴۳) فان السحر حق عندنا وجوده و تصوره و تكون اثره كما فی المحيط (ردالمحتار مع الدر ۳/ ۴۹۴)
(۳) وفی رواية ان الذی تولی السحر لبيد بن الاعصم و بناته فمرض النبی ﷺ فنزل جبرئيل بالمعوذتين واخبره بموضع السحر و بمن سحره و بم سحره و كل ماجاء فی الروايات من انه عليه الصلاة والسلام يحيل اليه فعل شیء ولم يفعله و نحوه محمول علی التخيل بالبصر لا لخلل تطرق الی العقل (روح المعانی ۱۵/ ۳۲۶، ۳۲۷ مكتبه امداديه ملتان)

ہو جانا بھی اس کے آثار میں سے ہے بس اس قدر اس کی حقیقت ہے قلب ماہیت اسکے ذریعہ سے نہیں ہوتا حضرت موسیٰ کے مقابلے میں ساحروں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو سانپ کی شکل میں کر کے دکھایا تھا وہ حقیقۃً جاندار سانپ نہیں بن گئے تھے بلکہ ایک قسم کی نظر بندی تھی اور ان کے جادو کا اتنا ہی اثر تھا۔ قرآن مجید کی آیت سحرو ااعین الناس اس کی دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) ابجد حساب کے ذریعے نام نکال کر ستارہ دیکھنا
(۲) فال نکالنا جائز نہیں ہے

(سوال)(۱) اپنے نام کا ابجد حساب کا عدد نکال کر ستارہ دیکھا کرتے ہیں اور ابجد کا حساب وغیرہ کرنا یا دیکھنا یہ جائز ہے یا نہیں (۲) دیگر کتابوں کے لکھے ہوئے کے موافق انگلیاں رکھ کر فال دیکھا کرتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۱۱۴۴ عبدالغفور صاحب (ضلع رتناگری) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۰۷) (۱) ابجد کے موافق اعداد کا شمار اور اعتبار کرنا بعض چیزوں میں جائز ہے مگر اس سے کوئی ایسا کام لینا جیسا کہ نجوم کے علم میں لیا جاتا ہے جائز نہیں ہے۔(۱) (۲) فال دیکھنا اور اس کے موافق عمل کرنا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

قرآن مجید سے فال نکالنا سخت گناہ ہے

(سوال) قرآن مجید میں سے کسی قسم کی بھی فال نکالنا کیا جائز ہے المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد دانیال (...) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۰۸) قرآن مجید سے فال نکالنا ناجائز ہے فال نکالنا اور اس پر عقیدہ کرنا کسی اور کتاب (مثلاً دیوان حافظ یا گلستان وغیرہ) سے بھی ناجائز ہے مگر قرآن مجید سے نکالنا تو سخت گناہ ہے کہ اس سے بسا اوقات قرآن مجید کی توہین یا اس کی جانب سے بد عقیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

پتلا بنانا اور بارش نہ ہونے کے لئے اس کو درخت پر لٹکانا جائز نہیں

(سوال) زید کی زوجہ ہندہ نے ایک پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اپنے صحن کے کسی درخت میں لٹکایا اور اس

---

(۱) ان علم النجوم فی نفسہ حسن غیر مذموم' اذ ھو قسمان حسابی وانہ حق' واستدلالی بسیر النجوم و حرکۃ الافلاک علی الحوادث بقضاء اللہ تعالی و قدرہ وھو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض من الصحۃ والمرض ولو لم یعتقد بقضاء اللہ تعالی وادعی الغیب بنفسہ یکفر (مقدمہ رد المحتار مع الدر ۱/ ٤٤)
(۲) والحاصل ان الکاھن من یدعی معرفۃ الغیب باسباب وھی مختلفۃ والکل مذموم شرعا محکوم علیھم و علی مصدقھم بالکفر (رد المحتار مع الدر ٤/ ٢٤٢)

سے اس کا مقصد یہ تھا کہ بارش ہو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے متعلق کیا حکم ہے نیز یہ کہ اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۴ کریم اللہ خان صاحب (ضلع بلاسپور) ۱۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۰۹) پتلا بنانا اور بارش نہ ہونے کے لئے کہ درخت میں لٹکانا دونوں فعل ناجائز اور حرام ہیں لیکن ان کی وجہ سے زوجہ نکاح سے باہر نہیں ہوئی اور تجدید نکاح لازم نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم جائیداد جائز ہے .

(سوال) مسمی حافظ محمد حسین برادر کلاں اور مسمی حافظ عبدالخالق برادر حقیقی خورد میں بوجہ تنازعات شدید تقسیم جائیداد میں جھگڑا واقع ہوا اور طرفین نے برضامندی بذریعہ اقرار نامہ اسٹامپ قیمتی ایک روپیہ پر پنچایت کو مجاز فیصلہ ٹھہرایا چنانچہ سب سے پہلے فیصلہ مکان تجویز ہوا چونکہ دو بھائی ہیں اور مکان بھی دو ہیں ایک دوکان پختہ بازار میں ہے اور مکان بازار سے علیحدہ ہے اگر مکان ودکان دونوں کا نصف نصف حصہ کیا جاتا تو صرفہ بھی زیادہ ہوتا اور مکان کی حیثیت بھی خراب ہو جاتی اور رفع نزاع بھی نہ ہوتا دونوں کو بوجہ تنگ ہو جانے کے تکلیف ہوتی اس لئے پنچایت نے حیثیت مکان پندرہ سو روپے کی اور دوکان پچیس سو روپے کی ٹھہرائی یعنی دوکان جس کے حصے میں آئے وہ پانچ سو روپے نقد مکان والے حصہ میں شامل کرے یہ رائے بالاتفاق پاس ہوئی پنچوں نے دونوں سے دریافت کیا دونوں نے مکان ہی پر رضامندی کی دوکان کو دونوں نے ناپسند کیا اس لئے پنچوں نے یہ تجویز کیا کہ چٹھی ڈالی جائے جس کے نام وہ نکلے وہ لے لیوے دونوں نے یہ بات منظور کیا اس منظوری کے بعد دو چٹھیاں دونوں کے نام سے پوشیدہ طور پر ایک چھوٹا لڑکا جس کی عمر تخمیناً دس سال کی ہوگی اس کے ہاتھوں سے یہ چٹھیاں ڈلوائی گئیں لہذا مکان حافظ محمد حسین کے نام سے نکلا اور دوکان حافظ عبدالخالق برادر حقیقی خورد کے نام سے نکلی اب اس فیصلہ کی حافظ عبدالخالق نے سخت مخالفت کی اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ ہم کو منظور نہیں ہے یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے یعنی جوا ہے میں اس کو ہرگز منظور نہ کروں گا اب امیدوار ہوں کہ آگاہ فرمایا جائے کہ کیا یہ طریقہ خلاف شریعت ہے اگر خلاف شریعت ہے تو یہ فیصلہ رد کر دیا جائے اور جو طریقہ تقسیم جائیداد کا مطابق شریعت محمدیہ ﷺ ہو مطلع فرمائیں تاکہ اسی طریقہ پر عمل کیا جاوے المستفتی نمبر ۱۲۶۷ حافظ محمد حسین صاحب (ضلع بہرائچ) ۱۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۰) یہ فیصلہ شریعت کے خلاف نہیں اور نہ جوا ہے بلکہ جائز ہے اور دونوں پر لازم ہے کہ اسے تسلیم کریں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) و يكتب اساميهم و يقرع لتطيب القلوب فمن خرج اسمه فله السهم الاول ومن خرج ثانيا فله السهم الثاني الى ان ينتهي الى الاخير (قال المحقق) اذا قسم القاضي او نائبه بالقرعة فليس لبعضهم الاباء بعد خروج بعض السهام (رد المحتار مع الدر ٦/٢٦٣)

غیب کی باتیں بتانے والا فاسق اور اسکی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید امام مسجد ہوتے ہوئے لوگوں کو خبریں غائبہ آتیہ بتاتا ہے اور کاہن بنا ہوا ہے ایسے شخص کے متعلق شریعت مصطفویہ کیا حکم فرماتی ہے براہ کرم دلائل نقلیہ سے اس مسئلہ کی توضیح فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۰ سراج الدین ملتانی ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۱) آئندہ کی خبریں لوگوں کو بتانا کہانت میں داخل ہے اور کہانت حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق (۱) اس کی امامت مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فال نکالنے کے متعلق ایک سوال

(سوال) متعلقہ فال وغیرہ المستفتی نمبر ۱۶۷۴ مولوی امین الدین (ضلع چھپارن) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۲) چور کا نام نکالنے کے لئے قرآن مجید سے فال لینا ناجائز ہے (۲) اور اس کو یہ سمجھنا کہ یہ قرآن مجید کو ماننا یا نہ ماننا ہے غلط ہے اس لئے حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ تم قرآن مجید کو مانتے ہو تو زید کے دس روپے دیدو کیونکہ قرآن مجید نے تمہیں چور بتایا ہے یہ بھی صحیح نہیں تھا اور بکر اور اس کے باپ کا یہ کہنا کہ ہم قرآن وران کو نہیں مانتے اگرچہ ایک بیباکی کے لہجے میں کہنے کی وجہ سے موجب الزام ہے مگر کفر کا حکم نہیں دیا جا سکتا اور ان سے توبہ کرا کے ان کو کھانے پینے میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا غلط ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) مشہور ہے کہ ماہ صفر کے کم از کم تیرہ دن کے اندر سفر کرنا یا کوئی نیا معاملہ بیوپار وغیرہ کرنا اچھا نہیں ہے ضرور کسی نہ کسی آفت میں انسان مبتلا ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۳۱۳) یہ خیال کہ ماہ صفر میں اور بالخصوص تیرہ دن کے اندر سفر کرنا یا کوئی جدید کاروبار کھولنا منع ہے یا موجب مضرت ہے بالکل بے اصل اور غلط ہے شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی دلیل نہیں اور اصل نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) الحاصل ان الکاھن من یدعی معرفۃ الغیب بالا سباب وھی مختلفۃ فلذا انقسم الیٰ انواع والکل مذموم شرعا محکوم علیھم و علی مصدقھم بالکفر (رد المحتار مع الدر ۴: ۲۴۲)

(۲) والکاھن کما فی مختصر النھایۃ للسیوطی من یتعاطی الخبر عن الکائنات فی المستقبل ویدعی معرفۃ الاسرار وقال الخطابی ھو الذی یتعاطی معرفۃ مکان المسروق والضالۃ ونحو ھما والکل مذموم شرعا (رد المحتار مع الدر ۴: ۲۴۲)

(۳) عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا صفر ولا ھامۃ (صحیح مسلم: ۲/ ۲۳۰)

اٹھارھواں باب
قمار' لاٹری' معما

انعامی ٹکٹ خریدنا قمار ہے

(سوال) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں نائب مفتی صاحب کا فتویٰ بابت عدم جواز خرید و فروخت انعامی ٹکٹ شائع ہوا ہے براہ کرم تحقیق سے تحریر فرمائیں کہ آپ کی رائے میں یہ قمار ہے یا بیع یا اجارہ اور بیع واجارہ فاسد ہے یا باطل ؟ اور بعض حضرات کی رائے میں یہ بیع فاسد ہے اور نائب مفتی صاحب کے فتویٰ سے اس کا قمار ہونا مترشح ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۶ سعد اللہ خاں ضلع جہور ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱٤) یہ معاملہ نہ بیع ہے نہ اجارہ بلکہ حقیقتہً قمار ہے(۱) اگرچہ اس میں بیچنے خریدنے کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مگر حقیقتہً وہ ٹکٹ جو پہلا شخص خریدتا ہے بحیثیت بیع اور مال ہونے کے نہیں خریدتا بلکہ وہ قمار کے پانسے کے طور پر خریدتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے وہ اور چار آدمیوں کو اس دام میں پھانس کر ان سے دام وصول کر سکیں و علیٰ ہذا پس یہ معاملہ بیع فاسد کا نہیں بلکہ قمار کا ہے اور جواب جو الجمعیۃ میں شائع ہوا وہ صحیح ہے بیچنے خریدنے کا لفظ آج کل عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے جیسے ریل کا ٹکٹ' ڈاک کا ٹکٹ خریدا جاتا ہے حالانکہ ریل وڈاک کے ٹکٹ نہ خود بیع ہیں نہ مال مقصود بالبیع بلکہ وہ کرایہ ریل اور کرایہ ڈاک کی سندیں ہیں خریدنے والے نے ریل کا کرایہ ادا کیا ہے اور خط بھیجنے کا محصول ادا کیا ہے نہ یہ کہ کاغذ کے پرزے خریدے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قمار کی ایک صورت اور اس کا شرعی حکم

(سوال) چند شخصوں نے اللہ واسطے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس (مرسلہ) فارم کے قانون کے موافق فارم خریدنا اور کوشش کر کے لوگوں کو فروخت کرنا جو رقم بڑھے یا کمپنی سے ملے اس رقم کو مسجد یا مسجد کے مکانوں میں خرچ کرنا تو یہ درست اور جائز ہے یا نہیں براہ کرم یہ فارم بھی واپس کر دیں۔ المستفتی نمبر ۱۰۵۷ حافظ رفیع الدین صاحب (مشرقی خاندیس) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۵) یہ فعل اور عمل بھی لاٹری اور قمار میں داخل ہے اور ناجائز ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) القمار کلہ المیسر وھو السھام التی یجیلونھا فمن خرج سھمہ استحق منہ ما توجبہ علامۃ السھم　　وھو فی الاصل تملیک المال علی المخاطرۃ وھو اصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعۃ علی الاخطاء (احکام القرآن للجصاص ۲/٤٦٥ ط ب)

(۲) (حوالہ گزشتہ احکام القرآن للجصاص تفسیر سورۃ المائدۃ ۲/٤٦٥)

معمہ حل کر کے انعام لینا قمار ہے

(سوال) معمہ حل کر کے انعام لینا کیسا ہے آج کل اشتہارات میں عموماً معمات شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں ایک کثیر رقم بطور انعام صحیح حل کرنے والوں کو دیئے جانے کا وعدہ ہوتا ہے لیکن عملاً تقسیم انعام کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کل حل کرنے والوں کا جو روپیہ بطور فیس داخلہ آتا ہے وہی صحیح حل کرنے والوں میں بعد وضع اخراجات و مصارف مشتہری وغیرہ کمپنی تقسیم کر دیتی ہے ایسی حالت میں شرعاً اس انعام کا لینا اور معمہ حل کرنا جائز ہے یا ناجائز اور اگر کسی کو ایسا روپیہ مل چکا ہو تو کیا کرے اور فیس داخلہ بھی مقرر کی جاتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۰۸۹ سید محمود حسن (بہار) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۶) قمار اور لاٹری کا یہ بھی ایک طریقہ ہے(۱) اور اس حیثیت سے کہ یہ بھی جوا ہے ناجائز ہے جو روپیہ وصول ہو چکا ہے وہ اصلی مالکوں کو پہنچانا ممکن ہو تو پہنچا دیا جائے اور یہ بات ممکن نہ ہو تو بہ نیت رفع وبال صدقہ کر دیا جائے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

لاٹری ٹکٹ خریدنا قمار اور حرام ہے

(سوال) گوالیا کلکتہ وغیرہ کا لاٹری کا ٹکٹ لیا کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۴ کے عبدالغفور صاحب (ضلع رتناگری) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۷) لاٹری ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے وہ قمار ہے اور قمار حرام ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کمپنی کی انعامی لاٹری قمار ہے

(سوال) کلکتہ میں ایک کمپنی بنام انڈین نیشنل پولیسی کمپنی قریب چھ ماہ سے شروع ہوئی ہے جسکا دستور یہ ہے کہ جو آدمی مثلاً عبدالحیٰ اس کا ممبر ہونا چاہتا ہے تو اس کو اس کمپنی کا ایک فارم مفت لینا پڑتا ہے جس میں سلسلہ وار پانچ آدمی کا نام مثلاً زید عمر بکر خالد اصغر لکھا ہوتا ہے عبدالحیٰ کو فارم لینے کے بعد ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر اس آدمی کے نام بھیجنا پڑتا ہے جس کا نام اس فارم میں درجہ اولی میں ہوگا یعنی زید کے نام بھیجنا پڑے گا اب اس منی آرڈر کی رسید اور اس فارم کو بذریعہ رجسٹری کلکتہ کمپنی میں بھیجنا پڑتا ہے اس کے بعد کمپنی والا چار عدد نیا فارم عبدالحیٰ کے نام بقیمت چار آنہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ وی پی کر کے بھیج دیتا ہے ان چاروں فارموں میں اب زید کا نام نہیں رہتا بلکہ درجہ اول میں عمر کا نام درجہ دوم میں بکر کا درجہ سوئم میں خالد کا درجہ چہارم میں اصغر کا اور درجہ پنجم میں عبدالحیٰ کا نام رہتا ہے اب عبدالحیٰ ان چاروں فارموں کو چار احباب کو

---

(۱) (حوالہ صفحہ گزشتہ)
(۲) والحاصل انہ ان علم ارباب الاموال و جب ردہ علیھم والا فان علم عین الحرام لا یحل لہ و یتصدق بہ بنیۃ صاحبہ (ردالمحتار مع الدر ۹۹/۵)
(۳) (حوالہ گزشتہ بالا احکام القرآن للجصاص ۴۶۵/۲)

مفت تقسیم کر دیتا ہے اب یہ چاروں صاحب ایک ایک روپیہ کا منی آرڈر اس آدمی کے نام روانہ کرتے ہیں جس کا نام درجہ اولیٰ میں ہے یعنی عمر کے نام اور رسید کو مع اس فارم کے پھر کمپنی میں بھیج دیتے ہیں اب کمپنی چار چار فارم ہر ایک کے نام بذریعہ وی پی چار چار آنے کے علاوہ محصول ڈاک وغیرہ ان چاروں کے پاس روانہ کرتی ہے اب ان فارموں میں درجہ اولیٰ میں عمر کا نام نہیں رہتا بلکہ درجہ اولیٰ میں بکر کا نام درجہ دویم میں خالد کا نام درجہ سویم میں اصغر کا نام درجہ چہارم میں عبدالحیٰ کا نام اور درجہ پنجم میں ان نئے خریداروں کا نام ہو گا یعنی جس کے پاس جو فارم آئے گا اس میں درجہ پنجم میں اس کا نام ہو گا غرض یہ کہ جتنا سلسلہ فارم کا چلے گا اسی قدر درجہ پنجم والا آدمی ترقی کرتا رہے گا یعنی پنجم سے چہارم میں پھر سویم میں پھر دویم میں پھر درجہ اولیٰ میں اس کا نام آجائے گا اب جس کا نام درجہ اولیٰ میں آ گیا اس کو بذریعہ منی آرڈر روپیہ ملنا شروع ہو جاتا ہے انتہا اس کی یہ ہے کہ ۱۰۲۴ روپیہ ملے گا ہاں اگر کوئی فارم درمیان میں نہیں چلایا گیا یعنی اس کے چلانے کی کوشش نہیں کی گئی تو اس فارم کا روپیہ نہیں ملے گا باقی فارموں کا روپیہ ملے گا غرض یہ کہ ہر شخص کو جو اس کا ممبر ہو گا ضرور روپیہ ملے گا بشرطیکہ فارم چلانے کی کوشش کی جائے کسی صورت سے دھوکا نہیں ہو سکتا ہے جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ جو آدمی ایک بار ممبر ہو گیا ہے وہ دوبارہ سہ بارہ بھی ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے اور یہ دور آپس میں ہی چلتا رہتا ہے منقطع نہیں ہو سکتا ہے اس میں کسی صورت سے بے ایمانی بھی نہیں ہو سکتی ہے کمپنی کی غرض اپنے فائدہ کے علاوہ ضمناً یہ بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی امداد اس صورت سے کیا کریں اس میں ایک ہی آدمی چند بار جب چاہے ممبر ہو سکتا ہے یہاں تک کہ مثلاً عمر نے زید سے فارم لیا ہے اب کمپنی سے چار عدد فارم عمر کے نام آیا اب اگر زید چاہے تو عمر سے فارم لے کر دوبارہ ممبر ہو سکتا ہے اس میں کوئی قباحت تو معلوم نہیں ہوتی اگر کوئی بات عدم جواز کی نظر آئے تو مدلل بیان فرمایا جائے۔

(۲) شرعاً قمار کس کو کہتے ہیں اس میں قمار ہونے کی وجہ کیا ہے – المستفتی نمبر ۱۱۷۲ مولوی محمد ابراہیم صاحب (ضلع ہزاری باغ) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) ہاں یہ صورت قمار میں داخل ہے یورپ نے لاٹری کے ہزاروں طریقے ایجاد کئے ہیں جو اصولاً قمار ہی کے ماتحت داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ عقود شرعیہ میں سے وہ کسی عقد میں نہیں آتے (۱) جو شخص ایک روپیہ کا منی آرڈر پہلے شخص کے پاس بھیجتا ہے اور پھر اس کی رسید اور فارموں کی قیمت کمپنی کو بھیج کر فارم منگاتا ہے اس کا قصد ایک روپیہ سے بہت روپیہ حاصل کرنا ہوتا ہے یہ تو ہوا ہے پھر ان روپوں کا حصول فارم جاری ہونے پر موقوف ہے خدا جانے وہ جاری ہوں یا نہ ہوں جاری ہو گئے تو روپیہ ملا ورنہ نہیں

---

(۱) لان القمار من القمر الذی یزداد تارة و ینقص اخری و سمی القمار قماراً لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذهب ماله الی صاحبه و یجوزان یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص (رد المحتار مع الدر ۴۰۲/۶ وایضا حواله گزشته احکام القرآن ۴۶۵/۲)

یہ قمار ہے اس لئے یہ معاملہ اور اس کی شرکت ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

معمہ جات کے حل پر انعام لینا ناجائز ہے

(سوال) معمہ جات کا حل جائز ہے یا نہیں اس پر جو انعام ملے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں اگر یہ سب کچھ ناجائز ہے تو اخبار الجمعیۃ کیوں چھاپتا ہے المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (ضلع میرٹھ)

(جواب ۳۱۹) معموں کا حل کرنا تو جائز ہے مگر اس کا انعام حاصل کرنا ناجائز ہے(۱) اخبار الجمعیۃ کیوں چھاپتا ہے یہ بات اخبار کی کمیٹی سے دریافت کی جاسکتی ہے میں اس کمیٹی کا رکن نہیں ہوں۔ محمد کفایت اللہ

(۱) کمپنی کی انعامی لاٹری قمار ہے
(۲) لاٹری میں کاغذ کا ٹکٹ مقصود نہیں ہوتا
(۳) حربی کافر کے ساتھ قمار کا معاملہ جائز ہے
(۴) کیا ہندوستان کا غیر مسلم حربی ہے؟

(سوال) ناچیز نے لاٹری کے ٹکٹ کے بارے میں جناب سے دریافت کیا جناب نے تحریر فرمایا یہ معاملہ قمار میں داخل ہے اور مسلمانوں کے درمیان ناجائز ہے کافی حربی کے ساتھ ہو تو گنجائش ہے؟

عرض خدمت یہ ہے کہ ناچیز کو اس کے بارے میں چند شبہات ہیں۔

(۱) جانبین سے اگر شرط ہو تو وہ قمار ہے اور اگر ایک جانب سے ہو تو قمار نہیں یہاں صرف کمپنی والا انعام دینے کی شرط کرتا ہے جس کے نام قرعہ نکلے گا اس کو انعام دے گا۔ اور جانبین میں بھی اگر ثالث محلل داخل ہو جائے تو وہ قمار نہیں رہتا لہذا یہ لاٹری کا معاملہ قمار میں کس طرح شمار ہوا۔

(۲) کاغذ کا ٹکٹ مال متقوم ہے یا نہیں ایک روپیہ اس کی قیمت گنی جاسکتی ہے یا نہیں یہ ٹکٹ اس کی مدت مقررہ میں بک سکتا ہے پھر اس کے بعد نہیں بک سکتا اگر یہ ٹکٹ مال متقوم ہے تو اس کو ایک روپیہ میں خرید لیا گیا پھر کمپنی جس کو چاہے بذریعہ قرعہ انعام دے اس کو اختیار ہے لہذا اس معاملہ کو قمار کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

(۳) اگر اس معاملہ کو قمار سمجھا جائے تو پھر کافر حربی کے ساتھ کیونکر اس کا جواز ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس ٹکٹ کے خریدنے میں یہ احتمال رہتا ہے کہ خریدنے والے کو انعام ملے یا نہ ملے شامی جلد ۴ باب الربا میں ہے (لان ماله ثمه مباح)قال فی فتح القدير لا يخفى ان هذا التعليل انما يقتضى حل مباشرة العقد اذا كانت الزيادة يناله المسلم قد الزم الاصحاب فی الدرس ان مرادهم من حل الربا والقمار مااذا حصلت الزيادة للمسلم نظراً الى العلة وان كان اطلاق الجواب خلافه

---

(۱) ومن السحت مايوخذ على كل مباح واصاب معازف وقوال وكاهن و مقامر (الدرالمختار مع الرد ۶ ۴۲۴)

(۴) یہاں کے ہنود ونصاریٰ وغیرہ کفار حربی ہیں یا نہیں چاہے ہندوستان دارالاسلام ہو یا دارالحرب کیا یہاں کے کفار نے مسلمانوں سے امن لیا ہے یا جزیہ دیتے ہیں پھر انہیں کفار حربی کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔
المستفتی نمبر ۱۶۱۴ مولوی محمد ابراہیم صاحب (احمد آباد گجرات) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۰) (۱) یہاں بھی جانبین سے شرط ہے ہر شریک ہونے والے کو ایک روپیہ دینا لازم ہے بغیر روپیہ دیئے کوئی انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔(۱)

(۲) یہ ٹکٹ مال متقوم (فی حد ذاتہ اگر چہ ہو) اس معاملہ میں نہیں۔ نہ اس کی بیع وشرا مقصود ہوتی ہے نہ یہ کسی کام میں سوائے اشتراک فی استحقاق الانعام کے کار آمد ہے۔ **والعبرة للمقاصد**

(۳) کافر حربی کے ساتھ جواز قمار کی تصریح ہے **حتی لو باعهم درهما بدر همين اوباعهم ميتة بدارهم او اخذ ما لا منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له** اه (شامی)(۲) اور ظاہر ہے کہ قمار میں کچھ رقم مقامر کو لگانی پڑتی ہے تو یہ ایک روپیہ اس نے بازی کے طور پر لگایا ہے اس کی طرف سے یہ بذل بامید نفع ہے اگر اس کا نام نکل آیا تو اخذ رقم جائز اور نہ نکلا تو یہ بذل ہی رہا اور اگر ٹکٹ کو مال متقوم قرار دیا جائے تو قمار کا تحقق اور جواز اور زیادہ مؤکد ہو گیا۔

(۴) ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوستانی غیر مسلموں کی حیثیت ایک ہے ہاں مستولی طاقت یعنی انگریز حربی ہو سکتے ہیں اور دوسری غیر ملکی غیر مسلم قومیں (جرمنی اٹالین وغیرہ) بھی حربی قرار دی جاسکتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اخباری معمہ جات پر انعام مہذب زمانے کا مہذب قمار ہے۔

(سوال) بمبئی سے ایک جگہ اکثر پندرھویں روز معمہ وسوالات کا ایک پرچہ شائع ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک سوال کے دو جواب بھی درج ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک جواب منتخب کرنا ہوتا ہے اس کی مثال آخر میں لکھوں گا داخلہ بذریعہ فیس ہوتا ہے جس کی مقدار چار آنہ ہے کل انعامات کی مقدار تقریباً آٹھ ہزار روپیہ ہوتی ہے اور پہلا انعام صحیح جواب کے لئے چار ہزار روپیہ ہوتا ہے اگر متعدد آدمیوں کے جوابات صحیح ہوں تو یہ رقم ان میں برابر تقسیم کی جاتی ہے بقیہ چار ہزار روپیہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جن کی ایک سے چار تک غلطیاں ہوتی ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے معموں کی فیس داخل کر کے انعام پانے کے لئے جوابات بھیجنا اور اگر کچھ رقم مل جائے تو خود لے لینا جائز ہے یا حرام ہے صورت مسئولہ میں یا تو اپنی ذاتی رقم جاتی رہتی ہے یا کم و بیش رقم مل جاتی ہے اگر سوال کا کوئی حصہ تفصیل طلب ہو تو حامل ہذا سے

---

(۱) (حوالہ گزشتہ احکام القرآن للجصاص ۲ / ۴۶۵)
(۲) (ردالمحتار مع الدر ۵ / ۱۸۶)

زبانی دریافت فرمالیں سوالات انگریزی زبان میں ہوتے ہیں نمونہ اردو زبان میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) اس چیز کو حفاظت سے رکھنا چاہئے .... بندوق یا صندوق

(۲) بغیر اس کے سیر کا لطف نہیں ...... یار یا کار (غالباً موٹر کار مراد ہے)

(۳) ہندوستان آزادی کے لئے بے چین ہے .... تمام یا غلام

(۴) اکثر جھگڑے اسکی وجہ سے ہوتے ہیں .... زن یا زر

(۵) جسم کے ایک حصہ کا نام ہے ...... ناک یا ناف ...... وغیرہ وغیرہ

المستفتی نمبر ۲۵۵۸ سعید صاحب دہلی ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ م ۱۱ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۲۱) مہذب زمانے کے قمار کے مہذب طریقوں میں سے یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ چار چار آنے کی فیس کے ذریعہ سے بیس ہزار روپیہ حاصل کر لیا اور اس میں سے آٹھ ہزار انعاموں کی شکل میں تقسیم کر دیا۔

کروڑوں کی آبادی میں سے اسی ہزار ایسے آدمی نکل آنے دشوار نہیں جو چار آنے دے کر یہ توقع قائم کر لیں کہ کوئی بیش قدر انعامی رقم ہاتھ آجائیگی اور اگر بالفرض قسمت نے مدد نہ کی تو صرف چار آنے ہی کا تو نقصان ہوگا بہر حال یہ قمار ہے اور قمار بنص قرآنی حرام ہے(۱) اگر کسی کو انعامی رقم حاصل ہو جائے تو اس بنا پر کہ وہ اصل مالکوں کو واپس نہیں کر سکتا (کیونکہ اس کی کوئی سبیل نہیں) اس رقم کو محتاجوں پر تقسیم کر دے(۲) اگر کوئی ادارہ ایسے انعامی مقابلہ میں شریک ہونے والوں پر کوئی فیس داخلہ مقرر نہ کرے اور پھر بھی انعام تقسیم کرے تو یہ قمار نہ ہوگا اور اس میں شرکت جائز ہوگی اور حاصل شدہ رقم کو اپنے صرف میں لانا جائز ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب دیگر ۳۲۲) معموں کے حل کا یہ طریقہ ایک قسم کا قمار ہے اور اس میں شرکت ناجائز ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انیسواں باب
تعمیرات

مسجد میں محض نقش و نگاری کرنے کا کوئی ثواب نہیں۔

(سوال) ایک شخص نے زید کے انتقال کی خبر سن کر پچاس اشرفیاں مرحوم کے ثواب کے لئے مسجد میں

---

(۱) قال اللہ تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون وحوالہ گزشتہ احکام القرآن للجصاص ۲/ ۴۶۵ (۲) والحاصل انہ ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیہم والا فان علم عین الحرام لا یحل لہ و یتصدق بہ بنیۃ صاحبہ (رد المحتار مع الدر ۵/ ۹۹)

(۳) (حوالہ گزشتہ احکام القرآن للجصاص ۲/ ۴۶۵)

زینت کے لئے بھیجیں تو کیا اس پیسہ سے مسجد کی زینت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس کے کرنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟

(جواب ۳۲۳) صورت مسئولہ میں اگر تزئین سے مراد اس کے نقش و نگار اور اس کی وہ آرائشیں ہوں جن کی کوئی ضرورت نہیں تو یہ خود خلاف اولیٰ ہے اس میں کسی ثواب کی امید نہیں بلکہ اس روپے کا فقراء پر صرف کرنا افضل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ولاباس بنقشہ خلا محرابہ (در مختار)(۱) قولہ لا باس الخ فی ہذا التعبیر کما قال شمس الائمہ اشارۃ الی انہ لایوجر و یکفیہ ان یوجر راسا براس ولہذا قال فی الہندیۃ عن المضمرات والصرف الی الفقراء فضل وعلیہ الفتویٰ اھ(رد المحتار ملخصا)(۲) ہاں اگر تزئین سے مراد ایسی تزئین ہو جس سے استحکام یعنی تعمیر کی پختگی بھی ہوتی ہو تو وہ جائز ہے اور اس روپے کو ایسی چیزوں میں خرچ کرنا جو باعث زینت ہونے کے ساتھ موجب پختگی تعمیر بھی ہو جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ ایسی جگہ لگانا جہاں حروف کی بے حرمتی ہو جائز نہیں

(سوال) ایک تاریخ کا پتھر جماعت خانہ کے پتھر کے نیچے کھڑا کیا گیا ہے اور اس پر دوسرا پتھر بچھایا گیا ہے اور یہ پتھر اس سے دو انچ باہر کو نکلا ہوا ہے جس کی وجہ سے اس نیچے والے پتھر پر قدم نہیں پڑتے کھڑے پتھر پر ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ کندہ ہے آیا اس میں کوئی حرج ہے لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ رمضان المبارک قرآن کا لفظ ہے اس لئے اس کی بے ادبی ہوتی ہے لہذا سوال ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

(جواب ۳۲۴) اس موقع پر یہ پتھر لگانا جس میں مذکورہ سوال حروف کندہ ہیں بیشک نامناسب ہے کیونکہ اس میں حروف والفاظ کی توہین ہے اگرچہ ان حروف پر پاؤں نہیں پڑتا لیکن ان کی وضع ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس سے ان کی اہانت ہوتی ہے اور حروف و الفاظ محترمہ کی اہانت ممنوع ہے پاؤں اس کے اوپر والے پتھر پر تو پڑتے ہیں اور پاؤں رکھنے والا پاؤں اٹھاتے وقت اور رکھتے وقت ان حروف کو دیکھتا ہے اور ان کے اوپر پاؤں لے جاتا ہے اس لئے اس حالت میں ضرور ایک قسم کی اہانت ہوتی ہے(۳) اس سے بہتر جگہ جماعت خانہ کی دیوار پیشیں کی پیشانی ہے وہاں لگانے سے صورۃً تو تعظیم سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

پڑوسی سے اپنی کھڑکی بند کرانے کی قیمت لینا جائز نہیں

(سوال) ایک شخص نے ایک زمین خریدی پڑوس میں ایک مکان ہے جسکی دیوار میں کھڑکیاں ہیں کھڑکیاں

---

(۱) (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۵۸)

(۲) (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۵۸)

(۳) کتابۃ القرآن علی ما یفترش و یبسط مکروہۃ کذا فی الغرائب بساط او مصلی کتب علیہ الملک للہ یکرہ بسطہ والقعود علیہ واستعمالہ (ہندیۃ ۵/ ۳۲۳)

چلے رہتے ہوئے بیس سال کا عرصہ ہوا جس نے زمین خریدی ہے وہ مکان بنانا چاہتا ہے پڑوسی کہتا ہے کہ تم ہماری کھڑکیاں بند نہیں کر سکتے کیونکہ سرکاری قاعدہ کے موافق کوئی حق بند کرنے کا تمہیں نہیں ہے اگر بند کرنا چاہتے ہو تو ہم کو اس قدر روپیہ دو چنانچہ وہ شخص جس نے زمین خریدی ہے آپس میں طے شدہ روپیہ دیتا ہے اور کچھ لکھا پڑھی ہوتی ہے پھر صاحب زمین مکان بنا سکتا ہے سوال یہ ہے کہ یہ روپیہ کس چیز کی قیمت پیدا ہے اور پڑوسی کو لینا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۲۵) یہ معاملہ ناجائز ہے جس نے زمین خریدی ہے اسے اپنی زمین اور ملک پر مکان بنانے کا حق حاصل ہے اور پڑوسی کا روکنا ظلم ہے اور اس کے عوض میں روپیہ لینا باطل ہے۔ رجل له باب او كوة فخاصمه جاره فصالحه على دراهم معلومة يدفعها الى الجار ليترك الكوة ولا يسدها كان ذلك باطلا وكذا لو كان الصلح بينهما على ان ياخذ صاحب الكوة دراهم معلومة ليسد الكوة والباب كان باطلا كذافي الظهيرية (فتاوى عالمگيرى)(۱) کوہ روشندان کھڑکی دریچہ کو کہتے ہیں ۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

نیم پخت پاخانے بنوانے میں کوئی حرج نہیں

(سوال) آج کل ہندوستان میں عام رواج ہو رہا ہے کہ پاخانہ نئی طرز کا بنایا جاتا ہے جو پانی میں بہا دیا جاتا ہے اور وہ سرکاری نلی میں جا گرتا ہے انسان کے فارغ ہونے کے بعد فوراً ہی بذریعہ پانی پاخانہ صاف ہو جاتا ہے سوال دریافت طلب یہ ہے کہ اس قسم کے پاخانے گھر میں بنوانا کیسا ہے ۔ المستفتی نمبر ۱۵۶۵ محمد یوسف ابن محمد فاروق (دہلی) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۶) اس قسم کے پاخانے بنوانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قبر پر تعمیر بنانے کا خواب قابل عمل نہیں

(سوال) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جو اکابر اولیائے کرام میں سے دہلی میں گزرے ہیں ان کا مزار آج تک خام چلا آرہا ہے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میرا مزار بنگا پڑا ہے اس پر گنبد پختہ بنا دو چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر گنبد بنا دے لہذا علمائے کرام سے سوال ہے کہ کیا شرعاً اس بشارت پر عمل کرنا چاہئے کہ قبر پر عمارت و گنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں ؟ مطابق کتاب و سنت و مذہب حنفیہ کے جواب مرحمت فرمایا جائے۔ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۲۳۷۵ حاجی محمد صدیق ولد حاجی احمد قوم شیخ ساکن پھاٹک حبش خاں دہلی

(جواب ۳۲۷) قبر پر عمارت گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا ناجائز ہے صریح طور پر حدیث شریف میں اس کی

(۱) (فتاوى هندية ٤ : ٣٥٧)

ممانعت آئی ہے ایسی بشارت (یعنی خواب) جو کسی نامشروع فعل کے ارتکاب کی ترغیب دے قابل التفات و قابل عمل نہیں ہے (۱) اس کا جب خیال آئے تو لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنا چاہئے حتی کہ یہ خیال جاتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیسواں باب
فوٹو، مصوری اور تصویر

تصویر سازی اور تصویر کے استعمال کا حکم الگ الگ ہے

(سوال) ایک شخص نے اپنی تصویر کھنچوائی اور وہ تصویر اعضائے باطنہ سے خالی ہے اور اس قدر اعضائے ظاہری پر شامل ہے جس سے حیات متصور ہے اور اتنی چھوٹی ہے کہ ناظر کو بلا غور و خوض تفصیل اعضا کی تبیین نہیں ہوتی اور وہ اسکو جائز جانتا ہے لہذا یہ استفسار کیا جاتا ہے کہ شرعاً یہ جائز ہے یا حرام اس کو جائز کہنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۲۸) تصویر بنانے کا حکم جداگانہ ہے اور تصویر رکھنے اور استعمال کرنے کا حکم جداگانہ ہے تصویر بنانے اور بنوانے کا حکم تو یہ ہے کہ وہ مطلقاً حرام ہے خواہ تصویر چھوٹی بنائی جائے یا بڑی کیونکہ علت ممانعت دونوں حالتوں میں یکساں پائی جاتی ہے اور علت ممانعت مضاہات لخلق اللہ ہے اور تصویر رکھنے اور استعمال کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر چھوٹی ہو اور غیر مستبین الاعضاء ہو تو اس کو ایسے طور پر رکھنا کہ تعظیم کا شبہ نہ ہو جائز ہے یا ضرورت کی وجہ سے استعمال کی جائے جیسے سکہ کی تصویر تو جائز ہے باقی بڑی تصویریں بلا ضرورت استعمال کرنا یا ایسی صورت سے رکھنا کہ تعظیم کا شبہ ہو ناجائز ہے۔ اما فعل التصویر فهو غیر جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله تعالى (رد المحتار) فصنعته حرام بكل حال لانه فيه مضاهاة لخلق الله تعالى و سواء كان في ثوب او بساط او درهم اواناء اوحائط او غير ها (رد المحتار) وقدصرح في الفتح بان الصورة الصغيرة لاتكره في البيت (رد المحتار) (۲) واللہ اعلم

جاندار کی تصویر کھینچنا اور کھینچوانا حرام ہے

(سوال) عکسی تصویر کھنچوانا کیا حکم رکھتا ہے اور انسان اور جانور کی تصویر میں کیا فرق ہے انکشافات جدیدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ درخت بھی جاندار ہیں تو کیا ان کا حکم بھی انسان اور جانوروں کے حکم کے مساوی ہے؟

---

(۱) عن جابر نهى رسول الله ﷺ ان يجصص القبر وان يقعد عليه وان يبنى عليه (صحيح مسلم ۱: ۳۱۲) عن ابي قتادة عن النبي ﷺ قال الرويا الصالحة من الله والحلم من الشيطان فاذا حلم فليتعوذ منه وليبصق عن شماله فانها لا تضره (صحيح بخاری ۲: ۱۰۳٤)

(۲) (رد المحتار مع الدر ۱: ٦٤٧-٦٥٠)

(جواب ۳۲۹) تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز ہے خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں تصویریں ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہیں تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے خواہ انسان(۱) ہو یا حیوان مکانات کے نقشے درختوں کی تصویریں ناجائز نہیں ہیں تحقیقات جدیدہ سے درختوں میں جس قسم کی حیات دریافت ہوئی ہے وہ انسان و حیوان کی حیات سے مختلف ہے دونوں زندگیوں کا تفاوت بدیہی اور مشاہد ہے پس حکم کا اختلاف کچھ مستبعد نہیں ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) تصویروں پر پھول چڑھانا جائز نہیں
(۲) غیر مذہبی ترانہ مسلمان سے کہلوانا جائز نہیں

(سوال) اگر کسی مذہبی مدرسے میں جہاں مسائل دینیہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم ہوتی ہو تصویروں یا مجسموں کی نقاب کشائی کی جائے اور ان پر پھول چڑھایا جائے یا تصویر کو اس مدرسے کے کسی حصے میں لٹکایا جائے تو یہ ازروئے شریعت اسلامیہ جائز ہوگا یا نہیں؟
(۲) اگر کسی مذہبی مدرسے میں جہاں مسائل دینیہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم ہوتی ہو مدرس اعلیٰ طلبہ اور اساتذہ کو جمع کر کے "جن من گن" قومی ترانہ پڑھوائے اور اساتذہ و طلبہ کو مجبور کرے کہ اس قومی ترانہ کے احترام میں کھڑے ہوں تو ازروئے شریعت اسلامیہ یہ مجبور کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(جواب ۳۳۰) اسلام نے تصویر بنانا تصویر گھر میں لانا اور رکھنا ہی ناجائز قرار دیا ہے پھر اس کی تعظیم کرنا پھول چڑھانا مکان یا مدرسے کے کسی حصے میں لٹکانا کیسے جائز ہو سکتا ہے یہ سب ممنوع اور خلاف احکام اسلام ہے(۳) (۲) کوئی غیر مذہبی ترانہ مسلمانوں سے نہ گوایا جائے نہ اس میں شرکت کو کہا جائے اگر کوئی مسلمان شریک نہ ہو تو وہ ماخوذ نہ ہوگا فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (منقول از اخبار نقیب پھلواری ضلع پٹنہ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۰ء)

بچوں کے کھلونوں کی تجارت کا حکم

(سوال) بچوں کے کھلونے تصویر والے چھوٹا ہو یا بڑا خواہ کسی شی کا بنا ہوا ہو اس کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟ بچوں کا باجہ یا بانسری بچوں کی جس میں دو سر یعنی باریک اور موٹے ان کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے

---

(۱) وظاهر كلام النووى فى شرح مسلم الاجماع على تحريم تصوير الحيوان وقال رسول الله ﷺ صنعه لما يمتهن او بغيره فصنعته حرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله تعالى (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۴۷)
(۲) لغير ذى روح لقول ابن عباس للسائل فان كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له رواه الشيخان ولا فرق فى الشجر بين المثمر وغيره (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۴۹)
(۳) ان التصوير يحرم ولو كانت الصورة صغيرة لان علة حرمة التصوير المضاهاة لخلق الله وقد ظهر من هذا ان علة الكراهة فى المسائل كلها اما التعظيم او التشبيه (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۴۷)

(المستفتی نمبر ۲۶۳ شیخ شمس الحق صاحب سوداگر کلکتہ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء
(جواب ۳۳۱) تصویروں کا خرید نا بیچنا ناجائز ہے خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی اور بچوں کے کھیلنے کی ہوں یا اور کسی غرض کے لئے(۱) البتہ ایسی اشیاء جن میں تصویر کا بیچنا خرید نا مقصود نہ ہو جیسے دیا سلائی کے بکس کہ ان پر تصویر بنی ہوتی ہے مگر تصویر کی بیع و شرا مقصود نہیں ہوتی تو ایسی چیزوں کا خرید نا بیچنا مباح ہو سکتا ہے باجے وغیرہ جن میں تصویر نہ ہو بچوں کے کھیلنے کے لئے خرید نا اور ان کا بیچنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ۔

تصویر کے متعلق ایک سوال کا جواب.

(سوال) بسم الله الرحمن الرحيم حضرت مولانا الجليل وقدوة العلماء النبيل مولوى محمد كفاية الله دام فيوضه السلام عليكم ورحمة الله و بركاته' انى رأيت فى الاخبار الشائع من بلد مدراس المسمى بدر الاسلام الصورتين النصفين مرقومة فيه من الفوتو غراف و جدت اسمين تحت هذين التصويرين احد هما اسمكم الشريف و ثانيهما اسم مولانا احمدسعيد دام مجده و مع ذلك قد حرر جامع الاخبار فوق هذين التصويرين على سبيل الاستفتاء اماقصد الجامع و ايراد هما فيه فظاهر ومذهبه عندالناس باهر فالامل منكم بهذا التسطير طلب الجواب متعلقا عن هذا التصوير ان هذا الفوتو غراف هل يوخذ منكم مع ان تكون راضيا عليه ام لا و هل يجوز نصف الصورة الا علىٰ من الفوتوغراف ام لا؟ بينواتوجروا المستفتى نمبر ۱۴۱۷ مولوی عبدالعلی لاہور ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ م ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(ترجمہ) حضرت مولانا کفایت اللہ دام فیضہ السلام علیکم ایک اخبار بدر الاسلام نام جو مدراس سے شائع ہوتا ہے اس میں میں نے دو نصف تصویریں فوٹو کی دیکھیں ایک تصویر کے نیچے آپ کا اسم مبارک لکھا ہوا تھا اور دوسری کے نیچے مولانا احمد سعید صاحب کا اور ساتھ ہی اس کے ایک نوٹ بھی لکھا ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ایڈیٹر نے ان دونوں تصویروں کی اشاعت سے جواز تصویر پر استدلال کیا ہے۔

ایڈیٹر کا ریمارک اور ان تصویروں کے شائع کرنے سے اس کا مقصد اور پھر لوگوں تک ان تصویروں کا پہنچنا تو ظاہر ہے مگر آپ سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا یہ فوٹو آپ کے علم اور رضامندی کے ساتھ لیا گیا ہے؟ اور کیا اوپر کے نصف حصے کا فوٹو لینا جائز ہے؟

(جواب ۳۳۲) التصوير (بمعنى المفعول لا المعنى المصدرى) والصورة والمثال والتمثال

---

(۱) عن جابر انه سمع رسول الله ﷺ يقول عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والاصنام (صحيح بخارى ۱ /۲۹۸)

كلها بمعنىً واحد و المراد ما يقع به المعرفة وهو الوجه والراس ففعل الصورة هو رسم الوجه والراس و يتعلق به حكم المنع و التحريم و تجويز بعض العلماء نصف الصورة لا يساعده دليل يعتمد عليه وانا لم نحكم بجواز اتخاذ الصورة مطلقا لا تامة ولا منصفة اما اشاعة بعض الجرائد تمثال فوتو غراف بصورنا فنحن لاندري من اخذها واين اخذها و متى اخذها ولايخفى ان اخذ رسم الفوتو غراف لا يحتاج الى علم صاحب الصورة فان الاخذ يتمكن من اخذها مع غفلة صاحب الصورة وكذلك اخذ مثالنا من اخذها –

(ترجمہ) تصویر بمعنی مصور اور صورت اور شبیہ اور مجسمہ سب ایک معنی رکھتے ہیں اور اس سے مراد اس قدر حصہ ہے جس سے پہچان اور تعارف حاصل ہو جائے وہ چہرہ اور سر ہے اور تصویر کشی سے مراد چہرے اور سر کا منقوش کرنا ہے ممانعت و حرمت کا حکم اسی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بعض علماء نے جو نصف تصویر بنانے کو جائز قرار دیا ہے اس کے لئے کوئی مضبوط اور قابل اعتماد دلیل نہیں ہے مطلقاً تصویر کشی خواہ نصف تصویر ہو یا پوری ہمارے نزدیک حرام ہے(۱) بعض رسائل نے جو ہمارا فوٹو شائع کیا ہے ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارا فوٹو کس نے لیا اور کہاں لیا اور کب لیا اور ظاہر ہے کہ فوٹو لینے کے لئے صاحب تصویر کا علم ضروری نہیں ہے کسی آدمی کا فوٹو اس کی بے خبری میں لیا جا سکتا ہے اور ہمارا فوٹو بھی جس نے لیا ہے ہماری بے خبری میں ہی لیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بت بنانا اور نذر و نیاز چڑھانا احکام شرع کے خلاف ورزی اور بت پرستی ہے

(سوال) ضلع مظفر گڑھ پنجاب قصبہ خان گڑھ کے قریب ایک مشہور بزرگ جناب میراں حیات کی خانقاہ شریف کے احاطہ میں مزار شریف سے ۵-۶ فٹ کے فاصلے پر ایک مجسمہ اونٹنی کا بنا رکھا تھا اس بت کی کرامات بیان کرتے تھے ہار سنگھار تیل پھلیل نذر نیاز چومنا اور کئی قسم کے چڑھاوے چڑھانا جائز سمجھتے تھے وہ بت میاں میلو کے نام سے متبرک مشہور ہو گیا تھا ایک غیرت مند مسلمان نے جاکر دیکھا کہ بہت سے لوگ گمراہ ہو رہے تھے اس نے اللہ اکبر کہہ کر اسکو مسمار کر دیا اور زمین صاف کر دی اس کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۳۹ محمد حبیب خان گڑھ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ م ۳ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۳) یہ بت بنانا اور اس کی پوجا کرنا نذر نیاز چڑھانا شریعت اسلامیہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور شرک و بت پرستی کی ترویج ہے ایک بزرگ کے مزار کے پاس یہ مشرکانہ افعال کرنا اور اس بزرگ کے نام کے ساتھ اس کو منسوب کرنا اس مزار اور صاحب مزار کی بھی اسلامی عقیدے کے موجب توہین ہے اسلامی احکام کے ماتحت وہ بت واجب الہدم(۲) اور اس کو بنانے والے مستحق ملامت و تعزیر تھے اگر اسلامی

---

(۱) حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۱/۶۴۷ (۲) عن ابی هياج الاسدی قال بعثنی علی قال لی ابعثك علی ما بعثنی عليه رسول الله ﷺ ان لا ادع قبرا مشرفا الا سويته ولا تمثالا الا طمسته (سنن ابی داؤد ۲/۱۰۳) عن عبدالله قال دخل النبی ﷺ مكة وحول الكعبة ثلثمائة و ستون نصبا فجعل يطعنها بعود كان بيده و يقول جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (صحيح مسلم ۲/۱۰۴)

حکومت ہوتی توڈھانے والے کو انعام اور بنانے والے کو سزا دی جاتی محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' الجواب صحیح
حبیب المرسلین عفی عنہ

نماز کی تعلیم کے لئے کتاب میں تصویریں شائع کرنا جائز نہیں

(سوال) ہمارے ملک کا نام کرناٹک ہے احاطہ بمبئی کا جنوبی حصہ ہے ملکی زبان کنٹری ہے بڑے شہروں کی قلت ہے میں نے قریوں کے غریب مسلمانوں کو دینی تعلیم سے سرفرازی حاصل کرنے کے لئے کنٹری زبان ہی میں ترتیب الصلوٰۃ معہ ترکیب الصلوٰۃ لکھی ہے اس میں قیام رکوع سجود جماعت وغیرہ کی تصویریں لے کر شائع کرنا چاہتا ہوں تاکہ نماز کی ترکیب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ المستفتی نمبر ۲۲ے چمن صاحب ہیڈ ماسٹر اردو مدرسہ (ضلع دھارواڑ) ۲۹ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۳۴) تصویریں اور وہ بھی مذہبی تعلیم کی کتاب میں ہر گز نہ ہونی چاہئیں اول تو قیام ورکوع وغیرہ سمجھانے کے لئے تصویروں کی ضرورت نہیں دوسرے یہ کہ اگر اس کو لازمی سمجھا جائے تو تصویر بغیر سر کی صرف گردن تک بنائی جائیں سر نہ ہو تو وہ تصویر کے حکم میں نہ ہوگی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بلا ضرورت تصویر کھنچوانا حرام ہے

(سوال) مسلمان خواہ عالم ہو یا جاہل امیر ہو یا غریب اپنی تصویر کھنچوا سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۷۳۹ وجاہت حسین صاحب (ضلع پورنیہ) ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۸ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۳۵) تصویر کھینچنا اور کھنچوانا منع ہے (۲) کھنچوانا اگر کسی ضرورت پر مبنی ہو مثلاً پاسپورٹ کے لئے تو مباح ہے نیز فوٹو کی تصویر تو صاحب تصویر کے علم وارادہ کے بغیر بھی کھنچ جاتی ہے اس میں صاحب تصویر پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسلمان کو تصویر رکھنا اور اسکا احترام ہر گز جائز نہیں ہے۔

(سوال) زید میونسپلٹی کے ایک اسکول میں بحیثیت مدرس ملازم ہے میونسپلٹی کے آفیسران گاندھی کے مجسمہ یا تصویر پر پھولوں کا ہار پہنانے کیلئے زید کو حکم دیتے ہیں مسلمانوں کے لئے مجسمہ یا تصویر پر ہار ڈالنا یا پہنانا جائز ہے یا نہیں اگر ملازم حکم عدولی کرتا ہے تو ملازمت سے برطرف کر دیئے جانے کا خطرہ ہے۔

---

(۱) لا یکرہ لو کانت تحت قدمیہ او کانت صغیرۃ او مقطوعۃ الراس (قال المحقق) ای سواء کان من الاصل او کان لھا راس و محی لانھا لا تعبد بدون الراس عادۃ (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۵۰)
(۲) واما فعل التصویر فھو غیر جائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ (ردالمحتار مع الدر ۱/ ۶۵۰)

(جواب ۳۳۶) مسلمان کے لئے تصویر رکھنا اس کا احترام کرنا اس پر پھول ڈالنا جائز نہیں (۱) زید کو عذر کردینا چاہئیے کہ مجھے اپنے مذہب کے لحاظ سے یہ فعل جائز نہیں ہے اگر اس پر اس کے آفیسر ناراض ہو کر اسے ملازمت سے نکال کر علیحدہ کردیں تو صبر کرے خدا مسبب الاسباب ہے وہ رزق رسانی کی کوئی اور صورت کردے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تصویر کو مسجد یا مسجد کے متعلقہ عمارت میں رکھنے کا حکم

(سوال) شہر بمبئی کی چند مسجدوں میں میونسپلٹی کی طرف سے مدارس قائم ہیں میونسپلٹی مسجد کے متولیوں یا ٹرسٹیوں کو کمروں کا کرایہ ادا کرتی ہے ایسی حالت میں جب کہ مسجد کی عمارت حرم مسجد میں داخل ہے ایک منزلہ عمارت کے اوپر کی منزل میں مدرسہ اور نیچے کے چند کمروں میں امام مسجد اور متعلقین مسجد رہتے ہیں اور چند کمرے خالی ہیں مسجد کے دالان اور مدرسے کے نیچے کے خالی کمروں میں لوگ نماز ادا کرتے ہیں ایسی حالت میں مدرسے میں کسی مجسمہ کا رکھنا اور اس پر پھولوں کا ہار ڈالنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۳۷) مجسمہ یعنی انسان یا کسی جاندار کی تصویر تو شرع اسلامی میں جائز نہیں اور اس کو مسجد یا مسجد کی متعلقہ عمارت میں رکھنا اور بھی برا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اخبار کی تصاویر کا حکم.

(سوال) اخباروں کے اندر جو فوٹو ہوتے ہیں اور مکان میں وہ اخبار رکھے رہتے ہیں ایسے فوٹو کا مکان کے اندر رہنا کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۹۵۱ عبدالرزاق پیش امام (اوجین) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۳۸) فوٹو اور تصویریں قصداً مکان میں رکھنا حرام ہے اور بلا قصد کسی اخبار یا کتاب میں رہ جائے تو یہ حرام نہیں مگر مکروہ یہ بھی ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اوپر کے آدھے جسم کی تصویر بالکل جائز نہیں

(سوال) تصویر جاندار چیزوں کی بنانی جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبدالستار (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

---

(۱) عن ابی هیاج الاسدی قال بعثنی علی قال لی ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول الله ﷺ ان لا ادع قبرا مشرفا الاسویته ولا تمثالا الا طمسته (سنن ابی داؤد ۲/ ۱۰۳)

(۲) وظاهر كلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان وفی البحر قالوا واشد ها كراهة ما یكون علی القبلة امام المصلی ثم ما یكون فوق راسه (رد المحتار مع الدر: ۱/ ٦٤٨)

(۳) عن عائشة ان النبی ﷺ لم یكن یترك فی بیته شیئا فیه تصاویر الا نقضه (صحیح بخاری ۲/ ۸۸۰)

(جواب ۳۳۹) اوپر کے نصف جسم کی جس میں چہرہ اور سر ہو تصویر جائز نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ

تصویر کے متعلق چند سوالوں کے جوابات.

(سوال) ایک رسالہ میں حضرت والا کا اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا فوٹو دیکھا بعض حضرات معترض ہیں جواب شافی عنایت فرمائیں المستفتی نمبر ۱۰۱۴ جعفر حسین امروہی (کوئٹہ بلوچستان) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۴۰) فوٹو اور تصویر کا حکم ایک ہے تصویر کھنچوانی اور فوٹو کھنچوانا ناجائز ہے میرا یا مولانا احمد سعید کا فوٹو ہمارے علم و رضامندی کے بغیر کسی نے کھینچ لیا ہوگا اور شائع کر دیا ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب دیگر ۳۴۱) (۱۰۴۵) جاندار کی تصویر کے متعلق آنحضرت ﷺ نے بہت سختی سے ممانعت فرمائی ہے صحیح حدیثیں موجود ہیں (۲) اس میں کوئی شبہ نہیں فوٹو بھی تصویر ہی ہے (۲) یہ قول غلط ہے کہ احادیث متعلقہ حرمت تصویر موضوع یا ضعیف ہیں (۳) کربلائے معلیٰ نجف اشرف بغداد شام وغیرہ کے سفر کے لئے فوٹو کھنچوانا لازم ہے تو ان مقامات کا سفر بھی لازم و فرض نہیں ان زیارات کو ترک کر دینا لازم ہے (۴) جاندار کی تصویر بنانا اور بنوانا ناجائز اور حرام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جاندار کے علاوہ دوسری چیزوں کی پرنٹنگ کو ذریعہ معاش بنا سکتے ہیں

(سوال) آیا شرعاً پینٹنگ یعنی ہاتھ سے کاغذ یا تختہ یا کسی اور مسطح شئے یا جگہ پر نقش و نگار بنانا مثلاً طلوع آفتاب غروب آفتاب یا قدرتی نظاروں درختوں پہاڑوں آبشاروں جانوروں کے نقشے بنانے جائز ہیں اور آیا کوئی شخص جو اس فن کا ماہر ہو اس کو ذریعہ اپنی معاش کا بنا سکتا ہے یا کوئی شخص اپنی لاگت سے اس کام کے لئے کوئی مخصوص درسگاہ قائم کر سکتا ہے اور اس کے مصارف کے واسطے زر نقد یا جائیداد وقف کر سکتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۲۶، ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۴۲) طلوع آفتاب غروب آفتاب قدرتی نظاروں درختوں پہاڑوں آبشاروں کی پینٹنگ جائز ہے صرف جانداروں کی تصویر بنانی ناجائز ہے ماہر فن صرف جانداروں کو چھوڑ کر ہر چیز کی پینٹنگ کو ذریعہ معاش بنا سکتا ہے درسگاہ قائم کر سکتا ہے اس کے لئے وقف کر سکتا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) واما فعل التصویر فهو غیر جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله تعالی (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۵۰)
(۲) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۴۷)
(۳) عن سعید بن ابی الحسن قال کنت عند ابن عباس اذا اتاه رجل فقال یا ابن عباس انی انسان انما معیشتی من صنعة یدی و انی اصنع هذه التصاویر فقال ابن عباس لا احدثك الا ما سمعت رسول الله ﷺ یقول من صور صورة فان الله معذبه حتی ینفخ فیها الروح و لیس بنافخ ابدا فربا الرجل ربوة شدیدة واصفر وجهه فقال ویحك ان ابیت الا ان تصنع فعلیك بهذا الشجر و کل شئ لیس فیه روح (صحیح بخاری ۱/ ۲۹۶)

تصویر خواہ کسی نے بھی کھنچوائی ہو جائز نہیں

(سوال) مذہب اسلام میں تصویر اتارنا جائز ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو مشہور علماء دین مثلاً مولانا شبلی، مولانا حالی نے کیوں اپنی تصویریں اتاریں اور آپ کی تصویر بھی موجود ہے۔ المستفتی نمبر ۱۴۴۹ محمد فضل اللہ خاں صاحب (بنگلور کینٹ) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۳) تصویر اتارنی اور اتروانی ناجائز ہے،(۱) جن علماء نے تصویر خود قصداً اتروائی ہوان کے نزدیک اتروانا مباح ہوگا مگر میں تو مباح نہیں سمجھتا اور نہ میں نے کبھی اپنی تصویر اتروائی میں نے بعض اخبارات میں اپنی تصویر دیکھی ہے مگر مجھے خبر نہیں کہ میری تصویر کب اور کہاں اور کس نے بے خبری میں اتارلی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تصویر خواہ کسی بھی ذریعہ سے بنائی جائے ناجائز ہے

(سوال) جدید طریقہ فوٹو گرافی سے جو تصویریں کھینچی جاتی ہیں ان میں آئینہ کی طرح عکس آتا ہے البتہ مستقل اور غیر مستقل طور پر صورت قائم ہو جانے کا فرق ہے پس ارشاد ہو کہ بلاضرورت شدیدہ مثلاً لازمی پاسپورٹ وغیرہ میں جدید طریقہ فوٹو گرافی سے جاندار کے پورے قد کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں پس اگر جائز ہے تو کیوں اور اس میں کیا مصلحت ہے اور اگر ناجائز ہے تو اس طرح سے تصویر کھینچنے اور کھنچوانے والوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے آیا ایسے اشخاص کے پیچھے نماز میں اقتداء درست ہے اور کیا یہ لوگ فاسق کے حکم میں داخل ہیں اور اس قسم کی تصویریں اپنے پاس رکھنا درست ہے یا نہیں المستفتی نمبر ۱۸۶۰ حاجی دلو وہاشم یوسف صاحب رنگون ۷ ۲ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۴) تصویر بنانے اور بنوانے کی جو ممانعت ہے وہ ہاتھ سے تصویر بنانے اور بنوانے یا فوٹو کے ذریعہ سے تصویر اتارنے اور اتروانے کو شامل ہے جاندار کی تصویر خواہ کسی طریقہ سے بنائی جائے تصویر کا حکم رکھتی ہے اس کو گھر میں رکھنا ممنوع ہے تصویر سے مراد چہرہ یعنی سر کی تصویر ہے خواہ باقی (نصف بدن کی ہو یا پورے قد کی ہاں سر اور چہرہ نہ ہو تو باقی بدن کی تصویر مباح ہے۔ بعض علماء مصر فوٹو کی تصویر کو مباح قرار دیتے ہیں بعض نصف بدن کی تصویر کو مباح بتاتے ہیں مگر ہمارے خیال میں یہ دونوں قول مرجوح اور بے دلیل ہیں لازمی سفر کے لئے پاسپورٹ کے واسطے فوٹو مباح قرار دیا جا سکتا ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) عن عبداللہ قال سمعت النبی ﷺ یقول ان اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون (صحیح بخاری ۲ / ۸۸۵ رد المحتار مع الدر ۱ / ۶۴۷)

(۲) وان تحققت الحاجۃ الی استعمال الصلاح الذی فیہ تمثال فلا باس باستعمالہ لان موضع الضرورۃ مستثناۃ من الحرمۃ کما فی تناول المیتۃ (بحوالہ تصویر کے شرعی احکام مفتی محمد شفیع)

بسم اللہ کی کتابت تصویر کی شکل میں گناہ ہے
(سوال) بعض حضرات کتابت میں بسم اللہ کو مرغ و شیر کی تصویر میں لکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو کاتب کے لئے کیا حکم ہے المستفتی نمبر ۲۱۳۰ امیر علی چترالی متعلم مدرسہ امینیہ دہلی ۱۵ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۹ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۴۵) کتابت میں تصویروں کی شکل بنانا ناجائز ہے اور خصوصاً بسم اللہ شریف جو قرآن پاک کی آیت ہے اس کی تصویر کی شکل بنانا بہت زیادہ مذموم ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تصویر حرام ہے
(سوال) اپنی تصویر کھنچوانا شریعت میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو کھنچوانے والے کے لئے کیا سزا ہے المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی جنرل مرچنٹ (برما) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۴۶) تصویر کھینچنا کھنچوانا حرام ہے(۲) اس کی تعزیر قاضی شرع کی رائے پر ہے کوئی حد شرعی مقرر نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسلمانوں کے لئے تصویروں کی تجارت جائز نہیں
(۲) کپڑے کے تھان میں لیبل پر تصویر کا حکم
(۳) اخبار وغیرہ کی تصویر کا حکم.
(سوال) (۱) کارخانے کے بنے ہوئے کھلونے جو جاندار کی شکل کے تصویر دار ہوں جیسے گڑیا تو اس کی تجارت جائز ہے یا نہیں اور دار الحرب میں کفار کے ساتھ تجارت اور مسلمانوں کے ساتھ تجارت کا ایک حکم ہے یا جدا حکم ہے اور پاسپورٹ کے لئے نصف فوٹو لازمی اس کا کرانا جائز ہے یا نہیں۔
(۲) کپڑے کے تھان کہ جس پر کارخانہ کے رجسٹر و چھاپ کا لیبل چسپاں ہوتا ہے جو جاندار کی تصویر ہو یا بکس کہ جس پر تصویر جاندار ہو اور اس میں اشیائے فروخت بند ہوتی ہیں اس کا دوکان میں رکھنا تصویر رکھنے کے حکم میں ہوگا یا نہیں عام طور پر لوگ اس میں مبتلا ہیں چونکہ یورپ کی بنی ہوئی اشیاء پر اکثر تصویر دار لیبل چسپاں ہوتے ہیں اس سے احتراز دشوار امر ہے تو اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟
(۳) انگریزی اخبار کی جن میں جابجا تصویریں ہوتی ہیں اور اس دیار میں عام طور پر تاجروں کو اخبار بینی لازم ہوتی ہے کہ اس سے نرخ اشیاء معلوم ہوتی ہے اسی طرح کیلنڈر تاریخ دیکھنے کے جو یورپین تاجروں کے یہاں سے جدید سال کی تقریب میں اپنے گاہکوں کو تقسیم ہوتے ہیں اور اس پر جاندار کی تصویر نصف یا

---
(۱) واما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقاً لأنه مضاهاة لخلق الله (ردالمحتار مع الدر : ۱/ ۶۵۰)
(۲) (حوالہ گزشتہ : رد المحتار مع الدر : ۱/ ۶۴۷)

پڑی ہو تو اس کو مکان میں رکھنے کا کیا حکم ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۳۶ فخر الدین ڈابھیلی (جوہانسبرگ) ۲ صفر ۱۳۵۷ھ م ۲۸ اپریل ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۷) (۱) مسلمان کو تصاویر کی بیع و شرا جائز نہیں اس میں دار الحرب اور دار الاسلام کا بھی کوئی فرق نہیں (۱) اور ضرورت کے موقع پر فوٹو کھنچوانا تاکہ پاسپورٹ مل سکے مباح ہے (۲) (۲) اس میں چونکہ تصویر کی بیع و شرا مقصود نہیں ہوتی اس لئے ضرورۃً گنجائش ہے (۳) اس کا حکم بھی نمبر ۲ کا ہے کہ ضرورۃً ان اخبارات کا خریدنا جائز ہے کیونکہ تصاویر کی بیع و شرا مقصود نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ضرورت اور مجبوری کے وقت تصویر بنوانا مباح ہے

(سوال) واسطے لائسنس موٹر ڈرائیوری کے تصویر کھنچوانا جائز ہے یا نہیں اور سکہ بھی جس پر تصویر ہو پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں حدیث نبوی اور قرآن کی رو سے فتویٰ عطا فرمائیں المستفتی نمبر ۲۳۸۰ شیخ محمد قاسم صاحب (بلند شہر) ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۸) کسب معاش کی ضرورت اور مجبوری سے فوٹو کھنچوانا مباح ہے جیسے کہ سکہ کی تصویر سے کام لے لینا مباح ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تجارتی نشان میں بھی تصویر بنانا حرام ہے۔

(سوال) ایک مسلمان نے بیڑی جاری کی اور اس کے لیبل پر ایک عرب کی تصویر بنائی جس کو دیکھ کر مسلمان اپنی دل آزاری سمجھتے ہیں چنانچہ اس مسلمان بیڑی بنانے والے سے کہا گیا کہ ہمارے مذہب میں تصویر منع ہے اگر تیرا مقصد بیڑی کی تجارت ہی ہے تو اس دل آزار لیبل کو بند کر کے اور کوئی دوسرا لیبل نکال لے اور لیبل کے بند کرنے پر جو بقیہ لیبل کی لاگت کا نقصان ہے وہ ہم ادا کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن باوجود اس کے وہ لیبل بند نہیں کرتا اور بدستور جاری رکھتا ہے ایسی صورت میں اس لیبل کے بنانے والے بیچنے والے اور خریدنے والوں کے متعلق شریعت مقدسہ کیا حکم رکھتی ہے المستفتی نمبر ۲۵۲۳ محمد ضیاء الحق صاحب خلف شیخ امان الحق (دہلی) ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۹) تصویر بنانا حرام ہے مگر افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ ہزاروں مسلمانوں نے اپنے تجارتی نشانات میں تصویریں بنائی ہیں اور ان تصویروں کو ٹریڈ مارک کے طور پر استعمال کرتے ہیں اگر کوئی مسلمان ان ٹریڈ مارکوں کی تصویروں کو موقوف کرانے کے لئے کوئی اقدام خلوص کے ساتھ کرے تو

---

(۱) لا یحل عمل شيء من هذه الصور ولا یجوز بیعها ولا التجارة لها والواجب ان یمنعوا من ذالك (بلوغ القصد والمرام ص ۲۰ بحوالہ تصویر کے شرعی احکام)

(۲) الضرورات تبیح المحظورات (الاشباه والنظائر ۸۵ ط بیروت)

(۳) (حوالہ گذشتہ بالا)

اس کے لئے موجب اجر ہوگا - مگر اس میں کسی ایک مارکہ کو اعتراض کے لئے خاص کر لینا خلوص کی دلیل نہیں ہے ایسے مارکے جن پر تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہیں سینکڑوں روزمرہ کی استعمالی اشیاء پر موجود ہیں یا تھی مارکہ کاغذ دیا سلائی کی ڈبیاں اور کپڑے کے تھان چینی کے برتن اخبارات و رسائل اور بہ اس چیزیں ہیں ان کی خریداری کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کی خریداری مقصود نہ ہو اور تصویر واس چیز کی قیمت میں داخل نہ ہو یعنی خود تصویر کی کوئی قیمت اس میں شامل نہ ہو تو ایسی چیزوں کا خریدنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ

ضرورت کے موقع پر تصویر مباح ہے

(سوال) ما تقولون فی تصویر فوٹو غرافی ؟ هل هو جائز ام لا؟ ان قلتم بالمنع فماتقولون عندضرورة التصویر علی قاعدة الحکومة الانجلیزیة لنحو سفر البلا دو نحوه
(ترجمہ) فوٹوگرافی تصویر کے متعلق کیا فرماتے ہیں جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو انگریزی قوانین کے لحاظ سے پاسپورٹ وغیرہ میں فوٹو ضروری ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ المستفتی حاجی گل محمد منگلوری مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ م ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء

جواب ۳۵۰) التصویر لا یجوز مطلقا بالقلم وغیره ولکن عند شدة الضرورة جائز لان الضرورات تبیح المحظورات قاعدة الشریعة مسلمة عند الفقهاء العظام (۲)
(ترجمہ) قلم سے یا کسی دوسرے طریقے سے تصویر بنانا یا بنوانا ہرگز جائز نہیں لیکن تحت ضرورت یا قانونی مجبوری کے وقت جائز ہوگا کیونکہ شریعت کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے۔ الضرورات تبیح المحظورات حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فوٹوگرافی کا پیشہ حرام ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) فی زمانہ بذریعہ مشین فوٹو لینا یا فوٹو اتروانا فوٹوگرافی پیشہ اختیار کرنا اور اس کو ذریعہ معاش بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) فوٹوگراف کے ذریعہ سے جانداروں کی تصویریں بنانا بنوانا اس کا پیشہ کرنا ناجائز ہے کیونکہ فوٹوگراف کی تصویر بھی تصویر ہی ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی کامل تصویر ہے (۳) اس لئے تصویر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

---

(۱) واما فعل التصویر فهو غیر جائز مطلقا الخ (رد المحتار مع الدر ۱ / ۶۵۰)
(۲) (الاشباه والنظائر ۸۵ ط بیروت)
(۳) (حوالہ گزشتہ صحیح بخاری شریف : ۲۹۶/۱)

(۱) ضروری سفر کے لئے تصویر بنانا مباح ہے
(۲) تجارت اور حصول علم کے لئے سمندر پار جانا جائز ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) (۱) تجارت کرنے کی غرض سے یا کوئی علم حاصل کرنے کے لئے سمندر پار کسی غیر ملک مثلاً جرمنی، مصر یا ولایت میں جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟(۲) اگر غیر ممالک میں جانا درست ہو تو وہاں جانے کے لئے پاسپورٹ بھی لینا پڑتا ہے جس کے لئے اپنی تصویر کھنچوانی پڑتی ہے کیا وہ تصویر کھنچوانی جائز ہے ؟
(جواب ۳۵۲) (۱) جائز ہے (۲) اگر سفر ضروری ہو تو تصویر کھنچوانی بھی مباح ہو گی ورنہ نہیں(۱)
محمد کفایت اللہ غفر لہ

تصویر کے متعلق ایک ذاتی سوال
(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ۱۶ اگست ۱۹۳۱ء کے بمبئی کرانیکل میں آپ کی اور مولانا احمد سعید صاحب وغیرہ کی جو کانگریس ورکنگ کمیٹی میں شرکت کے لئے بمبئی گئے تھے تصویر شائع ہوئی ہے کیا یہ آپ کے علم میں شائع ہوئی ہے ؟ کیا آپ اس کو جائز سمجھتے ہیں ؟
(جواب ۳۵۳) میں فوٹو لینے اور فوٹو بنوانے کو ناجائز سمجھتا ہوں میں نے خود اپنا فوٹو کسی کو بنانے دیا ہو تو یہ ممکن ہی نہیں مجھے اس کا علم بھی نہیں کہ میرا فوٹو کس نے اور کس وقت لے لیا ہے کسی کا فوٹو شائع ہو جانے سے یہ خیال کر لینا کہ جس کا فوٹو ہے اس نے اپنے علم واختیار سے دیا ہو گا یا اس کے نزدیک فوٹو کی تصویر جائز ہے ناواقفیت یا تعصب کا نتیجہ ہے آج کل فوٹو کے دستی کیمروں سے ہر شخص کا فوٹو اس طرح لیا جا سکتا ہے کہ اس کو خبر بھی نہ ہو میرا فوٹو بھی اسی طرح لے لیا گیا ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

تصویر اور فوٹو کیوں حرام ہے

(سوال) فوٹو کھینچنا اور کھنچوانا شرعی نقطہ نظر سے کیوں حرام ہے ؟ زید کہتا ہے کہ متحرک کو ہم مستقل کر دیتے ہیں یعنی شیشے میں دیکھنے سے جو ہماری صورت نظر آتی ہے اسے ہم مستقل کر دیتے ہیں تو وہ فوٹو کہلاتا ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ حرام کیوں ہے ؟ اور اس سے ایک یادگار بھی قائم رہتی ہے۔ المستفتی حکیم جمیل الدین دہلوی
(جواب ۳۵۴) تصویر بنانا اور اس کو استعمال کرنا شریعت مقدسہ نے ناجائز قرار دیا ہے فوٹو لینا بھی تصویر بنانے کا ایک طریقہ ہے پس وہ ناجائز ہے جب کہ اس سے جاندار کی تصویر بنائی جائے ہاں مکانات اور غیر

---

(۱) (حوالہ گزشتہ : الاشباہ والنظائر ' ۸۵)

ذی روح مناظر کا فوٹو لینا جائز ہے جیسے کہ ان کی ہاتھ سے تصویریں بنانی جائز ہیں شریعت مقدسہ نے جانداروں کی تصویریں بنانا اور فوٹو لینا اس مصلحت سے حرام فرمایا ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم اور توقیر کا شائبہ بھی مسلمانوں میں نہ رہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اکیسواں باب
متفرقات

کرایہ دار سے کرایہ کی رقم کے علاوہ زائد رقم لینا جائز نہیں

(سوال) ملک بنگال میں یہ صورت مروج ہے کہ مثلاً عمر زمیندار نے اپنی رعیت زید کو پچاس بیگہ زمین بندوبست کر دیا اور ہر سال فی بیگہ زمین کا خراج مبلغ پانچ روپے مقرر کیا اور یہ بھی شرط لگادی کہ تم کو بتقریب شادی اپنی بیٹی کے مبلغ چار یا پانچ روپے رسمی طور پر دینے ہوں گے اور بعض جگہ یہ شرط نہیں کرتے بلکہ جبراً یا رضاءً ایسا کرتے ہیں زید بوقت شادی اپنی بیٹی کے وہ رقم اس کی سسرال سے وصول کرے اور زمیندار کو ادا کرے صورت مذکورہ موافق شریعت کے جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۵۵) یہ صورت دونوں کے لئے ناجائز ہے یعنی زید کے لئے تو یہ ناجائز ہے کہ وہ بیٹی کے سسرال والوں سے یہ رقم وصول کرے کیونکہ یہ صورت رشوت کی ہے اور زمیندار کے لئے یہ ناجائز ہے کہ زید سے علاوہ زر کرایہ زمین کے پانچ روپے فی شادی لینا مقرر کرے کیونکہ اس صورت میں زمین کی اجرت مجہول ہو جائے گی کیا خبر ہے کہ زید جب تک زمیندار مذکور کی زمین کی کاشت کرے گا اس کی کسی بیٹی کی شادی ہو گی بھی یا نہیں۔ پس یہ صورت ناجائز ہے۔(۲) واللہ اعلم

سراج الدولہ نام رکھنا مناسب نہیں

(سوال) سراج الدولہ نام رکھنا درست ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۵۶) اس قسم کے نام رکھنا مناسب نہیں۔ **في الفتاوى والتسمية باسم لم يذكره الله تعالىٰ في عباده ولا ذكره رسول الله ﷺ ولا استعمله المسلمون تكلموا فيه والا ولى ان لا يفعل (كذافي المحيط) انتهى (هنديه)**(۳)

---

(۱) حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۱ / ۶۵۰)

(۲) ومن السحت مایاخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به (رد المحتار مع الدر ۳ / ۳۶۲) اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (الدر المختار مع الرد ۳ / ۳۶۲) (۳) فتاوی ہندیہ ۵ / ۳۶۲)

"مجھ پر وحی آتی ہے" کہنے والے کا حکم

(سوال) اگر کسی آدمی سے مذاق ہوا کلام کرنے میں یہ الفاظ زبان سے نکل گیا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے ایسے شخص کو شریعت کیا حکم دیتی ہے اور اگر یہ کہا تو گناہ کس طرح معاف کرائے ؟

(جواب ۳۵۷) اگر کسی شخص کی زبان سے یہ الفاظ سہواً نکل گئے ہیں تو کچھ گناہ نہیں اور اگر قصداً ان الفاظ کو ادا کیا ہے اور مراد وحی نبوۃ ہے تو وہ کافر ہے اور اگر مراد وحی الہام ہے تو کافر نہ ہوگا تاہم ایسے الفاظ سے احتراز کرنا واجب ہے۔

(۱) کسی مسلمان کو کافر کہنے والا سخت فاسق ہے
(۲) عبدالنبی، نبی بخش، حسین بخش کسی کا نام رکھنا جائز نہیں

(سوال) ایک شخص مسمی نور محمد مولانا جامی و رومی و شیخ فرید الدین عطار و مولانا عبدالعزیز دہلوی و خواجہ سلیمان صاحب تونسوی ان سب کو کافر کہتا ہے چنانچہ انکی کتب تصنیف شدہ میں یہ شعر موجود ہے۔

عطار تے جامی رومی کس با تو بلہا سارے
فرق جتھوں ندے کافر مسئلہ من پیارے

یعنی عطار و رومی و جامی و محمد رمضان ملتم والے اور حضرت بلھے شاہ قصوری انصاری اور یہودیوں سے بدتر کافر ہیں معاذ اللہ ! اور ایک جگہ جامی و رومی کی نسبت کہا جامی کتا بھونکیا اندر تحفہ کفر ان والے۔ جامی رومی دے پچھے لگ جو دوزخ ان مکالے یعنی جامی کتے کی طرح اپنے تحفۃ الاحرار میں بھونکتا ہے اور جو ان کے معتقد ہیں سب دوزخ میں جائیں گے علی ہذا القیاس اکثر مشائخ کو کافر کہا آیا وہ شخص کافر ہے یا فاسق اور اس کی کتب تصنیف شدہ قابل اعتماد ہیں یا نہیں ؟

(۲) عبدالنبی، عبدالرسول، محمد بخش، نبی بخش، حسین بخش نام رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۵۸) ان مسلم بزرگان عظام کو کافر کہنے والا سخت ترین فاسق ہے یہ جتنے کے جتنے بزرگ ہیں سب کے سب مسلم بزرگ ہیں ان کی بزرگی میں کلام نہیں ان کو جو کافر کہے وہ پرلے درجے کا فاسق ہے۔ (۱) ان کی کتابیں پڑھنا اور ہر ایک ایسا کام جس سے اس کی عظمت ظاہر ہو کرنا جائز نہیں ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو اجتناب واجب ہے ان کی محفلوں میں شرکت ان کے ساتھ اتحاد کسی مسلمان کو جائز نہیں

---

(۱) ومن السحت مایاخذہ الصہر من الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان بطلبہ یرجع الختن بہ (رد المحتار مع الدر ۳ / ۳۶۲) اخذاھل المرأۃ شیئا عندالتسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ (الدر المحتار مع الرد ۳ / ۳۶۲)
(۲) (فتاوی ھندیۃ ۵ / ۳۶۲)
(۳) وعزر الشاتم یا کافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافراً نعم والا لا بہ یفتی قال فی النہر وفی الذخیرۃ المختار للفتوی انہ ان اراد الشتم ولایعتقدہ کفراً لا یکفر وان اعتقدہ کفراً فخاطبہ بھذا بناء علی اعتقادہ انہ کافر یکفر لانہ لما اعتقد المسلم کافراً فقد اعتقد دین الاسلام کفراً (رد المحتار مع الدر ۴ / ۶۹)

(۲) اس قسم کے ناموں کی شریعت میں ممانعت ہے کیونکہ اگر عبدالنبی سے مراد بندہ اور مخلوق ہو جب تو صریح شرک ہے اور اگر اس کے مجازی معنی یعنی تابعدار اور غلام وغیرہ مراد ہوں تو اگرچہ شرک نہیں لیکن شرک کا وہم پیدا کرتے ہیں اور جو چیز شرک کا وہم پیدا کرے وہ بھی ناجائز ہے اس لئے ایسے ناموں سے احتراز کرنا چاہئے۔(۱) فقط

کسی مسلمان کو فرعون کہنا گناہ ہے

(سوال) کسی مسلمان کو فرعون کہنا کیسا ہے ؟ نیاز مند محمد سلیمان واوزا۔

(جواب ۳۵۹) مسلمان کو فرعون جیسے الفاظ کہنا سخت گناہ اور موجب فسق ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ

طاعون کی جگہ سے بھاگنا جائز نہیں

(سوال) ایک جگہ طاعون ہے اگر اس جگہ کے باشندے اس جگہ کو چھوڑ کر اس کے گردونواح میں سکونت اختیار کریں اور کسی جگہ چلے جائیں تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۶۰) جس جگہ طاعون ہو وہاں سے نکلنا اور وہاں جانا دونوں ممنوع ہیں۔ وہاں جانے کی ممانعت تو اس وجہ سے ہے کہ خدانخواستہ وہاں جاکر اگر بتقدیر الٰہی مبتلائے مرض ہو گیا تو اندیشہ ہے کہ اس کا عقیدہ بگڑ جائے اور خیال کرے کہ یہاں آنے سے یہ مرض لاحق ہو گیا اگر نہ آتا تو بچ جاتا حالانکہ مرض اس کے لئے بہر حال مقدر تھا خواہ یہاں آتا خواہ نہ آتا نیز چونکہ اس مقام کی آب و ہوا خراب ہے اور اسباب مرض منتشر ہو رہے ہیں تو وہاں جانا گویا آگ لگے ہوئے مکان میں گھسنے اور جل جانے کے مشابہ ہے اگرچہ حقیقۃً دونوں میں فرق ہے اور وہاں سے نکلنا اس لئے ممنوع ہے کہ اول تو تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے فلا تخرجوا فرارا منه یعنی طاعون سے بھاگنے کے ارادے سے وہاں نہ نکلو (۴) دوسرے یہ کہ اجازت دینے میں دوسرے مسلمانوں اور مریضوں کو جو اسکی امداد و اعانت کے محتاج ہیں نقصان پہنچے گا اور انہیں تکلیف ہوگی ان کی دوا علاج اور خدمت میں فتور آئے گا (۳) لیکن اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی نکلنے میں طاعون سے بھاگنے کا خیال نہ ہو بلکہ محض اسباب مرض سے بچنے اور آب و ہوا بدلنے کا

---

(۱) ولا یسمیه حکما وابا الحکم وابا عیسی ولا عبد فلان ... اقول ویوخذ من قوله ولا عبد فلان منع التسمیة بعبد النبی و نقل الدمیری انه قیل بالجواز بقصد التشریف بالنسبة والاکثر علی المنع خشیة اعتقاد حقیقة العبودیة کما لا یجوز عبدالدار (رد المحتار مع الدر ۶ / ۴۱۸)

(۲) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۴ / ۶۹)

(۳) یعنی یہ نہ سمجھو کہ بھاگ کر موت سے بچ جاؤ گے اگر موت مقدر ہے تو ہر جگہ آئے گی اور اگر سلامتی مقدر ہے تو ہر جگہ محفوظ رہو گے ۱۲ منہ

(۴) عن سعد عن النبی ﷺ انه قال اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوها واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا منها (صحیح بخاری ۲ / ۸۵۳)

خیال ہو اور اس کے نکلنے سے ساکنان قریہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور وہ اس طرح کہ نکلنے والے اس بستی سے باہر رہ کر ان سے قریب رہیں اور اہل قریہ کی خبر رکھیں تو ایسے نکلنے میں مضائقہ نہیں کیونکہ اس صورت میں علت ممانعت پائی نہیں جاتی لیکن اسی قریہ میں صبر واستقامت کے ساتھ رہنے میں بہر حال زیادہ ثواب ہے۔ واللہ اعلم

تفخید بلا ضرورت حرام ہے

(سوال) تفخید یعنی عضو مخصوص کو رانوں میں دبانا شہوۃ اور انزال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳ شیخ بھائی جی خاندلیں ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۱) تفخید بلا ضرورت حرام ہے اور اضطرار میں ہو تو مباح ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

رشوت خور' سود خور کے ہاں کچھ نہ کھانا ہی بہتر ہے

(سوال) رشوت خور' سود خور' چوری پیشہ اور جس کے گھر میں بے نکاحی عورت ہو اس کے گھر کا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں سب انسپکٹر ضلع کرنال ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۲) اگر ان لوگوں کے گھر اور بھی کوئی حلال آمدنی ہے تو کھانا جائز ہے اور اگر حرام ہی حرام کی کمائی ہے تو کھانا ناجائز ہے اور بہر صورت نہ کھانا بہتر ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ضرورت کے وقت سونے کا دانت لگوا سکتے ہیں

(سوال) کیا مرد کے لئے سونے کا ایک دانت یا ایک سے زیادہ لگوانا جائز ہے؟ اور اگر سونے کا دانت لگوالیا ہو تو کیونکہ اس کے اندرونی حصے اور درازوں میں غسل جنابت کے وقت پانی پہنچایا جا سکتا ہے اور نہ پہنچنے کی صورت میں غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۲ - ۱۵ صفر ۱۳۵۳ھ م ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) جائز ہے کہ وہ در حقیقت دانت پر سونا چڑھانا ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت یہ جائز ہے جیسے کہ سونے کی ناک لگانا یا سونے کا پورہ انگلی میں لگوانا جب کہ ناک یا پورہ کٹ جائے اندرونی حصے

---

(۱) وفی السراج ان اراد بذلک (ای الاستمناء بالکف) تسکین الشہوۃ المفرطۃ الشاغلۃ للقلب وکان عزبا لا زوجۃ لہ ولا امۃ او کان الا انہ لایقدر الوصول الیہا لعذر قال ابو اللیث ارجو ان لا وبال علیہ واما اذا فعلہ لا ستجلاب الشہوۃ فہو آثم ویلحق بہ مالو ادخل ذکرہ بین فخذیہ (رد المحتار مع الدر ۲/۹۹)

(۲) اکل الربا وکاسب الحرام اہدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لا باس بقبول ہدیتہ والا کل منہا (فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیہ ۵/۳۴۳)

میں پانی پہنچنا اس لئے ضروری نہیں کہ اب وہ دانت بوجہ الزام وثابت ہونے کے اصل دانت کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ قال محمد ولو يشدها بالذهب ايضاً قطعت انملته يجوز ان يتخذها من ذهب او فضة ذكر الحاكم في المنتقى لو تحركت سن رجل و خاف سقوطها فشدها بالذهب او بالفضة لم يكن به باس عند ابي حنيفة و ابي يوسف (هذا كله في الهنديه) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مخلوط آمدنی سے بنی ہوئی مسجد کا حکم

(سوال) ہمارے ملک میں جو مسجدیں بنائی جاتی ہیں ان میں مندرجہ ذیل اشخاص بالعموم حصہ دار ہوتے ہیں دھوکہ سے پیسے کمانے والے' چوری کرنے والے زکوۃ نہ دینے والے حج فرض ادانہ کرنے والے' عرائض نویس جو جھوٹ لکھ کر پیسہ کماتے ہیں سپاہی جو دشمنان اسلام کی طرف سے اہل اسلام کے ساتھ جنگ کرتے ہیں زمین گروی لینے والے' لڑکیوں کا حصہ نہ دینے والے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پاک چیز قبول کرتا ہوں جب خدا قبول نہیں کرتا تو علمائے دین کیوں قبول کرتے ہیں اور ان مسجدوں میں نمازیں ادا کرتے ہیں جواب دیں کہ آیا ان مسجدوں میں نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں یہ شہری علما کا طریقہ ہے دیہاتی علماء کا طریقہ یہ ہے کہ وہ روٹیاں لے کر امامت کا کام کرتے ہیں اور مندرجہ بالا اشخاص کے گھر سے فاتحہ بھی کھاتے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے ؟ المستفتی نمبر ۵۶۹ مستری محمد عالم (ضلع جہلم) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳٦٤) جس شخص کی تمام کمائی حرام کی ہو وہ اس حرام مال سے مسجد بنائے تو وہ مسجد صحیح مسجد نہیں ہوتی نماز اس میں بھی ہو جاتی ہے مگر مسجد کا ثواب نہیں ملتا اور جس شخص کی کمائی حلال بھی ہو اور حرام بھی اور وہ مخلوط کمائی سے مسجد بنائے تو اگرچہ حرام مال خرچ کرنے کا اسے کچھ ثواب نہیں ملے گا لیکن احکام اور فتویٰ کی رو سے یہ مسجد مسجد ہو جائے گی اور وقف صحیح ہونے کا حکم دیا جائے گا اور مسلمانوں کو حق ہو گا کہ وہ اس کو بحیثیت مسجد کے استعمال کریں اور اس کی حفاظت کریں۔(۲)

یہی حکم دعوت قبول کرنے کا ہے کہ جس کی کمائی خالص حرام ہو اس کے یہاں دعوت قبول کرنا جائز نہیں اور جس کی کمائی مخلوط ہو اس کے یہاں دعوت قبول کرنا مباح ہے مگر مقتدا کیلئے بہتر اور تقویٰ کی بات یہ ہے کہ قبول نہ کرے (۳) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے یعنی اگر تنخواہ مقرر کر کے کسی کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کیا جائے تو یہ بات جائز ہے اور تنخواہ اور امام کی امامت مکروہ نہیں ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (فتاوی هندية الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ۵:۳۳٦)
(۲) كل الربا و كاسب الحرام اهدى اليه (حواله گزشته فتاوی هندیة ۵: ۳٤۳)
(۳) (حوالہ گزشتہ بالا فتاوی هندية ۵:۳٤۳)
(٤) (انما اجازوه في محل الضرورة كالاستئجار لتعليم القرآن والفقه والاذان والامامة ان الذى افتى به المتاخرون انما هو التعليم والاذان والامامة الخ (رد المحتار مع الدر ٦: ٦۹۱)

گھوڑے اور گدھی کی جفتی مکروہ ہے

(سوال) گھوڑے کو گدھی سے ملانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۱۷ محمد نور (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۵) مکروہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مشتبہ لفظ کا ٹریڈ مارک اختیار نہ کیا جائے

(سوال) زید اپنا بیوپاری نشان (ٹریڈ مارک) مکھی اور ہرن رکھے ہوئے ہے زبان تامل میں مکھی کو "ای" اور ہرن کو "مان" کہتے ہیں اور یہ زبان اس علاقہ میں بکثرت رائج ہے اسی زبان کے حرفوں میں نام مذکور کندہ ہے بکر کہتا ہے کہ اس نام سے اسلام کی توہین ہوتی ہے اس کی بیڑی ایمان بیڑی کے نام سے مشہور ہو رہی ہے المستفتی نمبر ۱۸۴۱ ای ایس اسمٰعیل شریف بیڑی فیکٹری دھرنام پیٹ ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ م ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۶) ہاں اگر بیڑی بنانے والے کی نیت یہی تھی جو اس نے سوال میں ذکر کی ہے تو اس نیت کے لحاظ سے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا لیکن لوگوں کی سمجھ کے لحاظ سے اس میں ایک اشتباہ ضرور ہے اس لئے اگر یہ شخص اس مارکہ کو بدل نہیں سکتا تو کم از کم اس لفظ کی ترکیب بدل دے یعنی نام کو بجائے ای مان کے مان ای بیڑی کر دے یعنی وہی مارکہ وہی دونوں نام رہیں گے ترکیب اور ترتیب بدل دینے سے وہ اشتباہ جاتا رہے گا اور یہ حکم شرعی کہ تصویر کو مارکہ نہ بنانا چاہئے جانے خود اس پر عائد ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس کپڑے پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہو اس کو کمرے میں لٹکانا

(سوال) اگر کلمہ طیبہ کسی کپڑے پر یا کاغذ پر لکھا ہو یا مثلاً غلاف کعبہ کے پارچہ جات جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے کانچ کے چوکھٹے میں لگا کر مکان میں یا مسجد میں لٹکا دیا جائے جس طرح کہ دیگر آیات قرآنی کے طغرے مساجد میں لٹکائے جاتے ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۹۱ حکیم عبدالغفور صاحب (دہلی) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۷) آویزاں کرنے سے اگر مراد یہ ہے کہ جس طرح اور کتبے مکان میں لگائے جاتے ہیں اسی طرح غلاف کعبہ کا کوئی ٹکڑا بھی چوکھٹے میں لگا کر آویزاں کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں لیکن آویزاں کرنے سے اگر غرض یہ ہو کہ کسی ایسے طریق پر آویزاں کیا جائے کہ لوگ اس کی تعظیم و تکریم کرتے رہیں اور اس کو

---

(۱) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ عبدا مامورا ما خصنا دون الناس بشی الا بثلاث امرنا ان نسبغ الوضوء وان لا ناکل الصدقۃ وان لا ننزی حمارا علی فرس (ترمذی شریف ۱: ۲۹۹)

(۲) واما فعل التصویر فھو غیر جائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ (ردالمحتار ۱: ۶۵۰)

نا ملائمت دیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حضور اکرم ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا

(سوال) جناب محمد رسول ﷺ کے نام مبارک پر اکثر و بیشتر عوام الناس اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چومتے اور آنکھوں سے لگاتے ہیں بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ بجائے انگلیاں چومنے کے درود شریف پڑھنا افضل ہے آیا ان دونوں صورتوں میں کون سی صورت افضل ہے اور انگلیاں چومنا کیسا ہے بدعت ہے یا کسی کتاب سے پختہ سند ہے یا یوں ہی رسم نکال لی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۶۸ حافظ محمد حسین ضلع بہرائچ ۱۲ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۸) انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اس لئے اس کو شرعی حکم سمجھ کر کرنا نہیں چاہئے بعض لوگ اس کو بطور عمل کے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس عمل سے آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہتی ہیں تو اس نیت سے کرنا مباح ہے مگر نہ کرنے والے پر کوئی مواخذہ نہیں اور الزام بھی نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

خنزیر کے بالوں والے برش کا استعمال جائز نہیں

(سوال) انگلستان کا بنا ہوا دانت صاف کرنے کا برش جس پر انگریزی لفظ برسل (Bristles) لکھا ہوا ہوتا ہے اور جس کے معنی خنزیر کے بال بھی ہوتے ہیں اس سے دانت صاف کرنا کیا جائز ہے قرآن شریف میں صرف لحم الخنزیر کی حرمت کا ذکر ہے کیا اس کے بالوں کا استعمال جائز ہو سکتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۸ ملک منظور احمد صاحب اے ڈی آئی (ضلع لائل پور) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۹) خنزیر کے بالوں کا برش استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کے تمام اجزا ناپاک ہیں لحم خنزیر کا ذکر قرآن پاک میں کھانے کے سلسلہ میں آیا ہے اور بال ماکول نہیں تھے اس لئے اس موقعہ میں بالوں کا ذکر نہ ہونا بالوں کا استعمال جائز ہونے کی دلیل نہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نام بدل کر اچھا نام رکھنا جائز ہے

(سوال) میرا نام والدین نے محمد خان رکھا تھا میرا خیال ہے کہ اس نام کی بجائے اکرام الحسن نام رکھ

---

(۱) ولو كتب القرآن على الحيطان والجدران بعضهم قالوا يرجى أن يجوز وبعضهم كرهوا ذلك مخافة السقوط تحت أقدام الناس (هندية ٥/ ٣٢٣)

(۲) وفي كتاب الفردوس من قبل ظفري إبهاميه عند سماع أشهد أن محمدا رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء (رد المحتار مع الدر ١/ ٣٩٨)

(۳) شعر الخنزير لنجاسة عينه فيبطل بيعه (الدر المختار مع الرد ٥/ ٧١)

تبدیل ہو جائے تو بہتر ہے اس تبدیل نام میں کوئی شرعی حرج تو نہیں ہے نیز احمد حسن نام نامناسب تو نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۹ احمد حسن عرف جمعہ خان ماسٹر اسکول موید الاسلام (دہلی) ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۴ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۰) اپنا نام بدل کر کوئی اچھا نام رکھ لینا جائز ہے آنحضرت ﷺ نے بھی کئی صحابیوں کے نام بدل کر دوسرے اچھے نام رکھ دیئے تھے۔ (۱) جمعہ خان کی جگہ احمد حسن خاں نام رکھ لینا مناسب ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) سود کی رقم بینک سے نکال کر خیرات کر سکتے ہیں
(۲) شادی فنڈ اور ختنہ فنڈ میں شرکت جائز نہیں

(سوال) (۱) بینک یا ڈاکخانہ سے سود لے کر خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) شادی فنڈ یا ختنہ فنڈ میں شرکت درست ہے یا نہیں المستفتی نمبر ۱۴۷۶ حکیم سید اکبر علی صاحب صادق (ضلع گجرات) ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۱) (۱) بینک یا ڈاکخانہ سے سود لے کر خیرات کر دینا جائز ہے (۲) (۲) شادی فنڈ یا ختنہ فنڈ میں شرکت درست نہیں محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کفار سے رشوت لینا جائز نہیں

(سوال) کفار کا مال کھانا جائز نہیں خواہ بطور رشوت ہو یا وہ اپنی مرضی سے دیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۸۶ شمس مظہر الدین صاحب (امبالہ) ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۲) کفار کا مال بطور رشوت لینا جائز نہیں وہ اپنی خوشی سے بطور ہدیہ دیں تو لینا جائز ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

"۷۸۶" عدد کے بارے میں ایک مبہم سوال .

(سوال) قلم متکلم ہو یا غیر متکلم حیثیت اس کے کہ وہ شریعت وسنت اسلام کے قوانین کے ماتحت

---

(۱) وكان رسول الله ﷺ يغير الاسم القبيح الى الحسن جاءه رجل يسمى اصرم فسماه زرعة وجاءه آخر اسمه المضطجع فسماه المنبعث وكانت لعمر بنت تسمى عاصية فسماها جميلة (ردالمحتار مع الدر ٦ : ٤١٨)

(۲) یہ صرف دارالحرب میں جائز ہے اس لئے کہ اگر وہاں سود کی رقم بینک سے نہ نکالی گئی تو غیر اسلامی اشاعت اور مسلمانوں سے خلاف سازشوں میں صرف ہوگی ورنہ دارالاسلام میں نہ تو سود کی رقم لینا جائز ہے اور نہ اس کو خیرات کرنا جائز ہے۔

(۳) اقول وعلى هذا فلا يحل اخذ ماله بعقد فاسد بخلاف المسلم المستامن فى دارالحرب فان له اخذ مالهم برضاهم ولو بربوا اوقمار لان مالهم مباح لنا الا ان الغدر حرام وما اخذ برضاهم ليس غدرا من المستامن بخلاف المستامن منهم فى دارنا لان دارنا محل اجراء الاحكام الشرعية فلا يحل لمسلم فى دارنا ان يعقد مع المستامن الا ما يحل من العقود مع المسلمين ولا يجوز ان ياخذ منه شئ لا يلزمه شرعا وان جرت به العادة (ردالمحتار مع الدر : ٤ : ١٦٩)

لہو ولعب قرار دی گئی ہے جس میں موسیقی کا ہونا بھی لازمی ہے اس کو اعداد بسم اللہ شریف ۷۸۶ سے موسوم و مشتہر کیا جاسکتا ہے آیا ایسا کرنے سے کلام الٰہی اور شریعت و سنت اسلام کی توہین اور بے حرمتی نہیں ہوتی براہ کرم جواب باصواب سے مطلع فرمایئے المستفتی نمبر ۱۸۳۵ آغا محشر صاحب چشتی پرنٹنگ پریس وزیربلڈنگ (بمبئی) ۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۳) فلم کو ۷۸۶ سے موسوم کرنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اگر اس کا نمبر ۷۸۶ ہے مثلاً فلم نمبر ۷۸۶ تو اس سے بسم اللہ کے اعداد کا توافق ہے مگر اس نمبر کو آخر کس طرح ظاہر کیا جائے مثلاً ۹۲ آنحضرت ﷺ کے اسم گرامی کے عدد ہیں تو اگر کوئی چیز نمبر ۹۲ کی ظاہر کرنا ہو تو اسکو کس طرح ظاہر کیا جائے بہر حال سوال کی پوری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دباغت کے بعد تمام جانوروں کا چمڑا فروخت کیا جاسکتا ہے

(سوال) ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم مردار کا چمڑا سوائے خنزیر و آدمی کے بعد الدباغت فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۴) ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم جانوروں کا مردار چمڑا دباغت کر کے فروخت کرنا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نامحرم عورتوں کو لڑائی کے وقت زبان سے منع کر سکتے ہیں

(سوال) (۱) دو عورتوں میں آپس میں لڑائی ہو گئی اور کوئی لڑنے والوں میں تفریق کرنے والا نہیں تو اجنبی انسان دونوں میں کس طرح تفریق کرے کیونکہ اگر وہ تفریق کرے تو شریعت اسلام کا قانون ٹوٹتا ہے (۲) دو عورتیں پردے والی ہوں مرد دو چار روز کے لئے گیا ہو اور اس دوران دونوں آپس میں لڑنے لگیں اور کوئی محرم آدمی جدائی کرنے والا موجود نہیں تو اجنبی آدمی کس طرح ان دونوں میں جدائی کرے۔ المستفتی نمبر ۱۹۷۳ ماسٹر مرزا احمد حسین صاحب گجرات کاٹھیاواڑ ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۵) (۱) زبان سے منع کرے ہاتھ نہ لگائے (ب) یہاں بھی زبانی افہام و تفہیم کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ولا باس ببیعها والانتفاع بها بعد الدباغة لانها طهرت بالدباغة (هداية ۳/۵۵ ملتان)

مخلوط آمدنی سے خریدی گئی مشین کو خریدنا مکروہ ہے

(سوال) ایک آٹے کی مشین ہے وہ حلال و حرام مال سے خریدی ہوئی ہے یعنی اس مشین والے کی لڑکی طوائف کا کام کرتی ہے اور مشین والا زمینداری کا بھی کام کرتا تھا مشترکہ مال سے وہ مشین خریدی گئی اب اس مشین کو ایک دوسرا شخص خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۹۸۸ مولوی محمد سعید صاحب (روہتک) یکم رمضان ۱۳۵۶ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۷۶) اس مشین کو خریدنا حرام تو نہیں مگر مکروہ ہے بیع تو ہو جائے گی مگر کراہت ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا جائز ہے

(سوال) مسلمانوں کے لئے مردار ہڈی کو اٹھا کر گاڑیوں میں بھرنا اور چاہے خشک ہوں یا تر ریشہ دار ہاتھوں میں اٹھانا جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۰۴۵ شیخ قمر الدین صاحب (راجستان) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۷۷) مردار خشک ہڈیاں اٹھانا اور ان کی بیع شرعاً جائز ہے۔(۲) جب تک تر ہوں اس وقت تک ناپاک ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ظالم اور کسی کا حق مارنے والا قوم کے سرداری کے لائق نہیں

(سوال) رسومات کافرہ کی پابندی کرنا مثلاً لڑکے کے کان کسی بزرگ کے نام پر چھدوانا حقوق العباد کو تلف کرنا اور کھا جانا بطلب حقوق شدت اور سختی سے پیش آکر خلف انکار کرنا یہ تمام فاسد عادتیں ایک سردار قوم کے اندر پائی جائیں تو ایسے شخص کو سردار از روئے شریعت تصور کرنا چاہئے یا نہیں اور ایسے شخص سے مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبدالرحیم صاحب (چھاؤنی کیمپ) ۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۷۸) کسی بزرگ کے نام پر بچوں کے کان چھیدنا حرام ہے کسی کا حق مارنا اور کھا جانا بھی حرام ہے ایسا شخص سرداری کے لائق نہیں جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) مہتمم کا مدرس اور طلبہ سے مدرسہ کے اوقات میں ذاتی کام لینا جائز نہیں
(۲) اہتمام کے دباؤ پر طلبہ سے کام لینا ظلم ہے

---

(۱) عن رافع بن خديج ان رسول الله ﷺ قال كسب الحجام خبيث ومهر البغي خبيث وثمن الكلب خبيث (ترمذی ۲۴۰/۱)
(۲) ويجوز بيع عظم الفيل والانتفاع به في الحمل والركوب والمقاتلة (ردالمحتار مع الدر ۷۳/۵)

(۳) مدرسہ کے اوقات میں تعویذ لکھنا جائز نہیں

(سوال) (۱) مہتمم مدرسہ عربیہ نے ایک اپنا مکان ذاتی بنوایا اور ایک مدرس کو معماروں سے کام لینے کے لئے وہاں مقرر کر دیا اور طلباء سے مزدوروں کا کام لیا گیا اور وہ مدرس مدرسہ کے وقت میں معماروں سے کام لیتے رہے مکان دو مہینہ یا کچھ زائد میں تیار ہوا اور مہتمم صاحب نے مدرس مذکور کو دو مہینوں کی تنخواہ مدرسہ سے دی کیا یہ عندالشرع جائز ہے یا ناجائز اور اس صورت میں مہتمم صاحب خائن ہوں گے یا نہیں (۲) اگر مہتمم صاحب کی خیانت ثابت ہو جائے تو معزول کرنے کے قابل ہیں یا نہیں اور ایسے خائن مہتمم صاحب کے ہاتھ میں صدقات و زکوۃ کا روپیہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟(۳) اگر خائن مہتمم اہتمام سے علیحدہ نہ ہو تو عامۃ المسلمین کو ان کے معزول کرنے کا حق ہے یا نہیں ؟(۴) اگر خائن مہتمم کو ان کے رعب کی وجہ سے عامۃ المسلمین علیحدہ نہ کر سکیں تو کیا صورت اختیار کی جائے (۵) طلباء کو مجبور کر کے اور اپنا رعب ڈال کر اپنا ذاتی کام لینا جائز ہے یا نہیں ؟(۶) تعویذ گنڈا دینی کام ہے یا دنیوی اگر کوئی مدرس مدرسہ کے وقت میں تعویذ گنڈا کرے تو جائز ہے یا ناجائز اور مدرسہ کی تنخواہ اس کے لئے حلال ہے یا حرام ؟ المستفتی نمبر ۲۱۲۳ محمد عبدالحکیم لدھیانوی ۱۴ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۹) مدرسہ کے مدرس اور طلبہ سے مہتمم کو اپنا ذاتی کام مدرسہ کے اوقات میں لینا جائز نہیں اور یہ صریح خیانت ہے اور مدرسہ کے اوقات کے علاوہ اپنے عہدہ اہتمام کے دباؤ میں مدرس یا طلبہ سے کام لینا جائز نہیں۔

مہتمم سے اس خطا کا اعتراف اور توبہ کرائی جائے تو آئندہ وہ مہتمم رہ سکتا ہے ورنہ اس کو علیحدہ کر دینا لازم ہے تعویذ گنڈا مدرس مدرسہ کے اوقات میں نہیں کر سکتا اور کرے تو لائق معزولی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شرعی اصولوں کے خلاف انجمن میں شرکت سخت گناہ ہے

(سوال) اگر نوجوان ہندو مسلمان کی سوسائٹی یا انجمن حسب ذیل قوانین سے مرتب ہووے تو ایسی سوسائٹی اور انجمن میں مسلمانوں کو داخل ہو کر ممبر بننا چاہیئے یا نہیں ؟

(۱) سر ڈھانکنے کے لئے مشرقی ٹوپی یا عمامہ وغیرہ نہ پہننا چاہیئے مگر مسجد وغیرہ میں جاتے وقت مشرقی ٹوپی یا عمامہ کے لئے اجازت ہوگی۔

(۲) موڈرن لباس جس میں کوٹ پتلون ٹائی کولر وغیرہ ہوتا ہے وہ پہننا چاہیئے

(۳) اپنے گھر میں سے شرعی پردہ نکال دینے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

(۴) بچوں کی شادی کے لئے لڑکے کی عمر اکیس برس کی اور لڑکی سولہ برس کی ہو تو شادی کرے ورنہ

---

(۱) فان اشتغل بكتابة علم شرعي فهو عفو والا جاز عزله ايضا

کوشش کر کے شادی روک دینی چاہئیے۔
(۵) قومی اور مذہبی جھگڑوں میں کسی طرح کا حصہ نہ لینا چاہئیے۔
سو سوال یہ ہے کہ ایسی قوانین والی سوسائٹی میں داخل ہونے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۷۸ موسیٰ یعقوب جی (جوہانسبرگ) ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۸۰) اس سوسائٹی کے اصول شریعت کے خلاف ہیں اس لئے ایسی مجلس اور سوسائٹی میں شریک ہونا سخت گناہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) خاکسار تحریک بہت خطرناک ہے
(۲) ہیلو پیتھک اور ہومیو پیتھک ادویہ کا استعمال مباح ہے
(۳) افیون بھنگ وغیرہ کی دوا میں جب تک نشہ نہ ہو تو مباح ہے
(سوال) (۱) فیروزپور چھاؤنی میں خاکسار تحریک جاری ہے بعض اس کے مؤید اور بعض مخالف ہیں کیا یہ تحریک ناقص شریعت ہے؟ (۲) جہاں تک میں نے تحقیق کیا ہے ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک ادویات شراب کی آمیزش سے تیار کی جاتی ہیں کیا اس کا استعمال شرعاً جائز ہے؟ (۳) یونانی ادویات میں بعض مسکرات مثلاً افیون' پوست' بھنگ وغیرہم مستعمل ہیں ان کے استعمال کی کیا شرعاً اجازت ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۱۲ ڈاکٹر بارک اللہ ایل، او، ایچ (فیروزپور) ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۸۱) (۱) خاکسار تحریک بہت خطرناک اور مضر ہے (۲) ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک ادویہ کا استعمال مباح ہے جب کہ مسکر نہ ہوں (۳) جس حد تک مسکر نہ ہوں ادویہ مباح ہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ

نوزائیدہ بچے کا نام رکھنے کے موقع پر خرافات ترک کرنے چاہئیں

(سوال) ایک شخص اپنے بچے کا نام رکھتے وقت بہت سے لوگوں کو دعوت طعام دیتا ہے معزز حاضرین جلسہ کے روبرو اپنے بچے کو اٹھا کر لاتا ہے اور امام مسجد اس بچے کا نام لے کر پکارتے ہیں بچے کا باپ لبیک کہتا ہے پھر سب لوگ اس بچے کے لئے دعا مانگتے ہیں کیا یہ عمل ناروا یا بدعت ہے یا نہیں اگر بدعت ہے تو حسنہ یا سیئہ المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی جنرل مرچنٹ (برما) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۸۲) یہ طریقہ تو شریعت میں وارد نہیں بے اصل ہے کسی بزرگ سے بچے کا نام رکھوانا تو اچھا

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعودؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول من كثر سواد قوم فهو منهم ومن رضي عمل قوم كان شريكاً لمن عمله (المطالب العاليه بزوائد المسانيد الثمانية ۲/۴۲)
(۲) والثالث السكر وهو النيء من ماء الرطب اذا اشتد وقذف بالزبد ولكل حرام اذا غلى واشتد والا لا يحرم اتفاقاً (رد المحتار مع الدر ۶/۴۴۹)

ہے مگر یہ تمام کارروائی جو سوال میں مذکور ہے ترک کر دینی چاہئیے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جھوٹا' خائن' دھوکہ باز بے شک فاسق ہے
(۲) مرتد ہو جانے کے بعد تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں
(۳) غاصب کے حکم کے متعلق ایک حدیث
(۴) حدیث لیس منی کا مطلب
(۵) جماعت سے الگ کھڑا ہونا مکروہ ہے
(۶) فرائض کو ضروری نہ سمجھنے والے کا حکم
(۷) ہندو جلد ساز سے قرآن مجید کی جلد سازی کرانا
(۸) تجدید نکاح کے وقت تجدید مہر بھی ضروری ہے
(۹) خشوع اور یکسوئی کی خاطر نماز میں آنکھیں بند کرنا جائز ہے

(سوال) جب کوئی مسلمان جھوٹ' وعدہ خلافی' خیانت' بیہودہ گوئی' فریب دہی کا عادۃً عامل ہو اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ان علامات کو علامات منافقت فرمایا ہے مگر فقہ نے اسے فاسق کہنے کی اجازت دی ہے اور جب ایسا شخص ایسے کلمات بھی کہے جو باعث خارج اسلام ہوں اور نماز روزہ کا بھی پابند ہو لیکن طریقہ تجدید ایمان مجوزہ فقہ کو غیر ضروری سمجھے اور اعمال متذکرہ میں بھی مبتلا رہے تحقیق طلب یہ امر ہے کہ بموجب ارشاد اللہ تعالیٰ سورہ زخرف رکوع ۴ آیت اول **ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین** کا یہ شخص مذکور مستوجب ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کیا شخص مصداق ہو سکتا ہے؟
(۲) بموجب ارشاد اللہ تعالیٰ سورہ الزمر رکوع ۷۔ **لقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین** جس سے فقہ نے تمام عملیات صالح ضائع اور قتل تک کی صراحت فرمائی ہے اب مزید صراحت کی یہ ضرورت ہے کہ از زمانہ وجوب تا توبہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' نکاح جو ثواب آخرت ضائع ہوا اب بحصول ثواب آخرت ان تمام کو دہرانا چاہئیے اور بیعت کی بھی تجدید ضروری ہے یا نہیں جب کہ وہ کسی کا پیرو اب بھی ہے۔
(۳) سورہ آل عمران میں ارشاد ہے **ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ** اور کتب اردو میں بحوالہ قول جناب رسول اللہ ﷺ تحریر ہے کہ آنحضرت ﷺ حشر میں غاصب کی امداد سے صاف انکار فرما کر فرمائیں گے کہ میں اب کچھ نہیں کر سکتا حکم پہنچا چکا اس فرمان حضور کی صحت فرمائی جائے۔
(۴) سنا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دھوکہ دینے والا مجھ سے نہیں اس ارشاد کا منشا اخراج امت ہے یا کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے کنعان کے متعلق فرمایا ہے کہ تم میں سے نہیں ہے۔

---

(۱) بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول ﷺ لا بمعاندۃ بل بنوع شبھۃ الخ (رد المحتار مع الدر ۱/۵۶۰)

(۵) جو شخص بباعث تنفر نفسی نماز جماعت میں مل کر نہ کھڑا ہو اور رکوع وقیام وقعود میں تساہل کرے اور سجدہ میں بدیر جاوے اور باوجود علم کرانے کے باز نہ آوے ایسے آدمی کے متعلق کیا حکم ہے۔
(۶) جو شخص زبان سے تو خدا اور رسول اللہ ﷺ کا اقرار کرے مگر فرائض و سنن وغیرہ کو ضروری نہ سمجھ کر مطلق ادا نہ کرے اور بلکہ مشیت کے انتظام پر نفسی خواہشات کے موافق نامناسب ہونے کا اعتراض کرے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟
(۷) جلد ساز مسلمان نہ ہو وہاں ہندو جلد ساز سے کلام مجید مترجم کی جلد بنوانا چاہئے یا نہیں؟
(۸) جس عورت کا بوجہ اقوال کفر نکاح ساقط ہو جائے تو اب اسے شوہر سے تجدید نکاح کے لئے تعین مہر کی ضرورت ہے یا نہیں اور یہ کہ جب عورت کے قصور سے نکاح ساقط ہوا ہے تو مہر مقررہ بصورت علیحدگی عورت کو واجب الادا ہے یا نہیں؟
(۹) بعض لوگ خیال یکسوئی منہ اور آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور فرائض نماز ادا کرتے ہیں یہ عمل درست ہے کہ نہیں؟ **المستفتی** نمبر ۲۲۵۱ شجاعت حسین (آگرہ) ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۳) (۱) جھوٹ بولنے والا فریب دینے والا وعدہ خلافی کرنے والا خیانت کرنے والا لعان و سباب بے شک فاسق ہے اور اگر کوئی کام ایسے کرے اور ایسی بات کہے جو موجب کفر ہو اور تجدید ایمان سے بھی انکار کرے تو بے شک وہ آیت کریمہ **ومن یعش الخ** کا مصداق ہے۔(۱)
(۲) مرتد ہو جانے کے بعد اعمال صالحہ سابقہ ضائع ہو جاتے ہیں لیکن توبہ و تجدید کے بعد پہلے کے عمل یعنی فرائض جن کے اسباب وجوب ختم ہو چکے ہیں واجب الادا نہیں ہیں ہاں حج (۲) اگر ارتداد کے بعد غنی ہو تو دوبارہ کرنا پڑے گا نکاح کی تجدید بھی ضروری ہے۔(۳)
(۳) زکوٰۃ نہ دینے والوں کے متعلق یہ حدیث شریف تو دیکھی ہے **ولا یاتی احد کم یوم القیامۃ بشاۃ یحملھا علی رقبۃ لھا یعار فیقول یا محمد فاقول لا املک لک شیئاً قد بلغت الخ** (بخاری ص ۱۸۸ ج ۱) خیانت اور غلول کے متعلق بھی اسی طرح کے مضمون کی حدیث آئی ہے اس میں بھی یہ الفاظ ہیں **فیقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املک لک من اللہ شیئاً قد بلغتک** اور غصب اور خیانت کا حکم قریب ہے۔

---

(۱) عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال آیۃ المنافق ثلث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان (صحیح مسلم ۱/۵۶)
(۲) وفی شرح الوھبانیۃ للشر نبلالی ما یکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد الزنا وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح
(۳) وما ادی فیہ یبطل ولا یقضی من العبادات الا الحج لانہ بالردۃ صار کالکافر الاصلی فاذا اسلم وھو غنی فعلیہ الحج (رد المحتار مع الدر ۴/۲۵۲)

(۴) یہ ارشاد لیس منی جہاں بھی فرمایا گیا ہے اس سے غرض اس بات کا اظہار ہے کہ وہ کام اسلام کا نہیں اور کرنے والا مسلمان نہیں اب اگر فی الحقیقت وہ کام کفر کا ہے تو یہ کلام حقیقت پر محمول ہے اور اگر کفر کے درجے کا نہیں تو پھر یہ کلام زجر و تغلیظ کے لئے ہے۔(۱)

(۵) اس کی نماز مکروہ ہوگی اور نماز کی روح سے خالی رہے گی۔(۲)

(۶) ایسا شخص فاسق ہے اور اگر فرائض کی فرضیت کا یقین نہ ہو تو ایمان بھی نہیں۔

(۷) ہندو جلد ساز سے حتی الامکان قرآن مجید کی جلد نہ بنوائی جائے۔

(۸) ہاں تجدید نکاح کی صورت میں مہر بھی جدید مقرر کرنا ہوگا خواہ تھوڑا ہی ہو مثلاً تین چار روپے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوگا۔(۳)

(۹) آنکھیں بخیال خشوع بند کرنا جائز ہے(۴) منہ بند کرنے سے قرأت کا تلفظ زبان سے نہ ہو سکے گا اس لئے یہ نہیں کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) عالم دین کی توہین کرنے والے کا حکم
(۲) مسجد میں قرآن پڑھنے والوں کو گالی دینا اور مار پیٹ کر اٹھا دینا فسق ہے

(سوال) (۱) کسی عالم صحیح العقائد اور با عمل کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا کیسا ہے اور کسی شخص کو عالم کی بے ادبی و گستاخی کرنے کے لئے بھیجنا کیسا ہے اور گستاخی کرنے والے اور کروانے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے ؟(۲) جو بچے کہ مسجد میں بیٹھ کر قرآن کریم پڑھتے ہوں اور باآواز بلند قرأت کی مشق کرتے ہوں جیسا کہ بہت سے مدارس میں ہوتا ہے اور وہ کوئی نماز کا بھی وقت نہ ہو اور نہ کوئی مکان قریب ہو ایسے قرآن کریم پڑھتے ہوئے بچوں کو مار پیٹ کر اٹھا دینا اور گالی دینا کیسا ہے ؟(۳) قرآن کریم کی مشق کرنے والے بچوں کو یہ کہنا کہ کتوں کی طرح بھونکتے ہیں یہ کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۲۸۸ احمد میاں صاحب امام مسجد (کاٹھیاواڑ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۴) ایک مسلمان کی توہین کرنا اور اس کو سب و شتم کرنا بھی موجب فسق ہے پھر ایک صحیح العقیدہ اور با عمل عالم کی توہین تو بہت بڑا گناہ ہے اور اگر توہین عالم ہونے کی جہت سے ہو تو توہین کرنے

---

(۱) واما تاویل الحدیث فقیل هو محمول علی المستحیل علیه بغیر تاویل فیکفر و یخرج عن الملة و قیل معناه لیس علی سیرتنا الکاملة وهدینا و کان سفیان بن عیینة رحمة الله یکره قول من یفسر بلیس علی هدینا و یقول بئس هذا القول یعنی بل بمسك عن تاویله لیکون اوقع فی النفوس وابلغ فی الزجر شرح النووی ۱/ ۶۹)
(۲) ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنه مکانا کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجة (قال المحقق) هل الکراهة فیه تنزیهة او تحریمیة ویر شدالی الثانی قوله علیه السلام ومن قطعه قطع الله (رد المحتار مع الدر ۱/ ۵۷۰)
(۳) وفی الخانیة المهر بتکرر بالعقد مرة و بالوطی اخری (فتاویٰ هندیة ۱/ ۳۹۲)
(٤) قال فی الدر المختار فی مکروهات الصلاة : و تغمیض عینه للنهی الا لکمال الخشوع (رد المحتار مع الدر ۱/ ٦٤٥)

والے کا ایمان بھی سلامت نہیں رہتا۔(۱)

(۲) مسجد میں خالی وقتوں میں قرآن پاک کی مشق کرنا جائز ہے اور بچوں کو مار پیٹ کر اٹھا دینا گناہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے ۔

(۳) یہ الفاظ بہت سخت اور بڑے گناہ کا موجب ہیں ایسے الفاظ کہنے والا فاسق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت کو اپنے پالے ہوئے ملازم سے پردہ کرنا ضروری ہے

(سوال) (۱) کیا ایک عورت بالغہ کا ایک بالغ ملازم ہے جو اس کا اپنے بچوں کی طرح پالا ہوا ہے اپنے جسم کے سوائے پستان اور شرمگاہ کے تمام جسم کے حصے پر بالغ ملازم کا ہاتھ لگوا سکتی ہے یعنی بالغ ملازم اپنی بالغہ مالکہ کی ٹانگیں رانیں بازو اور سر کو دبا سکتا ہے اور ایسی عورت کی عبادت عبادت ہو سکتی ہے اور اس میں خدا کی ناراضگی تو نہیں ہے ؟

(۲) کیا ایک بالغ ملازم اپنی بالغہ مالکہ کے پاس تنہائی میں اس کے تمام جسم پر سوائے چھاتیوں اور شرمگاہ کے ہاتھ لگا سکتا ہے اور اس کے پاس نزدیک والی چارپائی پر سو سکتا ہے ؟

(۳) کیا ایک بالغہ مالکہ اپنے بالغ ملازم کو اپنے سینہ سے لگا سکتی ہے اور اسکا یہ فعل احکام خداوندی کے خلاف تو نہیں اور ایسی عورت کی عبادت عبادت کہی جا سکتی ہے اس کا سینہ سے لگانا شہوت کی صورت میں ہے یا اس کی غیر موجودگی میں ہے یہ اللہ کو معلوم ہے **المستفتی نمبر ۲۳۹۸** گل محمد خاں صاحب (لدھیانہ) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۵) یہ سب صورتیں ناجائز اور حرام ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کاشتکار سے زمین کا لگان وصول کرنا جائز ہے

(سوال) (۱) جو شخص گورنمنٹ کو ۴؍ فی بیگہ مالگذاری دیتا ہے اور للعہ روپیہ مالگذاری کاشتکار سے وصول کرتا ہے تو جس قدر زائد وصول کرتا ہے وہ سود میں داخل ہے یا نہیں ؟

(۲) دریاؤں میں گھاٹ کا ٹھیکہ لینا درست ہے یا نادرست ؟ **المستفتی نمبر ۲۴۰۴** نبی یار خاں صاحب (فیض آباد) ۳ رجب ۱۳۵۷ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) یہ سود نہیں ہے کیونکہ زمین کے مالک کو کاشتکار سے لگان معین کر کے وصول کرنا جائز ہے ہاں کاشتکار کے ساتھ ہمدردی اور رحم کا برتاؤ کرنا چاہئے۔

(۲) اگر پل کی لاگت وصول کرنے کے لئے گھاٹ کا ٹھیکہ لیا جائے تو مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب (البحر الرائق ۱۳۲/۵ بیروت)

حرام رقم کو ثواب کے کام میں خرچ کرنے کا حیلہ

(سوال) کیا شریعت کا کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ ناجائز اور حرام رقم کسی حیلہ شرعی سے طاہر اور جواز کی صورت میں آسکے مجھے کتاب کا نام یاد نہیں ہے کسی کتاب میں غالباً فتاویٰ عزیزیہ میں دیکھا ہے کہ حرام رقم کسی غیر مسلم سے بدل لینے سے وہ روپیہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کو کار خیر میں استعمال کر سکتے ہیں کیا یہ صحیح ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۸ حافظ یار محمد صاحب (بنگال) ۲۰ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۸۷) حرام رقم توپاک نہیں ہوتی یعنی حلال نہیں ہو جاتی وہ حیلہ یہ ہے کہ کسی نیک کام میں خرچ کرنے کے لئے کسی غیر مسلم سے قرض کے طور پر رقم حاصل کر کے خرچ کردی جائے یہ قرض لی ہوئی رقم نیک کام میں لگانا جائز ہے پھر اس غیر مسلم کو قرضہ ادا کرنے کے لئے حرام رقم دیدی جائے تو اس کا اثر اس نیک کام میں خرچ کی ہوئی رقم پر نہ پڑے گا۔(۱)

مگر یہ واضح رہے کہ حرام رقم کا یہ استعمال جو اس نے اپنے قرضہ ادا کرنے میں کیا ہے اس شخص کو استعمال حرام کے مواخذہ سے نہیں بچا سکے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) شوقیہ کتا پالنا ناجائز اور حرام ہے

(۲) کتے کا خشک جسم اور پاک پانی سے بھیگا ہوا جسم پاک ہے

(سوال) کتے کو علاوہ شکار یا حفاظتی اغراض کے شوقیہ پالنے کے بارے میں جب کہ (۱) کتے سے بالکل اسی طرح کھیلا جائے جیسے بیلوں سے یا دوسرے پاک پرندوں مثل مرغی کبوتر سے (۲) کتے کا خشک جسم پالنے والے کے کپڑوں اور جسم سے مس ہو (۳) کتے کا گیلا جسم پالنے والے کے کپڑوں ور جسم سے مس ہو (۴) کتے کا لعاب دہن پالنے والے کے جسم یا کپڑوں پر لگے (۵) کتا فرش اور بستر اور کرسی وغیرہ پر بیٹھے (۶) کتے کے ساتھ کھیلنے کے بعد خواہ اس کا جسم گیلا ہو یا خشک نماز پڑھی جائے یا قرآن مجید کو ہاتھ لگایا جائے مذکورہ بالا چھ صورتوں کو ذہن میں رکھ کر کتے کے شوقیہ پالنے کے بارے میں فتویٰ اس صورت سے تحریر فرمایئے کہ نمبروار ان صورتوں کے جواز و عدم جواز یا طاہر و غیر طاہر ہونے کا ذکر ہو اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا حوالہ ضرور تحریر فرمایئے المستفتی نمبر ۲۵۲۵ احمد حسنی صاحب کاٹھیاواڑ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۳۱ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۸۸) کتا پالنا ناجائز ہے اور اس کے لئے یہ صاف و صریح حدیث صحیح دلیل ہے من اتخذ کلباً

---

(۱) واذا اراد الرجل ان يحج بمال ولم يكن معه الاموال الحرام او فيه شبهة فستدين للحج و يحج به ثم يقض دينه من ماله (ارشادي الساري ص ۳ مصر)

الا کلب ماشیۃ او صید اوزراع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط (ترمذی) (۱)
البتہ شکار اور حفاظت گلہ وکاشت کے لئے کتا پالنے کی اجازت ہے کتے کا خشک جسم پاک ہے اس کے بدن پر اور کوئی خارجی نجاست نہ ہو اور پاک پانی سے بھیگ جائے جب بھی پاک ہے مگر اس کا لعاب دہن ناپاک ہے (۲) ہوم اگر انسان کے بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو بدن اور کپڑا ناپاک ہو جائے گا کتا اگر فرش بستر کرسی پر بیٹھے تو ممکن ہے کہ اس کا لعاب دہن ان چیزوں کو لگ جائے اور یہ ناپاک ہو جائیں پھر ان پر آدمی بیٹھے تو اس کا بدن اور کپڑے ناپاک ہو جائیں ان حالات میں قرآن مجید چھونا یا نماز پڑھنا ناجائز ہو گا کتوں سے کھیلنے والے اس کے لعاب دہن سے اپنے جسم یا کپڑوں کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عبدالنبی' عبدالرسول نام نہیں رکھنا چاہئیے

(سوال) عبدالنبی' عبدالرسول' عبدالمصطفیٰ نام رکھنا یہ سمجھ کر کہ ہم ان کے غلام ہیں یا مملوک ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید میں قل یعبادی الذین اسرفوا الآیہ وارد ہے المستفتی نمبر ۲۵۲۹ سید ابراہیم صاحب قادری رتناگری بمبئی ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۲ اگست ۱۹۳۹ء
(جواب ۳۸۹) یہ نام رکھنا احتیاط اور تورع کے خلاف ہے کیونکہ عبد کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونی چاہئیے یعبادی میں یائے متکلم سے ذات حق مراد ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کہ غلام بمعنی خادم و مطیع تو بیشک ہیں لیکن غلام بمعنی مملوک نہیں ہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حرام افعال کے مرتکب لوگ رسول شاہی نہیں ہو سکتے

(سوال) (۱) کیا اسلام میں یا قانون الٰہی میں کوئی ایسا ذکر ہے جس میں شراب پینا' چار ابرو کی صفائی کرانا یعنی تمام چہرے کے بالوں کو چٹ کرانا اور تمام بدن پر بھبھوت یعنی خاک ملنا یعنی خاک آلودہ ہو کر مانند سادھوؤں کے رہنا' قوالی' باجہ' طبلہ' سارنگی وغیرہ' چرس بھنگ وغیرہ پینا اور شادی نہ کرنا' داڑھی مونچھ وغیرہ منڈوانا اور رواج کو شریعت پر ترجیح دینا اور ان افعال مذکورہ کو ثواب سمجھ کر عمداً کرنا درست یعنی جائز قرار دیا گیا ہو۔
(۲) شرع محمدی ایسے فعل عمداً کرنے والوں کی نسبت کیا حکم دیتی ہے اور ایسے فعل کرنے والا جیسا کہ سوال نمبر ۱ میں بیان کئے گئے ہیں دائرہ اسلام سے خارج عاصی اور فاسق و فاجر ہے یا نہیں؟
(۳) اگر کوئی اہل اسلام یا کوئی مولوی ایسے فعل کرنے والے کا ساتھ دیوے یعنی جو شخص ایسے گناہوں میں مدد و معاون ہو گا وہ بھی شرعاً عاصی و فاسق ہے اور تبع شیطان ہے اور ایسے مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

---

(۱) (ترمذی شریف ۱/ ۲۷)
(۲) فسؤر خنزیر و کلب و سباع بهائم نجس مغلظ الخ (رد المحتار مع الدر ۱/ ۲۲۲٬۲۲۳)
(۳) (حوالہ گزشتہ رد المحتار مع الدر ۶/ ۴۱۸)

(۴) ایسے فعل کرنے والا رسول شاہی کہلا سکتا ہے جیسا کہ سوال نمبر ۱ میں بیان کئے گئے ہیں المستفتی نمبر ۲۵۸۱ سید عبدالقدیر شاہ رسول شاہی (لاہور) ۱۴ صفر ۱۳۵۹ھ م ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۹۰) شراب کی حرمت قرآن مجید میں موجود ہے اور امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے بغیر بیوی کے رہنا یعنی تجرد کی زندگی بسر کرنا بھی اسلام کے اندر مستحسن نہیں ہے 'ڈاڑھی منڈانا بھی حرام ہے بھبھوت مل کر جوگیوں کی صورت بنانا بھی اسلام کے خلاف ہے سارنگی ستار اور دیگر آلات لہو استعمال کرنا بھی ناجائز ہے چرس بھنگ وغیرہ سے نشہ کرنا بھی حرام ہے اور رواج کو شریعت پر مقدم کرنا اور ترجیح دینا کفر ہے اسلام میں رہ کر ان محرمات کی اجازت کوئی مسلمان نہیں دے سکتا نہ ان کا ارتکاب کسی کے لئے جائز اور مباح قرار دیا جا سکتا ہے۔

ان حرام افعال کا ارتکاب فسق تو یقیناً ہے اور بعض حالات میں مفضی الی الکفر ہے یہ لوگ رسول شاہی نہیں ہیں بلکہ اپنے مذموم افعال اور فسق و فجور کو طریقہ رسول شاہی کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔(۱)

جو لوگ کہ ان افعال کو جائز قرار دیں یا ان اعمال شنیعہ کے مرتکبین کی حمایت کریں وہ بھی فاسق و فاجر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) ریڈیو خرید کر گھر میں رکھنا
(۲) ریڈیو میں قرآن مجید پڑھنا اور اس میں تلاوت سننا
(۳) عورتوں کا گانا اور گانے کا کسب اختیار کرنا
(۴) مروجہ عرس بدعت ہے

(سوال) (۱) ریڈیو کا گھر میں لگانا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس میں گانا بجانا کثرت سے ہوتا ہے
(۲) ریڈیو میں قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اسی اسٹیج پر گانا بجانا بھی ہوتا ہے۔
(۳) ریڈیو میں قرآن پڑھنے والا' سننے والا ثواب کا مستحق ہے یا نہیں ریکارڈ میں قرآن سننا جائز ہے یا نہیں ؟
(۴) عورتیں اکثر تقریب کے موقعہ پر جو گاتی ہیں شریعت ان کے لئے کیا حکم دیتی ہے ؟
(۵) جو لوگ گانے کا کسب کرتے ہیں یا سنتے ہیں شریعت اس فعل کے کرنے والوں کو کیا حکم دیتی ہے ؟
(۶) مزاروں پر عرس کا کرنا اور ختم قرآن کرنا' مناجات پڑھنا اور کھانے کی چیزوں پر ہاتھ اٹھانا ایصال ثواب کے لئے جائز ہے یا نہیں اور قوالی کرنا کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۵۸۲ محمد عثمان روہتکی طالب علم مدرسہ

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان (سورۃ المائدۃ : ۹۰) والفسق فی اللغۃ الخروج والمراد بہ فی الشرع الخروج عن الطاعۃ (شرح نووی لمسلم : ۵۸/۱)

امینیہ دہلی ۱۴ صفر ۱۳۵۹ھ م ۲۴ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب)(از مفتی مظہر اللہ صاحب) (۴) اگر اجنبی مردوں کو آواز پہنچتی ہے تب تو ممنوع ہے ورنہ مضائقہ نہیں اور آلات لہو کے ساتھ بہر حال ممنوع ہے۔

(۵) گانے کا کسب تو بہر صورت ممنوع ہے اور اگر اشعار کے مضامین خلاف شرع ہوں یا آلات لہو کا بھی اس کے ساتھ استعمال ہو تو سننا بھی جائز نہیں حررہ محمد مظہر اللہ غفر لہٗ امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۳۹۱) (از حضرت مفتی اعظمؒ) (۱) ریڈیو کی مشین گھر میں لگانا اس شرط سے جائز ہے کہ اس میں صرف خبریں اور مباح تقریریں سنی جائیں گانا بجانا اور ناجائز تقریریں نہ سنی جائیں۔

(۲) ریڈیو میں قرآن مجید پڑھنا اور ریڈیو کے ذریعہ سے قرآن کریم سننا مباح ہے۔

(۳) اگر پڑھنے والا مفت بقصد تبلیغ پڑھے تو ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر اجرت لے کر پڑھے تو کوئی اجر و ثواب نہیں ہے۔ نمبر ۴ و ۵ کے جواب صحیح ہیں۔

(۶) عرس کی رسم جس طرح مروج ہے یہ مکروہ و بدعت ہے بلا قصد تعیین کوئی عبادت (مثلاً تلاوت قرآن مجید صدقات و خیرات) کر کے ایصال ثواب کرنا جائز ہے فاتحہ مروجہ یعنی شیرینی کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھانا فاتحہ پڑھنا بے اصل ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) رنڈی کا حرام ذریعہ سے کمایا ہوا مال حرام ہے
(۲) رنڈی سے مکان خریدنا

(سوال) (۱) رنڈی کا مال خریدنا اور تصرف میں لانا عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) رنڈی کا مکان خرید کر کے مکان بنانا اور اس مکان میں نماز و تلاوت قرآن مجید وغیرہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۸۶ عبدالغفور صاحب مدرسہ نعمانیہ دہلی ۴ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۹۲) (۱) جو مال کہ رنڈی نے حرام کرا کے کمایا ہے وہ مغضوب واجب الرد کا حکم رکھتا ہے اس کا لینا کسی کو جائز نہیں۔(۲)

(۲) رنڈی کا مکان اگر موروثی ہو یا اس کا خریدا ہوا ہو تو اس کو خریدنا اور تصرف میں لانا مباح ہو سکتا ہے موروثی ہونے میں شرط یہ ہے کہ اس کے مورث نے حرام کے ذریعہ سے حاصل نہ کیا ہو اور خریدنے کی

---

(۱) لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولیاء و الشهداء من السجود و الطواف حولها و اتخاذ السراج و المساجد الیها و من الاجتماع بعد الحول کالعید و یسمونه عرسا (تفسیر مظهری ۲ / ٦٥ کوئٹه)

(۲) عن رافع بن خدیج ان رسول الله ﷺ قال کسب الحجام خبیث و مهر البغی خبیث و ثمن الکلب خبیث (ترمذی ۱ / ۲٤٠)

صورت میں شرط یہ ہے کہ ثمن معین معلوم حرام کی رقم نہ ہو چونکہ بیع میں ثمن معین ہونا شرط نہیں اس لئے بیع صحیح ہو جاتی ہے اگرچہ اس کے بعد مشتری حرام رقم سے ثمن ادا کردے البتہ ایسا مکان جو رنڈی نے زنا کے مقابلہ میں حاصل کیا ہو اس کو رنڈی سے خریدنا جائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

لفظ محمد پر " ؐ " لکھنا صرف آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے

(سوال) میرے ایک بزرگ نے مجھے ہدایت کی کہ جہاں تم اپنا نام (سردار محمد) تحریر کیا کرو وہاں لفظ محمد پر " ؐ " لکھ دیا کرو میں نے عرض کیا کہ لفظ محمد پر " ؐ " کا استعمال اسی حالت میں درست ہے جب کہ ہمارا اشارہ رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف ہو کیونکہ (ؐ) ﷺ کا مخفف ہے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ یہ نام مثلاً سردار محمد، غلام محمد وغیرہ تو غیر شخصیت کے لئے رکھے گئے ہیں اور ان کے ساتھ لفظ محمد کا اضافہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ محمد کی امت سے تعلق رکھتے ہیں ورنہ نام تو صرف سردار، غلام وغیرہ ہی کافی تھے سوالتماس ہے کہ برائے مہربانی جلد از جلد اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۵۹۱ چودھری محمد رمضان (لدھیانہ) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۹۳) جس مقام پر لفظ محمد سے آنحضرت ﷺ مراد ہوں وہاں " ؐ " لکھنا درست ہے اور جہاں اس لفظ سے حضور مراد نہ ہوں جیسے سردار محمد میں یا حضور مراد نہ ہو سکیں جیسے اس وقت کہ صرف محمد کسی شخص کا نام رکھا جائے اور اس کے لئے استعمال کیا جائے وہاں " ؐ " لکھنا درست نہیں ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ڈاکٹر کو اعضائے مستورہ کا معائنہ کرانا

(سوال) مسلمانوں کو ملازمت کے لئے ملاحظہ ڈاکٹری کرانا جب کہ وہ شخص مریض بھی نہیں ہے خصوصاً جب کہ وہ شخص عالم دین بھی ہے اور تجوید قرآن شریف و ضروریات دین کی تعلیم کے لئے ملازم ہے ملاحظہ ڈاکٹری کی صورت یہ ہے کہ ڈاکٹر تمام بدن کو ننگا کر کے دیکھتا ہے اور ہاتھ سے جس جگہ چاہے ٹٹولتا بھی ہے کیا شرعاً ڈاکٹری مذکورہ مسلمان کے لئے جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۹۶ انجمن خیر امۃ (مبئی ۴) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۲ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۹۴) ستر کھولنا بلا ضرورت شدیدہ کے حرام ہے پس ڈاکٹری معائنہ جس میں ستر کھول کر دکھانا پڑے بلکہ ڈاکٹر ہاتھ لگا کر دیکھے اس وقت تک جائز نہیں جب تک قرائن سے ملازم کا کسی شدید مرض میں

---

(۱) وکذا لا یصلی احد علی احد الا علی النبی ﷺ (قال المحقق) وفی شرح البیری فمن صلی علی غیرھم اثم ویکرہ وھو الصحیح (الدر المختار مع الرد ٦ ۳۹٦)

مبتلا ہونا ثابت نہ ہو جائے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

شادی شدہ عورت کے ساتھ محبت حرام کاری ہے

(سوال) زید کو فاطمہ سے محبت ہو گئی فاطمہ شادی شدہ ہے زید سے ناجائز تعلقات پیدا ہو گئے ہیں زید نا کتخدا ہے زید رنجیدگی یا غصہ کی حالت میں فاطمہ کو ماں سے خطاب کر کے قسم کھائی اور چند دن بعد پھر وہی تعلقات پیدا ہو گئے طرفین میں گہری محبت پیدا ہو گئی جدائی ناممکن ہے اب دریافت طلب یہ ہے کہ ازروئے شرع شریف ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئیے المستفتی نمبر ۲۶۳۹ ایم عبداللطیف صاحب ویلوری (بنگلور کینٹ) ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۹۵) سوال سے ظاہر ہے کہ زید نا کتخدا ایک شادی شدہ عورت کے ساتھ حرام کاری میں مبتلا ہے اور محبت کا بہانہ کر کے جدائی کو ناممکن ظاہر کرتا ہے اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو زید کو زنا کی سزا دی جاتی اور عورت کو بھی اگر وہ اقرار کرتی یا شہادت سے زنا کا ثبوت ہو جاتا اور محصنہ ہو تو سنگسار کیا جاتا لیکن انگریزی حکومت میں شرعی سزا جاری کرنی ناممکن ہے اس لئے زید کو کہا جائے کہ وہ اس عورت سے قطعی علیحدگی اختیار کرے اور گزشتہ گناہ کے لئے اخلاص و تضرع کے ساتھ توبہ کرے اور آئندہ اس عورت کا تصور بھی دل میں نہ لائے فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

(۱) گاڑھے کی کشتی نماز ٹوپی کانگریسی نہیں
(۲) نماز میں اللہ کے سوا کسی کا تصور دل میں لانا جائز نہیں
(۳) مرد کے لئے رنگین اور ریشمی لباس کا استعمال
(۴) حضور ﷺ کی شان میں شبہ پیدا کرنے والے لفظ کا استعمال حرام ہے
(۵) علمائے دیوبند کو کافر کہنے والا فاسق ہے

(سوال) (۱) زید ہمیشہ کانگریسی ٹوپی اوڑھتا ہے اور اسی ٹوپی کو اوڑھ کر امامت بھی کرتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو مع الکراہت یا بلا کراہت۔

(۲) نماز میں یا کسی دوسری عبادت میں اپنے پیر یا استاد کا تصور کر نا ان کو حاضر و ناظر سمجھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) اگر کوئی مسلمان نبی اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ من ذالک) رنگیلا رسول کہے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئیے

(۴) مرد کو رنگین لباس پہننا جائز ہے یا ناجائز کیا نبی کریم ﷺ نے رنگین یا ریشمی لباس کبھی زیب تن کیا ہے

---

(۱) و مثله نظر القابلة و الخافضة والختان والطبيب وزاد في الخلاصة من مواضع حل النظر للعورة عند الحاجة الاحتقان والبكارة في العنة والرد بالعيب (رد المحتار مع الدر ٤/٣٦٠)

(۵) اگر کوئی پیر علمائے دیوبند کو کافر کہے تو کیا ایسے پیر سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز؟
(۶) مسجد کے آگے یعنی قبلہ کی جانب پاخانہ بنانا کیسا ہے المستفتی نمبر ۲۶۴۸ محمد آدم پٹیل صاحب (گجرات) ۱۶ رجب ۱۳۵۹ھ ۲۱ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۹۷) (۱) ٹوپی کوئی کانگریسی نہیں ہے گاڑھے کی کشتی نما ٹوپی ہندوستان کی متعدد وضع کی ٹوپیوں میں سے ایک پرانی وضع کی ٹوپی ہے جو سادی اور کم قیمت ہونے کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے اسے پہننا جائز ہے اور اسے پہن کر امامت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۲) نماز میں تو صرف حضرت حق جل شانہ کے سامنے حضوری کا تصور چاہئیے کسی دوسرے کا تصور اس طرح سے کہ وہ سامنے موجود ہے ایسا درست نہیں ہے۔(۱)

(۳) یہ لفظ عرف میں ایک قسم کا چھچھورا پن اپنے مفہوم میں رکھتا ہے اس لئے اس کو آنحضرت ﷺ کی شان میں استعمال کرنا موہم توہین ہے اور توہین کا اشتباہ پیدا کرنے والے لفظ حضور ﷺ کی شان میں استعمال کرنا حرام ہے۔ (۲)

(۴) رنگین لباس جو عورتوں یا ہیجڑوں یا فساق فجار کے لباس کے مشابہ ہو پہننا ناجائز ہے اس کے علاوہ سیاہ بادامی سبز وغیرہ رنگ کے کپڑے مرد کے لئے مباح ہیں خالص یا غالب ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں جس کپڑے کا تانا ریشم اور بانا سوت ہو وہ مرد کے لئے بھی حلال ہے ۔(۳)

(۵) علماء دیوبند کو کافر کہنے والا فاسق ہے اس کی بیعت جائز نہیں۔(۴)

(۶) مسجد کے قبلہ کی جانب مسجد کی زمین نہ ہو کسی دوسرے شخص کی ہو اور وہ اپنی زمین میں پاخانہ بنائے اور مسجد اور اس کے پاخانہ کے درمیان پردہ ہو اور اس کی بدبو مسجد میں نہ آتی ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیل کو بیکار بنا کر چھوڑ دینا جائز نہیں

(سوال) زید کے پاس ایک بیل ہے جو کہ اب بوڑھا ہو گیا ہے اس بیل سے زید نے آٹھ نو سال خوب کمایا مگر اب مزدوری کے قابل نہیں رہا زید کا خیال ہے کہ جس طرح اس بیل نے مجھ کو آرام پہنچایا ہے میں بھی اس کو آخری وقت میں آرام پہنچاؤں اور اچھا کھلاؤں لوگوں کا خیال ہے کہ اس بیل کو مسجد میں ملا کو دیدو وہ اس کو بیچ

---

(۱) (حدیث جبریل قال ما الاحسان قال ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك (صحيح البخاري ۱ ۱۲ ،
(۲) قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللكافرين عذاب اليم (سورة البقرة ۱۰٤)
(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (سنن ابی داؤد ۲ ۵٤۹)
(٤) (حواله گزشته رد المحتار مع الدر ٤/٦٩)
(۵) قال محمد كره ان تكون قبلة المسجد الى المخرج والى الحمام وابقرته تعلم المشائخ فاما ان استقبل حائط الحمام فلم يستقبل الانجاس وانما استقبل الحجر والمدر فلا يكره (هندية ۵/۳۱۹)

کر اپنی ضرورت پوری کرے گا اب بتایا جائے کہ اس کا تھان پر کھڑا رہنا بہتر ہے یا ملا کو دیدیا جائے کہ وہ اس کو بیچ کر فائدہ اٹھائے یا بجار بنا کر چھوڑ دیا جائے المستفتی نمبر ۲۶۶۰ شہاب الدین صاحب (دریا گنج دہلی) ۴ صفر ۱۳۶۰ھ م ۳ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۹۷) بجار(۱) بنا کر چھوڑ دینا تو ناجائز ہے(۲) باقی اس کو باندھ کر کھلانا یا فروخت کر دینا یا ذبح کر کے کھالینا یا کسی کو بطور صدقہ کے دیدینا یہ سب جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مولانا انور شاہ کشمیری کیا یورپ گئے تھے؟
(۲) تعلیمی تاش بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال کرنا

(سوال) (۱) حضرت انور شاہ صاحبؒ صرف ممالک اسلامیہ حرمین شریفین اور قسطنطنیہ و مصر وغیرہ ہی تشریف لے گئے تھے یا یورپ بھی؟

(۲) تعلیمی تاش کا عام رواج ہے اہل علم اس کو اس وجہ سے حلال بتاتے ہیں کہ اس سے ذہنی ارتقا اور علم کی تحریص ہوتی ہے لغت معلوم ہوتا ہے کیا یہ متعارف ناجائز تاش نہیں ہے المستفتی نمبر ۲۶۸۵ قاری محمد عمر صاحب غازی پور ۲۹ رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۴ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۹۸) (۱) مولانا انور شاہؒ کا یورپ تشریف لے جانا مجھے معلوم نہیں ہے۔ (۲) تعلیمی تاش بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال کرنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تعزیہ بنانا جائز نہیں

(سوال) تعزیہ داری اور تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۹) تعزیہ بنانا تعزیہ داری کرنا ناجائز ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا حکم

(سوال) ہم لوگ اکثر اوقات تفریحاً اور صرف ورزش کے خیال سے بغرض صحت جسمانی کرکٹ فٹبال وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں اور وقت نماز پر برابر حاضر ہو کر نماز میں شریک ہوتے ہیں چونکہ ہم کو یہاں کچھ کام مطلق نہیں ہے محنت و کام کر کے سفروں سے آتے ہیں سال دو سال گھر پر قیام کر کے

(۱) وہ بیل جس کو ہندو لوگ داغ دے کر کسی مردے کے نام پر چھوڑتے ہیں
(۲) ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام الخ (سورة المائدة ۱۰۳)
(۳) وتكره التعزية ثانيا و عند القبر وما يصنع في بلاد العجم من فرش البسط والقيام على قوارع الطريق من اقبح القبائح (رد المحتار مع الدر ۲/ ۲۴۱)

واپس سفر پر جانا ہوتا ہے اگر اس شغل میں نہ رہیں تو سوائے واہیات خرافات جھوٹ غیبت کے بیٹھے اور کیا کر سکتے ہیں ہمارا مقصد صرف ورزش اور تفریح ہے اور پابندی سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

(جواب ٤٠٠) جسمانی ورزش جس میں کوئی بات خلاف شریعت نہ ہو جائز ہے ورزش کے بہت سے طریقے ہیں جن میں سے بعض طریقے ایسے ہیں کہ وہ کسی خاص قوم کفار کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً کرکٹ 'فٹ بال ہاکی وغیرہ کہ ان میں یورپین کفار کی مشابہت کی وجہ سے کراہت ہے تاہم اگر ان چیزوں میں مشغولی کی وجہ سے نماز یا اور کسی امر شرعی میں نقصان نہ آئے تو صرف تشبہ کی وجہ سے کراہت ہو گی حرمت کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور یہ بات کہ ان چیزوں کو ہاتھ لگانا مثل خنزیر کے گوشت کے ہاتھ لگانے کے ہے افراط واعتداء فی الحکم ہے جس سے احتراز واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ 'مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

حرام چیز حرام ہی رہے گی کسی کے کہنے سے حلال نہیں ہو گی

(سوال) جو امام عالم ہونے کا مدعی ہو اور ایک چیز کو بار بار حرام کہہ چکا ہو پھر وہ چیز بلا عذر شرعی اس کے واسطے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسمعیل امرتسر ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٠١) جس چیز کو امام نے بار بار حرام کہا ہے اس کو پھر خود استعمال کرنا اس کے لغو گو ہونے کی دلیل ہے اگر وہ چیز فی الواقع حرام ہے تو استعمال کرنے سے وہ حرام کا مرتکب ہوا اور اگر فی الواقع حرام نہیں ہے تو اس کی لغو گوئی ثابت ہو گئی محمد کفایت اللہ

چولھے میں اسپرٹ جلانا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ٦ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ولایتی چولھے میں اسپرٹ جلا کر وضو کے لئے پانی گرم کرنا یا چائے پکانا جائز ہے یا نہیں

(جواب ٤٠٢) اسپرٹ چولھے میں جلا کر اس سے پانی گرم کرنا یا کچھ پکالینا جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ

فری میسن ادارے کا ممبر بننا کیسا ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) کوئی مسلم میسونک لاج (فری میسن) کا ممبر ہو تو وہ مسلم رہ سکتا ہے یا نہیں ایک (۲) مسلم فری میسن مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ (۳) ایک مسلم فری میسن کے ہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں ؟ (۴) ایک مسلم فری میسن اسلامی اوقاف کا ٹرسٹی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ (۵) ایک مسلم فری میسن

---

(۱) اس کے بارے میں تحقیق پہلے گزر چکی ہے وہاں مراجعت کی جائے

کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں ؟
(جواب ۴۰۳) فری میسن کی اصل حقیقت تو معلوم نہیں لیکن جہاں تک اس کے متعلق ہمیں معلوم ہے اس میں بعض مشرکانہ اعمال کرائے جاتے ہیں اور کرنے پڑتے ہیں پس اگر یہ صحیح ہو تو فری میسن میں داخل ہونا حرام ہوگا۔ اور اگر وہ واقعی حد شرک و کفر تک پہنچتا ہو تو اس کے ممبروں کے ساتھ اسلامی تعلقات رکھنا جائز نہ ہوگا ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حکومت اگر ظلماً کسی کے جائیداد کو نیلام کردے تو اس میں بولی دینا حرام ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۸ء)

(سوال) باردولی کے علاقہ میں گورنمنٹ اضافہ کردہ لگان کی وصولی کے لئے غریب کاشتکاروں کے ساتھ بہت تشدد کررہی ہے ان کے مویشی اور سامان قرق کر کے کوڑیوں کے مول نیلام کر رہی ہے کیا ایسے اموال جو مالکوں کی مرضی کے خلاف جبراً اور کوڑیوں کے مول نیلام کر دیئے جائیں مسلمانوں کو خریدنا جائز ہے (المستفتی سید اکبر علی قادری)

(جواب ۴۰۴) اسلام تعاون علی الخیر کا حکم دیتا ہے اور تعاون علی الاثم والعدوان سے منع کرتا ہے(۱) اگر گورنمنٹ کا یہ تشددانہ رویہ ظلم اور عدوان ہے تو نیلام میں بولی دیکر اس کی اعانت کرنا یقیناً تعاون علی الاثم والعدوان ہے جو بنص قرآنی ممنوع اور حرام ہے مسلمانوں کو باہمی اتحاد و اتفاق کے مظاہرہ میں دوسری اقوام سے پیچھے رہنا اسلامی قومیت کے لئے موجب ننگ و عار ہے محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی۔

کتاب السیاسیات
پہلا باب
حقوق مذہبی
فصل اول : شریعت بل

شریعت بل کمیٹی میں ایک تقریر کا خاکہ

(سوال) افضل العلما حضرت صدر جمعیۃ علمائے ہند دام فیضکم - السلام علیکم
حسب فیصلہ سلیکٹ کمیٹی دربارہ شریعت بل خاکسار را دعوت دادہ - مضمون دعوت نامہ حسب ذیل نوشتہ شدہ -

"سلیکٹ کمیٹی صوبہ سرحد کا ایک جلسہ جو کہ شریعت بل پر زیر صدارت آنریبل سر جاج کنگھم ممبر ایگزیکٹو کونسل ہوا اس میں طے پایا کہ لیجسلیٹو کونسل کے آرڈر سے جو اختیارات کمیٹی کو تفویض ہوئے ہیں اس کی رو سے چند ماہرین نمایندگان سے جن کو اس بل میں خاص مہارت ہو کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں افادہ حاصل کیا جائے اس لئے آپ ان چند ماہرین میں سے ہیں الخ"

- از آں صاحب مشورہ طلب کردہ شود چراکہ آں صاحب راید طولانی است دریں میدان در آں جاروبروئے اجلاس چہ قسم بیان دادن خوب است چراکہ پیش ایں قسم کمیٹی گاہے بیان نہ دادم - لہذا آں صاحب را عرض کردہ شود کہ از خیالات مفیدہ خود بندہ را اطلاع بخشید - **المستفتی نمبر ۵۰۷** مولانا شاکر اللہ صدر جمعیۃ علمائے صوبہ سرحد ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م یکم جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۰۵) مولانا المحترم اس کمیٹی کے سامنے آپ شہادت میں یہ بیان دیں کہ قرآن مجید کی رو سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خدا کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرے ورنہ وہ مسلمان نہیں اس کے لئے آیت **فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك - الآيه** اور آیت **الم تر الى الذين امنوا - الى قوله - ثم يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت الخ** اور دیگر آیات پیش کریں پھر یہ بتائیں کہ جو رواج شریعت اسلامیہ کے صریح خلاف ہو اس کو بمقابلہ شریعت کے اختیار کرنا مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے اس لئے مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل صحیح ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اسلامی احکام کے موافق وراثت نکاح طلاق وغیرہ معاملات میں مقدمات فیصل کئے جائیں اور چونکہ حکومت برطانیہ کا وعدہ اور اس کی حکومت کا اصول بھی یہی ہے کہ وہ کسی مذہب میں دست اندازی نہ کرے گی بلکہ رعایا کے ہر طبقہ کو اس کے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد رکھے گی اس لئے حکومت ہند کو اس میں ایک منٹ کیلئے تامل نہ ہونا چاہئے کہ وہ مجوزہ بل پاس کردے پس خلاصہ یہ ہے کہ اس کو بسط دے کر آپ بیان کریں امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا مولوی عبدالقیوم

صاحب اور دیگر واقفین سے سلام فرمادیں - محمد کفایت اللہ -

شریعت بل کے ذریعے بعض اسلامی احکامات بھی غنیمت ہیں

(سوال) ہمارے شہر کے بعض خواتین نے شریعت بل مجوزہ کے بارے میں یہ درخواست تحریر کر کے کونسل کی طرف بھیج دی ہے -

(۱) اگر گورنمنٹ عالیہ کی منشا ہم مسلمانان سرحد کو شریعت دینے کی ہے تو ہم استدعا کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی روحانی و دنیاوی زندگی کا جہاں تک تعلق ہے وہ تمام قرآن پاک واحادیث نبوی کے عین مطابق ہو یعنی اقامت دین تجدید و اصلاح و تعزیر و حدود و صیغہ محاصل و صیغہ عدالت غرضیکہ کیا عبادات کیا عقائد کیا اخلاق کیا عشر و زکوۃ کیا دیوان کیا دفتر بیت المال ہر ایک چیز اسلامی صورت پر ہو قتل کے بدلے قتل آنکھ کے بدلے آنکھ زنا میں سنگساری مرتد کے لئے قتل مرتدہ کے لئے عمر قید و جائیداد سے محرومی اگر یہ تمام باتیں منظور ہو جاویں تو ہم لوگ گورنمنٹ عالیہ کے شکر گزار ہوں گے -

(۲) اگر شریعت بل کے نام سے بعض مسلمان اراکین مجلس واضع قوانین و آئین بعض سیاسی مصلحتوں کو ملحوظ رکھ کر اس کا نفاذ چاہتے ہیں تو ہم کو معاف رکھیں کیونکہ ہمارے مذہب پاک کی تذلیل ہوگی موجودہ قانون رواج کے ماتحت اس وقت بھی اگر کوئی مسلمان شرع محمدی پر اناث کو حصہ دے تو کوئی قانونی ممانعت نہیں اگر تمام شرع شریف جیسا کہ اوپر عرض کر چکے ہیں گورنمنٹ عالیہ عطا نہیں کرتی تو پھر ہمارا قانون رواج بے مسلم شخصی قانون ہرگز نہیں بالفرض اگر مجوزہ شریعت بل کونسل میں کثرت رائے سے بھی منظور ہو جائے تو ہم کو اس سے مستثنیٰ رکھا جائے - فقط

اور زبانی شریعت بل کے یہ نقائص بیان کرتے ہیں -

چونکہ موجودہ شریعت بل ذکور کہ جائیداد دینے کا پابند کرتا ہے اور اناث کو اسی حالت میں چھوڑتا ہے اور ان کے لئے تعزیرات بند ہے اس لئے اس کے بد نتائج سے ہم تمام خائف ہیں بالفرض اگر کسی کا اپنی کی بیوہ یا بالغہ نا کتخدا کسی سے ملوث ہو جائے اور پھر اس کے ساتھ اغوا کر کے شادی کر لے تو شریعت بل اس کو حصہ دے گا حالانکہ فطرت انسانی وافغانی اس سے بغاوت کرتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ زناکار کے لئے سنگساری ہو کیا مرد کیا عورت دونوں پر یہ حکم جاری ہو - تمت کلامہم

گزارش ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں جو حکم شرعاً وارد ہوتا ہو تحریر فرما کر اطمینان بخشیں زیادہ حد ادب - المستفتی نمبر ۶۹۲ قاضی محمد جان (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م یکم جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۰۶) مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت کرے اور شریعت کے سامنے گردن جھکادے اور اپنے اختیار اور ارادہ سے کسی ایک ادنیٰ سے ادنیٰ حکم میں سرتابی نہ کرے

تنفیذ احکام شریعت اسلامی سلطنت کے فرائض میں سے ہے اور سلطنت ہی اس پر قادر ہو سکتی ہے اگرچہ مسلم مخلص کے لئے کسی منفذ کی حاجت نہ ہونا چاہئیے اس کی سعادت اسی میں ہے کہ بغیر کسی جبر و قوت کے خود ہی تسلیم و انقیاد کار استہ اختیار کرے ظاہر ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی بد قسمتی سے ان پر ایک حکومت غیر مسلمہ مسلط ہے اور اسے تنفیذ احکام شریعت سے مطلقاً کوئی غرض نہیں لیکن اس کا وعدہ یہ ہے کہ وہ رعایا کے کسی فرقہ کے مذہب میں مداخلت نہیں کرے گی اور افراد رعایا میں سے ہر فرد کو اپنے اپنے مذہب کے موافق عمل کرنے سے نہیں روکے گی اس لئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے مذہب کے موافق عمل کرنے کی کوشش کریں جن مسائل میں کہ حکومت مانع نہ ہو اس میں تو کوئی عذر باقی نہیں رہتا اور جن احکام میں حکومت مانع آئے ان میں اسوقت تک وہ مجبور و معذور ہوں گے جب تک کہ حکومت کو رفع ممانعت پر آمادہ نہ کریں اور اس کی سعی ان پر لازم ہوگی پس بحالت موجودہ اگر حکومت مسلط سیاسیات اور فوجداری مقدمات میں مسلمانوں کو یہ آزادی نہیں دیتی کہ وہ اسلامی احکام کے مطابق عمل کریں تو اس میں تو ایک درجہ تک مسلمان معذور ہو سکتے ہیں لیکن جن مقدمات میں وہ مسلمانوں کو مذہب کے موافق عمل کرنے میں آزادی دیتی ہے یا دے سکتی ہے ان میں مسلمانوں کے لئے کوئی عذر نہیں کہ وہ اسلامی احکام سے سرتابی کرکے مشرکانہ اور کفریہ رسوم و رواج کے پابند رہیں اگر ایسا کریں گے تو گویا اپنے ارادہ و اختیار سے وہ آسمانی اور الٰہی شریعت کو چھوڑ کر طاغوت و شیطان کے متبع ہوں گے اور اس صورت میں ان پر کفر کے احکام جاری ہوں گے یہ درخواست یقیناً اسلامی احکام کے ماتحت موجب کفر ہے اور اگر ایک مسئلے میں بھی حکومت مسلط مسلمانوں کو اسلامی شریعت کے مطابق عمل کرنے کا موقع بہم پہنچاتی ہو یا پہنچانے کو تیار ہو اور مسلمان اپنے ارادہ و اختیار سے اس سے سرتابی کریں تو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہو کر حزب الشیطان میں داخل ہو جائیں گے اور یہ کفر بھی کفر عناد و جحود ہوگا اعاذنا اللہ منہ یہ عذر کہ تمام احکام میں شریعت ملے تو لیں گے ورنہ نہیں مہمل ہے اور نا قابل اعتبار - اس کے معنی یہ ہیں کہ جن احکام میں مسلمان مجبوری کی وجہ سے شریعت پر عمل نہیں کر سکتے ان کی وجہ سے وہ ان احکام کو بھی چھوڑ بیٹھیں جن پر عمل کرنے میں وہ قانوناً آزاد ہیں اور یہ صریح جہالت ہے کیا اس وجہ سے کہ ہندوستانی مسلمان سیاسی اور فوجداری معاملات میں مجبور ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ کو چھوڑ سکتے ہیں ؟ اور یہ عذر کر سکتے ہیں ؟ کہ جب ہم کو ساری شریعت نہیں ملی تو ہم جزوی شریعت بھی اختیار نہیں کرتے -

الحاصل یہ درخواست شریعت سے بھاگنے اور رواج پر قائم رہنے کا ایک حیلہ ہے اور حیلہ بھی ایسا جس کا بطلان آفتاب سے زیادہ روشن ہے اس کے مرتکب فاسق تو یقیناً ہیں اور ان کے اسلام میں بھی خطرہ شدید لاحق ہے ان کو فوراً اس سے توبہ کرنی چاہئے اور خدا اور رسول کے دین کے سامنے سر اطاعت جھکا دینا چاہئیے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مکتوب متعلقہ جواب مذکورہ - از قاضی محمد جان صاحب ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

جناب عالی! کی خدمت میں بصد عجز و نیاز کے عرض پرواز ہوں کہ جناب کے فتویٰ مذکور الصدر کے مضمون میں ہم کو قصور فہمی و کم علمی سے کچھ شبہ ہے وہ یہ کہ ابتدائے کلام میں درخواست کو موجب کفر تحریر کیا ہے اور منتہا میں فسق و خطرہ شدید یعنی عدم کفر اب بصورت مذکورہ ایک حکم کفر یا فسق کو معین کرنا محال ہوا لہذا بار ثانی تکلیف دیگر تشفی چاہتے ہیں یہاں کے علماء درخواست بالا پر مختلف ہیں۔

فریق اول علما بھی شریعت بل کو باعث تذلیل مذہب کہتے ہیں اس لئے مضمون درخواست کو جو کہ مبنی رد شریعت بل پر ہے صحیح جانتے ہیں اور اہل درخواست کو مصیب و مثاب کہتے ہیں اور فریق دوم علما مضمون درخواست کو رد شریعت جزوی کہتے ہیں اور درخواست کنندگان کو جو قصداً اس فعل کے مرتکب ہیں اور اب تک مضمون بالا پر مصر ہیں کافر کہتے ہیں۔

(۱) اہل درخواست پر شرعاً حکم کفر یا فسق عائد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) علما فریق اول جو کہ منکرین شریعت بل کو صحیح و مثاب کہتے ہیں شرعاً کس درجہ کے مجرم ہیں

(۳) علمائے معاون شریعت بل جو کہ فریق دوم ہیں حکم لگاتے ہیں کہ علما فریق اول کے پیچھے اقتدائے نماز خمسہ و نماز جنازہ ہرگز جائز نہیں - یہ حکم شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۰۷) (۱) درخواست کا مضمون اور درخواست دہندوں کا یہ فعل تو بے شک کافرانہ ہے لیکن افراد اور اشخاص کی شخصی تکفیر کرنے میں احتیاط لازم ہے کیونکہ شخصی طور پر کوئی ایسی تاویل جو کفر سے بچالے ممکن ہے

(۲) یہ ان کی غلطی ہے اور ان کی رائے ناقابل قبول ہے۔

(۳) یہ حکم لگانا کہ درخواست دہندگان اور علمائے فریق اول سب مرتد ہوگئے اور ان کی امامت ناجائز ہے تشدد ہے اور خلاف احتیاط ہے۔

کسی عمل کو عموماً کفر کا عمل بتانا اور بات ہے اور اس کے مرتکب کو شخصی طور پر کافر قرار دینا اور بات ہے شخصی طور پر احتمال تاویل قائم ہو کر کفر سے بچا سکتا ہے اور احوط یہی ہے کہ تکفیر نہ کی جائے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شریعت بل کی حمایت کرنی چاہئیے۔

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) شریعت بل جو صوبہ سرحد کے کونسل میں بہت سے مشکلات کے مدارج طے کرتا ہوا اب برائے رائے عامہ مشتہر ہو چکا ہے ایک گروہ مسلمانوں کا اس شریعت بل سے انکار کرتا ہے دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ یہ مکمل شریعت نہیں دوسرے یہ کہ غیر مذہب سے شریعت کو مانگا ہے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں؟

(جواب ۴۰۸) شریعت بل کا مسودہ اگرچہ ضرورت سے بہت کم ہے لیکن اس کو بطور توطیہ و تمہید کے پیش کرکے منظور کرانے کی سعی کرنا ناجائز نہیں ہے اس کی منظوری کے بعد بقیہ ضروریات کی تحصیل کے لئے کوشش کرنے کا راستہ نکل آئے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم
مسجد شہید گنج

سیاہ لباس پہن کر احتجاج کرنا جائز نہیں

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل اشتہار یوم مسجد شہید گنج کیلئے شائع ہوا ہے اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

"یوم مسجد شہید گنج شہدائے لاہور کا ماتم"

۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء بروز جمعہ کو ہر مسلمان اپنے گھر دکان ٹانگہ موٹر وغیرہ پر سیاہ جھنڈے لگادے نیز سیاہ لباس پہنے یا سینے پر سیاہ نشان لگاوے اور جملہ مسلمان نماز جمعہ صرف جامع مسجد میں ادا کریں اور کسی مسجد میں نماز جمعہ ادا نہ کی جائے بعد نماز جمعہ جلوس میں شامل ہوں اور نصف دن کی چھٹی منائی جائے"

(۲) اگر جائز ہے تو محرم کے دنوں میں اہل شیعہ جو سیاہ لباس پہن کر سیاہ جھنڈا لہراتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں

(۳) اگر شیعہ لوگ پیٹنا چھوڑ دیں اور باقی کام کریں مثلاً سیاہ لباس پہنیں یا سیاہ جھنڈے لہرائیں یا سینے پر سیاہ نشان لگائیں اور جلوس نکالیں تو جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) اگر مسلمان ماتم کا لفظ چھوڑ کر مسجد شہید گنج کے افسوس میں سیاہ لباس پہنیں یا سیاہ جھنڈے لہرائیں یا سینوں پر سیاہ داغ لگا کر بازاروں میں جلوس نکالیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۵) آج کل جیسا کہ بعض مسلمان لیڈر یوم مسجد شہید گنج منانے پر زور دے رہے ہیں یہ منانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۲ شیخ ظہور الدین (ہوشیار پور)

(جواب ۴۰۹) ماتم یا اظہار افسوس دونوں کا ایک ہی مطلب ہے شریعت مقدسہ اسلامیہ نے سیاہ لباس یا سیاہ نشان کے ساتھ ماتم کرنا یا اظہار افسوس کرنا جائز نہیں کیا اسی طرح تین دن سے آگے ماتم شرعی (یعنی ترک زینت) کی کسی قرابت دار کی موت پر بھی عورت کو اجازت نہیں دی صرف خاوند کے لئے چار مہینے دس روز یعنی مدت عدت تک ماتم شرعی کی عورت مامور ہے اس میں بھی سیاہ پوشی بنیت ماتم منع ہے۔ وظاهره منعها من السواد تا سفا على موت زوجها فوق الثلاثة (درمختار) و في التتارخانيه سئل ابو الفضل عن المرأة يموت زوجها وابوها او غيرهما من الا قارب فتصبغ ثوبها اسود فتلبسه شهرين او ثلاثة اواربعة تاسفا على الميت اتعذر في ذلك فقال لا – وسئل عنها علي بن احمد فقال لا تعذر وهي ثمة الا الزوجة في حق

زوجها فانها تعذر الى ثلاثة ايام اه (رد المحتار) اسی بناء پر اہلسنت والجماعت قدیماً و حدیثاً شیعوں کی ماتمی کارروائیوں کا انکار کرتے چلے آئے ہیں۔

ہاں اس سیاہ پوشی کو ماتم یا اظہار تاسف کے لئے نہ قرار دیا جائے نہ اس کو شرعی حکم سمجھا جائے بلکہ مسلمانوں کے اتحاد کے اظہار کے لئے ایک نشان کے طور پر کام میں لایا جائے تو اباحت کے درجہ میں آجائے گا مگر اس کے لئے لازم تھا کہ سیاہ رنگ چھوڑ کر کوئی اور رنگ اختیار کیا جاتا تاکہ التباس اور غلط فہمی کا موقع پیدا نہ ہوتا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد شہید گنج کی تحریک میں آئینی طریقے سے حصہ لینا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(سوال) مسجد شہید گنج لاہور کی تحریک میں حصہ لینا کیسا ہے رضاکاروں کو لیڈران قوم کا یہ تعلیم دینا کہ مقابل پر دست اندازی نہ کرو لاٹھیاں کوڑے گولیاں وغیرہ کھا کر شہید ہو جاؤ کیا اس طور کی شہادت کا ثبوت شرعاً ادلہ اربعہ سے پایا جاتا ہے؟ المستفتی نمبر ۶۱۷ حکیم عطا حسین جالندھر۔ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱۰) مسجد شہید گنج کی واپسی کے سلسلے میں آئینی طریق پر حصہ لینا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے یہ صورت بھی بسا اوقات اختیار کرنی ہوتی ہے اس کے لئے رہبر و رہنما موقعہ شناسی سے حکم دیتا ہے اور اس کا اتباع کرنا ہی اصلح وانفع ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد شہید گنج کے واپس لینے کا واحد طریقہ مسلمانوں کا متحد ہو کر کوشش کرنا ہے۔

(سوال) تحریک مسجد شہید گنج کے حالات حاضرہ سے آپ بخوبی واقف ہیں مولانا ظفر علی خاں مدظلہ کے پروگرام یعنی تمام اسلامیان ہند کے نیلی پوش ہو جانے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں چونکہ ہمیں آپ کے اوپر مکمل اعتماد ہے امید ہے کہ آپ کے اظہار خیال سے اہل اسلام کافی سے زیادہ متاثر ہو سکتے ہیں مسجد شہید گنج خانہ خدا ہے جس کے گر جانے سے ہمیں از حد صدمہ ہے اور آپ کے فتوے کے مطابق مسجد کو سکھوں کے حوالہ کر دینا جبری مداخلت فی الدین ہے کیا مسجد شہید گنج کو حاصل کرنے کے لئے نیلی پوش ہونا موزوں نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۹۹۳ صدر انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۱۱) مسجد شہید گنج کی شرعی حیثیت کے متعلق میں نے اخبارات کو جو بیان دیا ہے وہ بالکل واضح اور غیر مشتبہ ہے مسجد کی واپسی کے ذرائع اور جدوجہد کے متعلق میں صرف اسی قدر عرض کر سکتا ہوں کہ جو افراد اور جماعتیں خلوص کے ساتھ مسجد کی واگزاری کے لئے سعی کریں گی وہ عند اللہ ماجور ہوں گی بظاہر اسباب کامیابی کی سبیل ایک ہی ہے کہ مسلمان متحد ہو کر کام کریں جب تک آپس میں نفاق و شقاق اور ایک

دوسرے پر سب وشتم کا سلسلہ جاری ہے کامیابی مشکل ہے میں کسی خاص جماعت اور خاص پروگرام کے متعلق اظہار رائے میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مسجد کی واپسی کے لئے قانون شکنی میں شریک ہونا
(۲) مسجد شہید گنج کی تحریک میں شریک ہونے والے پر اہل وعیال کا نفقہ فرض ہے
(۳) مسجد شہید گنج کی تحریک میں شرکت کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے

(سوال) (۱) اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر بے خرچ باوجود تنگدستی کے مسجد شہید گنج کے لئے نماز پڑھنے جانا اور ان کے خرچ کا انتظام نہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(۲) والدین کو ناراض کر کے مسجد شہید گنج کو جانا جائز ہے یا نہیں؟
(۳) موجودہ حالت میں جو مسجد شہید گنج کے لئے سرکاری دفعات لگے ہوئے ہیں نماز پڑھنے کے لئے مسجد شہید گنج کو جانا جائز ہے یا نہیں اور ثواب ہے یا نہیں یا یہ کہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ میں داخل ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۱۰ قاضی محمد یٰسین صاحب (ملتان) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱۲) مسجد شہید گنج کی واگزاری کی غرض سے قانون شکنی میں شریک ہونا لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ میں داخل نہیں کیونکہ جائز شرعی حق کے مطالبے کے سلسلہ میں جو تکلیف پہنچنے والی ہو اسے اختیار کرنا جائز ہے ہاں لوگوں کو اپنے اہل وعیال کا انتظام کر کے جانا ضروری ہے اور اگر والدین ناراض ہوں اور وہ اجازت نہ دیں تو ایسی صورت میں بھی نہ جانا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسجد کی واپسی کے لئے مسلمانوں پر اپنی استطاعت کے مطابق کوشش فرض ہے
(۲) مسجد شہید گنج میں ثواب ہر ایک کو اپنی نیت کے مطابق ملے گا
(۳) سول نافرمانی کب کی جائے؟
(۴) مسجد شہید گنج کے حصول کا کیا طریق مفید ہے؟
(۵) مسجد کے حصول کے لئے قید وبند کی تحریک
(۶) کس مسئلے میں خاموشی اختیار کرنی چاہئے؟
(۷) مسجد کے تنازع کا شرعی طریقہ سے حل مسلمانوں کو منظور ہے

(سوال) (۱) مسجد شہید گنج لاہور جو اب سکھوں کے قبضے میں ہے اور عدالتیں (سیشن جج وہائی کورٹ) بھی مسلمانوں کو مسجد واپس دینے سے انکار کر چکی ہیں انگریزی قانون بھی حصول مسجد کے راستہ میں حائل ہے اور جس جگہ سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی تھی اب وہاں سکھ باجے طبلے بجا کرتے ہیں اور جس کی واپسی کے لئے تمام مسلمان عرصہ سے مضطرو بیقرار ہیں نیز کثیر تعداد مسلمانوں کی اس کے حصول کے لئے شہید

زخمی ہو چکے ہیں اس کے علاوہ مالی نقصان بھی بے اندازہ برداشت کر چکے ہیں مسلمانوں کو حاصل کرنی چاہیے یہ نہیں شرع محمدی اس بارے میں کیا حکم دیتی ہے ؟
(۲) گزشتہ تین سال کے عرصہ سے مسلمان حصول مسجد شہید گنج کے لئے تو قربانیاں دے رہے ہیں وہ قربانیاں شرع کے نزدیک کیا درجہ رکھتی ہیں نیز جو مسلمان گولی چلنے سے شہید ہوئے تھے ان کی موت کیسی ہے اور اسی سلسلہ میں مجروح مسلمان کس درجہ میں ہیں۔
(۳) مجلس احرار و مجلس اتحاد ملت حصول مسجد شہید گنج کے لئے کچھ عرصہ سے سول نافرمانی کئے ہوئے ہیں نائبین رسول (علماء کرام) کی جماعت (جمعیۃ العلماء) اس مسئلے میں خاموش ہے مسلم لیگ کا اجلاس اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ۱۷ اپریل کو کلکتہ میں منعقد ہو رہا ہے اب سوال یہ درپیش ہے کہ مسلمان اس مسئلہ کے متعلق کس جماعت کا ساتھ دیں اول الذکر والوں کا یا ثانی الذکر کا نیز مجلس احرار و مجلس اتحاد ملت کی سول نافرمانی کے متعلق شرع محمدی کا کیا حکم ہے آیا تینوں کی نافرمانی جائز ہے یا ناجائز ؟
(۴) اور اگر سول نافرمانی ناجائز ہے تو مسلمانوں کو حصول مسجد شہید گنج کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے یہ علماء اسلام بتائیں گے کہ وہ کون سا راستہ ہے اور کیا وہ خود (علماء) میدان عمل میں آکر مسلمانوں کی اس مسئلہ میں صحیح رہنمائی کریں گے اور اگر نہیں تو کیوں اس کے متعلق شریعت غرا کا کیا حکم ہے آیا علماء کو چاہیے ایسے نازک دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنی چاہیے یا نہیں ؟
(۵) اگر مسلم لیگ حصول مسجد شہید گنج کے لئے کوئی ایسا راستہ اختیار کرے جس میں سول نافرمانی یا اسی قسم کا کوئی اقدام شامل ہو اور جو تشدد پر بھی مبنی ہو نیز اس اقدام میں مسلمانوں کی موت کا خطرہ بھی قانونی طور پر لاحق ہو تو کیا علماء اسلام اس فیصلہ کی تائید کریں گے اور اس کے ساتھ ہی خود اس پر عمل پیرا ہونے کی سعی کریں گے اور ساتھ ہی عامۃ المسلمین کو بھی ہدایت یا تلقین کریں گے کہ وہ بھی اس پر عمل کریں اور یہ کہ کیا ایسا اقدام احکام شرع کے موافق ہے یا خلاف (شریعت اسے جائز قرار دیتی ہے یا ناجائز) اور اگر اس اقدام پر عمل کرنے سے مسلمان مر جائیں تو ان کی موت ازروئے شریعت کیسی ہے ؟
(۶) کیا اس مسئلہ کے متعلق مسلمانوں کا خاموش رہنا بہتر ہے اور اگر نہیں تو علماء اسلام کیوں خاموش ہیں ان کی خاموشی کے متعلق شرع کے کیا احکام ہیں ؟
(۷) حکومت پنجاب اس کوشش میں ہے کہ مسئلہ شہید گنج کو حل کر دیا جائے کیا مسلمانوں کو حکومت کا ساتھ دینا چاہیے یا نہیں اور اگر حکومت یہ فیصلہ کرے کہ جائے متنازعہ (مسجد شہید گنج) سکھوں سے لے کر آثار قدیمہ میں شامل کر لی جائے اور کسی فرد بشر کو وہاں جانے کی اجازت نہ دی جائے تو یہ فیصلہ شرع کے مطابق ہے یا خلاف اور اگر خلاف ہے تو مسلمانوں کو اس کے متعلق کیا کرنا چاہیے ؟ المستفتی نمبر ۲۲۲۲ محمد اشرف خان رضا سرحدی (مقیم دہلی) ۲۱ شعبان ۱۳۵۷ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱۳) (۱) اس سوال کا تو ایک ہی جواب ہے کہ مسجد قیامت تک مسجد ہے اور مسلمانوں کو چاہیے

استطاعت کے موافق اس کی تحصیل کے لئے کوشش کرنی چاہئیے اور استطاعت کے مدارج مختلف ہیں قانونی استطاعت تو تقریباً ختم ہو چکی ہے اگر پریوی کونسل میں مقدمہ جاسکتا ہو یا فیڈرل کورٹ میں سماعت ہو سکتی ہو اسے بھی ختم کر لینا چاہئیے۔

(۲) مسلمانوں نے مسجد شہید گنج کے لئے گزشتہ زمانہ میں جو قربانیاں دی ہیں وہ بقدر اپنی نیت و خلوص کے اجر و ثواب کے مستحق ہیں جو مر گئے وہ شہید ہوئے اور جو زخمی ہوئے وہ بھی ماجور ہوں گے اور ہر ایک کو اپنے خلوص کے موافق ثواب ملے گا۔

(۳) مجلس احرار۔ اتحاد ملت اگر اپنے غالب ظن یا یقین کی بنا پر کہ اس ذریعہ سے مسجد حاصل ہو سکتی ہے سول نافرمانی کر رہی ہیں تو وہ مستحق اجر ہوں گی اور جمعیۃ علماء ہر اس شخص کو جو اس یقین کا حامل ہو سول نافرمانی کرنے میں حق جانب سمجھتی ہے مگر یہ لازم نہیں کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں اس بات کا یقین کرنے میں بھی شریک ہوں جو جماعت کہ اس ذریعہ سے حصول مسجد کا یقین نہیں رکھتی وہ اگر عمل میں شریک نہ ہو تو اسے نہ مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے ملامت کی جا سکتی ہے

(۴) مسجد کے حصول کا قانونی راستہ تو بظاہر بند ہے اور سول نافرمانی کا راستہ موجب تیقن نہیں باہمی افہام و تفہیم کا راستہ مفید ہو سکتا ہے اگر اس کے لئے کوئی معقول جدو جہد کی جائے اور جب ہر طرح استطاعت سے باہر ہو جائے تو اس وقت شریعت مقدسہ کا فرمان "کہ وسعت سے باہر کا مرتبہ تکلیف کے دائرہ سے باہر ہے" صاف و صریح موجود ہے۔

(۵) ہاں اگر مسلم لیگ کوئی ایسا ذریعہ تجویز کرے کہ اس میں قید و بند یا جان جاتے رہنے کا بھی خطرہ ہو اور وہ اسے حصول مسجد کے لئے بظن غالب یا بدرجہ یقین مفید سمجھے تو مسلم لیگ کی اس رائے سے اتفاق رکھنے والوں کے لئے اس پر عمل کرنا جائز اور ان کے لئے موجب اجر ہوگا اور اگر اس سلسلہ میں وہ مر جائیں گے تو شہید ہوں گے لیکن انہیں یہ حق نہ ہوگا کہ جو مسلمان اس ذریعہ کو حصول مسجد کے لئے مفید نہیں سمجھتے ان کو بھی شرکت پر مجبور کریں یا عدم شرکت کی بنا پر لعن طعن کریں

(۶) عدم استطاعت کی حد تک پہنچ جانے کے بعد خاموش رہنے کی رخصت ہے اور عدم استطاعت کی حد تک مسئلہ پہنچا یا نہیں اس میں اختلاف رائے ممکن ہے اور اختلاف رائے پر طرق عمل کا اختلاف بھی لازم ہے

(۷) حکومت پنجاب اگر کوئی قابل قبول حل نکال سکے تو چشم ما روشن دل ماشاد اور اگر کوئی ایسا حل نکالے جو مسجد کے احکام شرعیہ کے موافق نہ ہو تو مسلمان اسے بطوع خاطر منظور نہیں کر سکتے پھر اگر اس کی مخالفت سے کسی بہتر حل کا حصول ممکن ہو تو اس کی مخالفت کرنے میں حق جانب ہوں گے اور اگر کسی بہتر حل سے مایوسی ہو تو عدم استطاعت کے مرتبہ میں پہنچ کر سکوت کی رخصت ہو گی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد شہید گنج کے متعلق حضرت مفتی صاحب کی رائے

(سوال) متعلقہ مسجد شہید گنج

(جواب ٤١٤) (۱) جناب مکرم دام مجدہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - عنایت نامہ نے ممنون فرمایا جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ "بعض اخبارات (اکثر غیر مسلم) اور بعض افراد یہ پرچار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جناب اعلیٰ حضرت امیر ملت سے مسئلہ شہید گنج کے بارے میں اختلاف رائے رکھتے ہیں چونکہ اس کے متعلق کوئی مصدق اطلاع نہیں اس لئے ازراہ کرم بذریعہ خط ارشاد فرمائیں کہ ان بیانات میں کہاں تک صداقت ہے"

جواباً گزارش ہے کہ مسجد شہید گنج کے متعلق میرا واضح اور غیر مشتبہ بیان اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور اس کا خلاصہ جناب کی مزید توجہ کے لئے درج ذیل ہے -

(۱) جو مسجد کہ ایک مرتبہ باقاعدہ شرعی طور پر مسجد ہو جائے وہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے کسی غاصب کے غاصبانہ قبضے اور کسی جابر کی جابرانہ دستبرد سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی

(۲) سکھوں کو باوجود اس کے کہ عدالتی فیصلے ان کے قبضے کے حق میں تھے مسجد کو منہدم کرنے کا حق ہرگز حاصل نہیں تھا انہوں نے مسجد کو شہید کر کے ایک شدید اخلاقی جرم کا اور قانونی حیثیت سے نقض امن عامہ کی جنایت کا ارتکاب کیا ہے

(۳) حکومت نے بندوقوں اور سنگینوں کی حمایت میں سکھوں کو مسجد منہدم کرنے کا موقع بہم پہنچا کر عدالتی فیصلوں کی منزلوں کی حدود سے تجاوز کیا اور حفظ امن عامہ کے فرائض ادا کرنے سے تغافل اور تساہل کی ذمہ داری سے وہ سبکدوش نہیں ہو سکتی -

(۴) مسجد شہید گنج کا انہدام یقیناً مسلمانوں کے لئے دل آزار اشتعال انگیز اور ناقابل برداشت تھا

(۵) مسجد کی واگزاری کے لئے جدوجہد کرنا اور قابل عمل متحدہ نتیجہ بخش ذرائع سے اسے واگزار کرانا مسلمانوں کا مذہبی اور شرعی وظیفہ ہے -

جہاں تک مسجد شہید گنج کے معاملے کا تعلق ہے اس کے بارے میں اس بیان سے میری رائے ظاہر ہے رہا اس کی واگزاری کے سلسلے میں پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے طریقہ کار سے میرا اتفاق یا اختلاف کرنا تو جہاں تک واقعات کا تعلق ہے وہ یہ ہیں کہ راولپنڈی کانفرنس نے مسجد کی واگزاری کے لئے پروگرام تجویز کرنے کی غرض سے ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی تھی اور مجلس کے پروگرام پر عمل کرنے اور مسلمانوں سے عمل کرانے کے لئے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو پہلا ڈکٹیٹر مقرر کر دیا تھا اگرچہ یہ بات میرے علم میں نہیں آئی کہ اس مجلس شوریٰ کا کوئی جلسہ منعقد ہوا اور اس نے کوئی پروگرام تجویز کیا یا نہیں ؟ مگر یہ واقعہ ہے کہ راولپنڈی کانفرنس کے انعقاد پر دو ماہ سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود پیر صاحب نے مسجد کی واگزاری کے سلسلے میں کوئی عملی اقدام اس وقت تک نہیں کیا اور نہ کوئی پروگرام شائع فرمایا -

رجب سے پہلے لاہور میں پیر صاحب نے اپنی تقریروں میں کہا تھا کہ "چونکہ مسجد شہید گنج کا معاملہ تمام مسلمانوں کا معاملہ ہے اس کے لئے کوئی اقدام تمام مسلمانوں کے مشورے سے ہونا چاہئیے اس لئے میں نے اس کو اجمیر شریف کے عرس تک ملتوی کر دیا ہے کیونکہ عرس کے موقع پر صوفیاو سجادہ نشینان ہندوستان اور ہر طبقے کے مسلمانوں کا اجتماع عظیم اجمیر شریف میں ہوتا ہے اس لئے سب کے مشورے سے کوئی پروگرام تجویز کیا جائے گا اجمیر شریف کے عرس میں پیر صاحب تشریف بھی لے گئے اور عرس کو کامل ایک مہینے کا عرصہ بھی گزر گیا مگر کوئی پروگرام شائع نہیں ہوا۔

اس کے بعد بدایوں میں جمعیۃ علماء کانپور رجسٹرڈ کے جلسے پر محول کیا گیا تھا وہ جلسہ بھی پیر صاحب کی صدارت میں ہو چکا اس کے بعد بھی مجلس شوری یا مجلس اتحاد ملت کا کوئی موثر پروگرام شائع نہیں ہوا۔

الحاصل مسجد کی واگزاری کے لئے اس وقت تک پیر صاحب کی کوئی عملی سرگرمی بروئے کار نہیں آئی جس سے اتفاق یا اختلاف کرنے کا سوال بھی پیدا ہو سکے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ مسجد شہید گنج کا معاملہ ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اس میں مسلمانوں کی دو رائیں ہو سکیں مسجد کی واگذاری کا مسئلہ متفق علیہ اور مسلمانوں کا شرعی وظیفہ ہے اس میں تو اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص یا استبدادی طرز عمل یا غیر متعلق سرگرمیاں موجب اختلاف ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی ہوگی

مجلس اتحاد ملت کی کانفرنس منعقدہ راولپنڈی نے بجا طور پر مجلس شوریٰ کے ہاتھ میں یہ کام دیدیا تھا کہ وہ اہل الرائے کے مشورے سے کوئی متحدہ اور قابل عمل اور نتیجہ خیز پروگرام تجویز کرے اور مجلس شوری کے تجویز کردہ پروگرام کو عمل میں لانے اور مسلمانوں سے عمل کرانے کے لئے ڈکٹیٹر مقرر کرنا بھی ضروری تھا مگر اس مسئلے کو امارت شرعیہ کے مسئلے کے ساتھ (جو فی حد ذاتہ نہایت اہم اور غور طلب مسئلہ ہے) خلط کر دینا موقع شناسی اور اصابت رائے کی حد سے متجاوز ہے

ڈکٹیٹر کو بھی اپنی تمام تر توجہ مسجد کی واگزاری کے معاملہ پر مرکوز کر دینی چاہئیے اور ایسی تمام باتوں سے قطعاً مجتنب رہنا چاہئیے جو اتحاد بین المسلمین کے منافی ہوں یا جن کا نتیجہ یہ ہو کہ مسجد کی واگزاری جیسا اہم اور متفق علیہ مسئلہ بھی خدانخواستہ اختلاف کا آماجگاہ بن جائے مجلس اتحاد ملت کو اس نازک ترین موقع پر ان امور کی نگہداشت لازم ہے۔

جناب کے عنایت نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخبارات کچھ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں تو اگر آپ اجازت دیں تو میں اس خط کی نقل اخبارات میں بغرض اشاعت بھیج دوں میں نے اس کی نقل رکھ لی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی ۲ نومبر ۱۹۳۵ء

(۱) مسجد شہید گنج کی تحریک میں جاتے ہوئے اہل و عیال کا نفقہ چھوڑنا فرض ہے
(۲) مسجد کے حصول کے لئے قانون شکنی جائز ہے
(۳) اس تحریک میں شرکت کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے۔

(سوال) (۱) اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر باوجود تنگ دستی کے مسجد شہید گنج کے لئے نماز پڑھنے جانا اور اہل و عیال کے خرچ کا انتظام نہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) والدین کو ناراض کر کے مسجد شہید گنج کو جانا جائز ہے یا نہیں ؟ (۳) مسجد شہید گنج میں نماز پڑھنے پر پابندی لگی ہوئی ہے ایسی صورت میں قانون شکنی کے لئے جانا لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ میں داخل ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۲۱۰ قاضی محمد یٰسین صاحب شجاع آباد (ضلع ملتان) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱۵) مسجد شہید گنج کی واگذاری کی غرض سے قانون شکنی میں شریک ہونا جانا لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ میں داخل نہیں کیونکہ جائز شرعی حق کے مطالبہ کے سلسلے میں جو تکلیف پہنچنے والی ہو اس کا اختیار کرنا جائز ہے ہاں لوگوں کو اپنے اہل و عیال کا انتظام کر کے جانا ضروری ہے اور اگر والدین ناراض ہوں اور اجازت نہ دیں تو ایسی صورت میں بھی جانا نہیں چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل سوم
مدح صحابہ

مدح صحابہ میں طلبہ دارالعلوم کو حصہ نہ لینے اور تعلیم میں مشغول رہنے کا حکم......

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہؓ کی ممانعت اور انسداد کا ایک دل آزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ لکھنؤ میں بالکل جابرانہ طور پر ہو رہا ہے اہل سنت والجماعۃ کے بعض علماء کی نہ صرف رائے بلکہ فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ممانعت درحقیقت مداخلت فی الدین ہے اس موقعہ پر نطق پر سکوت کو ترجیح دینا حمایت دین پر اہانت دین کو ترجیح دینا ہے جو قطعاً حرام ہے لہذا ہر مسلمان اہل سنت والجماعت کا فرض اولین ہے کہ اس کار خیر میں اقدام کرے اور ایثار سے کام لے کر کبھی نہ فنا ہونے والا توشہ عقبیٰ تیار کرے تو اب چند امور مذکورہ ذیل دریافت طلب ہیں

(۱) علمائے کرام کی مذکورہ بالا رائے یعنی ممانعت مدح صحابہ مداخلت فی الدین ہے یا نہیں ؟

(۲) ہر مسلمان اہل سنت والجماعت کو بلا امتیاز تذکیر و تانیث و بلا تفاوت سن و سال اس میں حصہ لینا چاہئے یا نہیں ؟

(۳) ہم طلبہ دارالعلوم دیوبند وغیرہ کا اس موقعہ پر کیا فرض ہے ایثار کریں یا سکوت ؟ بالخصوص ایسی حالت میں کہ ادھر تعلیم کا خیال اور ادھر قانون شکنی کا عزم۔ ہاں اتنا خیال رہے کہ اگر اہل علم طبقہ خصوصاً علماء، طلبہ نوجوان متفقہ طور پر کھڑے ہو گئے تو بتوفیق الٰہی وہ دن کچھ دور نہیں کہ حکومت ہی اپنے ہاتھوں اس قانون ،

پارہ پارہ کر دے گی۔ **المستفتی** نمبر ۱۱۹۲ خواجہ محمد احمد غازی پور متعلم دارالعلوم دیوبند ۲ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۱۶) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتناع مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتظاماً نافذ کر دیا ہے میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ مذہباً ابھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلا رہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہئیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شرعی حق کے حصول کے لئے جیل جانا اور لڑنا.

(سوال) شیعہ سے مدح صحابہ بتاء کے لئے لڑنا یا اسی سلسلہ میں حکومت کے قانون کی خلاف ورزی کرنا خواہ جان دینا جیل چلا جانا تحصیل علم دین کے زمانہ میں جہاد کے مترادف ہو گا یا نہیں اور پڑھنے والے پر اولین فرض کون ہو گا اور باجا مسجد کے سامنے جانے پر ہندو سے لڑنا خوشنودی خدا کا باعث ہو گا یا نہیں۔
المستفتی نمبر ۲۴۸۴ حافظ محمد رفیق الدین صاحب بہار شریف (پٹنہ) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۱۷) اپنے شرعی حق کے لئے جیل جانا مباح ہے اس میں اگر مارا جائے تو شہید ہوتا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مدح صحابہ پڑھنے کا قانونی حق حاصل کرنے کے لئے قانون شکنی جائز ہے
(۲) شیعوں کی تبرا گوئی کے ذمہ دار شیعہ خود ہیں.
(۳) اپنا حق حاصل کرتے ہوئے گولی سے مار دیا جائے تو شہید ہوں گے
(۴) مدح صحابہ کا قانونی حق حاصل کر کے امن کی خاطر اس کے استعمال کو ترک کرنا.

(سوال) حکومت صوبہ متحدہ نے ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء کو حسب ذیل بیان قضیہ مدح صحابہ لکھنؤ کے متعلق شائع کیا ہے حکومت نے اپنے گزشتہ نومبر کے بیان میں بتایا تھا کہ سنی اپنے مکانوں میں مسجدوں میں اور مولود شریف کے موقعہ پر بغیر کسی مداخلت کے مدح صحابہ پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد جو کچھ فیصلہ رہ گیا تھا وہ یہ تھا کہ حکومت سنیوں کو پبلک جلسہ میں یا جلوس میں مدح صحابہ پڑھنے کا موقع کب دے گی۔
پبلک جلسہ یا جلوس میں مدح صحابہ پڑھنے کا موقع دینے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہی تھا کہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ لکھنؤ نے قیادت مولانا عبدالشکور صاحب اور جماعت احرار نے سیادت مولانا حسین احمد

صاحب عام جلوس میں بطور سول نافرمانی مدح صحابہ نظم میں یک آواز ہو کر پڑھنا شروع کیا مولانا حسین احمد صاحب کی ہدایت پر احراری و کانگریسی مسلمانوں نے بیرون لکھنؤ سے مدح صحابہ پڑھنے کے لئے جتھے روانہ کئے اس حالت کو دیکھ کر حکومت نے اپنے مذکورہ بالا بیان کے سلسلہ میں پھر حسب ذیل بیان شائع کیا۔

گزشتہ نومبر کے پریس میں دیئے ہوئے بیان کے سلسلہ میں حکومت یہاں یہ اعلان کرتی ہے کہ سنیوں کو ہر حالت میں ہر سال بارہ وفات کے دن ایک پبلک جلسہ اور ایک جلوس میں مدح صحابہ پڑھنے کا موقع دیا جائے گا اس شرط سے کہ اس کا وقت اور راستہ حکام مقرر کریں گے حکومت کے اس اعلان یا تصفیہ پر سنیوں نے قانون شکنی بند کر دی۔

(۱) جب کہ سنیوں کو یہ علم ہوا کہ شیعہ صاحبان کے جذبات اس طور سے مدح صحابہ پڑھنے سے مجروح ہوتے ہیں (اگرچہ سنیوں کے نقطہ نظر سے شیعہ صاحبان غلطی پر ہیں) تو کیوں نظم میں عام رہگزروں پر پانچ یا سات آدمیوں کا ایک آواز ہو کر مدح صحابہ پڑھنا اعمال حسنہ میں سے قرار دیتے ہو تو کیا مدح صحابہ اس حالت سے پڑھنا بدعت نہیں ہے؟

(۲) اب جوابا اور ضد میں شیعہ صاحبان علانیہ تبرا گوئی کر رہے ہیں صحابہ کی توہین کی ذمہ داری آیا حکومت پر ہے یا ان سنی مسلمانوں پر ہے جنہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ شیعہ صاحبان کی جانب سے صحابہ کی توہین کا اندیشہ ہے مدح صحابہ مذکورہ بالا طریقہ پر پڑھتے ہیں۔

(۳) اگر کوئی سنی مسلمان اس طور پر مدح صحابہ پڑھتے ہوئے پولیس کی گولی سے ہلاک ہو جاتا تو کیا وہ درجہ شہادت پانے کا مستحق ہوتا یا اس کی موت حرام موت ہوتی (۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء کو شیعہ سنی تصادم کی بنا پر پولیس کو گولی چلانی پڑی تھی)

(۴) ایسی شکل میں سنی مسلمانوں کا تبرا گوئی کو روکنے کے لئے جس سے شیعہ سنی میں تصادم کا بھی احتمال ہو اجتماعی یا انفرادی جدوجہد کرنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور سنی مسلمان کی موت اس جدوجہد میں ہوگی تو کیا وہ شہادت کا مستحق ہو گا یا حرام موت مرے گا۔

المستفتی نمبر ۲۴۹۰ محی الدین احمد صاحب (مظفر نگر) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ م ۲ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۱۸) سنیوں کے لئے حکومت نے یہ قید عائد کر رکھی تھی کہ سنی رہگزر عام پر صحابہ کرام کا ذکر اور مدح نہیں کر سکتے یعنی کسی سنی کا صرف حضرت عمرؓ کہنا بھی ممنوع اور جرم تھا اور یہ بات یقیناً ایک خطرناک مذہبی مداخلت تھی سنیوں نے اس قانونی بندش کو رفع کرنے کے لئے جدوجہد کی اور مدح صحابہ پڑھنے کا حق حاصل کر لیا۔

اب شیعوں نے ضد اور ہنگامے کے طور پر سربازار تبرا گوئی اختیار کی ہے جو قانوناً اخلاقاً اور شرعاً ہر طرح ناجائز ہے اور اس کی ذمہ داری خود شیعہ حضرات پر ہے۔

سنی اپنے حق کے حصول کی خاطر یا استعمال حق کی خاطر گولی کا نشانہ بنائے جائیں تو یقیناً مظلوم

ہوں گے اور شہید قرار پائیں گے۔

ہاں انہیں یہ حق ہے۔کہ وہ قانونی حق حاصل کرنے کے بعد اپنی خوشی سے امن کی خاطر استعمال حق کو ترک کردیں اگر وہ ایسا کریں توان پر کوئی شرعی مواخذہ نہ ہوگا بشرطیکہ ان کے ترک سے قانونی حق زائل نہ ہوتا ہو۔فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗدہلی

مدح صحابہ پڑھنا ہر مسلمان کا قانونی اور شہری حق ہے۔

(سوال)اگر مدح صحابہ کہنے سے ملک میں یا شہر میں بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہو اور مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچنے کا ڈر ہو اور مدح صحابہ صرف بحث وتکرار کے لئے کی جائے تو کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۲۷ محمد عاقل صاحب ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۱۹) مدح صحابہ کہنے سے بدامنی پھیلنے کی کوئی صحیح اور معقول وجہ نہیں ہر شخص کو اپنے بزرگوں کی مدح وثنا کرنے کا شرعی اور قانونی اور شہری حق ہے اگر کوئی شخص اپنا شرعی اور قانونی اور شہری حق استعمال کرے تو اس پر کوئی مواخذہ اور گرفت نہیں ہے اس کی مثال گائے کی قربانی کا حق استعمال کرنے کی ہے کہ مسلمان اپنا ایک شرعی اور قانونی حق استعمال کرنے میں حق بجانب ہوتے ہیں اور اس میں مزاحمت کرنے والے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗدہلی

فصل چہارم
قومی ترانہ اور قومی نعرہ

مسلمان بچوں سے ہندوؤں کا گیت گانے پر احتجاج کیا جائے۔

(سوال) یہاں پر ڈسٹرکٹ بورڈ کا اردو اسکول ہے جس میں تمام مسلم بچے تعلیم پاتے ہیں اور مدرسین بھی مسلم ہیں گزشتہ ماہ ڈسٹرکٹ کمیٹی نے ایک سرکلر اس مضمون کا تمام اسکولوں کے نام جاری کیا کہ اسکول کا کام شروع کرنے سے پہلے روزانہ بندے ماترم کا گیت گایا جائے اردو اسکول ہیڈ ماسٹر نے اس سرکلر کو سکول کمیٹی کے روبرو رکھا کمیٹی نے یہ رائے دی کہ کورس کی کتابوں میں خدا کی بندگی کے گیت ہیں وہی بہتر ہیں اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے کمیٹی نے یہ نرم جواب اس لئے دیا کہ کمیٹی مذکورہ میں تمام ہندو ممبران ہیں وہ کانگریسی حکومت کے زعم میں فرعون بے سامان ہورہے ہیں اس کی اطلاع دفتر کو کردی گئی ہے اس کے جواب میں لوکل بورڈ سے حکم آیا ہے کہ۔

ہیڈ ماسٹر اردو سکول۔آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے حکم کے انوسار (مطابق) ہی اسکول میں بندے ماترم کا گاین شروع میں گایا جائے۔خدا کی بندگی کے گیت کورس بک سے نہ گائے جائیں۔یہ راشٹریہ گاین پاٹھ شالاؤں کیلئے انی واری (لازمی) ہے کیا خط کشیدہ جملہ سے خدا کی توہین ہوتی ہے

اگر ہوتی ہے تو اس کے لئے کیا کارروائی کی جائے - المستفتی نمبر ۲۱۵۳ حاجی ابراہیم جی صاحب (ہرسود) ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء م ۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ

(جواب ۴۲۰) اگرچہ اس فقرہ میں "خدا کی بندگی کے گیت اس بک سے نہ گائے جائیں" خدا کی توہین کا الزام قائم کرنے کے لئے حجت نہیں ہے تاہم ڈسٹرکٹ کمیٹی کا سرکلر کہ بندے ماترم کا گیت ضرور گایا جائے اور یہ حکم کہ کورس بک سے خدا کی بندگی کی نظم نہ گائی جائے دونوں قابل احتجاج ہیں ان احکام کے خلاف قومی احتجاج کیا جائے اور آئینی کارروائی کو آخر تک یعنی وزیر تعلیم تک معاملہ پہنچے اور اس کے فیصلے کے صادر ہونے تک جاری رکھا جائے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

قومی نعرہ ہندوستان زندہ باد اور آزاد ہونا چاہئیے .

(سوال) مسلمان بچوں کی ایک جماعت کانگریسی وردی پہن کر سہ رنگی جھنڈی لئے ہوئے شاہراہ اور گلی کوچہ میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کی زیر قیادت یہ صدا لگاتی ہے - قومی نعرہ! بندے ماترم! یہ نعرہ لگانا کیسا ہے المستفتی نمبر ۱۷۵۶ حکیم عبدالغفور صاحب (ضلع بھاگلپور) ۸ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲۱) قومی نعرہ ہندوستان زندہ باد - ہندوستان آزاد ہونا چاہئیے - بندے ماترم کے معنی ہمیں معلوم نہیں ہیں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل پنجم
زمینداری و کاشتکاری

ایسے قوانین جن سے مالکان زمین کے حقوق تلف ہو جائیں ناجائز اور ان کی حمایت بھی ناجائز ہے

(سوال) (۱) ایسے قوانین جن کی رو سے مالک زمین یعنی زمیندار کو اپنی زمین کاشتکار سے چھڑانے یا دوسرے کاشتکار کے پاس تبدیل کرنے اور لگان کو اپنی مرضی سے طے کرنے کا اختیار نہ رہے شرعاً ماننے جائز ہیں یا نہیں ؟

(۲) اگر جائز نہیں تو ایسے قوانین بنانے میں مسلم ممبروں کو تائید کرنی جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) اور ایسی جماعت جو ان قوانین کی مؤید ہو اس میں مسلمان علماء صلحا اور عام مسلمانوں نیز اسلامی جماعتوں کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں ؟

(۴) اگر ایسے ناجائز قوانین جبراً نافذ کئے جائیں تو ان کے خلاف احتجاج کرنا یا اور کوئی عملی قدم اٹھانا جس کا نتیجہ جنگ و جدل اور قتل و غارت ہو جائز ہے یا نہیں ؟

(۵) ایسے قوانین کی مخالفت میں علماء پر عوام کی نسبت کچھ زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا ان پر کوئی خاص

ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ المستفتی نمبر ۲۴۴۷ چودھری محمد شریف خاں صاحب (سہارنپور) ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ م ۳۰ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۲۲) ایسے قوانین جن سے مالکان زمین کے مالکانہ حقوق تلف ہوتے ہوں ناجائز ہیں ایسے قوانین وضع کرنا بھی ناجائز اور ان کی تائید کرنا بھی ناجائز اور اس عمل میں اس جماعت کی حمایت بھی ناجائز۔ اور جبرا نافذ کرنے کی صورت میں مسلمانوں پر بقدر استطاعت مدافعت بھی لازم ہے موجودہ قوانین میں بھی سینکڑوں دفعات اسلام کے خلاف موجود ہیں جو انگریزی حکومت نے نافذ کر رکھے ہیں شاردا ایکٹ بھی بعض مسلمانوں کی تائید سے نافذ ہو چکا ہے اور آج بھی نافذ ہے قانون شہادت کا بیشتر حصہ شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے خود زمین کے موروثی ہو جانے کا قانون بھی انگریزی حکومت کا موجود اور نافذ ہے انگریزی حکومت نے سینکڑوں مرتبہ مداخلت فی الدین کا ارتکاب کیا ہے اور کر رہی ہے آج بھی اس کی حرکتیں مرکز اسلام کو تباہ کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں یہ تمام باتیں پیش نظر رکھ کر کوئی اقدام کیا جائے تو صحیح ہو گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل ششم
تبلیغ

(۱) قرآن مجید کو ہندی رسم الخط میں لکھنا جائز نہیں
(۲) تبلیغ اور اشاعت اسلام ہر دور میں ضروری ہے
(۳) تبلیغ کی مخالفت اسلام کی مخالفت ہے
(۴) تبلیغ اور سیاست الگ الگ محاذ اور دونوں ضروری ہیں
(۵) تبلیغ کو سیاست کے لئے چھوڑنا جائز نہیں

(سوال) (۱) غیر مسلموں میں خصوصاً ہندوؤں میں قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور انکی ہدایت کے لئے ہندی ترجمہ کے ساتھ اگر ہندی رسم الخط میں متن بھی درج کیا جائے تو کیسا ہے؟
(۲) ملک کے ان حالات میں جب کہ ہر چہار جانب سے اسلام کی توقیر اس کی عظمت اور اس کی برائی کو گھٹانے کے لئے طرح طرح کی کوششیں ہو رہی ہیں اور اسلامی عقائد و اصول اور اس کی تعلیمات کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں تو جوابا ان کی مدافعت اور اسلام کی اشاعت کس درجہ ضروری ہے اور شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟
(۳) اس کام کی مخالفت کرنے والوں یا اس کو غیر ضروری سمجھنے والوں کے متعلق شرعی حکم کیا ہے اور اس کام میں امداد و اعانت کرنے والوں کو کس درجہ کا ثواب حاصل ہو گا؟
(۴) کیا ملک کی موجودہ سیاسی جدوجہد کو اس کام پر مقدم کیا جا سکتا ہے اور اس کام کو کچھ عرصہ کے لئے

حیثیت جماعت مؤخر کیا جا سکتا ہے؟
(۵) مسلمانوں کی عام بے حسی اور بے توجہی کی وجہ سے اگر تبلیغی جماعت کے ذمہ دار کارکن اس کام سے دست کش ہو جائیں خاموش اور علیحدہ ہو کر سیاسی جدوجہد میں یا کسی دوسرے کام میں مصروف ہو جائیں تو ان کا یہ عمل شرعاً کیسا ہوگا۔ المستفتی نمبر ۲۵۶۸ محمد عبدالحی صاحب (کانپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ م ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء
(جواب ۴۲۳) (۱) چونکہ ہندی رسم الخط میں عربی کے کئی حرف نہیں ہیں اور نہ ان کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی قطعی علامات ہیں اس لئے متن قرآن اور نظم فرقان کو ہندی رسم الخط میں شائع کرنا جائز نہیں۔ ہندی ترجمہ ہندی رسم الخط میں شائع کر دیا جائے مگر نظم قرآنی کو عربی رسم الخط میں ہی لکھا جائے
(۲) تبلیغ اور اشاعت اسلام اور مدافعت اہم مقاصد اسلامیہ میں سے ہیں ان کی ہمیشہ اور ہر وقت ضرورت ہے خصوصاً جب کہ مخالفانہ مساعی بروئے کار ہوں تو اشاعت حق اور مدافعت کی ضرورت بہت شدید ہو جاتی ہے۔
(۳) اس کی مخالفت کرنے والے در حقیقت اسلام کے مخالف اور معاند ہیں اور اس کی معاونت اور امداد کرنے والے مجاہدین اسلام ہیں
(۴) سیاسی جدوجہد کا محاذ دوسرا ہے اور تبلیغی مساعی کا میدان علیحدہ ہے دونوں ضروری ہیں اور اپنی اپنی حدود میں بیک وقت کام کر سکتی ہیں۔
(۵) یہ صحیح نہ ہوگا بلکہ ان کو اس کی اہمیت کے لحاظ سے جاری رکھنا لازم ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

فصل
اسمبلیوں میں نمائندگی

مسلمانوں کا نمائندہ مسلمان اور اسلامی احکام پر عمل کرنے والا ہی ہو سکتا ہے.
(سوال) ایک شخص جو نماز روزہ کے علاوہ تمام احکام شرعیہ کا عملاً مخالف ہے غیر مسلمین کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر میل جول رکھتا ہو شکل و صورت انداز رفتار گفتار کسی چیز سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ شخص مسلمان ہے بلکہ اس پر غیر مسلم ہونے کا شبہ ہوتا ہو علاوہ ان باتوں کے اس نے علم کھلا اپنے گھر میں ایک غیر مسلم (ہندو) عورت بغیر مسلمان کئے اور بغیر نکاح کئے ہوئے ایک مدت سے ڈال رکھی ہو اور اس سے ازدواجی تعلق قائم ہو ایسے شخص کو مسلمانوں کا جماعتی نمائندہ بنانا چاہئے یا نہیں نیز یہ کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مقابلے میں کسی مندرجہ بالا صفات کے آدمی کا ساتھ دیتا ہے اس کے لئے امامت و نیابت کی کوشش کرتا ہے یا اس کی تائید کرتا ہے تو یہ تائید کرنے والا اور ساتھ دینے والا از روئے

شریعت گناہ گار ہوگا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۵۷۲ نذر علی (دہلی) ۳۰ محرم ۱۳۵۹ھ م ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء
(جواب ۴۲۴) سوال میں اس قدر ابہام اور اجمال ہے کہ سائل کا مطلب واضح نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ بات ظاہر ہے کہ دینی اور اسلامی معاملات میں مسلمانوں کا جماعتی نمائندہ یا ایک بڑی اسلامی آبادی کا قائم مقام یا زعیم وہی ہو سکتا ہے جو اسلام سے واقف اور اسلامی احکام پر عامل ہو ہندو' پارسی مجوسی یعنی غیر اہل کتاب عورتوں سے مسلمان کا نکاح درست نہیں اگر ان میں سے کوئی عورت مسلمان ہو جائے تو اسلامی احکام کے ماتحت اس سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم عورت کو گھر میں ڈال لیا ہو تو یہ موجب فسق ہے اور اس کی حیثیت ان فاسقوں کی طرح ہے جو شراب نوشی قماربازی۔ سود خواری۔ رنڈی بازی۔ ترک نماز و روزہ کی بناء پر فاسق ہوں بہر حال سائل کو یہ بتانا چاہیے تھا کہ نمائندگی کس امر میں ہے اور اس کا دینی معاملات سے کچھ تعلق ہے یا خالص سیاسی یا اقتصادی معاملہ ہے اور پھر یہ بھی کہ مسلم اور غیر مسلم کا معاملہ ہے یا مسلم صالح یا مسلم فاسق کا اور دونوں میں سے غرض نیابت کے لئے کون زیادہ مفید ہے اور مسلمانوں کے لئے کس کا وجود انفع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل

فرقہ وارانہ معاملات

کیا نماز مغرب کے لئے ۲۰ منٹ کا وقت کافی ہے؟

(سوال) ایک حکم کے ماتحت نماز پر حسب ذیل پابندی عائد کی گئی ہے
مسلمانوں کی نماز مغرب کے لئے جس میں اذان بھی شامل ہے بیس منٹ کا وقت دیا جائے گا۔ کیا یہ حکم عبادت کی شرعی آزادی پر پابندی کے مترادف نہیں ؟ کیا اس حکم کو مداخلت فی الدین قرار نہیں دیا جا سکتا ؟ کیا مسلمانوں کو اس غیر شرعی حکم کے خلاف احتجاج کرنا چاہیے ؟۔ شرعی جواب سے مطلع فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۲۶۱۸ و ی۔ کے صدیقی صاحب (مالیر کوٹلہ اسٹیٹ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۸ جون ۱۹۴۰ء
(جواب ۴۲۵) یہ شاید کسی جھگڑے فساد کے موقع پر رفع فساد کی صورت تجویز کی گئی ہوگی اس کی مفصل کیفیت تحریر کرنی چاہیے تھی۔ مغرب کی اذان اور ادائے فرض و سنت کے لئے ۲۰ منٹ کافی ہو سکتے ہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ہندوؤں کی ارتی اور مسلمانوں کی نماز مغرب کے لئے وقت مقرر و متعین کرنا

(سوال) ریاست ہذا پر پولیٹکل ڈپارٹمنٹ نے اپنا تسلط حاصل کرنے اور حضور نواب صاحب بہادر کو بے اختیار کرنے کی غرض سے کچھ عرصہ ہوا یہاں کی پر امن فضا کو مکدر کیا اور اپنے خاص ایجنٹوں کے ذریعہ اول

ایک مقام پر آرتی اور نماز کا جھگڑا پیدا کیا اور پھر ایک انگریز کے ذریعہ یہ فیصلہ کرا دیا جس کو بہ نظر تعمق ملاحظہ فرما کر آپ اندازہ لگائیں گے کہ اس میں کس قدر شرارت موجود ہے کہ ہر وقت اس کی بنا پر دو قوموں کو لڑایا جا سکتا ہے پیشتر ازیں ہر دو اقوام کو لڑا کر تباہ کر دیا گیا اور نواب صاحب بے دخل کر دیئے گئے اب جب بھی یہ دو اقوام کے افراد ملنا چاہتے ہیں یہ شوشہ چھوڑ دیا جاتا ہے فی الحقیقت اس فیصلے نے فساد کی ایک مستقل بنیاد رکھ دی ہے اور رائے ناقص میں وقت کی یہ پابندی بلا شبہ مذہبی عبادت کی آزادی میں ایک ناجائز دخل اندازی ہے اب ایک طبقہ باہمی مفاہمت سے اس فیصلے کو منسوخ کرانا چاہتا ہے اور اس فیصلہ کی تنسیخ ہندو مسلم اتحاد کا سنگ بنیاد ثابت ہوگا بلاشبہ تیس منٹ اس نماز کے لئے کافی ہیں لیکن اگر کوئی شخص سوئے اتفاق سے جماعت حاصل نہ کر سکے اور محدود وقت صرف پانچ منٹ باقی ہوں تو اس کے لئے مشکلات درپیش ہوں گی کیونکہ اس حکم کے مطابق اسے وقت مقررہ کے بعد نماز پڑھنے کا حق باقی نہیں رہتا۔(۱) اگر وہ نماز جاری رکھتا ہے تو ایک طرف تو وہ قانون شکنی کا مرتکب ہو رہا ہے (۲) دوسری طرف آرتی شروع ہو جانے سے پھر فساد کا اندیشہ ہو سکتا ہے مختصر یہ کہ رفع شر کے پردہ میں شر کی تخم ریزی کی گئی ہے یہ وقت کافی ہے یا نہیں سوال صرف اسی قدر ہے کہ آیا عبادت کی آزادی اس حکم سے خطرہ میں پڑتی ہے یا نہیں ہمارا الیکٹ کے خلاف تھی ہم نے اسی لئے احتجاج کیا تھا کہ ایک شرعی حق پر ناجائز دست اندازی کی گئی تھی ورنہ منشا تو اس قانون کا بھی مداخلت فی الدین نہ تھا۔ ان تشریحات کے پیش نظر آنجناب اپنے فتویٰ پر نظر ثانی فرما کر مطلع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۸ وی۔ کے صدیقی (مالیر کوٹلہ اسٹیٹ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۸ جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۲۶) مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اگر یہ فیصلہ باہمی رضامندی سے منسوخ کرانا ممکن ہو تو بہت مبارک ہے اور کوئی طاقت پھر اس کو قائم نہیں رکھ سکتی لیکن اگر بد قسمتی سے باہمی رضامندی نہ ہو سکے تو پھر تعیین وقت کو مذہبی مداخلت قرار دیکر بزور اس کو منسوخ کرانے کی کوئی سبیل میری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ آپ کے یہاں حالات کچھ بھی ہوں یہ جھگڑا تو ہندوستان کے طول و عرض میں ہزاروں جگہ ہو چکا ہے اور آئندہ بھی ہوگا کہ آرتی اور نماز مغرب کا ایک وقت ہے اور ایسی صورت میں رفع تنازع کی صورت تقسیم وقت سے کر دینا بھی ایک صورت ہے غروب آفتاب کے بعد ۲۰ منٹ کم ہیں اس کو ۳۰ یا ۴۰ منٹ تک بڑھانے کے لئے آپ جدوجہد کریں تو مناسب ہے لیکن مغرب کا پورا وقت یعنی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک آرتی موقوف کرنے پر اصرار کرنا اس لئے قابل پذیرائی نہیں کہ مغرب کے بعد فوراً عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس میں بھی آپ کی آزادی قائم رکھی جائے تو گویا صبح تک آپ کے لئے عبادت کا وقت ہے اور اسے آزاد رہنا چاہئیے تو تمام رات آرتی نہ ہونی چاہئیے لیکن یہ بات ایسی جگہ جہاں دونوں قومیں آباد ہوں کس طرح ہو سکتی ہے اور یہ مطالبہ کس طرح کیا جا سکتا ہے بہر صورت آپ کی نماز کیلئے کوئی وقت آرتی سے فارغ چھوڑ کر دوسروں کو اس وقت کے بعد آرتی کی اجازت دی جانے کی یہ دارالاسلام اور اسلامی سلطنت تو نہیں

---

(۱) یہ تو اس حکم کا نتیجہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ (۲) یہ بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ محمد کفایت اللہ

ہے اور اسلامی سلطنت میں بھی ہندو آباد ہوں تو ان کو عبادت اور مراسم عبادت کے لئے بادشاہ اسلام مناسب موقع دے گا بہر حال تعیین وقت کو مذہب مداخلت قرار دے کر ایجی ٹیشن کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تو انائی اختیار کرنا پڑے گا یہ دوسری بات ہے کہ وقت کو ۲۰ منٹ سے وسیع کرالیا جائے یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہاں آرتی پہلے سے ہوتی چلی آتی ہو اور اگر پہلے نہیں ہوتی تھی تو دستور قدیم کو بحال رکھنا اور نئی چیز جاری نہ کرنے کا مطالبہ کرنا آپ کا ایک معقول مطالبہ ہے اس کو قوت سے پیش کر سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی ۴ اجون ۱۹۴۰ء

نماز مغرب اور آرتی کے وقت پر باہمی سمجھوتے کا صحیح فارمولا.....

(سوال) مخدوم و مطاع دام اللہ برکاتہ۔

گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ ممنون فرمایا۔ جواباً عرض ہے کہ غالباً میں مقامی حالات اور اپنے مفہوم کو واضح کرنے سے قاصر رہا ہوں مقامی طور پر جو سیاسی پیچیدگیاں ہیں وہ میں عرض کر چکا ہوں فی الوقت یہ کیفیت ہے کہ نواب صاحب جو ریاست کے حقیقی حکمراں ہیں بے اختیار ہیں اور وزیر اعظم سیاہ و سفید کے مالک ہیں اور یہ صورت نماز اور آرتی کا تنازع اور دیگر فرقہ وارانہ تلخیاں پیدا کر کے نواب صاحب کو امن و انتظام بحال نہ رکھنے کے ناقابل قرار دے کر حاصل کی گئی تھی گویا موجودہ قوت حاکمہ کے اقتدار کا انحصار اس پر ہے کہ ہندو مسلم کشیدگی باقی رہے اور تیسری طاقت کی ضرورت ثابت ہو جس فریق کے خیالات کا میں ترجمان ہوں اسے سیاسی تبدیلیوں یا ریاست کے انتظامی معاملات سے کوئی براہ راست دلچسپی نہیں خواہ نواب صاحب با اقتدار ہوں یا وزیر اعظم گو میں ذاتی طور پر نواب صاحب کو مظلوم سمجھتا ہوں بہر حال چونکہ تنازعہ معلومہ حقیقی نہیں بلکہ ایک اصلیت تو یہ ہے کہ مندر ۱۸۸۱ء سے قبل کا تعمیر کردہ ہے اور مسجد جنگ عظیم کے بعد غالباً ۲۰ء یا ۲۱ء میں تعمیر ہوئی ہے اور اس سے قبل یہ جگہ محض ایک تکیہ تھا آرتی ہمیشہ ہوتی تھی لیکن ۲۳ء میں ایک باہمی سمجھوتہ کی بنا پر ہندوؤں نے خود ہی آرتی کو مؤخر کر دیا تھا لیکن کبھی آرتی اور اذان ساتھ ہو جائیں تو مسلمان بھی معترض نہ ہوتے تھے جب اقتداء کی کشمکش شروع ہوئی تو اول ایک اور مندر پر جھگڑا پیدا کیا گیا مگر وہاں مسجد اتنے زیادہ فاصلے پر تھی کہ جھگڑا پیدا نہ ہو سکا اس کے دو ہفتہ کے بعد موجودہ مسجد و مندر کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا چونکہ کمزور ضمیر کے آدمی ہر قوم میں ہوتے ہیں اس لئے ہر دو قوم کے کچھ افراد کو آلہ کار بنا کر یہ تنازعہ شروع کرادیا گیا اور اس کے بعد ایک انگریز کو باہر سے بلا کر یہ فیصلہ کرادیا گیا کہ آرتی نماز کے بعد ہو اور نماز مغرب جس میں اذان بھی شامل ہے اس کے لئے بیس (۲۰) منٹ دیئے جائیں گے جب کہ میں اس حکم مضرات اور مفاسد پر روشنی ڈال چکا ہوں نتیجہ یہی ہوا کہ ہندو مسلم کشیدگی کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا جس میں مجلسی سیاسی اور اقتصادی طور پر مسلمان بالکل تباہ و برباد کر دیا گیا تماشہ یہ کہ جس طاقت نے مسلمانوں کو آرتی کے خلاف ابھار کر کھڑا کیا اسی نے وقتی طور پر مندر جہ

بالا حکم سے گو عارضی طور پر مسلمان کو خوش کر دیا مگر بعد میں چن چن کر مسلمانوں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا اب کہ ہندوؤں نے مذہبی حقوق کیلئے تحریک شروع کی انہوں نے اپنے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کو دعوت اتحاد دی اور دے رہے ہیں میں ان کا ایک اعلان علیحدہ لفافہ میں ارسال خدمت کر رہا ہوں اس وقت عام فضا یہ ہے کہ باہمی مفاہمت کے لئے ہندو مسلم عوام تیار ہیں اور فارمولا یہ بنایا گیا ہے کہ مسلمان اعلان کر دیں کہ ہمیں آرتی پر کوئی اعتراض نہیں خواہ وہ کسی وقت بھی کی جائے اور ہندو اس کے بعد اپنی رواداری کا ثبوت دیکر اعلان کر دیں کہ ہم نماز کا احترام کرتے ہوئے آرتی کو مؤخر کر دیتے ہیں اور عملی پہلو سے یہ بہترین فیصلہ ہے اس کے بعد سرکاری فیصلہ خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے بحالات موجودہ حکومت اپنے فیصلہ کے نفاذ اور تعمیل کرانے کی ذمہ دار ہے گو آپ نے مجھ سے اس میں اتفاق نہیں فرمایا کہ معینہ تیس منٹ کے بعد نماز پڑھنا جرم ہے لیکن ہندو تو تیس منٹ کے بعد آرتی شروع کر دے گا اگر کوئی مسلمان اوابین پڑھ رہا ہے اور تیس منٹ کا محدود وقت منقضی ہو چکا ہے تو آرتی اور نماز کا تصادم ہونا لازمی ہے یہ اور اسی قسم کے خطرات تو ذہنی ہیں مگر جہاں ایک طاقت محض لڑانے کے لئے بیٹھی ہو وہاں ہر وقت بد اعتمادی اور کشیدگی کی فضا باقی رہے گی۔

مذکورہ بالا فارمولا پر مسلم اور ہندو عوام متفق ہیں بلکہ ہندو تو عوام و خواص اس پر آمادہ ہیں مگر وہی تیسری طاقت مسلمانوں کو پھر ادھر کے وہیں لے جا رہی ہے اور انہیں مشتعل کر کے کہہ رہی ہے کہ موجودہ سرکاری فیصلے ہی میں تمہاری جیت اور کامیابی ہے ہمیں تیس منٹ یا اس سے کم و بیش پر ضد نہیں بلکہ ہم تو محض ہندو مسلم اعتماد اور باہم رواداری کی اسپرٹ کو پیدا کرنے کے لئے مسلمان کے سامنے یہ حقیقت لانا چاہتے ہیں کہ مذکورہ فیصلہ نتائج کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ یہ پابندی مذہباً بھی درست نہیں اس کو لڑانے والی طاقت کے جال سے نکالنا چاہتے ہیں میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ اگر مسلمان اس فارمولا کے پیش نظر کوئی باہم مفاہمت کر لیتے ہیں تو ادھر نماز سے یہ تعین وقت کی پابندی ٹوٹ جائے گی اور ممکن ہے کہ ہندو اپنی مرضی سے اس پابندی کو اپنے لئے زیادہ سخت کریں مسلمان کی اخلاقی فتح یہی ہے۔

مختصر یہ کہ جو فیصلہ تنقیح طلب ہے وہ ہندو مسلم فضا کو درست کرنے اور شر کی بنیاد گرانے کے لئے ہے نہ کہ ہندوؤں کی عداوت یا ضد کی وجہ سے چونکہ اس فیصلہ کی آڑ میں کئی مرتبہ ہندو مسلم عوام کو لڑایا جا چکا ہے اس لئے ہم حکومت وقت کے ہاتھ سے اس جزئی کو کھو دینا چاہتے ہیں اس میں صرف رائے عامہ کو بتانا مد نظر ہے مجھے امید ہے کہ میں اپنے نفس مدعا کو کافی واضح کر سکا ہوں گا۔ آنجناب کی تکلیف فرمائی کا شکریہ۔ بلا شبہ آپ کا بیش قیمت وقت لیا جا رہا ہے لیکن اگر یہ تصفیہ ہو گیا تو یہ بنی نوع انسان کی ایک بہت بڑی خدمت ہو گی۔ المستفتی نمبر ۲۶۲۰ وی کے صدیقی مالیر کوٹلہ اسٹیٹ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ م ۲۵ جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۲۷) مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی متعدد تحریروں سے میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ مالیر کوٹلہ میں ایک تیسری لڑانے والی طاقت نے ہندو مسلمانوں میں فساد کرانے کے

لئے اذان و آرتی کا جھگڑا پیدا کر لیا اس جھگڑے کی صورت تو یہی ہوئی ہوگی کہ مغرب کی اذان و نماز کے ساتھ ساتھ ہندو آرتی کرتے ہوں گے مسلمان اس پر اعتراض کرتے ہوں گے کہ ہماری نماز میں آرتی کے شور و شغب سے نقصان آتا ہے اور ہندو اصرار کرتے ہوں گے کہ یہ آرتی ہماری عبادت ہے اور اس کا یہی وقت ہے لہذا ہمیں آزادی ہونی چاہئے کہ ہم اپنے وقت پر اپنی عبادت بجا لائیں اور آپس میں رواداری سے کوئی سمجھوتہ نہ ہوا اور تیسری طاقت کو فیصلہ دینے کا موقعہ ملا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو پہلے بیس منٹ کا وقت دیا جائے کہ وہ اس میں اذان اور نماز ادا کر لیں اس کے بعد ہندو آرتی کریں۔

اس فیصلہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد ہندو فوراً آرتی نہیں کریں گے بیس منٹ کا وقت مسلمانوں کی اذان و نماز کے لئے فارغ رہے گا اس کے بعد ہندو آرتی کے لئے آزاد ہوں گے یعنی ہندوؤں پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ بیس منٹ تک آرتی نہ کریں اگر وہ بیس منٹ کے اندر آرتی کریں گے تو مجرم ہوں گے اور قانون شکنی کے مرتکب ہو کر سزا کے مستحق ہوں گے۔

مگر اس فیصلہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیس منٹ کے بعد مسلمان نماز نہ پڑھ سکیں گے اور اگر پڑھیں گے تو مجرم قرار پائیں گے اور سزا کے مستحق ہوں گے اس فیصلے کے بعد بھی مسلمان آزاد ہیں کہ بیس منٹ کے بعد اذان کہیں نماز پڑھیں ان کے ذمہ کوئی قانونی جرم نہ ہوگا نہ کسی سزا کے مستحق ہوں گے البتہ بیس منٹ کے بعد کا وقت آرتی سے فارغ نہ ہوگا آرتی ہوتی رہے گی اور مسلمان فیصلہ مذکورہ کے تحت نماز اور آرتی کے تصادم کی شکایت کرنے کے مجاز نہ ہوں گے پس اس فیصلے سے درحقیقت مسلمانوں پر یعنی انکی اذان و نماز جماعت پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوئی یہ پابندی صرف آرتی سے فارغ وقت مقرر کرنے کے لئے ہے کہ آرتی سے فارغ وقت صرف بیس منٹ ملے گا البتہ ہندوؤں پر یہ پابندی ضرور ہو گئی کہ وہ بیس منٹ تک آرتی نہیں کر سکتے اگر کریں گے تو مجرم اور سزا کے مستحق قرار پائیں گے۔

پس ہندوؤں کے لئے یہ فیصلہ اس بنا پر کہ ان سے ایک معین وقت چھین لیا گیا اور اس میں ان کی عبادت کو جرم قرار دیا گیا وجہ ناراضگی اور موجب مخاصمت ہو سکتا ہے مسلمانوں کے لئے اگر اس میں ناراضگی کی کوئی صورت نکل سکتی ہے تو صرف یہ کہ وہ فارغ یعنی آرتی سے خالی وقت کی معینہ مقدار بیس منٹ کو اپنی اذان و جماعت نماز کے لئے ناکافی سمجھیں اس کے سوا اور کوئی وجہ ناراضگی اور مخاصمت کی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس فیصلے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیس منٹ کے بعد وہ اذان نہیں کہہ سکتے یا نماز نہیں پڑھ سکتے یا یہ چیزیں ان کے لئے قانونی جرم یا قانون شکنی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اس فیصلے کا چونکہ ہندوؤں پر ایک مخالفانہ اثر پڑا اور ان کی عبادت پر ایک ایسی پابندی عائد کر دی گئی جس کی بنا پر ان کی عبادت آرتی بیس منٹ کے اندر ان کے لئے قانونی جرم بن گئی اس لئے وہ اس کو منسوخ کرانے کے لئے میدان میں نکل آئے اور اب انہوں نے تنسیخ فیصلہ کا آسان راستہ یہی دیکھا کہ باہمی سمجھوتہ کر کے اسے منسوخ کرائیں یہ صحیح ہے کہ باہمی سمجھوتہ سے بہتر اور کوئی سبیل اس قسم کے

جھگڑوں سے محفوظ رکھنے کی نہیں ہو سکتی جیسا کہ میں نے اپنے دوسرے جواب میں لکھا تھا۔

لیکن باہمی سمجھوتے کے لئے فریقین کی طرف سے رواداری ضروری ہے یعنی اگر فرضاً ہندو غروب آفتاب کے بعد فوراً آرتی کرتے ہیں تو مسلمان اس سے اغماض کریں یہ نہ ہو کہ مسلمان لڑنے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اگر مسلمان معینہ وقت کے بعد اتفاق سے کبھی اذان و جماعت و نماز ادا کریں تو ہندو آرتی بند کردیں اگر دونوں طرف ایک بڑے مقصد (یعنی اتفاق اور صلح سے زندگی بسر کرنے) کی خاطر اتنی رواداری پیدا ہو جاتی تو یہ جھگڑا تیسری طاقت کے سامنے جاتا ہی کیوں اور کیوں ایسا فیصلہ ہوتا جس کو ہندو آج اس سختی کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔

پس میری رائے یہ ہے کہ باہمی سمجھوتہ کا وہ فارمولا صحیح نہیں ہے جو آپ نے تجویز فرمایا ہے کہ اس میں جھگڑے کا دروازہ بند نہیں ہوتا صرف مسلمانوں کے ہاتھ کٹ جاتے ہیں بلکہ فارمولا صحیح یہ ہے کہ دونوں قوموں کے زعماء یا ہندو سبھا اور مسلم جماعت کے ذمہ دار مل کر مشترکہ اعلان کریں آگے پیچھے دو مشترکہ اعلان کا مطلب یہ ہو کہ

"ہم دونوں فریق اس فیصلہ کی سختی اور اس کے برے نتائج کو بخوبی محسوس کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے تیس منٹ تک آرتی کو بند کردیا اور قانونی جرم قرار دیا گیا ہے اور نماز جماعت کو تیس منٹ تک محدود کردیا ہے اس لئے ہم دونوں فریق باہمی رضامندی سے باہمی فیصلہ کرتے ہیں جو ہماری باہمی رواداری اور حسن سلوک اور بھائی چارہ پر مبنی ہے کہ ہندوؤں کو آرتی کرنے اور مسلمانوں کو اذان و جماعت ادا کرنے کا مساوی حق ہے مگر چونکہ ایک وقت میں دونوں کے ساتھ ساتھ ہونے سے نماز میں خلل آتا ہے اس لئے ہم ہندو نماز کے احترام اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کی خاطر آرتی کو اذان و نماز سے مؤخر کرتے ہیں اور ہم مسلمان ہندو بھائیوں کے آرتی کے حق کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی رواداری کے شکرگزار ہیں تاخیر کا وقت متعین کرنے کے لئے دونوں فریق کے تین تین ممبر مل کر ہر موقع نزاع پر فیصلہ کردیا کریں کہ غروب آفتاب سے تیس منٹ بعد آرتی شروع ہوا کرے یا کم و بیش۔ ہم فریقین کے اس باہمی فیصلے کے بعد سرکاری فیصلہ کالعدم ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔"

کچھ اسی قسم کی عبارت میں فیصلہ تحریر کیا جائے اور اس پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے دستخط ہوں تو یہ شکل مفید ہو سکتی ہے ورنہ آپ نے جو فارمولا تجویز کیا ہے وہ صرف یہی نہیں کہ مفید نہیں بلکہ مضر ہوگا مجھے امید ہے کہ جناب اب اس معاملے کی اصلی حقیقت سمجھ جائیں گے اور آئندہ کارروائی بصیرت کے ساتھ کریں گے۔

ہندوؤں کی آرتی اور مسلمانوں کی نماز مغرب کے وقت کے تعین کے بارے میں ایک مشورہ

(سوال) شہر مالیر کوٹلہ میں عرصہ پانچ سال سے آرتی کتھا اور نماز کا ایک ناگوار تنازع چلا آرہا ہے اجمالاً اس کی کیفیت یہ ہے کہ مسجد بافندگان اور مندر چودھریان باہم متصل ہیں یہاں آرتی اور نماز مغرب میں تصادم پیدا ہو کر نزاع کی صورت اختیار کر گیا اور مسجد اوباراں کے متعلق نماز عشا اور کتھا میں تصادم کی یہی صورت وقوع میں آگئی دربار ریاست نے وقتی طور پر ایک فیصلہ کے ذریعہ نماز مغرب کے وقت آرتی کو بیس منٹ مؤخر کر دیا اور نماز عشا کے وقت کتھا پر کوئی پابندی نہیں رکھی گئی گویا یہ فیصلہ بھی فریقین کے لئے ایک مستقل نزاع کا باعث بن گیا ہے۔

اب ہر دو اقوام باہمی رضامندی کے ساتھ مفاہمت کر رہی ہیں اور حسب ذیل فارمولا بنیاد مصالحت کے طور پر تحریر کیا گیا ہے جس میں مسلمانوں نے آرتی پر عائد کردہ قانونی پابندی رفع کرادی ہے اور ہندوؤں نے ازراہ رواداری نماز میں خلل نہ ڈالنے کا اطمینان دلادیا ہے فارمولا مذکور استصواب رائے کے لئے ارسال خدمت ہے چونکہ اسی ہفتہ صلح کانفرنس ہو رہی ہے اور اس میں یہ مسودہ آخری بحث کے لئے پیش ہوگا براہ کرم بواپسی ڈاک اپنی رائے گرامی سے مطلع فرما کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائیں۔

"ہم اہل ہنود اور مسلمانان شہر مالیر کوٹلہ اس ناگوار نزاع کے تلخ اثرات کا بخوبی احساس کرتے ہیں جو موتی بازار میں کتھا اور مندر چودھریاں و مسجد بافندگان میں آرتی و نماز کے تصادم اوقات سے پیدا ہو گیا تھا اور جس پر دربار ریاست سے حکم ایک فیصلہ صادر فرمایا گیا لیکن یہ فیصلہ بھی فریقین کو مطمئن اور باہمی مناقشت کو رفع نہ کر سکا اندریں حالات ہم فریقین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہماری قومی و شہری زندگی کی آسائش کا تقاضا ہے کہ اس قسم کے حالات کا اعادہ نہ ہونے دیا جائے اور موجودہ جمود کو ختم کرنے کے لئے فریقین کی عبادات کے مساویانہ احترام کے پیش نظر آرتی اور نماز پر عائد کردہ پابندی رفع کر دی جائے۔

بنابریں ہم مسلمانان و اہل ہنود نے اپنے قدیم روابط اتحاد اور خوش اعتمادی کی روایات کو زندہ کرنے اور خوشگوار تعلقات کو بحال و برقرار رکھنے کی غرض سے باہمی رضامندی کے ساتھ یہ مفاہمت کر لی ہے کہ

"ہر دو اقوام کی باہمی رواداری اور فراخدلی کے پیش نظر ہم اہل اسلام اس پر رضامند ہیں کہ آرتی پر حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندی رفع کر دی جائے اور ہم اہل ہنود آرتی و کتھا کی ادائیگی کا کوئی ایسا موقعہ نہ آنے دیں گے جس سے مسلمان بھائیوں کی عبادت شریف میں خلل پیدا ہونے کا احتمال ہو"

المستفتی نمبر ۲۲۵۳ ۔ عبدالغنی صدیقی (مالیر کوٹلہ) ۵ شعبان ۱۳۵۹ھ م ۸ ستمبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۲۸) جناب محترم السلام علیکم ورحمة اللہ میں نے باہمی مصالحت کا مسودہ دیکھا اس میں جو ضروری ترمیم کی ضرورت ہے اگر اس کے موافق ترمیم کر دی جائے تو پھر میرے خیال میں اس پر مصالحت کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں تاہم احتیاطاً دوسرے اہل الرائے حضرات سے بھی مشورہ فرمالیں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

"ستیارتھ پرکاش" نامی کتاب کا انسداد لازم ہے

(سوال) ڈاکٹر سید محمود صاحب ممبر ورکنگ کمیٹی آل انڈیا کانگریس کمیٹی جو مسلمان ہیں اور باوجود علمائے حق کے فتویٰ کے جو ستیارتھ پرکاش کے خلاف شائع ہو چکا ہے بیان دیتے ہیں کہ :

"حکومت سندھ نے ستیارتھ پرکاش پر پابندی لگا کر سخت غلطی کی ہے اور اس سے ہندو مسلم اتحاد میں رکاوٹ پڑے گی میں نے گاندھی جی سے ایک جلد ستیارتھ پرکاش کی حاصل کی اور میں چودھویں باب کا مطالعہ کر رہا ہوں میں نے اس سلسلے میں گاندھی جی سے بہت دیر تک بات چیت کی اور ان کو سندھ گورنمنٹ کے اس فعل سے بہت بڑا دکھ ہوا ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ حکومت سندھ یہ حکم واپس لے لے"

منقول از اخبار تیج مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء ص ۴

ڈاکٹر صاحب موصوف رسول کریم ﷺ کی توہین کے مقابلے میں ایک مشرک کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اپنے ہم مذہبوں اور گورنمنٹ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ان تمام پابندیوں کو اس کتاب پر سے اٹھالے کیونکہ ایک مشرک کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے تو اس صورت میں ڈاکٹر محمود صاحب کا یہ فعل کس حد تک جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۸۷

(جواب ۴۲۹) اول تو یہ بیان جو اخبارات میں ڈاکٹر سید محمود کی طرف منسوب کیا گیا ہے تصدیق طلب ہے کہ آیا یہ حرفاً حرفاً صحیح ہے یا کمی بیشی کے ساتھ شائع ہوا ہے - دوم اس میں تصریح ہے کہ انہوں نے ستیارتھ پرکاش دیکھنے سے پہلے بیان دیا ہے - سوم یہ بات بھی محقق نہیں کہ انہوں نے ستیارتھ پرکاش کے متعلق شائع شدہ فتویٰ دیکھا ہے یا نہیں؟

لہذا ڈاکٹر سید محمود کی شخصیت اور ذات سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیں یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ ستیارتھ پرکاش میں دوسرے مذاہب پر تنقید کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ دقیانوسیانہ غیر مہذب اور اشتعال انگیز ہے اور انسانیت و شرافت اور حفظ امن کی خاطر اس کی اشاعت کا انسداد لازم ہے' چونکہ ہندوستان میں ہماری شامت اعمال اور بد قسمتی سے ایک غیر اسلامی حکومت مسلط ہے اس لئے توہین انبیاء علیہم السلام کے اسلامی قانون کا اجراء ہماری وسعت سے باہر ہے یہ یقینی ہے کہ یہ کیس ان کیسوں سے بدرجہا شدید ہے جن میں حکومت نے اپنے مفاد کے پیش نظر ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقات میں منافرت پھیلانے کی تعزیری دفعات کے ماتحت مقدمے چلائے ہیں -

اگر ڈاکٹر سید محمود صاحب یا اور کوئی مسلمان اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بھی کتاب کی ضبطی یا انسداد اشاعت کے احکام کو غلط اور نامناسب قرار دیں تو یہ ان کی ذاتی رائے غلط ہوگی مسلمانوں کو علماء کے فتویٰ اور جمہور مسلمانان کے فیصلے کے موافق کام کرنا چاہئے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ہندوستان سے ہجرت واجب نہیں تاہم اگر کوئی ہندوؤں کی دل آزاریوں کی وجہ سے اقدام کرے تو قابل منع ہے

(سوال) حکومت ہند جو ایک جمہوری حکومت ہونے کی دعویدار ہے قانوناً ہر مذہب کا احترام حکومت پر لازمی ہے لیکن آئے دن اکثریت کے افراد اسلام بانی اسلام اور قرآن پاک کے متعلق نہایت رکیک دل آزار اور شرمناک پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں مگر مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود حکومت ان شر انگیز افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی چنانچہ ایک ہندو اخبار نے حال ہی میں آنحضرت ﷺ کی شان میں مندرجہ ذیل گستاخی کی (بعنوان ہم پی ریڈیو سے بول رہے ہیں) "عرب کی بندرگاہ عدن کے سماچار ہیں کہ نگر نواسیوں نے ایک کھجور کے درخت پر ایک گدھے کو نماز پڑھتے دیکھ کر لوگ حیرت میں پڑ گئے اور ان کا خیال ہے کہ محمد دوبارہ دنیا میں گدھے کے روپ میں آئے ہیں"

فطرتاً اس تحریر کو پڑھ کر مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا اور انہوں نے حکومت اور ذمہ داران حکومت کو توجہ دلائی لیکن سوائے زبانی ہمدردی کے حکومت کوئی اقدام اس اخبار کے خلاف عملاً کرنے کو تیار نہیں ہے بلکہ کئی جگہ مسلمانوں کے جلسوں اور جلوسوں پر جو صرف اپنا اظہار ناراضگی کرنا چاہتے تھے لاٹھی چارج کیا گیا اور متعدد مسلمانوں کو گرفتار کر کے فوراً سزا دی گئی اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اگر مسلمانان ہند کی کمزوری یا کسی دیگر شرعی وجوہ کی بنا پر جہاد کا حکم نہیں دیا جا سکتا تو کیا مسلمان کو ہجرت کر کے کسی ایسے ملک کو چلے جانا چاہئے جو نصرت کے لئے تیار ہو۔ المستفتی حاجی محمد یونس محمد ہارون اعجاز الدین وغیرہ ۳ اگست ۱۹۵۲ء

(جواب ۴۳۰) اخبار مذکور کا یہ مضمون مسلمانوں کے لئے انتہائی دل آزار ہے اور اس کے علاوہ بعض دوسرے مضامین بھی جو اس سے پہلے شائع ہو چکے ہیں دل آزار اور قابل نفرت ہیں مسلمان ہندوستان میں بحیثیت ایک اقلیت کے رہتے ہیں اور اکثریت کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کے مذہب اور مذہبی شعائر کا احترام کرے اور ان کے خلاف کسی بدباطن کو اس قسم کی تحریر یا تقریر کی اجازت نہ دے۔

اگرچہ بہت سے نیک دل ہندوؤں نے بھی ان حرکات کو مذموم سمجھا اور ان کی مذمت کی تاہم یہ سلسلہ جاری ہے اور اس کی وجہ حکومت کی طرف سے اس کے انسداد میں کوتاہی ہے

بہر حال بعض بدباطن افراد کی اس قسم کی ناشائستہ حرکتوں سے مسلمانوں پر ہجرت فرض نہیں ہوتی وہ آئینی کارروائی کا مطالبہ کرتے رہیں اور حکومت کو اس خلاف قانون اور خلاف تہذیب اور خلاف انسانیت کارروائیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر زور دیتے رہیں

بعض اخبارات سے معلوم ہوا کہ پتریکا کے اس مضمون پر اس سے مواخذہ کرنے کی حکومت نے تجویز منظور کر لی ہے اور اس پر مقدمہ قائم ہونے والا ہے اس لئے اس کا انتظار کرنا مناسب ہے اور کوئی مسلمان اگر خود ہو کر ہجرت کر جائے تو وہ قابل ستائش ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سوال میں مذکور مظالم کے بعد ہجرت تو ایک ادنیٰ فعل ہے۔

(سوال) ریاست مالیر کوٹلہ ایک مسلمان فرماں روا کے ماتحت ہے فرمانروا کی طرف سے حکام ریاست ہر قوم اور مذہب کے مقرر ہیں عرصہ تین سال سے مسلمانان ریاست اہل ہنود اور حکومت کی طرف سے مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں جو واقعات ذیل سے ثابت ہیں یہ وہ واقعات ہیں جن کا ذکر اخباروں میں بھی آتا رہا ہے اور جن سے دنیا واقف ہے۔

(۱) ہندوؤں نے چند مسلمانوں کو شہید کیا مسلمان حکومت سے داد خواہ ہوئے لیکن ان کی داد رسی نہ کی گئی (۲) ایک ہندو کو کسی نے قتل کر دیا جس کی پاداش میں پانچ مسلمان گرفتار کئے گئے چند ماہ کی تکلیف کے بعد تین کو رہا کر دیا گیا اور دو کو پھانسی کی سزا اپیل پر سزا تبدیل کر کے حبس دوام کر دی گئی (۳) ایک ظالم ہندو نے ایک مسلمان کمسن بچی کو جب کہ وہ قرآن کریم لیکر پڑھنے جارہی تھی زبردستی پکڑ کر زنا بالجبر کیا اور بعد کو قتل کر کے اس کی لاش غائب کر دی مسلمانوں کے بار بار احتجاج والی ریاست کی خدمت میں عرض داشت اور حکام کو توجہ دلانے کے باوجود مسلمانوں کی داد رسی نہ کی گئی اور نہ ظالم کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا بلکہ مسلمانوں کو طفل تسلیاں دیتے ہوئے زائد از ایک سال کا عرصہ گزار دیا بالآخر خدائے قدوس کے منصف اور زبردست ہاتھ نے اس راز سربستہ کو آشکارا کیا یعنی ہندو کے گھر کی وہ دیوار جس کے ساتھ مظلوم بچی کو مع قرآن کریم دفن کیا گیا تھا گر گئی اس کی تعمیر کے لئے ہندو نے معمار لگایا جس نے بنیاد کھودی اور دیوار کی بنی کو (جو پہلے ٹیڑھی تھی) درست کرنے کے لئے بنیاد سیدھی کی تو اس جگہ لڑکی کی لاش برآمد ہوئی جس کے سینے پر قرآن کریم رکھا ہوا تھا قرآن کریم پر لڑکی کا نام اور اس کے اندر لڑکی کے نام کی عیدیاں موجود تھیں حکام کو متوجہ کیا گیا لیکن پھر بھی ظالم کو سزا نہ دی گئی بلکہ اس کو فرار ہونے کا موقع دیدیا اور مظلوم بچی کا خون بغیر مداوا ہونے رہ گیا (۴) ایک مسلمان بچے کو ایک ظالم ہندو نے اینٹوں سے کچل کچل کر شہید کر دیا مسلمانوں کی فریاد کے باوجود ظالم کو سزا نہ دی گئی بلکہ ظالم کو روپوش ہونے دیا گیا (۵) احتجاجی جلسے و جلوس کے وقت دو مسلمان عورتوں پر ہندوؤں نے اس قدر خشت باری کی کہ ایک شہید اور ایک کا حمل ساقط ہو گیا لیکن حکومت کی طرف سے باوجود توجہ دلانے کے ظالموں کو سزا نہیں دی گئی (۶) ایک مسلمان موچی کے بچے کی لاش ایک تالاب سے برآمد ہوئی جس کے قریب ہندو سادھو رہتا ہے ڈاکٹری معائنہ سے ثابت ہوا کہ گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے لیکن حکومت نے کوئی خاص تحقیقات نہ کی بلکہ مظلوم بچے کے ورثاء سے (مجبور کر کے) تحریر حاصل کر لی کہ ہمارا کوئی استغاثہ نہیں ہے۔ (۷) ہندوؤں نے دو مسجدوں کے قریب نماز مغرب و عشاء کے وقت شرارت سے گھنٹہ آرتی شروع کر دی مسلمانوں نے اعتراض کیا حکومت کو توجہ دلائی لیکن مسلمانوں کی کوئی شنوائی نہ ہوئی بلکہ اہل ہنود کی آرتی اور گھنٹہ پولیس اور فوج کی مدد سے جاری کی اور مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز سے روک دیا حتی کہ پچیس روز تک مسجدیں مقفل رہیں (۸) عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے میں چند غنڈے شراب پی کر آنے اور فواحشات بکنے لگے (جن کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ

بعض حکام کے اشارے سے آئے تھے) ان کو روکا تو وہ آمادہ فساد ہوئے صبح کو ان کے خلاف استغاثہ دائر کیا گیا مگر مسلمانوں کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ بلکہ ان شریروں سے مسلمانوں پر مقدمہ دائر کرا کے مسلمانوں کی دھڑا دھڑ گرفتاریاں جاری کر دیں (۹) مسجد میں اجتماع تھا کہ پولیس انسپکٹر نے مع دیگر کانسٹبلوں کے جوتیوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر لیڈروں کو گرفتار کیا اور مسجد کی بے حرمتی کی کچھ لیڈروں اور لیڈروں کو ان کے گھروں سے گرفتار کیا غرض چالیس پچاس گرفتاریاں عمل میں آئیں (۱۰) چند مسلمان بچے شارع عام پر نعرہ توحید لگا رہے تھے انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ان کو گلے سے پکڑ پکڑ کر دھکے دیئے اور مارا ایک مسلمان نوجوان نے عرض کیا کہ خدا کے لئے ان معصوم بچوں پر ظلم نہ کرو اس پر اس مسلمان کو لاٹھیوں سے اس قدر مارا کہ بے ہوش ہو گیا اور کہا کہ بلاؤ اپنے خدا کو جس کے نعرے لگاتے ہو کہ آکر مجھ سے چھڑا لے اور مسلمان بچوں کو گرفتار کر لیا گیا (۱۱) راستے میں متعدد جگہ مسلمان مردوں عورتوں بچوں پر بلا تخصیص لاٹھی چارج کیا گیا (۱۲) کوتوالی کے سامنے مسلمان گرفتار شدگان کو شارع عام پر مادر زاد ننگا کھڑا کیا اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے ساتھ ہی ایک عورت کو بھی جو گرفتار کی گئی تھی اور ننگا مادر زاد کر کے ان کے پاس کھڑا کیا عورت نے شرم سے ہاتھ شرمگاہ پر رکھے تو اس کی ٹانگوں اور ہاتھوں پر بے دردی سے لاٹھیاں ماری گئیں سوا گھنٹے اسی طرح مظلوم مسلمانوں کو کھڑا رکھا گیا کسی کو پینے کا پانی تک نہ دیا گیا دھوپ سخت تھی پانی مانگنے پر کہا گیا کہ یہاں میری ہی خدائی ہے اپنے خدا سے مانگو شام کو بارش ہوئی اس وقت بھی ان کو اسی طرح کھڑا رکھا گیا اگر کوئی بیٹھنا چاہتا تھا تو اس کو ضربات پہنچائی جاتی تھیں (۱۳) گرفتار شدگان کو قبلہ رو ہو کر نماز نہ پڑھنے دی بلکہ مجبور کیا کہ جس حالت میں جس طرف منہ کئے ہوئے ناپاک اور غلیظ جگہ کھڑے ہو اسی طرح نماز پڑھو (۱۴) گرفتار شدگان کو انگریز سپرنٹنڈنٹ نے مجبور کیا کہ تم کو اور ہمارے ماتحتوں کو سجدہ کرو تعمیل نہ کرنے پر سخت ضربات پہنچائی گئیں اور زبردستی سر پکڑ کر رگڑوائے جس سے ناکیں اور ماتھے تک چھل گئے (۱۵) گرفتار شدگان کو سجدہ کرنے سے انکار پر سزا دی جاتی تھی اور کہا جاتا تھا کہ بلاؤ اپنے خدا کو کہ تم کو آکر میرے عذاب سے چھڑائے آج میں خدا ہوں (۱۶) بلاؤ اپنے کملی والے کو جس کو کملی والا کملی والا کہہ کر پکارتے ہو (۱۷) سپرنٹنڈنٹ کے کملی والے کی نسبت نمبر ۱۶ کے جواب میں پولیس والے کا کہنا کہ میں کر رہا ہوں ہے۔ (نعوذ باللہ)

ان مظالم کے ہوتے ہوئے جب کہ والی ریاست نے بھی تدارک نہیں کیا مسلمان اپنی جان و مال و عزت و آبرو خواتین کی عصمتیں مساجد اللہ کی حرمتیں خدائے دو جہاں کی توحید حضور آقائے دو جہاں کی ذات والا صفات و ذات اطہر کی عظمت ہر ایک چیز کو خطرے میں دیکھتے ہوئے سخت مشتعل ہو کر جہاد کا مطالبہ کرنے پر جس کی اجازت نہ ملی ہو ایسی ریاست سے جہاں اس قسم کے ظلم و ستم مسلمانوں پر توڑے جا رہے ہوں مسلمانوں کا ہجرت کرنا اور دوسرے شہر تشریف کیسا ہے؟ یعنی فرض یا واجب ہے کہ نہیں؟

المستفتی نثار احمد، بشیر احمد، مولوی حسن محمد، مولوی رشید احمد (منقول از پوسٹر شائع کردہ تحریک کی انجمن

مہاجرین مالیر کوٹلہ مطبوعہ اسلامیہ پریس جالندھر شہر)

(جواب ۴۳۱) اگر یہ واقعات جو نمبر وار ایک مفصل و شرح بیان کئے گئے ہیں تحقیق ہیں تو ان کو کوئی شخص جس میں ذرہ بھر بھی انسانیت اور اسلامیت کا احساس موجود ہو اپنے ہوش و حواس اور توازن دماغی قائم نہیں رکھ سکتا ان میں سے بعض واقعات ایسے ہولناک ہیں کہ ان کے پیش آنے پر اپنی جان دیدینے اور جو کچھ اس وقت دماغ میں یا دل میں آجائے کر گزرنے پر بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہے ہجرت کرنے نہ کرنے کا یا ہجرت کے جائز یا فرض ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ کہا جاسکتا ہے کہ جن مسلمانوں نے ان واقعات پر صبر کیا اور صرف ہجرت کر گئے یہ انکے انتہائی تحمل اور قوت برداشت کا نتیجہ تھا ورنہ ایسے ہولناک واقعات پر بے قابو اور از خود رفتہ ہو کر جو کچھ کر گزرتے وہ تعجب خیز نہ ہوتا اور اس بےکسی اور انتہائی مظلومیت کی حالت میں ان کا یہ اضطراری فعل موجب معذوری تھا آج چودھویں صدی میں اور اس تہذیب و تمدن کی روشنی میں بھی ایسے زہرہ گداز مظالم ہورہے ہیں اور وہ بھی ایک مسلمان والی ریاست کی مسلم رعایا پر کہ خدا کی پناہ! مسلمانوں کی اسلامی غیرت اور مذہبی حمیت ایسے مواقع پر جانیں قربان کرنے پر مجبور کردیتی ہے ہجرت کر جانا تو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ فعل تھا جو انہوں نے کیا جان عزت عصمت مذہب کی بربادی خدا اور رسول اور دین کی توہین و تذلیل کے بعد بھی وہ مظلوم ہجرت نہ کرتے تو اس سے زیادہ منحرف بے غیرتی اور بے حسیتی بلکہ مذہبی موت کا اور کونسا موقع ہو سکتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

الجواب صحیح محمد علی مدرس مدرسہ خیر المدارس جالندھر محمد رسول عثمانی عفی عنہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند - ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند - مسعود احمد عفی عنہ نائب مفتی دار العلوم دیوبند - عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور - ابو رضا محمد حبیب اللہ عفا عنہ صدر مدرس مدرسہ حیات العلوم تلون ضلع جالندھر - خیر محمد عفی عنہ مہتمم مدرسہ خیر المدارس جالندھر -

فصل نہم

سلطان حجاز و نجد

سلطان ابن سعود اور ان کے صاحبزادوں کی تعریف کرنے والا امام

(سوال) امام زکریا مسجد مکی شیخ احمد یوسف نے بعد نماز جمعہ حجازی شہزادوں کے سامنے ان کی حکومت اور خود ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں اس وقت میں ہمیں اپنے فروعی اختلافات کو ختم کر کے متحد ہو جانا چاہئیے اس کے بعد آپ نے آیت کریمہ قل یا اھل الکتاب الخ کی تلاوت کی علماء کرام اور مفتیان عظام سے گزارش ہے کہ :

(۱) کیا حکومت نجد کی سلطان ابن سعود اور اس کے شہزادوں کی تعریف کرنا اور ان کی تعظیم کرنا نیز فروعی اختلافات ختم کر کے متحد ہونے کی نصیحت کرنا گناہ ہے؟

(۲) اگر گناہ ہے تو امام مذکور شرعاً امامت کے اہل ہیں یا نہیں ؟ نیز امام مذکور اپنی غلطی کا احساس کر کے توبہ کریں تو کیا توبہ کا اعلان ضروری ہے ؟
(۳) اگر گناہ نہیں تو پھر جو لوگ اس فعل کو گناہ سے تعبیر کرتے ہیں اور امام مذکور پر کفر کا فتویٰ جاری کرتے ہیں ان کی شرعی کیا حیثیت ہے ؟ **المستفتی نمبر ۲۶۴۰ سیٹھ غلام حسین صاحب بمبئی نمبر ۳** - ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۳۲) (۱) سلطان ابن سعود اور ان کے صاحبزادوں یا ان کی حکومت کی واقعی خوبیوں کی تعریف کرنا - (۲) یا ان کی (شرعی حدود کے اندر) تعظیم و تکریم کرنا اور احترام کرنا (۳) یا فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے متحد ہو جانے کی نصیحت کرنا ان باتوں میں سے کوئی بات گناہ نہیں بلکہ حجاز مقدس میں امن کا قیام ابن سعود اور ان کی حکومت کا ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر شرفاء مکہ کی حکومت کے طویل زمانے میں نہیں ملتی - اس کی تعریف نہ کرنا کتمان حق اور ناشکری ہے اسی طرح سلطان ابن سعود اور ان کے صاحبزادوں کا شریعت کے احکام نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہونا جماعت میں شریک ہونا محاکم شرعیہ کا قیام ایسی خوبیاں ہیں جن سے اکثر سلاطین و امراء اس زمانے میں خالی ہیں ان خوبیوں کا اعتراف کرنا اظہار حق ہے جو شرعاً ممنوع نہیں

اگر سلطان ابن سعود اور ان کے صاحبزادوں یا ان کی حکومت میں بعض کوتاہیاں بھی ہوں تو یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ بعض کوتاہیوں کی وجہ سے ان کی قابل قدر خوبیاں بھی کالعدم کر دی جائیں -
(۲) امام مذکور کا کوئی گناہ ہی ثابت نہیں ہوا -
(۳) جن لوگوں نے امام کو گناہ گار اور مجرم قرار دیا ہے اور یہ پوسٹر شائع کئے ہیں جو اس استفتا کے ساتھ ہمرشتہ ہیں انہوں نے سخت ظلم کیا ہے بلاوجہ شرعی نجدیوں اور امام کو کافر ٹھیرا کر **فقدباء به احدهما** کی وعید میں داخل ہوئے مسلمانوں کی تکفیر بڑا خطرناک اقدام ہے کافر کی تکریم بھی اگر بوجہ کفر نہ ہو تو وہ بھی موجب کفر نہیں چہ جائیکہ یہاں تکریم احترام ضعیف کے طور پر ہے تعجب ہے کہ یہ مفتی ان لوگوں پر کبھی کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے جو انگریزیا ہندو ڈپٹی کلکٹر ڈپٹی کمشنر کی اس سے زیادہ تعریف و تکریم کرتے ہیں جتنی امام نے سلطان ابن سعود کے شہزادوں کی کی - الغرض یہ پوسٹر اور تکفیر کا حکم قطعاً غلط اور ظلم عظیم ہے -
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

(۱) ولی عہد ابن سعود کا خیر مقدم کرنا
(۲) ولی عہد ابن سعود کا خیر مقدم کرنے والے خطیب پر اسی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگانا ظلم اور بڑا گناہ ہے
(۳) غیر عالم کو فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں .

(سوال) ایک عالم باعمل صحیح العقائد اہل سنت والجماعة (مدینہ منورہ کے رہنے والے) جنکو سالہا سال سے

سب مسلمان پکا سنی جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں اور وہ ایک مسجد میں امام و خطیب ہیں ولی محمد ان کے آنے پر جب وہ اس مسجد میں آیا اور اس نے خطیب صاحب کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز دعا اور فاتحہ (رسم بمبئی کے مطابق) پڑھنے کے بعد کھڑے ہو کر انہوں نے عام رواج کے ماتحت خیر مقدم کے طور پر چند اشعار پڑھے اگرچہ وہ اردو زبان سے بخوبی واقف نہیں تاہم ٹوٹی پھوٹی اردو میں باہمی اتحاد و اتفاق پر کچھ تقریر کی خطیب صاحب کا بیان ہے کہ میں نے رائی ورعیت کے تعلقات مد نظر رکھ کر یہ خیر مقدم کیا ورنہ میرے معتقدات سے اس کا کوئی تعلق نہیں اسی لئے میں نے ان کے مذہب کے متعلق اپنی طرف سے کوئی اظہار خیال نہیں کیا اس واقعہ کے بہت دن بعد انجمن تبلیغ صداقت کی طرف سے ایک طویل اشتہار شائع ہوا جس میں خطیب صاحب کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان سے سلام و کلام رکھنا شرعاً قطعاً حرام ہے (اس انجمن میں کوئی عالم یا مفتی شریک و شامل نہیں ہے) سوال یہ ہے کہ کیا (۱) خیر مقدم کی یہ رسم ادا کرنے سے خطیب صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا اور سلام و کلام کرنا نصوص شرعیہ سے حرام ہے؟

(۲) ایک مقامی عالم یا مفتی خطیب صاحب کے خلاف کفر کا فتویٰ لکھنے کو بھی مستعد اور آمادہ ہیں تو کیا خطیب صاحب کا یہ خیر مقدم نصوص شرعیہ کے مطابق انکو کافر بنا سکتا ہے خطیب صاحب کی عربی اور اردو عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے اس کو ملاحظہ فرما کر بیان کیا جائے کہ خطیب صاحب کے کون سے کلمات ایسے ہیں جن پر کفر کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے اور اگر کفر کا فتویٰ لکھا جائے تو ایسا فتویٰ لکھنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

(خطیب صاحب کی تقریر)

اما بالعربیة فلا اطول علی سموا لا میر واخوانه فقد اختصر بثلاث کلمات فاقول:

ای التحیات تتلی عندنا لکم وسورة الفتح تتلی عند کم سحرا

یا طالع السعد کم للحب من عجب ادنی النفوس وادنی للسهی نظرا

ان قلت یوما هلموا للوغی سحرا ناتی فرادی و ناتی للعلا زمرا

بھائیو! عزیزو! باعث مسرت ہے کہ الحمد للہ کہ ہمارے امیر ہماری نماز میں شریک ہیں دیگر باعث خوشی یہ ہے کہ اس حکومت کے جھنڈے پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم حنبلی المذہب ہیں امام احمد بن حنبل بھی ایک بڑا امام ہے میری یہ عرض ہے بھائیوں سے کہ کوئی بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے اختلافات فروعات میں یا اور چیز میں آج کل نہیں کرنا چاہئے اتحاد و اتفاق کا مسلک اختیار کرے قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم اسی کلمہ کے ماتحت لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے ماتحت آنا چاہئے۔

(۳) کیا کسی غیر متشرع اور غیر متقی جماعت کو ایک عالم اور متقی کے خلاف ایسا فتویٰ دینے کا حق ہے جس میں نماز پڑھنے اور سلام و کلام کرنے سے روکا جائے اور کیا یہ اتہام بالدین اور علماء کی توہین نہیں ہے کہ غیر عالم

مناسب شرعی کے نام سے اعلان عام کرے اور علماء کی کوئی پروانہ کرے حالانکہ اس مقام پر بکثرت علماء اہل سنت والجماعت موجود ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۴۱ وزیر احمد خجندی لال باغ بمبئی نمبر ۱۲، ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م یکم اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۳۳) (۱) خیر مقدم کا یہ عمل جو خطیب صاحب نے کیا اور جو عبارت انہوں نے عربی اور اردو میں ادا کی اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر خطیب صاحب کے ساتھ سلام و کلام حرام ہونے کا حکم دیا جا سکے مہمان کی تکریم واحترام شریعت میں منع نہیں بلکہ اکرام ضعیف مندوب الیہ و مستحسن ہے۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ جائزۃ الحدیث (رواہ ترمذی) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ مہمان کی اس کے حق ضیافت بقدر خاطر مدارات کرے۔

(۲) خطیب صاحب کے اوپر کفر کا حکم لگانا سخت گناہ اور ظلم عظیم ہے ان کی تقریر منقولہ فی السوال میں تو کوئی لفظ ایسا نہیں جس پر تکفیر کی جا سکتی ہو شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی کا حکم یہ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں اگر ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کے کلام کو اس وجہ پر محمول کیا جائے جو اسلام کی ہو اور ہرگز تکفیر نہ کی جائے۔

واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر و عزاہ فی الاشباہ الی الصغری و فی الدرر وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ

(درمختار علی حاشیہ ردالمحتار جلد ۳ باب المرتد ص ۳۱۴)

یعنی جب تک کسی مسلمان کے کلام کو کسی اچھے محمل پر حمل کرنا ممکن ہو یا اس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو ہرگز کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے خواہ یہ اختلاف کسی ضعیف روایت پر ہی مبنی ہو جیسا کہ بحر میں اس کو صاف کر دیا ہے اور اشباہ میں اس مضمون کی نسبت صغریٰ کی طرف ہے اور درر وغیرہ میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں بہت سی وجوہ موجب کفر ہوں اور صرف ایک وجہ کفر سے بچانے والی ہو تو مفتی کو اسی ایک وجہ مانع کفر کی طرف جھکنا (یعنی تکفیر سے باز رہنا) لازم ہے اور صورت مسئلہ میں تو خطیب صاحب کے کلام میں کفر کی ایک وجہ بھی نہیں ہے نہ ان کے عمل میں تکفیر کی کوئی وجہ پائی گئی ایسی حالت میں انکے اوپر کفر کا حکم لگانے والے اس حدیث شریف کے ماتحت ملزم ہیں جو مشکوٰۃ میں بخاری شریف سے منقول ہے وہ یہ ہے لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک ۔ یعنی جب کوئی شخص کسی کو فاسق یا کافر کہے اور جس شخص کو کہا ہے وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ خود کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(۳) کسی غیر عالم کو فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں اگر ایسا شخص جو علم دین سے واقف نہ ہو شرعی احکام اٹکل سے بتائے اور فتوے دے یہ مجازفت اور ممازحت فی الشرع ہے اور موجب تعزیر ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل دہم
متفرقات

دین و سیاست لازم ملزوم ہیں

(سوال) (۱) کیا مسلمانوں کا مذہب ان کی سیاست سے علیحدہ نہیں (۲) کیا مذہب اسلام مسلمانوں کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر حاوی نہیں ہے - المستفتی نمبر ۲۱۹۶ محمد حنیف گندہ نالہ (دہلی) ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ٤٣٤) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دین اور سیاست دونوں کے حامل ہوتے ہیں اور خود بھی سیاسی امور میں شریک اور عامل رہتے ہیں اسلام اس معاملہ میں خصوصی امتیاز رکھتا ہے اس کی ابتدائی منزل ہی سیاست سے شروع ہوتی ہے اور اس کی تعلیم مسلمانوں کی دینی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی اور کفیل ہے

قرآن پاک میں جنگ و صلح کے قوانین و احکام موجود ہیں کتب احادیث و فقہ میں عبادات و معاملات کے پہلو بہ پہلو ملکی سیاست کے مستقل ابواب موجود ہیں دین کے ماہر شرعی سیاست کے بھی ماہر ہوتے ہیں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسلم لیگ کا صدر .
(۲) مشرقی کی تحریک خاکسار کے ہم عقیدہ لوگ خارج از اسلام ہیں

(سوال) (۱) مسٹر محمد علی جناح و قائد اعظم و قائد ملت لکھنا یا کہنا یا سمجھنا جائز ہے یا نہیں ؟
(۲) عنایت اللہ مشرقی کو اور خاکسار ان کو جو اس کی قائم کردہ پارٹی کے لوگ ہیں اہل سنت والجماعت مسلمان سمجھنا چاہئے یا نہیں - المستفتی نمبر ۲۵۲۸ نسیم احمد سکریٹری (مظفر نگر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۷ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٣٥) مسٹر محمد علی جناح مسلم لیگ کے صدر ہیں اور مسلم لیگ سیاسی جماعت ہے اگر مسلم لیگ کی سیاسی پالیسی صحیح ہو جائے تو اس کی صدارت کوئی شخص بھی ہو کر سکتا ہے مگر مشرقی کی تحریک مذہبی تحریک کے نام سے ہے اور ان کا اصول یہ ہے کہ امیر اور ادارہ علیہ کے ہر حکم کی اطاعت ہر خاکسار پر فرض ہے اور یہ کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو مشرقی نے پیش کیا ہے اور مولویوں کا پیش کیا ہوا اسلام غلط ہے -

حالانکہ مشرقی صاحب نے جو اسلام تذکرہ میں ذکر کیا ہے وہ الحاد زندقہ ہے ڈارون تھیوری کے وہ قائل ہیں او اہل یورپ کو حقیقی مسلمان اور زمین کی پادشاہت کا مستحق اور صحیح وارث قرار دیتے ہیں ان کی اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیتے ہیں سنن نبویہ کا استہزا کرتے ہیں اس لئے مشرقی اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو خارج از اسلام اور ان کی جماعت کے ایسے لوگ جو مشرقی کے عقائد کے قائل نہ ہوں حلف بالا۔ طاعۃ کی وجہ سے غلط کار اور علی خطر الارتداد سمجھنا چاہئیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) جیل میں اگر جابر حکام اذان کی اجازت نہ دیں تو ؟
(۲) جیل میں اگر پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرے
(۳) جیل میں اگر باجماعت نماز کی اجازت نہ ملے تو ؟
(۴) بھوک ہڑتال کب تک جائز ہے ؟

(سوال) (۱) جیل میں اگر اذان سے روک دیا جائے تو پھر کیا کرنا چاہئیے ؟ (۲) جیل میں اگر پانی نہ ملے یا جیل والے عمداً پانی نہ لینے دیں تو نماز کی ادائیگی کے لئے کیا کرنا چاہئیے ؟ (۳) جیل میں اگر وہ باجماعت نماز نہ پڑھنے دیں تو کیا صورت ہوگی ؟ (۴) مقاطعہ جوعی بطور احتجاج بر خلاف بد سلوکی کے کیا جائے تو کیا حکم ہے ؟
المستفتی دفتر مجلس خلاف پنجاب (لاہور)

(جواب ۴۳۶) (۱) اذان دینے کی کوشش کرنی چاہئیے اور جب کہ کسی طرح جابر حکام اجازت نہ دیں تو بغیر اذان نماز پڑھ لی جائے (۲) جیل میں اگر جابر حکام وضو کے لئے پانی نہ دیں اور کسی طرح پانی دستیاب نہ ہو یا اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم سے نماز پڑھ لیں (۳) جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت کے لئے کوشش کی جائے اور اگر کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو فرداً فرداً نماز پڑھ لی جائے (۴) مقاطعہ جوعی اس حد تک کہ ہلاکت کا گمان غالب نہ ہو جائے جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

(۱) مسلمانوں کو مذہبی تعلیم سے روکنے کا مجاز غیر مسلم ریاست نہیں
(۲) جو مدرس ریاست کے اس حکم کو تسلیم کرے اسکی امامت جائز نہیں
(۳) مسلمانوں کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی اجازت ضروری نہیں.

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) کسی غیر مسلم سلطنت یا ریاست میں قرآن مجید اور مذہبی تعلیم دینے والوں کے مچلکے لئے جاویں کہ بلا اجازت سرکار وہ ہرگز تعلیم قرآن و تعلیم مذہبی نہ دیں اگر دیں گے تو مچلکے ضبط کر لئے جائیں گے ایسی حالت میں وہ ریاست دار الامن ہے یا دار الحرب ؟ اور وہاں نماز جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں (۲) کوئی معلم حکومت

سے خائف ہو کر یا مرعوب ہو کر تعلیم قرآن مجید دینے سے انکار کرے اور حکومت سے اقرار کرے کہ وہ آئندہ تعلیم قرآن و مذہب نہیں دے گا تو وہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں (۳) جس سلطنت یا ریاست میں آزادی کے ساتھ تعلیم کلام مجید و دینیات جاری ہو اور اب حکم دیا جائے کہ تعلیم اجازت لیکر دی جائے تو وہاں کے مسلمانوں کو اجازت حاصل کرنا چاہئیے یا کیا؟

(جواب ۴۳۷) (۱) تعلیم قرآن مجید و دینیات پر کوئی بندش برداشت نہیں کی جا سکتی غیر مسلم حکومت کو یہ مجاز نہیں کہ مسلمانوں کو مذہبی تعلیم سے روک سکے نماز جمعہ تو وہاں جائز ہے لیکن اس حکم کی تعمیل میں قرآن مجید اور دینیات کی تعلیم کو بند کر دینا جائز نہیں۔

(۲) جو مدرس اس حکم کو تسلیم کرے اور اس کے خلاف اظہار ناراضگی نہ کرے وہ بھی مسلمانوں کی امامت اور قیادت کا اہل نہیں

(۳) اجازت مانگنا ادائے فرائض کے لئے بے اصول چیز ہے اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کل کو نماز کے لئے بھی اجازت طلب کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ستیارتھ پرکاش نامی کتاب بہتان طرازی تمسخر اور استہزا کا معجون مرکب ہے۔

(سوال) جناب کے ملاحظہ کے واسطے ایک کتاب "ستیارتھ پرکاش" ارسال ہے کیا اس کتاب کا چودھواں باب مسلمانوں کے مذہب پر بدترین حملہ نہیں ہے کیا اس سے مسلمانوں کی دل آزاری نہیں ہوتی؟ کیا اس کے خلاف آواز اٹھانا مسلمانوں پر فرض نہیں ہے؟ المستفتی سیٹھ احمد میمن ۱۵ دسمبر ۱۹۴۴ء

(جواب ۴۳۸) ستیارتھ پرکاش میں دوسرے مذاہب کے خلاف جو تنقید کی گئی ہے وہ علمی حدود سے قطعاً باہر ہے وہ تو بازاری پھکڑ بازی بہتان طرازی تمسخر و استہزا تبدیل و تحریف کا معجون مرکب ہے وہ دل آزار و اشتعال انگیز ہونے میں محتاج کسی دلیل و ثبوت کی نہیں ہے اس کو ممنوع الاشاعت قرار دینے کے لئے جس قدر جدوجہد کی جائے حق بجانب ہے جو مسلمان اور دوسرے مذاہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت تہذیب و شرافت کی خدمت کریں گے اور مذہبی حیثیت سے مسلمان انبیاء علیہم السلام کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا اجر و ثواب پائیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفر لہ

مولوی عبدالکریم سورتی کے ایک طویل خط کے اقتباسات و تلخیص اور حضرت مفتی اعظمؒ کا جواب

(الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۳ء)

حضرت مخدوم محترم مجاہد الاسلام فخر ملت علامہ مفتی محمد کفایت صاحب دام فیضہم۔ سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ حضور والا اور مولانا حافظ احمد سعید صاحب کے مضامین میں نے پڑھے جو اخبار

تیج دہلی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پنڈت دیانند سرسوتی کے متعلق شائع ہوئے ہیں ان مضامین میں ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جس سے کسی قسم کی مداہنت کی بو آتی ہو مگر بعض بندگانِ اغراض نے خصوصاً لاہور کے اخبار انقلاب نے ان مضامین کو اپنی اغراض مشئومہ کا آلہ کار بنالیا ہے آپ کے مضامین اس عام اصول صحافت پر لکھے گئے ہیں جس کے ماتحت مسلم اخبارات ورسائل کے خاص نمبروں میں غیر مسلم حضرات کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں وہ باہمی رواداری اور صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنے کے لئے مسلم پیشواؤں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں آپ حضرات کے مضامین میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ پنڈت دیانند نے جو کچھ کیا ہندو دھرم کے لئے کیا اگر انقلاب کے ایڈیٹر کو آپ کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر آپ سے بغض نہ ہوتا تو سب سے زیادہ وہی داد دیتا کیونکہ پنڈت دیانند کے متعلق اس سے زیادہ سلجھے ہوئے اور بہتر مضامین لکھنا محال ہے لہذا میری مخلصانہ گزارش ہے کہ میرے مندرجہ ذیل سوال کا جواب عنایت فرمائیں تاکہ میں اس کو عوام کے اطمینان کے لئے شائع کردوں۔

ستیارتھ پرکاش کا طرز بیان قابل مذمت ہے

(سوال) پنڈت دیانند سرسوتی نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں خدا تعالیٰ اور حضور خاتم المرسلین ﷺ اور قرآن مجید کے بارے میں جو دل آزار حملے کئے ہیں ان کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے ؟
بندہ عبدالکریم از سورت

برادر ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا میرے بعض کرم فرما عرصہ سے میرے اور مولانا احمد سعید صاحب اور جمعیتہ علما کے خلاف ہر قسم کی زہر چکانی کررہے ہیں وہ مسلمانوں کو ہم سے بدظن کرنے کے لئے افترا اور بہتان طرازی سے بھی نہیں چوکتے میں ان تمام باتوں کو دیکھتا اور صبر کرکے معاملے کو خدا کے حوالے کردیتا ہوں آپ کے سوال کا جواب دینے میں مجھے تامل نہیں مگر کیا آپ یہ امید کررہے ہیں کہ اس جواب کی اشاعت سے ان کرم فرماؤں کے قلم ہمارے خلاف سرگرمی دکھانے سے رک جائیں گے میرا خیال یہ ہے کہ یہ حضرات جو کچھ ہمارے خلاف لکھتے ہیں وہ ان کے بھی ضمیر کے خلاف ہوتا ہے مگر وہ اپنے مشن (جمعیتہ کی مخالفت) کی تکمیل پر مجبور ہیں اور ان حالات میں ان سے قلم روکنے کی توقع نہیں کی جاسکتی ہاں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ بعض مسلمان ان کی اشتعال انگیز اور جوشیلی تحریروں سے غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں ممکن ہے کہ ان کے لئے ہمارا جواب مفید ہو اس بنا پر آپ کے سوال کا جواب ارسال کررہا ہوں۔

(جواب ۴۳۹) ستیارتھ پرکاش میں خدائے برتر جل شانہ اور خاتم المرسلین رحمتہ للعالمین ﷺ اور قرآن مجید کے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ یقیناً سلامت روی اور رواداری کے خلاف اور سخت دلآزار اور اشتعال انگیز ہیں یہ طرز تحریر اور فحاشی نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انصاف پسند انسانوں کے نزدیک

قابل مذمت ہے اسی قسم کے لٹریچر سے مختلف مذاہب کے درمیان آتش جنگ و فساد مشتعل ہوتی ہے اور اسی فحاشی کی بنا پر ستیارتھ پرکاش کے مصنف سے مسلمان اور دوسرے اہل مذاہب ناراض ہیں مگر اس نجاست کی پوٹ کو جو تقریباً ساٹھ ستر برس سے ستیارتھ پرکاش کے حلقہ اشاعت میں محدود تھی بلاضرورت کرید کر اپنے ہاتھوں سے اچھالنا اور اپنے اخباروں میں چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں شائع کرنا اور ہزارہا مسلمانوں کی نظر و زبان کو اس گندگی سے ملوث کرنا نہ دانشمندی ہے نہ مذہبی خدمت - حق تعالیٰ مسلمانوں کو دینی بصیرت عطا فرمائے اور موقع و محل کی شناخت نصیب کرے - آمین - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دوسرا باب
غیر مسلموں کے ساتھ معاملات

ماتھے پر چندن یا قشقہ لگانا

(سوال) جب کہ ایک جلوس متفقہ ہندو مسلمان کا گزر رہا تھا اور جس میں دونوں شریک تھے محض ہندو اصحاب نے اہل جلوس کے ماتھے پر چندن لگایا جن کے ماتھے پر چندن لگایا گیا تھا ان میں بعض مسلمان بھی تھے آیا حالت مندرجہ بالا وہ مسلمان جن کے ماتھے پر چندن لگا وہ کفر کے مرتکب ہوئے اور کیا ان کی عورتیں ان کے نکاح سے خارج ہو گئیں ؟

(جواب ٤٤٠) انسان کو کسی حالت میں خواہ وہ طبعی ہو یا اخلاقی یا قانونی یا مذہبی حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنا چاہئیے اتفاق بہت اچھی چیز ہے اور اس کے ثمرات یقیناً خوشگوار ہیں لیکن اپنی وضع اپنی اخلاقی اسپرٹ اپنے قومی شعار اپنے مذہبی وقار کو تباہ کرنا اور اسے اتفاق سمجھنا حد اعتدال سے تجاوز ہے ماتھے پر قشقہ اور چندن لگانا اہل ہنود کا خاص قومی اور مذہبی شعار ہے اہل اسلام پر اس سے احتراز لازم تھا افراط و تفریط ہمیشہ مذموم ہے باقی جن مسلمانوں پر چندن ہندوؤں نے لگا دیا ان کی تکفیر اور ارتداد اور انفساخ نکاح کا حکم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کی رضامندی یا شعار کفر پر خوش ہونے کا علم نہیں تاہم انہیں توبہ کر لینی چاہئیے اور آئندہ ایسے افعال سے احتراز کرنا چاہئیے -

ہندوؤں کے ساتھ معاملات کا حکم

(سوال) اہل ہنود کی مسلمہ کتب مذہبیہ سے یہ ثابت ہے کہ اشیائے خوردنی مثلاً مٹھائی - شربت - پانی وغیرہ ملیچھ (مسلمان) کے پرچھاویں سے اہل ہنود کے نزدیک ناپاک اور نجس ہو جاتی ہیں اس پرچھاویں سے محفوظ رکھنے اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کے لئے ان اشیا پر گو موتر یعنی گائے کے پیشاب کے چھینٹے ڈالے جاتے ہیں پرچھاویں سے محفوظ رکھنے اور ناپاک کو پاک کرنے کے لئے اہل ہنود کے ہاں سوائے گائے موتر کے کوئی دوسری چیز نہیں ہے اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھالے تو وہ شخص اس وقت تک کبھی مشدہ

یعنی پاک نہیں ہو سکتا جب تک پنج گو یعنی گائے کی پانچ چیزیں ملا کر نہ پی لے یعنی گوبر' پیشاب' گھی' دودھ' دہی' مشاہدہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ صبح کو جب اہل ہنود دکانیں کھولتے ہیں یا خوانچہ والے اشیائے خوردنی فروخت کرنے کے لئے لیکر گھر سے نکلتے ہیں یا برہمن پیاؤ پر پانی پلانے کے لئے بیٹھتا ہے تو لازمی ہوتا ہے کہ پہلے ہر چیز پر اور پانی کے منکوں میں گو موتر کے چھینٹے ڈال دے تاکہ ملیچھ کا پرچھاواں پڑ کر ناپاک نہ ہو جائے اس شکل میں ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا ان کی دکانوں سے مٹھائی وغیرہ خریدنا یا ان کے پیاؤ سے پانی پینا مسلمانوں کے لئے حرام ہے یا نہیں ؟

(جواب ٤٤١) اسلام ایک مستحکم اصول رکھنے والا دین ہے اس کے مسائل منصوصہ صاف اور روشن ہیں اس میں کسی کی خاطر یا کسی کی ضد سے حکم میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی اسلام کا صاف و صریح مسئلہ ہے کہ انسان کا بدن جب کہ اس پر کوئی نجاست نہ لگی ہوئی ہو وہ پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر مرد ہو یا عورت - جنبی ہو یا حائضہ - اس کے ہاتھ کا چھوا ہوا پانی یا منہ کا جھوٹا پاک ہے پس عیسائی' یہودی' مجوسی' ہندو اور تمام غیر مسلم افراد کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے اور ان میں سے کسی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا یا چھوئی ہوئی کوئی چیز ناپاک نہیں بشرطیکہ کسی نجاست کی آمیزش نہ ہونے کا ظن غالب ہو اور جب کہ نجاست کی آمیزش کا گمان غالب ہو تو وہ شے بوجہ آمیزش نجاست کے ناپاک سمجھی جائے گی نہ اس وجہ سے کہ وہ کسی خاص غیر مسلم کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی ہے بلکہ اس حکم میں مسلم اور غیر مسلم کا فرق نہیں ہے اگر مسلمان کی کسی چیز میں بھی آمیزش نجاست کا ظن غالب ہو جائے تو اس کی ناپاکی کا حکم دیا جائے گا ممکن ہے کہ ہندوؤں کا مذہبی حکم وہی ہو جو سوال میں بیان کیا گیا ہے لیکن کتنے ہندو اپنے مذہبی حکم پر عمل کرتے ہیں یہ بات محل نظر ہے اور بالخصوص بازار میں بیچنے والے جن سے مسلمان اور ہر مذہب کے لوگ چیزیں خریدتے ہیں وہ ایسا کرتے ہوں اس میں اور بھی زیادہ تامل ہے پس جب تک کہ یہ بات یقینی یا مظنون بظن غالب نہ ہو جائے اس وقت تک ناپاکی کا حکم دینا درست نہیں ہاں مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کا جو برتاؤ ہے کہ دور سے ان کے ہاتھ میں سودا ڈال دیتے ہیں اور ان کا ہاتھ تر اور کی ہوئی چیزوں کو لگ جائے تو انہیں ناپاک سمجھتے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان بھی اپنی قومی غیرت سے کام لیں اور اپنی خودداری کو محفوظ رکھنے اور اپنے نفس کو ایک ذلیل برتاؤ سے بچانے کے لئے ان کی دکان پر نہ جائیں اور اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے ارادہ سے مسلمان ہی سے خریدیں اور ہر قسم کی تجارت میں گھس جائیں ورنہ علاوہ بے غیرتی اور ذلت کے قومی ہلاکت کے گڑھے میں جا گریں گے اور پھر کوئی چارہ کار نہ ہوگا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مہورت اور مورتیوں کا جلوس

(سوال) کسولی میں ایک سناتن دھرمی ہندو صاحب مندر بنوا رہے ہیں جس کی تکمیل ابھی نہیں ہوئی مگر مہورت کے لحاظ سے مندر کے افتتاح کا دن اور ساعت ۱۰ ذی الحجہ مطابق ۱۲ جون ۱۹۲۷ء پڑ گئی اور ان کو

مجبوراً اس روز مورتیوں کا جلوس بازار میں سے گزار کر مندر میں پوجا کا کام شروع کر دینا تھا تاکہ مہورت کے مطابق رسم افتتاح ادا ہو جائے اگر اس روز رسم افتتاح نہ ہوتی تو پھر مہورت دو سال بعد پڑتا تھا حکام نے ان کو کہا کہ بقرہ عید کے بعد وہ کوئی تاریخ مقرر کریں مگر مہورت کی ساعت کی وجہ سے وہ مجبور تھے چنانچہ ہندو صاحب نے چند مسلمانوں کو اپنے مکان پر بلایا اور استدعا کی کہ آپ لوگ میری درخواست پر دستخط کر دیں کہ چونکہ یہاں ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہیں فساد کا اندیشہ نہیں ہے ہمیں جلوس کے نکالے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے مسلمانوں نے اسلامی رواداری کو مد نظر رکھتے ہوئے ہندو صاحب کی استدعا قبول کی اور دستخط کر دیئے اور اس امر کو ثابت کر دیا کہ اسلام ایک صلح کل مذہب ہے۔

جن مسلمانوں نے جلوس نکالنے پر اعتراض نہ کرتے ہوئے درخواست پر دستخط کئے تھے ان میں معززین اہل اسلام۔ متولی مسجد - صدر انجمن اسلامیہ -وائس پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ - سکریٹری انجمن اسلامیہ وغیرہ شامل تھے عید ۱۱ جون کی تھی مندر کا جلوس ۱۲ جون کی شام کو نکلنے والا تھا ایک شخص نے جو دستخط کرنے والوں میں سے نہ تھا مسلمانوں میں غلط فہمی پھیلانی شروع کر دی اور ایک دو دستخط کرنے والوں کو بھی ساتھ ملا لیا اور بجائے سب دستخط کرنے والوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرکے کوئی سمجھوتہ کرنے کے ایک علیحدہ فریق بناکر حکام کو تاریں دیکر جلوس کے نکلنے میں مزاحمت کی حکام نے کافی انتظام کرنے کے بعد جلوس کی اجازت دے دی اور جلوس ۱۲ جون کی شام کو دو گھنٹے کے لئے سرکاری سڑک پر سے گزرا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا دستخط کرنے والے مسلمانوں میں سے کوئی شخص جلوس میں شامل نہیں ہوا تاہم ان مسلمانوں کو عامۃ الناس میں مطعون کیا جاتا ہے انہیں مشرک اور گناہ گار کہا جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ مسلمان آریہ ہو گئے کوئی ان سے مقاطعہ کرنے کے لئے فتویٰ منگوا رہا ہے کیا واقعی یہ مسلمان گردن زدنی ہیں ؟ کیا ان دستخط کرنے والوں کا یہ صلح جویانہ فعل قابل اعتراض ہے ؟ جو لوگ ان مسلمانوں کو مطعون کررہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے ؟

(جواب ٤٤٢) مہورت اور مورتیوں کا جلوس یہ سب مشرکانہ افعال وخیالات ہیں مسلمانوں کو کسی ایسے معاملے میں جس سے اسلام کی عزت پر دھبہ نہ آتا ہو سمجھوتہ کرنے یا دستخط کرنے کا اختیار ہے عام اس سے کہ مہورت ہوتی یا نہ ہوتی وہ باہمی صلح و آشتی کے طریقے اسلام اور مسلمانوں کی عزت برقرار رکھتے ہوئے اختیار کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

کسی غیر مسلم کی درازی عمر کی دعا مانگنا

(سوال) مسٹر گاندھی ۲۱ روز کا برت رکھتے ہیں تاکہ ہندو مسلم اتحاد ہو ان کے برت کے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہونے پر ہندو تمام ہندوستان میں اظہار مسرت کے جلسے منعقد کرتے ہیں جس میں مسٹر گاندھی کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کی دعائیں مانگی جاتی ہیں مسلمان شرکت سے محترز رہتے ہیں مگر کسولی کی واحد

مسجد کے پیش امام صاحب اس جلسے میں شریک ہوتے ہیں اس کی صدارت فرماتے ہیں اور جلسے کے مقاصد کی تکمیل فرماتے ہیں کیا امام صاحب کا یہ فعل کفر و شرک کی حمایت نہیں ہے ؟

(جواب ۴۴۳) کسی غیر مسلم کی درازی عمر کے لئے دعا مانگنا اس نیت سے کہ شاید خدا تعالیٰ اس کو ہدایت فرمادے اور وہ آئندہ عمر میں نور اسلام سے منور و مستنیر ہو جائے جائز ہے پس جلسہ مذکور کی شرکت و صدارت کے لئے ایک جائز محمل ہو سکتا ہے اور لوگوں کو زیبا نہیں کہ وہ اس بنا پر امام صاحب کو محل طعن و تشنیع بنائیں - واللہ اعلم - محمد کفایت اللہ غفر لہ'

اسلام کی توہین آمیز کلمات سے احتراز لازم ہے .

(سوال) زید پر کیدو مطلق بے قید نے اپنی تقریر میں جو مسلم ہندو اتحاد پر کی تھی یہ الفاظ کہے کہ میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری بزرگ ماں تک کو بے حرمت کرے میری بیٹی اور بہو کو بے حرمت کرے میرے قرآن شریف کو پھاڑ ڈالے میری مسجد کو شہید کر دے یہ میں نے اپنی والدہ سے مشورہ کرنے کے بعد ان کی عین اجازت کے بعد ارادہ کر لیا ہے - اب دریافت طلب یہ چار امر ہیں -

(۱) زید نے جو قرآن عظیم کے لئے یہ بے ادبی کے الفاظ بکے اور لکھے ہیں اور قرآن عظیم کی توہین کو گوارا رکھا یہ کفر ہے یا نہیں ؟ (۲) اور زید کافر و مرتد ہوا یا نہیں ؟ (۳) کافر و مرتد کا کیا حکم ہے ؟ (۴) جو شخص زید کو باوجود ایسے کلمے بکنے کے مؤمن جانے وہ مومن رہا یا نہیں ؟ بینوا توجراو

(جواب ۴۴۴) اول تو ان الفاظ کی تحقیق ضروری ہے کہ آیا یہی الفاظ ہیں جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں یا نہیں ؟ دوم یہ بھی لحاظ رکھنا چاہئیے کہ ہندو مسلم اتحاد سے مقصود سیاسی اور معاشرتی اور اقتصادی اتحاد ہے نہ کہ مذہبی - کیونکہ مذہبی اتحاد ہندو اور مسلم میں ناممکن ہے سوم یہ بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئیے کہ حامیان اتحاد مسلمانوں کا مقصد اور مطمح نظر کیا ہے جہاں تک میرا خیال ہے ان کا مقصد مسلمانوں کی قلیل التعداد اور مالی و تعلیمی لحاظ سے کمزور قومیت کو نقصان سے بچانا اور ترقی کے لئے مواقع بہم پہنچانا اور ہندوستان کی ہندو مسلم متفق قوت سے ایک اجنبی جابر عیسائی طاقت کی چیرہ دستی کا مقابلہ کرنا اور مقامات مقدسہ اسلامیہ کے وقار و احترام کو قائم رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا ہے - چہارم یہ ضروری ہے کہ مسلمان کو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا سخت مذموم ہے جن کے مفہوم ظاہر سے توہین شعائر اسلام کا شبہ بھی پیدا ہوتا ہو یا پیدا ہو سکے پنجم کسی مسلمان قائل کے کلام کو حتی الامکان ایسے معنوں پر محمول نہ کرنا چاہئیے جو موجب کفر ہوں بلکہ اگر کوئی صحیح معنی ہو سکتے ہوں تو ان پر حمل کرنا واجب ہے کیونکہ - الاسلام یعلو و لا یعلی -

تمہید امور پنجگانہ کے بعد سوال کا جواب یہ ہے کہ کلام مذکور (اگر نقل صحیح ہے) اپنے ظاہر مفہوم کے لحاظ سے سخت مذموم ہے کیونکہ اس سے شبہ ہو سکتا ہے کہ قائل اپنی ماں بیٹی بہن کی بے حرمتی اور قرآن

مجید اور مساجد اللہ کی توہین گوارا کررہا ہے مگر قائل پر کفر کا حکم کردینا نہیں چاہئے کیونکہ توہین اور بے حرمتی کا مقصود نہ ہونا تو ظاہر ہے اور کلام کا بے حرمتی اور توہین گوارا کرنے پر دلالت کرنے کے لئے متعین ہونا لازم نہیں کیونکہ ماں بہن کی بے حرمتی کرنا قرآن شریف کو پھاڑنا مسجد کو شہید کرنا بطور اپنے فعل کے اس نے ذکر نہیں کیا بلکہ یہ افعال تو ہندو کے ذکر کئے کہ اگر ہندو یہ کام کرے اپنا جو فعل ذکر کیا ہے وہ نہ لڑنا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جب کہ ماں بہن کا بے عزت ہونا اور قرآن پاک کا پھاڑا جانا اور مساجد کا شہید کیا جانا مشاہدہ کیا جائے اور پھر بھی قائل نہ لڑنے کا تہیہ ظاہر کرے تو اس تہیہ کا منشا کیا ہے ؟ آیا وہ ان افعال کو کچھ وقعت نہیں دیتا اور ماں بہن کی بے عزتی اور قرآن پاک و مساجد کی توہین کی اسے کچھ پرواہ نہیں یا یہ واقعہ ہے اور ان باتوں کو سخت سے سخت جرائم سمجھتا ہے مگر نہ لڑنے کا تہیہ اس لئے ہے کہ مرتکب جرائم سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا یا نہ رکھنے کا اس کو خیال غالب ہے یا وہ دیکھ رہا ہے کہ ایک دوسرا قوی دشمن بجائے ایک شخص کی ماں بہن کے سینکڑوں فرزندان توحید کی ماں بہنوں کی بے عزتی کررہا ہے بجائے ایک قرآن مجید کے سینکڑوں قرآن پاک پھاڑ رہا اور جلا رہا ہے اور بجائے ایک مسجد کے سینکڑوں ہزاروں مسجدیں منہدم کررہا ہے بلکہ افضل المساجد حرم محترم کعبہ مکرمہ کی توہین کا مقصد رکھتا ہے اور اسے یہ خیال ہوا کہ اگر میں نے اس چھوٹی سی مصیبت پر صبر کرکے اس بڑے دشمن کی مدافعت کرلی تو کرسکوں گا اور نہ صرف اپنے گویا ایک قرآن پاک کو یا ایک مسجد کو بلکہ ہزاروں عفت مآب خواتین کو اور سینکڑوں ہزاروں قرآن مجیدوں کو اور ہزاروں مسجدوں کو بچانے کی صورت کو ترجیح دیکر بحکم اذا بتلی ببلیتین فلیختر اھو نھما اس نے لڑنے کا ارادہ ترک کردیا یہ تین احتمال ہیں جو نہ لڑنے کا تہیہ کرنے کی وجہ ہوسکتے ہیں اگر پہلا احتمال لیا جائے جب تو شبہ نہیں کہ قائل پر بے غیرت بے حمیت ملحد ہونے کا حکم ہوگا اور اگر دوسرا احتمال لیا جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیونکہ استطاعت شرعیہ لڑنے کے لئے شرط ہے اور ان جیسے امور پر مسلمانان ہند کا نہ صرف ارادہ بلکہ عملی نہ لڑنا واقعات سے ہویدا ہے بیسیوں مسجدیں ریلوے لائنوں سڑکوں سرکاری عمارتوں میں آگئیں اور منہدم کی گئیں اور آتی رہتی ہیں بہت سے واقعات قرآن مجید کی توہین کے پیش آئے اور مسلمان مجبوری اور کمزوری کی وجہ سے خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو رہے اور اگر تیسرا احتمال لیا جائے جب بھی قائل پر کوئی الزام توہین کا نہیں آتا کیونکہ شر عظیم کے دفعیہ کے لئے شر صغیر کو نظر انداز کردینا مذموم نہیں۔

احتمالات ثلثہ کے احکام شرعیہ یہ تھے اور جب کہ کلام مذکور کے وہ محمل ایسے ہیں جن میں تکفیر نہیں ہوسکتی اور ایک محمل ایسا ہے جو موجب کفر ہے تو مفتی کا فرض ہے کہ وہ قائل کی تکفیر نہ کرے اور مسلمانوں پر بھی فرض ہے کہ وہ قائل کو کافر و مرتد نہ سمجھیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قائل کا یہ کلام یا اسی قسم کا کوئی اور کلام قابل اعتراض بھی نہیں یہ کلام قابل اعتراض ضرور ہے اور اس سے توہین کا شبہ پیدا ہوسکتا ہے اس لئے ایسے کلمات و اقوال سے احتراز لازم ہے واللہ ولی التوفیق۔ کتبہ العاجز المفتقر الی

مولاہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفاہ مدرس مدرسہ امینیہ دھلی ۸ صفر ۱۳۴۳ھ

ہندوؤں کی ارتی کی رسم کو قانونی طریق سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئیے

(سوال) آگرہ میں چند ہفتوں سے ہنود نے یہ مشغلہ نکالا ہے کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو کثرت سے لوگ جمع ہو کر ناقوس و گھنٹہ اور بے کارے مسجد کے قریب ایسے زور و شور سے لگاتے اور بجاتے اور چلاتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے اور سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی امام کو بھی اپنی آواز نہیں سنائی دیتی تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟ یا مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے ؟ المستفتی نمبر ۳۸۸ فضل احمد (آگرہ) ۷ جمادی الاولی ۱۳۵۳ھ م ۱۹ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ٤٤٥) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہئیے اور ہندوؤں کے اس فعل کو آئینی طریقے سے روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی ادائیگی اور معاملے کو آشتی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسلمان مسجد میں نماز ہرگز نہ چھوڑیں

(سوال) مثل بالا

(جواب ٤٤٦) (۳۹۰) ہنود کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ اپنی نماز ادا نہ کر سکیں اخلاقاً اور قانوناً اور معاشرۃً ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی صحت و درستی اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مدافعت قانونی اور باہمی مفاہمت سے کرنی لازم ہے مساجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے صحیح طور پر ادا نہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز اعادہ کر لیں مگر مسجد نہ چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مدافعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (۹ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م ۲۱ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ٤٤٧) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوگی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ اعادہ کر لیا کریں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مساجد میں نماز کی ادائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز جماعت قائم رکھیں۔

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سکون باتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو رفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے ظالمانہ رویہ کی مدافعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۴ء)

ہندوؤں کا مسلمانوں کی نماز میں شوروشغب کی وجہ سے خلل ڈالنا

(سوال) مشرکین عین نماز کے وقت شرارۃً گھنٹہ باجا ناقوس اور تھالی وغیرہ بجاتے ہیں ان کی عورتیں گاتی بجاتی ہیں اور بڑے زور سے جے کارے وغیرہ لگاتے ہیں جس سے ہماری نماز کا جو اصلی راز خشوع و خضوع ہے وہ جاتا رہتا ہے ایسی صورت میں ہماری نماز ہو گی یا نہیں ؟ بر تقدیر ثانی موجودہ حکومت سے استغاثہ غیر مفید ثابت ہو جائے تو مسلمانوں کو اس کے انسداد میں کیا کرنا چاہئیے اور اس کی روک تھام میں اگر کوئی مسلمان مارا جائے گا تو وہ شہید ہو گا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۳۹۳ نذر محمد (آگرہ) ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م ۴ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۴۸) ہندوؤں کا یہ فعل سخت مذموم اور اشتعال انگیزی اور بنیاد فساد ہے مسلمانوں کو آئینی طریقوں سے کام لینا چاہئیے اور باہمی سمجھوتے سے اس فتنے کو رفع کرنے کی کوشش کریں اپنی طرف سے امن شکنی کی کوئی کارروائی نہ کریں باوجود اس کے اگر ہندو فساد کی ابتدا کر کے ان پر مظالم توڑیں تو پھر مظلوم کو مدافعت کا حق ہے اور اس میں وہ معذور ہے اور اگر کسی ظالم کی خوں آشامی کا شکار ہو کر مارا جائے تو یقیناً شہید ہو گا مگر یہ بات پوری طرح ذہن نشین رکھنا چاہئیے کہ خود اپنی طرف سے جھگڑا کھڑا نہ کیا جائے مسجدوں میں اذان و نماز ترک نہ کی جائے اگر اثنائے نماز میں ہندوؤں کے باجوں اور شوروشغب کی وجہ سے نماز خراب ہو جائے تو گھروں پر جا کر نماز کا اعادہ کر لیں لیکن مسجدوں کو ہرگز بند نہ کریں۔ محمد کفایت اللہ

تبلیغ کی خاطر غیر مسلم سے حسن سلوک ضروری ہے

(سوال) تبلیغ اسلام و تالیف قلوب کی نیت سے ہر مسلمان کو غیر مسلم پست اقوام کے ساتھ رواداری خیر طلبی اور جاذبانہ حسن سلوک کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۶۷ محمد زکریا صاحب ناظم جمعیۃ تبلیغ اسلام بمبئی ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴۹) نہایت مناسب بلکہ ضروری اور موجب اجر ہے کیونکہ حسن سلوک بھی ایک طرح سے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بلا ضرورت غیر مسلم یہود و نصاریٰ سے تعلقات قائم رکھنا درست نہیں

(سوال) موجودہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ میل جول پیدا کرنا اور ان کے پاس خود جا کر بیٹھنا اور ساتھ مل کر کھانا کھانا اور دیگر مسلمانوں کو ترغیب دینا کہ ان کے ساتھ کھانا کھانا اور محبت کرنا جائز ہے اور ان کی صحبت کے اثر سے اسلام پر اعتراض کرنا کہ اسلام بزور تلوار پھیلا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۳۸ حکیم عبدالمجید صاحب (ضلع لائل پور) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۰) یہود و نصاریٰ اہل کتاب تو ضرور ہیں مگر بلا ضرورت ان سے میل جول رکھنا اور ان کے

ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کرنا درست نہیں کہ اس سے دین کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے اتفاقاً کہیں ساتھ کھانے کا اتفاق ہو جائے تو مضائقہ نہیں اسلام پر یہ اعتراض کہ بزور شمشیر پھیلا ہے جہالت پر مبنی ہے اسلام اپنی تعلیمات کی صداقت اور نورانیت سے پھیلا ہے اور آج کل بھی کہ مسلمانوں کی تلوار کام نہیں کر رہی ہے پھیل رہا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سید نا نہرو کہنا.

(سوال) ایک شخص مسلمان ہے اور کانگریسی خیال کا ہے اس نے پنڈت جواہر لال نہرو کو سید نا کہا اس کا چرچا مسلمانوں میں ہوا کہ فلاں شخص جواہر لعل نہرو کو سیدنا کہتا ہے تو اس سے چند آدمیوں یعنی مسلمانوں نے جمع ہو کر دریافت کیا اس نے کہا کہ ہاں اور اگر پہلے نہیں کہا تو میں اب کہتا ہوں لہذا دریافت ہے کہ کسی مسلمان کا کسی غیر مسلم کو سیدنا کہنا جائز ہے ؟ اور ایسا کہنے والے کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۲۸۵ سیٹھ احمد میمن (دہلی) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۱) لفظ سیدنا کے معنی ہیں ہمارا سردار اور سرداری حیثیت کا ہو یا دنیاوی کا لغت عرب یعنی عربی زبان کی جہت سے اس پر سیدنا کا لفظ بولا جا سکتا ہے جیسے کہ صاحب تحفۃ الیمن نے اپنے یورپین پرنسپل عیسائی کے لئے لغوی معنی کے لحاظ سے لفظ علامہ شیخ ملجاء اہل الفضل اور لفظ غوث کا اطلاق کر دیا ہے پس اسی طرح اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو کسی دنیوی سرداری کے لحاظ سے سیدنا کہہ دیا تو لغت کے اور زبان عرب کے لحاظ سے کوئی غلطی نہیں ہے مگر چونکہ مسلمانوں میں لفظ سیدنا کا استعمال دینی سرداروں اور بزرگوں کے لئے معروف ہو گیا ہے اس لئے اس لفظ کو غیر مسلم کے لئے استعمال کرنے سے بچنا چاہئے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ہندوؤں کی ہاتھ کی روٹی کھانا مباح ہے.

(سوال) ہندوؤں کی روٹی کھانا اور ہندوؤں کی چیزیں مٹھائیاں وغیرہ کھانا کیسا ہے اور ہندوؤں سے دوستی وغیرہ رکھنا کیسا ہے میں اسکول میں نائب مدرس ہوں اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہندو ہے وہ عموماً مجھے اپنی روٹی کھانے کو کہتا ہے میں ہر بار کترا جاتا ہوں دیوالی کے موقعہ پر اس نے مٹھائی دینی چاہی مگر میں نے ٹال دیا مفصل معلومات سے اطلاع بخشیں۔ المستفتی نمبر ۲۰۴۸ مولوی محمد بخش صاحب (ضلع ملتان) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۲) ہندوؤں کے ہاتھ کی روٹی اور مٹھائی کھانا مباح ہے ہاں ان کے مذہبی تہواروں کی تقریب میں ہدیہ لینا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

غیر مسلم حکومت میں غیر مسلم سے مسلمان کا سود لینا

(سوال) سیلون جیسے ملک میں آیا ہندوؤں سے زمانہ کے مطابق سود لینا جائز ہے یا کہ ناجائز یہاں کئی عالموں نے جائز قرار رکھا ہے اور عام لوگوں کا حکم ہے کہ موجودہ زمانے میں ہندوؤں سے سود لے کر کھانا بالکل حلال ہے لیکن ہمارا ان عالموں کے حکم پر یقین نہیں آتا آپ صاحبان برائے نوازش اس مسئلے کے بارے میں جواب دیں تاکہ تسلی رہے کہ آیا آپ کے مطابق اس زمانہ حال میں ہندو دھرم لوگوں سے سود لینا جائز ہے یا کہ نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۲۱۱ ایم اے عبدالستار (سیلون) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۵۳) سیلون میں حکومت اگر غیر مسلم ہے تو وہاں کے مسلمان غیر مسلموں سے سود لے سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کو یہ کاروبار اختیار کرنا مناسب نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) کسی ہندو پیشوا کا خیر مقدم کرنا
(۲) داڑھی یکمشت سے کم کرنا سینما دیکھنا فوٹو کھچوانا حرام ہے

(سوال) (۱) ہندوؤں کے مذہبی پیشوا (جگت گرو) کی آمد پر مسلمانوں کی جانب سے اخلاقاً اور حیثیت اسلامی رواداری و وسعت قلبی اور کسی قوم کا لائق فرد ہونے کی وجہ سے ان کا خیر مقدم کرنا خوش آمدید کہنا اور انہیں پھولوں کا ہار پیش کرنا اسلامی نقطہ نظر سے آیا درست ہے یا نہیں ؟
(۲) کیا مسلمانوں کا کسی قوم کے امیر سردار اور پیشوا کی اخلاقاً عزت کرنا مذہباً جرم ہے ؟
(۳) کیا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حضور انور ﷺ نے کسی غیر مسلم پیشوا کا خیر مقدم فرمایا ہے یا غیر مسلم پیشواؤں کے ساتھ مسلمانوں کو کسی قسم کا برتاؤ کرنے کی اجازت دی گئی ہے ؟
(۴) کیا خلفائے راشدین کے زمانہ میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے ؟
(۵) اگر چند مسلمان کسی غیر مسلم پیشوا کا اخلاقی حیثیت سے خیر مقدم کرتے خوش آمدید کہتے ہوئے انہیں پھولوں کا ہار پیش کریں تو کیا یہ مسلمان مشرک کافر ہندوؤں کے غلام اور دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتے ہیں ؟
(۶) اخلاقی حیثیت اور اسلامی رواداری سے ساتھ کسی غیر مسلم پیشوا کا خیر مقدم کرنے والے مسلمانوں کو مشرک کافر ریاکار ایمان فروش بت پرست منافق وغیرہ خطابات سے موسوم کرنے والا شخص مذہباً کس سزا کا مستحق ہے اور مسلمان اس شخص کے ساتھ مذہباً کس قسم کا برتاؤ کریں۔
(۷) ایک شخص کسی مسجد کا امام و خطیب ہے علانیہ تھیٹر اور سینما جا کر تماشا دیکھتا ہے اور علانیہ پارٹی میں بیٹھ کر فرمان رسول کے برخلاف اپنا فوٹو کھنچواتا ہے اور شرائط امامت کے برخلاف داڑھی بمقدار ایک مشت سے کم رکھ کر امامت کرتا رہتا ہے تو کیا ایسا شخص جو مسلمانوں کا مذہبی پیشوا اور امام ہے اس کے یہ افعال آیا مذہباً جائز ہیں یا ناجائز ؟

(۸) ایسے شخص کے متعلق مذہبا کیا احکامات صادر ہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۴۸۰ حکیم نور الحق صاحب (میسور) ۲۴ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٥٤) (۱ تا ٦) کسی ہندو پیشوا کی آمد پر بتقاضائے رواداری اس کے خیر مقدم میں شریک ہونا اور اس کے گلے میں ہار ڈالنا کفر نہیں ہے۔

اگر ہندو مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرتے ہوں تو مسلمانوں کے لئے بھی مکافات کے طور پر ایسا کرنا مباح ہے اس میں کوئی شعائر شرک و کفر کا احترام نہیں ہے بلکہ مکارم اخلاق اور تہذیب کا مقتضا ہے۔

(۷) ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرانا سینما میں جاکر تصویروں کا تماشا دیکھنا۔ فوٹو قصداً کھنچوانا ناجائز ہے۔

(۸) ان امور کا مرتکب امامت کے قابل نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہندوستان کے کفار کے ساتھ معاملات اور ان سے ملنا جلنا جائز ہے

(سوال) ایک پوسٹر میں قرآن مجید سے ثبوت دیا ہے کہ کافروں سے ملنا ناجائز ہے اور پوسٹر آپ کی خدمت میں ارسال ہے دریافت یہ ہے کہ قرآن شریف سے ثبوت کافروں سے ملنے کا ہے یا نہیں اگر ملنے کا ثبوت ہے تو آپ آیات قرآن معہ ترجمہ کے تحریر فرمایئے کیونکہ ہم مسلمان کافروں سے لین دین شادی و غمی میں شریک رہتے ہیں اور ہم ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی مٹھائی وغیرہ وغیرہ کھاتے پیتے ہیں فقط المستفتی نمبر ۲۵۴۰ احمد سعید سکریٹری ہندو مسلم مشترکہ بورڈ دریبہ کلاں دہلی ۳۰ اگست ۱۹۳۹ء م ۱۳ رجب ۱۳۵۸ھ

(جواب ٤٥٥) اشتہار میں جو آیات قرآنیہ لکھی ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو کفار سے محبت اور دوستی پیدا کرنا اور مسلمانوں کے خلاف کفار کے ساتھ میل جول محبت کرنا ناجائز اور حرام ہے ان آیات کریمہ کا یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً کافروں سے معاملہ کرنا حرام ہے شریعت مقدسہ اسلامیہ کا یہ حکم نہیں ہے کہ کافر سے کوئی معاملہ نہ کرو بیع و شرا اور داد و ستد کفار کے ساتھ جائز ہے بلکہ کافر پڑوسی کو حق ہمسایگی کے طور پر ہدیہ بھیجنا اور کافر کا ہدیہ قبول کرنا بھی جائز ہے آنحضرت ﷺ کے مکان میں ایک بکری ذبح کی گئی اور اس کا گوشت پڑوس میں تقسیم کیا گیا جب حضور ﷺ مکان میں تشریف لائے تو دریافت فرمایا اھد یتم لجارنا الیھودی اھدیتم لجارنا الیھودی یعنی گھر کے لوگوں سے پوچھا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا خود حضور ﷺ یہودی پڑوسی کی بیماری میں مزاج پرسی یعنی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تھے ذمی کافر تو دار الاسلام میں رہتے ہیں اور انکے قانونی حقوق مسلمانوں جیسے ہوتے ہیں حتی کہ ہمارے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسلمان اگر ذمی کافر کو قتل کر دے تو مسلمان اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا آنحضرت ﷺ نے حربی کافر سے بھی بیع و شرا کی ہے حربی کفار کے ہدایا قبول فرمائے ہیں حربی کافروں کو صحابہ کرامؓ نے ہدایا دیئے ہیں حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے ایک

مشرک بھائی کو جو مکہ معظمہ میں تھا ہدیہ بھیجا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے امیہ بن خلف کو اپنی مکہ کی جائیداد کا نگران مقرر کیا اور اس کے عوض میں اس کی مدینہ کی جائیداد کی نگرانی اپنے ذمہ لی یہ تمام باتیں بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں موجود اور ثابت ہیں۔

بہر حال کفار کے ساتھ معاملات رکھنا ناجائز نہیں ہے نہ ممنوع ہے اور ہندوستان جیسے ملک میں رہ کر تو اس سے بچنے کی کوئی صورت ممکن نہیں قرآن پاک میں بھی ہم کو حضرت حق جل شانہ نے اجازت عطا فرمائی ہے۔ لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تم (مسلمانوں) کو اس سے منع نہیں کرتا کہ جو کافر تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ان کے ساتھ تم نیکی اور سلوک کا معاملہ اور انصاف کا برتاؤ کرو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ ان کے مذہب کی پسندیدگی کے لحاظ سے دوستی اور محبت رکھنا تو حرام ہے اور محض یکجائی سکونت اور ہم سائیگی کے طور پر یا تمدنی اور معاشرتی ضرورتوں کی وجہ سے ان سے ملنا اور بات چیت کرنا ان کے ساتھ بیع و شرا کرنا ہدیہ دینا ہدیہ قبول کرنا یہ سب جائز اور مباح ہے باقی اور تہمتیں جو پوسٹر میں مذکور ہیں کہ مسلمانوں کو کافروں کی غلامی میں دے رہے ہیں یا ان کے دین کو اختیار کر رہے ہیں یا ان کے وظیفہ خوار اور تنخواہ دار ہیں اس کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ان تہمتوں کا فیصلہ رب العزت کے دربار میں قیامت کے دن ہوگا۔ والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

بھنگی‘ چمار وغیرہ کے ہاتھوں کا تیار کیا ہوا کھانا حلال ہے

(سوال) چند مسلمانوں نے ایک بھنگی کی تقریب میں جس کے یہاں سور کا فروخت کرنا اور اس کا کھانا حرام نہیں ہے اس کے ہاں ان مسلمان کانگریسیوں نے کہ جو گاندھی جی کی تعلیمی سیاسیات پر چلتے ہیں اور ان کو اپنا رہبر یا پیشوا سمجھ کر ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوں جیسا کہ آج کل چھوت چھات سے پرہیز نہ کرنا بھنگی اور چمار کو اپنا بھائی مثل برادری کے ان سے طریقہ عمل رکھ کر ان کی دعوت کو قبول کر کے بھنگیوں کے مکانوں پر جا کر ان کے بستروں پر بیٹھ کر ان کے ہاتھوں سے حلوائی کے یہاں کا پکا ہوا سامان بھنگیوں کے برتنوں میں کہ جو بھنگی ہمیشہ اپنے استعمال میں لایا کرتے تھے ان کے اندر کھانا اور بھنگیوں کا پانی پینا اس امر کی شہادت کے لئے چشم دید بہت سے نیک مسلمانوں اور بہت سے ہندو جو کہ ان کی ہمراہ دعوت کھانے گئے تھے اور خود بھنگی جنہوں نے کھانا کھلایا ہے وہ سب شاہد ہیں ایسے مسلمانوں کے ساتھ میل جول کھانے اور بیٹھنے لینے دینے کا کیا جائے کہ نہیں ایسے مسلمان جامع مسجد میں کھڑے ہو کر قال الله قال الرسول کی تعلیم دیتے ہوں یا یہ کہہ کر ہم تم کو سیاست کا سیدھا راستہ بتاتے ہیں تم سب ایک ہی آدم کی اولاد ہو ایک ہو ایک ہی جگہ بیٹھو اٹھو ایک ہی جگہ ایک دوسرے کے ہاتھ کا کھاؤ چمار چوڑھے سے کوئی پرہیز نہیں ایسے

اشخاص مساجد کے اندر کھڑے ہو کر لیکچر دیتے ہوں اور مہتمم مساجد اور مہتمم مدارس اسلامیہ ہوں امامت مسجد کی کرتے ہوں ان کے پیچھے نماز کا پڑھنا اور مہتمم مساجد رکھنا جائز ہے یا کہ نہیں اور وہ مسلمان کس حیثیت کے مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں - المستفتی نمبر ۲۵۹۷ جناب حکیم ضیاء الدین صاحب دہلوی سبزی منڈی (مظفر نگر) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۵۶) اسلام کا اصول یہ ہے کہ آدمی کا بدن (جب کہ بیرونی ظاہری نجاست سے پاک صاف ہو) پاک ہے خواہ وہ آدمی مسلمان ہو یا کافر بھنگی ہو یا چمار اگر بھنگیوں کے ہاتھ پاک صاف ہوں اور پانی اور برتن پاک ہو اور بھنگی اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کریں اور پاک و حلال اشیاء اس کھانے میں استعمال کی گئی ہوں تو یہ کھانا مسلمان کے لئے کھانا حلال ہے صرف اس وجہ سے کہ بھنگی کا ہاتھ لگا ہے ناپاک یا حرام نہیں ہو جاتیں کتب شرعیہ میں اس مسئلہ کو صراحتہ ذکر کیا گیا ہے کہ انسان کا جھوٹا پانی پاک ہے خواہ وہ مسلم ہو یا کافر جنبی ہو یا حائضہ -

پس اگر ان دعوت کھانے والے مسلمانوں کو اس امر کا یقین تھا کہ جو کھانا ان کو کھلایا گیا وہ پاک اور حلال چیزوں سے تیار کیا گیا تھا اور پانی اور برتن بھی پاک تھا اور پکانے اور کھلانے والوں کے ہاتھ بھی بیرونی نجاست سے پاک تھے تو ان کا بھنگیوں کے یہاں دعوت کھانا جائز تھا اور اسلامی اصول سے انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا-

اگرچہ عرف عام میں ان کا یہ فعل قابل اعتراض ہو مگر خدا اور رسول کے نزدیک یہ لوگ گناہ گار نہیں ہیں یہ مسلمانوں کی ناواقفیت ہے کہ وہ اس تعلیم کو گاندھی جی کی تعلیم قرار دیتے ہیں حالانکہ گاندھی جی ہندو ہیں اور چھوت چھات کا مسئلہ ہندو دھرم والوں کی خصوصی ایجاد ہے گاندھی جی نے ہندوؤں کے عقائد کے خلاف اسلامی تعلیم کو اختیار کر کے چھوت چھات کی مخالفت کی اور انسانی بدن کی پاکی اور صفائی کے قائل ہو گئے اور اسلامی تعلیم کو ہندوؤں میں پھیلا کر چھوت چھات کی بنیاد ڈھا دینا چاہتے ہیں خواہ وہ اس میں کامیاب ہوں یا نہ ہوں مگر یہ کیا غضب ہے کہ خود مسلمان اس اسلامی تعلیم کو گاندھی جی کی تعلیم سمجھ کر اس کی مخالفت کرنے پر آمادہ ہو گئے یہ واضح رہے کہ بھنگیوں یا چماروں کے عام طور پر مستعمل برتنوں میں کھانے کا یا ان کے ایسے کھانوں کا جن کی پاکی اور حلت کا یقین نہ ہو کھا لینے کا یہ حکم نہیں ہے اور اس میں کافر یا بھنگی کی تخصیص نہیں ہے اگر کوئی مسلمان بھی ایسا ہو کہ اس کے گھر حرام چیزیں مثلاً گردن مروڑی مرغیاں یا شراب عام طور پر مستعمل ہوں تو اس کے گھر کا کھانا بھی اس وقت تک حلال نہیں جب تک کھانے کی پاکی اور حلت برتنوں کی پاکی اور پکانے اور کھلانے والوں کے ہاتھوں کی پاکی کا یقین نہ ہو -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی - الجواب حق صحیح - فقیر محمد یوسف دہلوی مدرسہ امینیہ ' دہلی

مسلمان مقتول شہید ہے چاہے اس کا قاتل مسلمان ہو یا کافر

(سوال) جہانگیر کے توپخانہ کا افسر اعلیٰ راجہ بکرما جیت تھا اور مرہٹوں کا توپخانہ مسلمانوں کے زیر فرمان تھا حالانکہ احمد شاہ ابدالی سے لڑائی ہو رہی تھی احمد شاہ ابدالی نے ان کو اپنے ہاں بلایا تو انہوں نے جواب دیا کہ نمک حلالی کے خلاف ہے خطبہ صدارت مولانا حسین احمد مدنی باجلاس جمعیۃ العلماء ہند لاہور ۴۲-۳-۲۱ صفحہ ۳۵ ۔

(۱) مرہٹہ لشکر کے مسلمان توپچیوں کی نمک حلالی جس کا ذکر مولانا حسین احمد صاحب نے کیا ہے شریعت اسلامی کی رو سے جائز تھی یا ناجائز اور اس کی صحیح شرعی حیثیت کیا ہے (۲) احمد شاہ ابدالی کے اسلامی لشکر کے جو افراد ان مسلمان توپچیوں کے گولوں سے ہلاک ہوئے آیا ان کو شہید کہنا درست ہے یا نہیں اور ان مسلمان توپچیوں کا یہ فعل مومن کے قتل عمد کے تحت آتا ہے یا نہیں (۳) آیا ایسے مسلمان کے لئے جو کسی کافر مشرک یا غیر مسلم کا نوکر ہو جائز ہے ؟ کہ وہ آقا کا نمک حلال کرنے کے لئے مسلمانوں کو قتل کرے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۳ قاضی محمد نور عالم صاحب ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۵۷) مولانا مدظلہ نے ایک تاریخی واقعہ ذکر کیا ہے اگر یہ واقعہ تاریخ میں ہے تو مولانا کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے مگر انہوں نے اس پر بھی تنقید کر دی ہے کہ گزشتہ دور میں مسلمانوں کی رواداری بعض صورتوں میں شرعی حدود سے بھی متجاوز ہو جاتی تھی مگر وہ تاریخی واقعہ کی حیثیت سے اوراق تاریخ میں موجود ہے اس واقعہ میں صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ مسلمان توپچی احمد شاہ ابدالی کے بلانے سے احمد شاہ کے لشکر میں نہیں آئے اور اس کو انہوں نے نمک حلالی کے خلاف سمجھا کہ احمد شاہ کی طرف ہو کر مرہٹوں پر گولہ باری کریں مولانا نے آگے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان توپچیوں نے پھر کیا کیا تین احتمال ہیں اول یہ کہ خود اپنا لشکر اور توپخانہ چھوڑ کر روپوش ہو گئے ہوں - دوم یہ کہ مسلمانوں پر گولہ باری نہ کرنے کی کوئی صورت نکال لی ہو یعنی اپنے لشکر کے ساتھ رہتے ہوئے بھی قتل مومن سے بچنے کی کوئی راہ پیدا کر لی ہو سوم یہ کہ مسلمانوں پر گولہ باری کی ہو چونکہ تیسرا احتمال ضعیف اور کمزور ہے اس لئے کہ جو شخص اسلامی نقطہ نظر سے نمک حرامی کو برا سمجھتا ہو وہ مسلمانوں پر گولے برسانے کو کیسے گوارا کر سکتا ہے اس لئے ان کے متعلق قتل مومن کا فتویٰ اور ان کے مقتولین کے متعلق شہید ہونے کا استفسار کچھ برمحل نہیں ہے۔

ان توپچیوں سے قطع نظر کر کے اس حکم شرعی کے بیان کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں کہ جو مسلمان قتال فی سبیل اللہ کے معرکہ میں یا مظلومیت کی حالت میں قتل ہو جائے وہ یقیناً شہید ہے خواہ اس کا قاتل مسلم ہو یا غیر مسلم اور جو مسلمان کسی کافر کی حمایت میں مسلمان کو قتل کرے وہ یقیناً من قتل مؤمنا متعمدا الخ- کی وعید میں داخل ہے- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

ہندو مسلم اتفاق کے لئے گوشت نہ کھانے کی شرط

(سوال) ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں بعض ہندو دوستوں سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان اگر گوشت کھانا چھوڑ دے تو ہم اس کو اپنے اتحاد میں رکاوٹ نہ جانا سمجھیں گے اور سوسائٹی کی چھوت سے ہندو مسلمان ایک ہو سکے گا اس پر چند آدمی ایک جماعت قائم کرنا چاہتے ہیں کیا اس صورت میں مسلمان بہ حیثیت مسلمان کے گوشت کو چھوڑ سکتا ہے کیا مسلم کلچر تمدن وغیرہ اس کی اجازت دے سکتا ہے ؟
المستفتی نمبر ۲۷۳۴ محمد عنایت اللہ ضلع حصار یکم رجب ۱۳۶۱ھ م ۱۶ جولائی ۱۹۴۲ء
(جواب ۴۵۸) ہندو مسلم اتفاق کے لئے یہ شرط نامعقول اور ناقابل عمل ہے مسلمان اس سمجھوتہ کو منظور نہیں کر سکتے۔　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلموں کے مذہبی اجتماعات میں شرکت اور مشرکانہ رسومات کا ارتکاب حرام ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین سوالات ذیل کے بارے میں :
(۱) غیر مسلموں کے ان مذہبی اجتماعات مثلاً رام لیلا، دسہرہ، دیوالی، جنم دن گرو گوبند سنگھ، جنم دن گرو بابا نانک وغیرہ کے جلوس میں مسلمانوں کی شرکت کفار کے اجتماعات کی زینت بننے کے مترادف ہے یا نہیں ؟ ان اجتماعات میں مذہبی شعار متعلقہ اقوام کے انجام دیئے جاتے ہیں اگر کوئی مسلمان ان شعاروں میں سے کوئی انجام دے تو کیا یہ فعل جائز ہوگا اور کیا یہ فعل شرک فی العبادۃ میں داخل ہوگا یا نہیں ؟
(۲) کیا اس قسم کے اجتماعات میں شریک ہونے کے بعد "سر وپا" وغیرہ لینا جو ایک قسم کا معاوضہ یا عطیہ ہے مسلمانوں کے لئے جائز ہے ؟ اور اس کو اپنے صرف میں لانا جائز ہے ؟
(۳) پوجا پاٹ کی اس چیز کا کھانا یا حاصل کرنا جو غیر مسلم نے اپنے مذہبی اصول کے تحت چڑھاوا قرار دیا ہو اس کو لینا اور اپنے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں ؟
(۴) مختلف اقوام میں اتحاد عمل کرانا احسن فعل ہے لیکن کیا اس کا یہی طریقہ ہے کہ مسلمان اقوام متعلقہ کی خوش دلی کے لئے اس چیز پر پھول وغیرہ چڑھائیں جو غیر مسلم فرقہ کے نزدیک قابل عبادت ہو۔
(۵) مثال کے طور پر سکھ گورو گرنتھ صاحب کو جو ان کی مذہبی مقدس کتاب سجدہ تعظیمی ادا کرتے ہیں تو کسی مسلمان خصوصاً کسی عالم دین کے لئے یہ جائز ہے کہ اتحاد کے نام پر سکھوں کی طرح اس پر پھول چڑھائے پھولوں کا چڑھاوا حاصل کرے اور اس اجتماع میں شرکت کرنے کے لئے مسلمانوں کو آمادہ کرے ؟
(۶) اسلام نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی عزت کرنے کا حکم دیا ہے کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو اپنا پیشوا سمجھیں ؟ المستفتی نمبر ۲۷۳۸ سلیم الدین احمد کشمیری گیٹ دہلی معرفت خالد رشید ی ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ م ۸ دسمبر ۱۹۴۲ء
(جواب ۴۵۹) ان تمام سوالوں کے جواب میں ایک شرعی اصول ذکر کر دیا جاتا ہے جس سے ان افعال کا

شرعی حکم معلوم ہو جانے کا وہ یہ کہ شریعت مقدسہ نے مسلمانوں کو ایسے مجمع میں شریک ہونے اور بیٹھنے سے منع کیا ہے جہاں ایات اللہ (یعنی اسلامی احکام) کے ساتھ استہزا یا توہین یا ان کی تکذیب کی جاتی ہو قرآن پاک میں ہے۔ اذا سمعتم ایات اللہ یکفربھا و یستھزابھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم (سورہ نساء ع ۲۰) مجمع خواہ کافروں کا ہو یا برائے نام مسلمانوں کا۔

اور یہ کہ کفار کے ان میلوں اور اجتماعات میں شرکت ناجائز ہے جو مشرکانہ رسوم پر مبنی ہوں اور ایسے افعال و اعمال جو مشرکانہ ہوں کرنا مسلمانوں کے لئے حرام ہے حدیث شریف میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم غیر اللہ کی پوجا کرنا شرک ہے غیر اللہ پر چڑھایا ہوا چڑھاوا حرام ہے۔

لیکن غیر مسلموں کے ہر اجتماع کا یہ حکم نہیں ہے ان کی شادی بیاہ کی تقریب میں شرکت مباح ہے اسی طرح شادی بیاہ کی تقریبات میں دعوت کھانا یا ہدیہ قبول کرنا مباح ہے اسی طرح غیر مسلم اجتماعات میں انتظام و قیام امن کی غرض سے مسلم رضاکاروں کی شرکت بھی مباح ہے بشرطیکہ ان کی کسی مشرکانہ رسم میں شرکت نہ ہو گرنتھ صاحب کو سجدہ کرنا یا پھول چڑھانا مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔

اسلام نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی توہین کرنے اور ان کو برا کہنے سے منع کیا ہے ان کی تعظیم کرنے کا حکم دیا خصوصاً ایسی تعظیم جو عبادت کے درجے تک پہنچتی ہو کسی طرح جائز اور مباح نہیں ہو سکتی۔

مصالحت اور آشتی کے ساتھ زندگی گزارنا اور تجارت زراعت صنعت اور سیاست میں اشتراک عمل کرنا جائز اور بعض حالات میں واجب بھی ہو جاتا ہے خصوصاً ایسے مقامات میں جہاں مسلم اور غیر مسلم آبادی مشترک ہو یا غیر مسلم آبادی کی کثرت ہو بہر حال یہ لازم ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام کے پابند رہیں اور مذہبی شعائر کی عزت و حرمت محفوظ رہے ورنہ پھر مسلمان پر مذہب کے تحفظ اور اس کا احترام قائم رکھنے کے فرائض عائد ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

علم کے بقدر تبلیغ کرنا جائز ہے

(سوال) ایک ذی علم آدمی مہینہ یا ہفتے میں مسلمانوں کے مجمع میں قال اللہ وقال الرسول کی تبلیغ کرے اور تبلیغ کے ضمن میں نازی قوم کی مذمت اور قباحت کنایتہً یا صراحتہً بیان کرے اس تقریر پر انگریزوں کی طرف سے تنخواہ بھی پائے تو یہ تنخواہ لینا کیسا ہے ؟ اور یہ تبلیغ کرنا کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۷۶۲ عثمان پیش امام مسجد نعمت اللہ موضع وڈاکخانہ شہباز گڈھ ضلع مردان ۱۸ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ م ۲۵ مارچ ۱۹۴۳ء

(جواب ۴۶۰) دینی احکام کی تبلیغ بقدر علم کے جائز ہے اور تنخواہ لے کر کسی جماعت کی مذمت کرنا دینی تبلیغ نہیں ہے اگر نیت میں اخلاص ہو تو برائیوں کی برائی ظاہر کرنا خواہ کسی قوم کی ہوں نسبت کئے بغیر

درست ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ہندوؤں کے مذہبی تقریبات میں شرکت کا حکم......

(سوال) اکثر مسلمان ہندوؤں کے مذہبی تہواروں اور میلوں اور رسمیات میں شریک ہوتے ہیں مثلاً ہولی' دیوالی' جنم اشٹمی' رام نومی' رام لیلا وغیرہ اور بعض جگہ بعض مسلمان پانی شربت پان وغیرہ کا اپنی طرف سے انتظام کرتے ہیں کہ جب ان کا مذہبی جلوس نکلے تو ان کی خاطر تواضع کی جائے آیا مسلمان کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ جو شرع شریف کا حکم ہو تحریر کیا جائے کیا ذیل کا یہ فتویٰ صحیح ہے ؟

"جس طرح مسلمان پر یہ واجب ہے کہ معلوم کرے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جن سے ایمان کا تعلق ہے اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ کون سی چیزیں کفر ہیں تاکہ ایمان کو کفر اور کفر کو ایمان نہ سمجھ لے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کفر سے بچتا رہے بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو شریعت نے علامت کفر ٹھیرا لیا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو مذہب کا شعار یا علامتیں ہیں زنار پہننا' قشقہ لگانا' ہولی کے زمانے میں رنگ کھیلنا' رنگ لگانا' اور خوشی کے ساتھ رنگ لگوانا جن چیزوں کو علامت کفر بتایا گیا ہے ان کو برضا و رغبت اختیار کرنا کفر ہے اگرچہ لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے زمانہ حال کے کفار نے اپنا مذہبی شعار ہولی دیوالی رام لیلا رام نومی جنم اشٹمی وغیرہ مقرر کرلیا ہے اور اس پر سختی سے قائم ہیں اگر کوئی مزاحمت کرے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں تو یہ سب چیزیں علامت کفر ہیں علما نے تصریح فرمائی ہے کہ جو علامت کفر اختیار کرے یا اس میں شریک ہو یا اس کا انتظام برضا و رغبت خود کرے وہ کافر ہے اسی طرح رام لیلا ہولی دیوالی وغیرہ کے جلوسوں اور میلوں میں اور رام لیلا کی براتوں میں شریک ہونا انتظام کرنا رونق دینا اور ان کے جلوس کے لئے جو ان کے مذہبی جلوس ہیں پان پانی شربت وغیرہ کا انتظام کرنا کفر ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سب کفریات و لغویات سے پرہیز کریں اور کفر سے بچیں اگر اس نے ایسا کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ عالمگیری میں ہے **یکفر بوضع قلنسوۃ المجوسی علی رأسه وھو الصحیح الا لضرورۃ دفع الحر والبرد بشد الزنار فی وسطه الا اذا فعل ذلك خدیعة فی الحرب و طلیعة للمسلمین** آگے فرمایا **وبخروجه الی نیروز المجوس لموافقة لھم فیما یفعلون فی ذلك الیوم** حکم بیان فرمایا **ما کان فی کونه کفراً اختلاف فان قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطریق الاحتیاط ۱۲** – **المستفتی نمبر ۹۸۷ عبدالرشید اکبر آبادی ۷ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ**

(جواب ۴۶۱) یہ جواب صاف اور منقح نہیں ہے اس سے شبہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ان چیزوں میں شریک ہو جائیں جن کی شرکت کافروں جیسی شرکت ہے وہ کافر ہو جائیں گے حالانکہ شرکت کے اغراض متفاوت ہیں کبھی تو کسی کام میں شرکت اس لئے ہوتی ہے کہ شریک ہونے والے کے نزدیک اس کام کی عزت و

وقعت بڑھے اور وہ بھی اس کام کے پسند کرنے والوں میں شمار ہو یہ شرکت تو افعال کفر میں کفر اور افعال فسق میں فسق ہے اور کبھی شرکت اس لئے ہوتی ہے کہ نفس فعل خواہ اس کے نزدیک گناہ اور عبث ہو مگر شریک ہونے والا اس کام کے کرنے والوں سے دوسرے وجوہ سے ملاپ رکھنا چاہتا ہے تو وہ ایسے کام میں شریک ہو جاتا ہے حالانکہ اس کام کو غلط اور مہمل سمجھتا ہے تو ایسی شرکت اس کے لئے موجب کفر و فسق نہیں ہوتی اب اگر اس کی مصلحت مقدم اور اعلیٰ ہے تو شرکت مباح ہو جاتی ہے اور اگر یہ نہیں تو مکروہ رہتی ہے ہندوؤں کے مذہبی میلوں میں مسلمان اس طرح شریک ہوں کہ ان کے کاموں کو مقدس سمجھیں ایسی شرکت غیر متصور ہے ہاں ایسی شرکت کہ مسلمانوں کا ہندوؤں سے اختلاف نہ ثابت ہو دونوں ایک ملک کے رہنے والے ہیں ان کی باہمی لڑائی مضر ہے تو بشرطیکہ ان کے کسی مذہبی فعل کی طرفداری یا تعظیم نہ کریں مباح ہے اور بعض صورتوں میں جبکہ شریک کا مقصد کوئی اعلیٰ ہو اباحت سے بڑھ کر وہ مستحب بھی ہو سکتی ہے کسی جلوس کے راستے میں پان دینا یا پانی پلانا باہمی ارتباط کے لئے ہو تو مباح ہوگا اور اگر شعائر کفر کی تعظیم کے لئے ہو تو کفر ہے مگر کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں کہ وہ یہ کام تعظیم شعائر کفر کی نیت سے کرے بہر حال جواب مذکور میں اس کی تفصیل اور تشریح نہیں کی گئی ہے۔

پس جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا ہندوؤں کے مذہبی تہواروں میں سبیل لگانا یا پان وغیرہ تقسیم کرنا اگر ان کے تہواروں کی تعظیم و تکریم کے لئے ہو تو یہ کفر ہے اور قیام امن و باہمی رواداری کی نیت سے ہو اور ان کے مذہبی اعمال کی تحسین مقصود نہ ہو اور یہ کام ان کے خاص موقع سے علیحدہ راستے میں ہو تو مباح ہے اور اگر خاص موقع پر ہو تو مکروہ تحریمی یا حرام ہے مگر کفر نہیں ہے کفر تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ اسے اچھا سمجھیں اور ان کے طرز عمل سے ان اعمال کی تصدیق اور تحسین ہوتی ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ہندوستان میں ہندوؤں سے ترک معاملات واجب نہیں

(سوال) ہندوستان کے اکثر حصوں میں ہندو مسلمانوں میں قومی مجادلہ و مقاتلہ ہو رہا ہے اور ہم کو یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ بڑے بڑے تجار ہنود نے مسلمانوں سے خرید و فروخت بند کر دیا اب اسی حالت میں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے وہاں کے مسلمانوں پر ہندوؤں سے ترک معاملات واجب ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۵ مولوی سراج الاسلام نواکھالی ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

(جواب ۴۶۲) ترک معاملات واجب نہیں اور ہندوستان میں یہ مفید بھی نہیں کیونکہ ایسے دیہات و مقامات کی کثرت ہے جہاں غیر مسلم آبادی زیادہ اور مسلم آبادی کم ہے مسلمانوں کو قومی مفاد و ضرر کا خیال رکھنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مجرم ہندو کے علاوہ کسی بے گناہ ہندو کو مارنا جائز نہیں

(سوال) موجودہ حالات میں ہندوستان جس میں غیر اسلامی حکومت ہے ہندو قوم کے افراد اگر نہتے اور پرامن مسلمانوں کو محض اس بنا پر کہ وہ مسلمان ہے قتل کردے اور قتل کرنے والوں کی گرفتاری بھی قوانین انگلشیہ کی وجہ سے یا پولیس اور ملٹری کے جانبدارانہ رویہ سے عمل میں نہ آسکے تو ایسی حالت میں جوابا مسلمان قوم کے افراد بھی اگر مجبورا اپنے موقع کے مطابق نہتے ہندوؤں کو جہاں پائیں قتل کردیں تو ہندوؤں کو قتل کرنے میں ثواب یا گناہ کی کیا کیفیت ہوگی ؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۶ فیروزالدین دہلی ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

(جواب ۴۶۳) مجرموں کو گرفتار کرانا یا ان سے انتقام لینا تو صحیح ہے مگر اصل مجرم گرفتار نہ ہوسکیں تو ان کے عوض میں دوسرے بے گناہوں پر حملہ کرنا اور انہیں مارنا صحیح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ہولی کے متعلق

(سوال) متعلقہ ہولی

(جواب ۴۶۴) یہ بات کہ ہندوؤں کی ہولی بی بی ہاجرہ کے واقعہ سے نکلی ہوئی ہے اس کا کوئی معتبر ثبوت نہیں ہے۔　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کیا چندن لگانا ہندوؤں کا شعار ہے

(سوال) ایک جلوس چند مسلم لیڈروں کے اعزاز میں نکل رہا تھا اس میں ہندو مسلمان سب ہی شریک تھے ہندوؤں نے لوگوں کے ہاتھوں پر چندن وغیرہ لگایا مسلمانوں کے بھی لگایا بعض مسلمانوں نے تو انکار کردیا بعض نے لگوالیا مگر فوراً صاف کردیا بعض مسلمان لگائے رہے اور اپنے گھر واپس آنے تک صاف نہیں کیا مہاتما گاندھی کی جے کے نعرے جلوس میں لگائے جارہے تھے مسلمانوں نے بھی لگائے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔ المستفتی حافظ رحیم بخش عفی عنہ از مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ

(جواب ۴۶۵) جلوس کی غرض مسلمان لیڈروں کی عزت و تکریم کا اظہار تھا تو نفس جلوس نکالنا اور اس میں شریک ہونا جائز ہے رہا یہ کہ جلوس میں یہ جو باتیں ناجائز بھی تھیں اور حد اعتدال سے تجاوز بھی کیا گیا تھا تو وہ ناجائز باتیں اور حد اعتدال سے تجاوز یقیناً ممنوع اور ناجائز ہیں ان امور نامشروعہ کے مرتکب بھی گناہ گار ہیں لیکن تکفیر کرنی جب تک کہ موجب کفر وارتداد متحقق نہ ہو صحیح نہیں۔

جن لوگوں نے چندن لگوانے سے انکار کیا ان کے جلوس میں شرکت نفس جلوس کے لحاظ سے جائز اور اگر امور غیر مشروعہ کا ارتکاب ہو تو ناجائز جن لوگوں نے چندن لگوالیا مگر فوراً صاف کردیا وہ لگوانے کے گناہ گار ہیں لیکن ان کی تکفیر بھی نہیں کی جاسکتی کیونکہ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس کو پسند نہیں کیا اور اس سے راضی نہ تھے جن لوگوں نے چندن لگوایا اور پھر اسے صاف بھی نہیں کیا لگائے رہے ان کی رضا ضرور سمجھی جاتی ہے لیکن چندن کا قشقہ لگانا اگرچہ ہندوؤں کا قومی اور مذہبی شعار ہے لیکن اس میں شبہ ضرور ہے کہ

آیا یہ فعل ان کا ایسا مذہبی شعار ہے جو مستلزم کفر ہو یا نہیں جو لوگ کہ اسے شعار کفر قرار دیں وہ ان لوگوں کی تکفیر کریں گے لیکن مجھے تامل ہے میرے خیال میں یہ شعار کفر نہیں اگرچہ کافروں کا شعار ہے اس کی مثال دائیں منڈانا الٹی طرف گریبان بنانا ہے یا انگریزی ٹوپی پہن لینا ہے کہ یہ قوم کفار کے قومی شعار ہیں لیکن شعار کفر نہیں ہیں اسی طرح میں چندن کو خیال کرتا ہوں ورنہ کم از کم اس میں شبہ ضرور ہے اور شبہ کی حالت میں تکفیر کی جرات نہیں کر سکتا تخیے لفظ ہے کے معنی معلوم نہیں ہیں اس لئے میں کوئی حکم نہیں لگا سکتا۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

نماز کے اوقات کے علاوہ غیر مسلموں کا مسجد کے سامنے باجہ بجانا

(سوال) گزشتہ ۷ جولائی کو یہاں ایک ہندو مسلم فساد ہو گیا عام مسلمان اور علما پونے دو سو گرفتار ہو چکے ہیں اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے جانبین سے متعدد مقدمات دائر ہیں مسجد کے سامنے باجا وغیرہ بجا کر جانے کے سلسلے میں یہ فساد ہوا ہے سلسلہ گفتگوئے صلح ہندوؤں نے ایک تحریر اس مضمون کی دستخط کر کے حکام کے سامنے پیش کی ہے کہ اگر شریعت اسلام اس کو منع کرے تو ہم چھوڑ دیں گے اب مع دلائل اور حوالجات کے ایک فتوے کی ضرورت ہے ورنہ کم از کم مسلمانوں کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی ہندو غیر اوقات صلوۃ میں بجانا چاہتے ہیں اور مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسجد عبادت گاہ ہے اور کوئی وقت عبادت سے خالی نہیں ہے اس لئے کسی وقت بھی مسجد کے سامنے سے باجا بجا کر نہیں گزرنے دیں گے۔ المستفتی نمبر ۲۳۲۹ مولوی عبداللطیف مدرسہ اسلامیہ (ضلع چپارن) مورخہ الجمادی الثانی ۵۳۵۱ھ م ۱۹ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۶۶) اوقات صلوۃ میں تو باجے وغیرہ سے نماز میں خلل واقع ہونے کی بناء پر باجے کو روکنا درست ہے لیکن غیر اوقات صلوۃ میں تو یہ وجہ نہیں اس میں تو صرف مسجد کا احترام پیش کیا جا سکتا ہے لیکن یہ احترام ایک اسلامی حکم ہے غیر مسلم اپنے مذہبی نقطہ نظر سے احترام کا پابند نہیں لہذا اس معاملے میں رواداری اور تعامل قدیم کو استدلال میں پیش کرنا قرین صواب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کافر کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) جب ہمارے بادشاہ کا انتقال ہو جائے اور وہ غیر مسلم ہو تو کیا ہم اس کے واسطے کچھ کلام الٰہی پڑھ کر اس کی روح کو ثواب پہنچا سکتے ہیں؟ کیا اس کے گناہوں کی معافی کے لئے دعا بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۴۶۷) کافر کے لئے ایصال ثواب و دعائے مغفرت مفید اور جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر مسلم کو قرآن سنانا

(سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) مسٹر گاندھی کے ختم فاقہ کشی کے موقع پر اختتام پر جب مراسم تہنیت و بہجت ادا ہو رہے تھے

کتب مذہبی کے انتخابات بھی پڑھے گئے ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے قرآن پاک کی آیات کریمہ متعلق روزہ ماہ صیام تلاوت کیں جس کے بعد گاندھی کا برت ختم ہوا گاندھی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے عامۃ المسلمین نے اس سے نہایت خراب اثر لیا اور ان کے حسیات مذہبی کو صدمہ پہنچا یعنی یہ کہ معاذ اللہ ڈاکٹر انصاری نے گاندھی کے نیم فاقہ کشی یا مقاطعہ جوعی کو روزہ ماہ صیام کے برابر تصور کیا اور قرآن کریم کی بھی عزت ان کے خیال میں ایسی ہی ہے جیسی گیتا ژند اوستا وغیرہ کی ورنہ اس کی تلاوت ایک مشرک کے سامنے جب کہ وہ لیٹا ہوا ہو کیوں کرتے ہیں میں نے ڈاکٹر صاحب کے پاس بھی خط لکھا ہے اور آپ کی خدمت میں بھی عریضہ ارسال ہے کہ جناب اپنی مذہبی رائے سے اس بارے میں میری رہنمائی فرمائیں فقط - شاہ حفظ عالم جنیدی (دائرہ حضرت شاہ محمد اجمل الہ آباد) ۳ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۶۸) گاندھی جی نے برت کھولنے کے وقت قرآن مجید انجیل وید ژند اوستا وغیرہ کے اقتباسات پڑھوائے ایک غیر مسلم کی طرف سے دوسری کتب مذہبیہ کے اقتباسات بغرض برکت حاصل کرنے کے پڑھوانے کی خواہش اگر سزاوار تحسین نہ سمجھی جائے تو محل اعتراض بھی نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یوں کہا جائے کہ وہ ابھی تک حق کو متعین کرنے میں یکسوئی حاصل نہیں کر سکا ہے اور تمام کتب مذہبیہ کو ایک درجے میں قابل تبرک سمجھتا ہے تو ایک غیر مسلم کی طرف سے یہ بات قابل گرفت نہیں ہے ڈاکٹر صاحب نے گاندھی جی کی درخواست کو قبول کر کے ایک رکوع تلاوت کرنے میں کوئی توہین کلام پاک نہیں کی بلکہ اگر ان کی نیت تبلیغ حق ہو تو وہ ماجور ہو سکتے ہیں کہ بجائے اکیس روزہ برت کے قرآن پاک کے احکام متعلق صیام پہنچا دیئے گاندھی کا لیٹے لیٹے سننا تو مجبوری و معذوری کی وجہ سے تھا جس میں کوئی شبہ اور خفا نہیں ہے بہر حال یہ واقعہ اپنی نوعیت و خصوصیت کے لحاظ سے قابل گرفت و مواخذہ نہیں ہے اگر کوئی غیر مسلم قرآن پاک کو اس کے احترام کے لحاظ سے اور برکت حاصل کرنے کے خیال سے سننا چاہے تو مسلمان کو سنانے میں باک نہ ہونا چاہئیے اور یہ بات قرآن پاک کی آیات تعویذوں میں لکھ کر غیر مسلموں کو دینے سے بدرجہا سالم تر اور احوط ہے - محمد کفایت اللہ غفر لہ

اتحاد کانفرنس ۱۹۲۴ء میں

حضرت مفتی اعظمؒ کا اعلان حق

قتل مرتد کے بارے میں مولانا عبد الباری اور دوسرے اکابر کے چند خطوط

۱۹۲۲ء میں جب ایک مشہور کانگریسی لیڈر سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک جاری کی اور ہزاروں ملکانوں کو مرتد کرایا اور اس کے نتیجے میں تمام ہندوستان میں فرقہ وارانہ بلوے شروع ہو گئے تو ۱۷ ستمبر ۱۹۲۴ء کو گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے اکیس دن کا برت شروع کیا ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو سنگم

تھیٹر (حال جگت ٹاکیز) مقابل ایڈورڈ پارک دہلی میں پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک عظیم الشان اتحاد کانفرنس منعقد کی گئی مولانا محمد علی صدر استقبالیہ تھے اس میں مسلم زعما میں سے حضرت مفتی اعظم کے علاوہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد' مولانا سید سلیمان ندوی مولانا ابو الکلام آزاد' مولانا ابو المحاسن محمد سجاد' حکیم محمد اجمل خان' مولانا احمد سعید بھی شریک تھے ہندو لیڈروں نے اپنی تقریروں میں اتحاد کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے مذہب میں سے سزائے مرتد اور تبلیغ کو نکال ڈالیں تاکہ امن واتحاد قائم ہو۔

قرار داد اتحاد کانفرنس منعقدہ دہلی

مورخہ ۲۶ ستمبر تا ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء

مطبوعہ آئی ایم ایچ پریس دہلی

تحریک نمبر ۱

یہ کانفرنس مہاتما جی کے روزہ پر اپنی دلی تشویش اور فکر کا اظہار کرتی ہے یہ کانفرنس زور کے ساتھ اس خیال کا اظہار کرتی ہے کہ ضمیر اور مذہب کی پوری پوری آزادی از حد ضروری ہے یہ کانفرنس عبادت گاہوں کی بے حرمتی کو خواہ وہ کسی مذہب یا ملت کی کیوں نہ ہوں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور کسی شخص کو اس کی تبدیلی مذہب پر سزا دینے یا تکلیف پہنچانے کو برا سمجھتی ہے یہ کانفرنس کسی مذہب کو جبرا تبدیل کرانے کی کوشش یا غیر مذہب والوں کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے اپنے مذہبی رسموں کو دوسرے کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے برتنے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

کانفرنس کے ممبر مہاتما گاندھی کو یقین دلاتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ وہ اصول مذکورہ بالا کو عمل میں لانے کی حتی المقدور کوشش کریں گے اور اشتعال کی حالت میں بھی ان اصولوں سے ہٹنے کو برا سمجھیں گے یہ کانفرنس پریسیڈنٹ کو اختیار دیتی ہے کہ وہ خود جاکر مہاتما جی سے کانفرنس کی یہ دلی خواہش ظاہر کریں کہ مہاتما جی اپنا روزہ فورا ختم کر دیں تاکہ یہ کانفرنس ان کی صلاح رہنمائی اور امداد سے فائدہ حاصل کرکے ان ذرائع کو طے کر سکے جس سے وہ برائی جو ملک میں تیزی سے بڑھ رہی ہے پورے

طریقہ پر روکی جاسکے۔

تحریک نمبر ۲

یہ کانفرنس ان جھگڑوں اور فسادوں پر جو ہندو اور مسلمانوں میں مختلف جگہوں پر ہندوستان میں ہو رہے ہیں اور جن میں جانیں ضائع ہوئی ہیں جائیداد تباہ کی گئی اور جلائی گئی ہے اور مندروں کی بے حرمتی ہوئی ہے افسوس ظاہر کرتی ہے کانفرنس کے خیال میں یہ حرکتیں وحشیانہ اور مذہب کے خلاف ہیں کانفرنس ان لوگوں سے جن کا ان فسادات میں نقصان ہوا ہے اظہار ہمدردی کرتی ہے اس کانفرنس کی یہ رائے ہے کہ انتقام یا سزا کی غرض سے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا مذہب اور قانون کے خلاف ہے اس کانفرنس کی رائے ہے کہ تمام متنازعہ فیہ امور خواہ کسی قسم کے کیوں نہ ہوں پنچایت کے سامنے پیش کئے جائیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو عدالتوں کے ذریعہ سے ان کا فیصلہ کرایا جائے۔

تحریک نمبر ۳

یہ کانفرنس ایک مرکزی قومی پنچایت مقرر کرتی ہے جس کے ممبروں کی تعداد پندرہ آدمیوں سے زیادہ نہ ہوگی تاکہ وہ مختلف جگہوں پر مختلف اقوام کے مقامی نمائندوں کی صلاح سے لوکل پنچایت قائم کرے تمام جھگڑوں اور اختلافات کا مع ان جھگڑوں کے جو حال میں ہوئے ہیں اور جن کا تصفیہ پنچایت ضروری اور مناسب خیال کرتی ہے تحقیقات کے بعد تصفیہ کردے اس قومی پنچایت کو اس تحریک پر عمل در آمد کرنے کے لئے قواعد اور قوانین بنانے کا اختیار ہوگا۔

یہ کانفرنس حسب ذیل اصحاب کو مرکزی قومی پنچایت کا ممبر مقرر کرتی ہے اور انہیں اختیار دیتی ہے کہ ۱۵ ممبر کی تعداد پوری کرنے کے لئے اور ممبر اپنے میں شامل کرلیں یہ ممبران لوکل نمائندے بھی بطور ایڈیشنل ممبروں کے شامل کرسکتے ہیں۔

(۱) مہاتما گاندھی سرپنچ اعلی (۲) حکیم اجمل خاں (۳) لالہ لاجپت رائے (۴) مسٹر جی. کے. نریمان (۵) ڈاکٹر ایس. کے. دت (۶) ماسٹر سندر سنگھ لائل پوری

تحریک نمبر ۴

ہندوستان کی مختلف قوموں کے درمیان بہتر تعلقات کو ترقی دینے کے عام اصولوں کو جن کا اعادہ تحریک نمبر ۱ میں کیا گیا ہے دائرہ عمل میں لانے کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تمام مذاہب اور عقائد و مذہبی رسومات میں باہمی رواداری پیدا کرنے کے لئے یہ کانفرنس اپنی یہ رائے ظاہر کرتی ہے۔

(۱) ہر ایک فرد و فرقہ کو پوری آزادی حاصل ہے کہ جس عقیدے کو چاہے اختیار کرے اور دوسروں کے احساسات و حقوق کا مناسب احترام کرتے ہوئے اپنے عقائد کا اظہار اور مذہبی رسوم کا اتباع کرے لیکن کسی

حالت میں کوئی فرد یا فرقہ کسی دوسرے مذہب کے بانیوں یا مقدس ہستیوں یا مذہبی اصولوں کو برا کہنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(ب) تمام معابدہ خواہ وہ کسی مذہب یا عقیدہ سے تعلق رکھتے ہوں متبرک اور ناقابل تخریب تصور کئے جائیں گے اور کسی وجہ سے خواہ وہ اشتعال یا اسی قسم کی مذہبی توہین کا بدلہ کیوں نہ ہوں ان پر حملہ یا ان کی توہین نہ کی جاسکے گی ہر ایک شہری کا خواہ وہ کسی مذہب یا عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو فرض ہوگا کہ اس قسم کے حملہ یا توہین کو جہاں تک ہو سکے روکے اور جہاں اس قسم کا حملہ کیا جاچکا ہے یا معابدہ کی توہین ہو چکی ہے تو اس پر بلا تامل اظہار نفرت کرے۔

(ج)(۱) ہندوؤں کو یہ توقع نہ رکھنی چاہئیے کہ باہمی معاہدہ کے علاوہ مسلمانوں کو ان کے حق گاؤ کشی کے استعمال سے جبراً یا مقامی بورڈوں کو قرارداد یا قانون جماعت ساز کے قانون یا عدالت کے حکم سے روکا جاسکتا ہے ہندوؤں کو اس کے لئے مسلمانوں کے نیک احساس اور دونوں قوموں میں بہتر تعلقات کے قائم ہو جانے پر بھروسہ کرنا چاہئیے جس کی وجہ سے ہندوؤں کے جذبات کا مسلمانوں کے دلوں میں زیادہ واحترام پیدا ہوگا۔

(۲) مذکورہ بالا دفعہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کسی مقامی رواج یا دونوں قوموں کے باہمی معاہدہ پر جو پہلے ہو چکا ہے کوئی اثر نہ ڈالے گا اور نہ اس کو مسترد کرے گا اور نہ اس کی وجہ سے کسی ایسی جگہ گاؤ کشی کو اجازت ہوگی جہاں پہلے گاؤ کشی نہیں ہوئی ہے اس بارے میں واقعات کے متعلق تمام جھگڑے قومی پنچایت جس کا ذکر تحریک نمبر ۳ میں ہو چکا ہے طے کرے گی۔

(۳) ذبیحہ گاؤ اس طرح ہوگا جس سے ہندوؤں کے مذہبی احساسات کو صدمہ نہ پہنچے۔

(۴) اس کانفرنس کے مسلمان ممبران اپنے ہم مذہبوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ گائے کے ذبیحہ کو کم کرنے کی حتی الوسع کوشش کریں۔

(د)(۱) مسلمانوں کو یہ توقع نہ رکھنی چاہئیے کہ باہمی معاہدہ کے علاوہ وہ مسجدوں کے قریب یا ان کے سامنے ہندوؤں کے باجہ بجانے کو جبراً یا عدالت کے حکم سے یا جماعت قانون ساز کے قانون سے یا مقامی بورڈوں کی تحریک سے روک سکتے ہیں مسلمانوں کو ہندوؤں کے نیک احساس پر بھروسہ کرنا چاہئیے کہ وہ ان کے جذبات کا اس معاملہ میں لحاظ رکھیں۔

(۲) مذکورہ بالا دفعہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کسی مقامی رواج یا دونوں قوموں کے باہمی معاہدہ پر جو پہلے ہو چکا ہے کوئی اثر نہ ڈالے گا اور نہ اس کو مسترد کرے گا اور نہ اس کی وجہ سے کسی ایسی مسجد کے سامنے باجہ بجانے کا حق ہوگا جہاں اب تک باجا نہیں بجایا گیا ہے اس موخر الذکر مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی واقعات سے متعلق جھگڑا ہوگا تو اس کا تصفیہ قومی پنچایت کرے گی جس کا ذکر تحریک نمبر ۳ میں گزر چکا ہے۔

(۳) اس کانفرنس کے ہندو ممبران اپنے ہم مذہبوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ مسجدوں کے نزدیک اس طرح باجہ بجانے سے احتراز کریں جس سے جماعت کی نماز میں خلل واقع ہو۔

(ہ) (۱) مسلمانوں کو یہ توقع نہ رکھنی چاہئیے کہ باہمی رضامندی کے علاوہ وہ پوجا کے وقت یا دوسرے موقعوں پر ہندوؤں کو اپنے مکانوں یا مندروں یا دیگر عام جگہوں پر کسی وقت آرتی کرنے یا باجہ بجانے سے جس میں سنکھ کا بجانا شامل ہے جبراً یا عدالت کے حکم یا جماعت قانون ساز کے قانون یا مقامی بورڈوں کے قرار داد کے ذریعہ سے روک سکتے ہیں چاہے ایسا مکان مندر یا عام جگہ کسی مسجد کے نزدیک ہی کیوں نہ ہو بلکہ ان کو ہندوؤں کے نیک احساس پر بھروسہ رکھنا چاہئیے کہ وہ ان کے اوقات کا لحاظ رکھیں گے۔

(۲) مذکورہ بالا دفعہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کسی مقامی رواج یا دونوں قوموں کے آپس کے معاہدہ پر جو پہلے ہو چکا ہے کوئی اثر نہ ڈالے گا اور نہ اس کو منسوخ کرے گا اگر اس بارے میں واقعات کے متعلق کسی قسم کا جھگڑا ہو تو اس کا تصفیہ قومی پنچایت متذکرہ دفعہ ۳ کرے گی۔

(و) مسلمانوں کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مکانوں میں یا کسی مسجد میں یا کسی عام جگہ پر جو کہ قوم کے مذہبی رسوم کے واسطے مخصوص نہ کی گئی ہو اذان دے سکتے ہیں یا نماز ادا کر سکتے ہیں۔

(ز) (۱) جب کہ کسی جانور کے جان لینے اور اس کے گوشت فروخت کرنے کی اور اس بناء پر اجازت ہو تو اس کے جان لینے کے طریقہ پر خواہ جھٹکا ہو یا ذبح ہو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

(۲) جہاں کہیں کسی محلہ یا جگہ میں کسی قسم کے گوشت کے فروخت کرنے کے بارے میں کوئی جھگڑا ہو تو وہ جھگڑا اس قومی پنچایت کے ذریعے سے طے ہوگا جس کا ذکر تحریک نمبر ۳ میں ہو چکا ہے۔

(ح) ہر شخص کو اس امر کی آزادی ہے کہ وہ جو مذہب چاہے اختیار کرے اور جب چاہے اسے ترک کر دے ترک مذہب کی وجہ متروک مذہب کے ماننے والوں کو اس کی سزا دینے یا کسی طرح سے تکلیف پہنچانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

(ط) ہر شخص اور ہر گروہ کو آزادی ہے کہ وہ دوسرے کو دلائل یا سمجھانے سے اپنے مذہب میں داخل کرے یا اپنے مذہب سے دوسرے مذہب میں گئے ہوئے لوگوں کو پھر اپنے مذہب میں واپس لے لے لیکن اس کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ ایسا کرنے یا اس کے روکنے کے لئے دغابازی یا ناجائز ذریعہ مثلاً مادی لالچ سے کام لے لڑکے یا لڑکیوں کو اپنے والدین جائز یا ولی کے ساتھ تبدیل مذہب کرنے کے علاوہ ۱۶ برس سے کم عمر کے لڑکے یا لڑکیوں کا مذہب تبدیل نہ کرایا جائے اگر غیر مذہب کا آدمی کسی ۱۶ برس سے کم عمر کے لڑکے یا لڑکی کو اپنے والدین یا ولی سے الگ بھٹکتا ہوا پائے تو اسے فوراً اس کے ہم مذہبوں کے حوالہ کر دے کسی مذہب کی تبدیلی یا سابق مذہب میں واپس لانے کے معاملہ میں کسی قسم کی خفیہ کاروائی سے کام نہیں لینا چاہئیے۔

(ی) کوئی قوم دوسری قوم کے کسی فرد کو اپنی زمین پر جو کہ اس کی ملکیت ہے کسی نئے عبادت گاہ کے بنانے سے بجبر نہ روک سکے گی لیکن یہ عبادت گاہ دوسری قوم کی موجودہ عبادت گاہ سے مناسب فاصلہ پر ہونی چاہئیے۔

تحریک نمبر ۵

اس کانفرنس کی رائے میں مبالغہ آمیز واقعات چھاپ کر ایک دوسرے کے مذہب کو برا بھلا کہہ کر اور ہر ایک طریقہ سے تعصب کو بڑھا کر مختلف قوموں میں کشیدگی زیادہ کرنے کی ذمہ داری ایک طبقہ اخبارات پر ہے جو بالخصوص شمالی ہند میں موجود ہیں یہ کانفرنس ایسی تحریروں پر اظہار نفرت کرتی ہے اور پبلک سے اپیل کرتی ہے کہ ایسے اخباروں اور پمفلٹوں کو مدد نہ دیں یہ کانفرنس مرکزی اور مقامی پنچایتوں کو صلاح دیتی ہے کہ ایسی تحریروں کی نگرانی کریں اور وقتاً فوقتاً صحیح خبریں بغرض اطلاع عام شائع کیا کریں۔

تحریک نمبر ۶

چونکہ اس کانفرنس کو بتایا گیا ہے کہ اکثر جگہوں پر مسجدوں کے متعلق نامناسب حرکتیں عمل میں آئی ہیں اس لئے اس کانفرنس کے ہندو ممبران ایسے افعال کو جہاں کہیں بھی وہ سرزد ہوئے ہوں بہ نظر نفرت دیکھتی ہے۔

تحریک نمبر ۷

اس کانفرنس کے ہندو اور مسلمان ممبران اپنے ہم مذہبوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان کی دوسری چھوٹی قوموں کے ساتھ پوری رواداری کا برتاؤ کریں اور قومی تعلقات کے ہر ایک سوال میں انصاف اور فیاضی سے کام لیں۔

تحریک نمبر ۸

اس کانفرنس کی یہ رائے ہے کہ ایک قوم کے لوگوں کی طرف سے دوسری قوم کے لوگوں کا بائیکاٹ کرنا یا ان سے سوشل یا تجارتی تعلقات کا منقطع کر لینا جیسا کہ ملک کے چند حصوں میں ہوا ہے قابل ملامت ہے اور اس سے ہندوستان کی مختلف قوموں میں اچھے تعلقات کی ترقی پانے میں زبردست رکاوٹ ہوتی ہے یہ کانفرنس اس لئے تمام قوموں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس قسم کے بائیکاٹ یا منافرت سے اجتناب کریں۔

تحریک نمبر ۹

یہ کانفرنس ہندوستان کی تمام قوموں کے مرد اور عورتوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ مہاتما گاندھی کے روزہ کے آخری نازک ہفتہ میں روزانہ دعا کریں اور ہر ایک گاؤں اور قصبہ میں ۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو عام جلسہ کر کے قوم کی طرف سے قادر مطلق کا شکریہ ادا کریں اور اس کی جناب میں دعا کریں کہ ہندوستان کی تمام قوموں میں محبت اور اخوت کے جذبات پیدا ہوں اور اتحاد پیدا ہو اور جن مکمل مذہبی آزادی اور باہمی محبت کے اصولوں کا اظہار اس کانفرنس میں کیا گیا ہے اس پر ہندوستان کی تمام قومیں کاربند ہوں۔

سیکریٹریان

جواہر لال نہرو ، شعیب قریشی

قتل مرتد کا مسئلہ اگرچہ غیر مسلموں کی نظر میں ہمیشہ کھٹکتا رہا ہے لیکن چونکہ افغانستان میں نعمت اللہ خاں کو جو قادیانی ہو گیا تھا سنگسار کیا جا چکا تھا اس وجہ سے ذہنوں پر پھر مسلط ہو گیا اور منظم تبلیغ اگرچہ شدھی کے جواب میں ارتداد کے سدباب کے طور پر تھی مگر ناگوار ہو رہی تھی۔
جب قرارداد کی پہلی تجویز حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کے علم میں آئی تو ان کا دل تڑپ اٹھا اور مولانا نے فوراً پے در پے مندرجہ ذیل مسلم اور غیر مسلم زعما کو تار اور خطوط بھیجے۔(۱) مدیر اخبار شوکت بمبئی (۲) مہاتما گاندھی (۳) پنڈت موتی لال نہرو (۴) مولانا محمد علی مولانا کفایت اللہ مولانا شوکت علی مولانا حسین احمد مولانا حفیظ اللہ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء
یہ تمام مفصل خط و کتابت ایک رسالہ کی صورت میں بنام سراج صلاح منشی مظفر علی نے مرتب کر کے شائع کر دی تھی یہاں صرف چند خطوط درج کئے جاتے ہیں۔

خط از مولانا عبدالباریؒ بنام مولانا حسین احمدؒ (دہلی)

مکرمی دام مجدہ۔ السلام علیکم آپ کا تار آیا۔ مجھے تعجب ہے کہ میرا مقصد صاف و واضح غالباً آپ حضرات تک نہیں پہنچا میں ابھی تک یہ نہ سمجھ سکا کہ کس سبب سے مبحث عنہ تحریک مذہب کے خلاف نہیں ہے اگر اس کے الفاظ کا مفہوم غلط ہے تو یہ بات مانی جا سکتی ہے اگر شائع شدہ الفاظ صحیح ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کو ہم مذہب کے احکام کے خلاف نہ سمجھیں۔
مولانا! نفس مسئلہ حکم قتل مرتد میں موجودہ حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلام نہیں ہے اگر کوئی سزا دے مرتد کو تو اس پر نفرت کی جائے یہ مابہ النزاع ہے اس میں تو تمام افعال و اقوال و احکام اگلے پچھلے اندرون ہند بیرون ہند سب داخل ہیں اور فرض کیا جائے کہ اندرون ہند اور وہ بھی برٹش انڈیا کے ساتھ تحریک مخصوص ہے تو اس میں بھی ایسی صورت داخل ہے کہ جس میں کسی کا لڑکا مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) اور وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ اس کو چند دن اپنے گھر میں باندھ رکھے اور فہمائش کرے اس کو گمان غالب ہے کہ اگر ایسا کیا جائے وہ دین میں پھر واپس آ جائے گا جیسا کہ خود موتی لال صاحب کی لڑکی کے بارے میں گاندھی صاحب نے کیا تھا اب یہ صورت بھی اس ریزولیشن میں قابل نفرت و ملامت ہے لیکن اس پر خاک ڈالئے اور اس تاویل سے مان بھی لیجئے تو میں اس پر کد نہ کروں گا اگر قدمائے مقدسین کے افعال کو کسی طرح مستثنیٰ کر دیا جاتا مجھے بھائی محمد علی و شوکت علی صاحبان سے فروگذاشت پر تعجب نہیں ہے مگر آپ ایسے علمائے متبحرین سے اس فروگذاشت کو سخت قابل تعجب سمجھتا ہوں پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ ہم قتل مرتد بلکہ کوئی سزا مرتد کو ہم نہیں دے سکتے غور فرمایئے کہ اگر کوئی ادنیٰ سزا دے اور سمجھے کہ اس سزا کو دینا

مرتد کی اصلاح کا باعث ہوگا تو اس پر بھی آپ کی نفرت و ملامت موجود ہے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کسی نصرانی حربی مثلاً دھوبی کے قاتل پر اگر کسی نے نفرت کی حالانکہ ہندوستان میں اس قسم کے قتل کی فرضیت کا کوئی قائل نہیں اور اصول ترک موالات بلا تشدد و مجوزہ گاندھی جی کے بھی خلاف ہے اس پر اظہار نفرت کرنا برا ہوا اور اس قسم کی سزا مرتد کو دینا جس سے اصلاح کی امید ہے قابل نفرت سمجھا جائے بلکہ اس پر مجمع میں نفرت کی جائے صاف اور واضح بات کو چھوڑ کر کہ "ہم ہندوستان میں نہ قبل سوراج نہ بعد سوراج قتل مرتد کرنے کا حکم نہیں دیتے" ایسی لغو اور بے معنی عام تحریک کرنا کیا ضروری تھا اور اس سے کیا فائدہ ہوگا مانا کہ اس پر ریزولیشن سے فتنہ ارتداد دفع ہوتا ہے گو اس کی امید نہیں لیکن مقصود اس کا یہی سمجھا جائے تو بھی جملہ ما بہ النزاع سے جو مذہبی خرابی اب پیش ہے اس سے تو فتنہ ارتداد بڑھا جاتا ہے۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

ایک فتویٰ جو علمائے ندوہ نے آج بھیجا ہے اس کی نقل مرسل ہے۔

فقیر محمد عبدالباری - ۲ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

خط از مولانا شوکت علیؒ بنام مولانا عبدالباریؒ

دہلی یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء - حضور والا - السلام علیکم کل ایک تار پنڈت موتی لال نہرو محمد علی اور مولانا کفایت اللہ صاحب کے نام آیا جب میں لکھنؤ حاضر ہوا تھا تو عرض کیا تھا کہ اس وقت لکھنؤ حاضر ہونے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ موجودہ کانفرنس میں پیش ہونے والے مسائل کے بارے میں شرعی احکام کے متعلق حضور کی یا کم از کم مولوی عنایت اللہ صاحب کی اعانت حاصل کروں ابتدائے تحریک سے بار بار اور مسلسل عرض کرتا رہا ہوں کہ میں فقہ سے اور احکام شرعیہ کی باریکیوں سے واقف نہیں ہوں اس لئے ہمیشہ ہر مسئلے میں حضور کی رائے دریافت کرایا کرتا ہوں یہ ایک نازک موقع تھا جس میں اکثر مذہبی امور پر بحث ہونے والی تھی اس لئے میں نے چاہا تھا کہ مولوی عنایت صاحب ضرور شریک ہوں مگر وہ تشریف نہیں لائے اب مجبوراً ہم کو یہاں ان علما کی رائے پر اعتماد کرنا پڑا جو کانفرنس میں تشریف رکھتے ہیں مولانا کفایت اللہ صاحب مولانا حسین احمد صاحب مولانا احمد سعید صاحب وغیرہ اس لئے ہم لوگوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے جیسا علماء نے یہاں فتویٰ دیا اس پر عمل کر کے تحریک پیش کی گئی پاس کی گئی جس وقت یہ تحریک پیش کی گئی تو سب سے پہلے علماء کی رائے اس مسئلہ میں دریافت کی گئی مولانا کفایت اللہ صاحب نے بلا کسی شرط یا مشتبہ الفاظ کے صاف اور واضح طور پر بیان کیا کہ مرتد کی سزا یقیناً از روئے شرع شریف قتل ہے مگر اس سزا کا نفاذ ہندوستان میں اب یا بعد حصول سوراج نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ اس کے نفاذ کے لئے سلطان کی موجودگی قانون اسلام کا نفاذ اور محکمہ قضاۃ وغیرہ وغیرہ کا موجود ہونا ضروری ہے جو یہاں نہ اب ہے اور نہ

آئندہ ہو سکتا ہے پھر ان سے سوال کیا گیا کہ کوئی سزا علاوہ قتل کے دی جا سکتی ہے یا نہیں اس کا بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ اب انہیں کے الفاظ رزولیشن میں رکھ دیئے گئے جہاں تک میں سمجھتا ہوں حضور کو شاید یہ غلط فہمی ہوئی کہ اس رزولیشن کا کسی طرح کا بھی تعلق اس قانون مرتد سے ہے جس کا اس وقت نفاذ ریاست بھوپال میں ہے اس کے متعلق شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ریاستوں میں سے ہم کو کوئی تعلق نہیں ہے ہمارے کسی ریزولیشن کا کوئی اثر ریاست کے قوانین پر نہ اب پڑ سکتا ہے اور نہ آئندہ کبھی پڑنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے مثلاً اگر ریاستی نظام میں اس وقت چور کا ہاتھ کاٹنے یا مرتد کے قتل کا حکم جاری کر دیا جائے تو ہم کو اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا اسی طرح ریاست جیپور میں گاؤ کشی پر پھانسی کی سزا کا حکم ہے مگر ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی اس وقت مسئلے کی نوعیت صرف اس قدر ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے ایک سوال قتل مرتد یا سزائے مرتد کے بارے میں کیا جاتا ہے ہم اس کے جواب میں جو صحیح حکم شریعت ہے اس کو بیان کر دیتے ہیں نہ ہندوؤں کو اس وقت اس سوال سے زائد کا حق تھا اور نہ ہم کو حق تھا کہ کوئی قانون بنائے کانفرنس کا کوئی فیصلہ ناطق نہیں ہے سزائے مرتد یا قتل مرتد کے بارے میں اگر کوئی سوال پیدا بھی ہو سکتا ہے تو بعد سوراج۔ مسلمانوں کو پورا حق ہے کہ جس وقت چاہیں گے پارلیمنٹ میں جو قانون چاہیں پاس کرائیں اس کانفرنس میں صاف صاف برابر اعلان کیا جاتا رہا ہے کہ اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ موجودہ فسادات کے رفع کرنے اور ان کے اسباب کے دریافت پر غور کیا جائے ہندو مسلمانوں میں کوئی دوامی شرائط صلح نہیں طے کئے جا رہے ہیں قتل مرتد کے بارے میں اس وقت ایک جماعت کو فکر تھی کہ اس کے متعلق مسئلے کو واضح کیا جائے میں نے عرض کیا تھا کہ لکھنؤ کی حاضری کا ایک سبب اس مسئلہ کو دریافت کرنا بھی ہے مجھ کو یاد ہے اور اسی بناء پر میں نے یہاں حضور کے مشورہ کا حوالہ دے کر اعلان کیا کہ مسئلہ یوں ہی ہے جس طرح مولانا کفایت اللہ صاحب نے بیان کیا آخر میں نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کروں گا کہ حضور اس وقت تک سکوت فرمائیں جب تک یہاں کے حالات مولانا کفایت اللہ صاحب اور دیگر حاضرین سے سن نہ لیں اور صحیح حالات معلوم نہ کر لیں دو چار روز کی تاخیر میں کوئی نقصان نہ ہوگا اور حضور ہم پر کم سے کم یہ تو بھروسہ کر لیں کہ ہم اپنی موجودگی میں شریعت کی تحقیر نہ ہونے دیں گے میں جانتا ہوں کہ حضور کو کس درجہ ہندو مسلمان کے اتحاد کا خیال ہے اس لئے ہم کو تو اس کے خلاف گمان کرنا بھی اب نادانی اور جہالت ہے واقعات صحیح آپ کو سب معلوم ہو جائیں گے اور اس وقت باقی ماندہ شکوک اور دقتیں باہمی حالت رواداری کے ساتھ فیصلہ پا جاویں گی از حد مصروف ہوں اور تھکا ہوا حضور کا خادم۔

خادم کعبہ شوکت علی

خط مولانا حسین احمدؒ بنام مولانا عبدالباریؒ

شب تاریک وبیم موج دگر داپے چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکسا راں ساحلہا

مولانا المحترم زیدت معالیکم - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - والا نامہ مع تار باعث سرفرازی ہوا مولانا! ایک دوامر ہوں تو ان کو ذکر کیا جائے - دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم - صنف علما کی خود پسندی تشتت خود رائی حب جاہ ومال خوف اغیار کی تاریک گھٹاؤں نے عرصہ دراز سے جو کچھ نہ دیکھا تھا وہ دکھا ہی رکھا تھا مگر اس زمانہ پر آشوب میں اس صنف کے استغنا اور غفلت نے تو اساس اسلام کے کھود ڈالنے کی تیاری کرلی ہے اس مؤتمر اتحاد نے ہر طبقے اور ہر صنف اور ہر فریق کے لوگوں کو دعوت دی قریب اور بعید کے تقریباً چار سو ستر یا زیادہ آدمیوں کو بلایا مگر اول تو مسلمان بہت کم آئے پھر ان میں علما کی جماعت اقل قلیل تھی علماء دیوبند کو متعدد تار گئے کوئی نہیں آیا علماء بدایوں میں سے کوئی نہیں آیا اور علی ہذا القیاس دوسرے مقامات سے بھی کوئی نہیں آیا فقط سید سلیمان ندوی تشریف لائے تھے جو فقط دو تین دن ٹھہر کر چلے گئے کوئی معتدبہ دلچسپی انہوں نے نہیں لی - مولانا! مجمع اغیار تھا - ہندو سکھ پارسی عیسائی مجتمع تھے مسلمانوں میں سے قادیانی روشن خیالی کے مدعی انگریزی خوان حضرات جو بزعم خود اپنے سامنے ابو حنیفہ اور شافعی ومالک واحمد حنبل وغیر ہم کو نہ صرف طفل مکتب بلکہ مضر للدین والاسلام سمجھتے اور کہتے ہیں موجود تھے ہر فریق نے اپنے چیدہ چیدہ متکلم اشخاص کو بھیجا اور جمع کیا تھا مگر کیا اسلام کے مذہبی اور علمی طبقے کو اس کی کوئی پرواہ ہوئی تھی اس کا جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں -

مولانا! اس مجمع میں جو کچھ مشکلات ہم کو پیش آئیں اس کو ہم ہی اندازہ کر سکتے ہیں اور آپ اتنی دور بیٹھے ہوئے اندازہ نہیں کر سکتے ہر ہر لفظ اور ہر ہر مسئلے پر دشواریوں کے پہاڑ اڑ جاتے تھے جن کا اٹھانا بھی دشوار اور ہٹانا بھی دشوار تر ہوتا تھا نہ کوئی صحیح مشورہ دینے والا ہوتا تھا نہ کوئی ہمدردی اور اعانت کرنے والا خود ہمارے معزز لیڈروں کے بات بات پر حملے اور سخت حملے ہوتے رہے اگر مجمع اغیار میں ان کا جواب دیں تو اسلام مسلمانوں علماء کی توہین ہوتی ہے اور اگر چپ رہیں تو مداہنت کا دھبہ - عجب کشمکش کا عالم تھا شیر نری کا دعویٰ کرنے والے اغیار کے سامنے بزا نفش بنے ہوئے نظر آتے تھے آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ مخالف فریق اور مدعیان اجتہاد وعلمیت پر جماعت کا جو اثر پڑ سکتا ہے وہ ایک دو کا نہیں ہو سکتا پھر چند دماغ جو چیز پیدا کر سکتے ہیں ان کے لئے ایک یا دو دماغ کافی نہیں ہو سکتے اور جب کہ اپنوں ہی میں ایسے حضرات ہوں جو کہ دوسروں کے سیلاب میں اپنے آپ اور اپنی قوم کو بہا دینے کے لئے تیار ہوں تو اس کا کیا حشر ہو گا -

قومی هم قتلوا امیم اخی فلئن رمیت یصیبنی سهمی

ولئن عفوت لا عفون جللا ولئن کسرت لا وهنن عظمی

مولائی المحترم - پہلے ہی دن فریق غیر کی طرف سے مجھ سے کہا گیا کہ یہ صلح کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ تمہارے مذہب میں مرتد کے لئے سزا قتل ہے میں نے جواب دیا کہ بیشک یہ حکم مذہب کا ہے مگر ہم ہندوستان کے لئے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں بصورت برٹش راج یا سوراج اس مسئلے کا ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کہا گیا کہ بصورت سوراج خالص اسلامی ریاستیں ممکن ہے کہ

اس پر عمل کریں میں نے جواب دیا کہ یہ ریاستیں غالباً اس وقت بھی اسی قسم کی خود مختار ہوں گی جیسی کہ اب ہیں یا جمہوریت کے اعضاء میں سے ہو کر خالص اسلامی خود مختار کامل نہ ہوں گی اس لئے وہ بھی ہمارے مسئلے سے خارج ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اجلاس شروع ہوا تمہیدی تقاریر شروع ہوئیں چند انگریزی تقریروں کے بعد پنڈت مالویہ جی نے تقریر کی اور راشٹر ایک مذہب اتحاد و عمل کی ضرورت اور فوائد وغیرہ بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے مذہب میں سے سزائے مرتد اور تبلیغ کو نکال ڈالیں تاکہ امن و اتحاد قائم ہو یہ تقریر غالباً آدھ گھنٹے ہوئی تھی۔

مجھ کو کہا گیا کہ تو اس کے بعد تقریر کر۔ مگر مولانا کفایت اللہ کے موجود ہوتے ہوئے ان کی قوت تقریر و تحریر ذکاوت و فطانت علمی بلند پائیگی وغیرہ مجھ کو ہر طرح مجبور کرتی تھی کہ میں اس کی اپیل ان کی خدمت میں کروں چنانچہ مولانائے موصوف کھڑے ہوئے اور نہایت واضح اور روشن طریقے پر ثابت کیا کہ مختلف المذاہب اور مختلف الاعتقاد اقوام و ادیان ایک سرزمین میں کس طرح بسر کر سکتے ہیں اور ان کے لئے طرز عمل کیا کیا اختیار کرنا ضروری ہے آخر میں مولانائے موصوف نے فرمایا کہ بے شک شریعت اسلامیہ میں یہ مسئلہ مسلم ہے کہ مرتد کو سزائے قتل دی جائے مگر اس کا تعلق ہندوستان سے نہیں اس سزا کا اختیار سلطان اسلام کو ہے وہ اپنی قلمرو میں اس کو جاری کر سکتا ہے موجودہ حالت میں اور بعد از سوراج ہندوستان اس سے خارج ہے اس بیان کو وضاحت کے ساتھ مولانا نے روشن فرمایا جس پر تمام حاضرین کی کامل توجہ منعطف تھی۔

اس پر پنڈت رام چندر نے یہ کہا کہ جہاں سلطان اسلام نہ ہو یا حکم نہ دے وہاں کوئی مسلمان فرد یا جماعت خود کسی مرتد کو قتل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ مولانا نے فرمایا نہیں اس نے کہا کہ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی کیا سزا ہے۔ مولانا نے کہا کہ یہ امر مفوض الی رای السلطان ہے یہ گفتگو جب ہو رہی تھی اس پر مالویہ جی اور دوسرے لیڈر ہندو بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ اس کی تنقیح کی اب ہم کو ضرورت نہیں جب کہ ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس مسئلے کا تعلق ہندوستان کی موجودہ اور مستقبلہ حالت سے نہیں تو ہم کو کافی ہے۔ مولانا کفایت اللہ نے اس وقت کہا بھی کہ اگر اس مسئلے کے متعلق اور کچھ کسی کو پوچھنا یا کہنا ہو تو پوچھے میں جواب کے لئے تیار ہوں اس پر ان کے عام لیڈروں نے خصوصاً ہندوؤں نے کہا کہ نہیں یہ قدر ہم کو کافی ہے مسئلہ تبلیغ کے متعلق مولانا نے فرمایا کہ مذہب اسلام ابتدا ہی سے تبلیغی مذہب ہے اور ہمیشہ سے وہ تبلیغ کا کام کرتا رہا اور یہی اس کی تعلیم ہے مگر نہایت حلیمانہ اور عادلانہ طریقے پر بلا اکراہ و اجبار وغیرہ۔

غرضکہ اس مفصل تقریر پر سبھوں کو اطمینان ہو اس میں مولانا آزاد نے فرمایا کہ مولانا! یہ تفصیل کر دیجئے کہ یہ حکم قضاء ہے یا تشریعاً۔ مگر مولانا موصوف کی گزشتہ تقریر پر سبھوں نے کہا کہ اب اس کی کوئی حاجت نہیں مولوی محمد علی صاحب بولے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس کے بعد مفتی محمد صادق

صاحب قادیانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا کہ حقیقت میں مسئلہ مرتد ہندوستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا یہاں کوئی سزا انہیں نہیں دی جا سکتی۔

بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان کے باہر بھی اس کو کوئی سزا نہیں دی جا سکتی اور نہ سلطان اسلام کو اس کا اختیار ہے۔اس پر میں نے چاہا کہ کہوں کہ یہ محض آپ کی رائے ہے مذہب اسلام میں یہ نہیں ہے۔سید سلیمان ندوی صاحب نے مجھے روکا اور یہ کہا کہ یہ بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ میں کہتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ ان مباحث پر جن میں یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ مذہب اسلام میں یہ سزا مقرر ہے مگر یہاں بوجہ مانع اس کا اجرا نہیں ہو سکتا تمام حضار جلسہ کو اطمینان ہو گیا اس کے بعد مختلف اشخاص کی تقریریں ہوئیں۔

صدر جلسہ اور دیگر مقررین نے بار بار اپنے الفاظ کہے کہ اس جلسے میں گزشتہ اعمال و افعال کی تحقیق تفتیش کرنی مطلوب نہیں اور نہ ان کی نسبت کوئی فیصلہ ظاہر کرنا ہے بلکہ آئندہ کے متعلق ایک نظام عمل تیار کرنا ہے تاکہ وہ امور جن کی وجہ سے فضاء ہندوستان مکدر ہو گئی ہے ظاہر نہ ہوں اسی بناء پر متعدد اوقات میں جب کہ سوامی شردھانند نے اپنی کتاب اور اخبار لے کر جناب کے فتویٰ قتل مرتد پر اظہار رائے کرنا اور اکسپلین دینا چاہا صدر جلسہ نے روک دیا ہم سب تیار تھے کہ اگر سوامی جی نے تقریر کی تو انشاء اللہ پوری وضاحت کے ساتھ جواب دیں گے مگر چونکہ صدر جلسہ نے یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب اس کے متعلق خاص طور سے رزولیشن آنے والا ہے اس وقت آپ کو جو کچھ فرمانا ہے فیصلہ کے بعد آپ فرمائیں تو ہم نے بھی یہ مناسب سمجھا کہ اب اس وقت ہم کو الجھنا نہ چاہیے ورنہ ہم بھی روک دیئے جائیں گے۔

اور ہم بعد ممانعت صدر گزشتہ امور پر تبصرہ کرنا بھی غیر ضروری خیال کرتے تھے اسی طرح جب کہ رزولیشن نمبر ۱ میں منادر کے متعلق اظہار افسوس کا جملہ آیا اور اس میں ترمیم زیادت لفظ مساجد یا بدال لفظ معابد کی احقر نے پیش کی اور بحث جاری ہوئی تو میں نے مساجد بھرت پور کا ذکر کیا اس پر کہا گیا کہ وہ معاملہ اسٹیٹ کا ہے ہم اسٹیٹ کے افعال میں حسب اصول کانگریس کوئی مداخلت نہیں کر سکتے۔

الحاصل اس کانفرنس کے اصول و قواعد میں سے جن کا بار بار تذکرہ آچکا تھا یہ چند امور تھے امور استقبالیہ کے متعلق فیصلہ اور غور۔ جو امور باعث فساد و فتنہ ہیں ان کا تصفیہ - امور متعلقہ برٹش ہند پر اتفاق - گزشتہ امور پر نہ تبصرہ و تنقید تھی اور نہ ممالک خارجہ از ہند یا ریاستیں ان میں داخل ہیں اس لئے ذبیحہ گاؤ و دیگر حیوانات یا آرتی اور اذان وغیرہ کے متعلق تصفیہ جات ریاستوں سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے جہاں پر کہ یہ اعمال جبراً روکے جاتے ہیں اور ریواں راج وغیرہ میں تبدیل مذاہب پر سزائیں مقرر ہیں۔"

مولانا نے محترم ! رزولیشن نمبر ۴ کے تمہید کے ان الفاظ کو بھی مد نظر رکھیں جن کا تعلق خاص رزولیشن نمبر ۱ سے ہے اور وہ اس پر پوری روشنی ڈالتے ہیں" رزولیشن نمبر ۱ میں ہندوستان کی مختلف قوموں کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے جو عام اصول قرار دیئے گئے ہیں ان کو مد نظر رکھ کر اور تمام مذاہب 'عقائد

وانمال مذہبی کے لئے کامل رواداری حاصل کرنے کی غرض سے یہ کانفرنس اپنی یہ رائے قائم کرتی ہے کہ :"

مولانا المحترم! جب آں جناب ان الفاظ پر غور فرمائیں گے تو کسی طرح بھی زمانہ اسلاف کرامؒ پر زویشن نمبر ا کے الفاظ کو اگرچہ وہ کسی درجہ میں موہم یا صریح بھی ہوں صادق نہ فرما سکیں گے اور نہ بیرون ہند کسی کو اس کا مصداق بنا سکیں گے بلکہ اندرون ہند بھی ریاستیں بالاتفاق اس سے خارج ماننی پڑیں گی۔

مولانا المحترم! ہم نے حتی الوسع جہاں تک بھی ممکن ہو اپنی پوری سعی اصلاح میں صرف کی ہے اور اس کی پوری رعایت کی ہے کہ اپنے حقوق شرعیہ اور ارکانات مذہبیہ محفوظ ہیں جس میں ہم کو احباب سے بہ نسبت اغیار زیادہ دقتوں کا سامنا کرنا پڑا خصوصاً مولانا کفایت اللہ نے اس میں نہایت زیادہ جانفشانی کی (فشکر اللہ مسعاہ) ہم یقیناً کہتے ہیں کہ اگر ان کی ذات اس میں سعی بلیغ نہ کرتی یا موجود نہ ہوتی تو خدا جانے کیا ہو جاتا۔

مولانا! ضروری ہے کہ علماء کرام ذرا توجہ کریں اور اسلام کے سنبھالنے کی کوشش اور اتحاد صنفی میں پورا اجتہاد صرف کریں ورنہ یہ ایک یاد و باہمت حضرات بھی تھک کر بیٹھ جائیں گے کہاں تک گالیوں اور الزامات لا یعنی کا بوجھ اٹھاویں گے گورنمنٹ کے نمک خوار علیحدہ انکے بدنام کرنے کی کوششیں عمل میں لا رہے ہیں پبلک کے کج فہم کج رائے اشخاص علیحدہ ان پر بوچھاڑ کر رہے ہیں انگریزی تعلیم یافتہ حضرات علیحدہ طرح طرح کی لسانی تحریر عملی کارروائیاں پیش کر رہے ہیں پھر بھی ہمارا شیرازہ بکھرا ہوا ہے ایک دوسرے کی نہ رواداری کرتا ہے نہ ہمدردی اور خبر گیری کے لئے تیار ہے دشمن ہر طرح نور اسلام کو بجھانے پر تلا ہوا ہے اور ہم اپنے زاویہ میں آرام کر رہے ہیں اگر آپ جیسی مقدم ہستیاں جنہوں نے جمعیت کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی تھی وہ بالکل علیحدہ رہا کیں تو کیونکر نتیجہ نکل سکتا ہے اور اس کے قائم رکھنے کی کوشش کرنی نہیں ہے تو بند کر دیجئے اس کے کہ اغیار و احباب اس کی کونچیں کاٹ کر اس کو ہباءً منثوراً کر دیں ۔فان کنت ماکولا فکن خیراٗ کل - والا فادر کنی ولما امزق پھر میں عرض کرتا ہوں کہ رزولیشنوں میں اس کا بھی بہت زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور افزونی میں موجودہ کشمکش کو لحاظ رکھتے ہوئے کون سی صورت مفید ہو سکتی ہے اپنے فہم و تجربہ کے مقدار پر کوشش کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب۔ وما ابرئ نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء۔ والسلام خیر ختام۔

دستخط حسین احمد

جواب خط مذکور از مولانا عبد الباری بنام مولانا حسین احمد

مولانا المحترم! السلام علیکم مکرمت نامہ صادر ہوا ہیں تاسف کرتا ہوں کہ میرے پہلے تار کا جواب مختصر دینے کے بجائے تھوڑی بات طویل کر دی گئی یہی جواب تھا اس کا جو بعد کو موتی لال صاحب نے اور

مولانا کفایت اللہ صاحب نے دیا ہے اب آنجناب کے اس کی وضاحت کے بعد رزولیوشنوں میں کردی کی ایسا نہ اس وقت صدر کا پیش کردہ رزولیوشن کا مختصر صاحب کی فاقہ شکنی کی استدعا میں شائع ہوا تھا اس وقت تک اس قسم کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی تھی اور اس وقت تک وہ مباحث بھی نہیں ہوئے تھے جو بعد کو ہوئے اس وقت تو علماء کی موجودگی بھی شائع نہیں ہوئی تھی اس واسطے یہ تو خیال بھی نہیں آسکتا کہ آپ حضرات اس کے ذمہ دار ہوں گے میں مولانا کفایت اللہ صاحب کی مشکلات کو اچھی طرح احساس کرتا ہوں ان کو جیسا کہ میں بے تکلف سمجھتا ہوں اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی کوئی تامل نہیں ہوا مجھے یقین ہے اور ایسا ہی مجھے صحیح اخبارات سے بھی معلوم ہوا کہ مولانا کفایت اللہ صاحب نے جو خدمات اسلام کی اس کانفرنس میں انجام دیئے وہ ہماری جماعت علماء کے مباہات و افتخار کا باعث ہے سوائے اس کے کہ ہم عرض کریں کہ اللہ انکو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو ہمیشہ امت محمدی کی اعانت کے لئے زندہ سلامت رکھے انہیں کی ایک ذات جمعیۃ علماء سے مراد ہو متعلق ہے اور کیا کہا جائے۔

مولانا! جلسہ دہلی کی وہ وقعت جو اس کے بانیوں نے سمجھی تھی ہمارے ذہنوں میں نہ تھی اس میں ہمارے علماء نے اگر شرکت نہیں کی تو الزام کے قابل نہیں ہیں اور جو شریک ہوئے وہ خود اس شرکت سے دشواریوں میں گرفتار ہوئے اور امتحان ہو گیا کہ کون علماء باہمت ہیں۔

بہر حال معاملہ بہت تھوڑا تھا موتی لال صاحب نے تار میں تاخیر ہوئی بڑھ گیا مگر تار آجانے سے اطمینان ہو گیا مولانا کفایت اللہ صاحب نے قتل مرتد کے بارے میں جو کچھ خیال ظاہر فرمایا وہ بالکل صحیح ہے اس میں مجھے کوئی کلام نہیں مجھے اس عام اور بے قید رزولیوشن پر اعتراض تھا اور ان الفاظ کے ساتھ اب بھی میں قابل اعتراض سمجھتا ہوں لیکن وضاحت کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا والسلام

فقیر محمد عبدالباری عفاعنہ

خط از مولانا کفایت اللہ بنام مولانا عبدالباری فرنگی محلی

دہلی [illegible] ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

مولانا المحترم — دامت فیوضکم — السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مجھے سخت ندامت اور افسوس ہے کہ میں مفصل طور پر جناب کے تاروں کا جواب اس سے قبل نہ دے سکا ایک اجمالی تار ارسال خدمت اقدس کر دیا تھا جناب کے تاروں سے جناب والا کا تیقظ اور اسلامی غیرت اس پایہ کا ثابت ہو گیا کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

مولانا! واقعہ یہ ہے کہ پہلے دن کے اجلاس مؤتمر میں خاکسار اگرچہ شریک تھا مگر پہلا رزولیوشن انگریزی میں پڑھایا گیا اور اس کا اردو ترجمہ یا حاصل مطلب بیان کیا گیا مگر میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس فقرے کا جو سزائے ارتداد کے متعلق ہے اس وقت بالکل علم اور احساس نہیں ہوا واللہ اعلم کہ اردو میں وہ

بیان سے رہ گیا یا میں نے نہیں سنا تجویز پاس ہو گئی۔

دوسرے روز جناب کا تار ملا اس سے مجھے فوری خیال ہوا اور میں نے پہلی تجویز کو تلاش کر کے دیکھا تو اس میں وہ الفاظ موجود تھے سخت افسوس ہوا اگرچہ معاملہ سب کا سب ہندوستان کے متعلق تھا تاہم الفاظ میں عموم ضرور تھا میں سخت کشمکش میں پڑ گیا بلآخر سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ کر سکا کہ رزولیوشن نمبر ۴ کی تمہید میں میں نے اپنی ترمیم بایں الفاظ پیش کی اور صدر صاحب کو معاملہ سمجھا کر اور ہاؤس اور اپنے بعض مہربانوں سے بحث مباحثہ کر کے یہ الفاظ بڑھوائے کہ " رزولیوشن نمبر ۱ میں ہندوستان کی مختلف قوموں کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے جو عام اصول قرار دیئے گئے ہیں الخ " اب رزولیوشن نمبر ۴ بتاتا ہے کہ رزولیوشن نمبر ۱ کا عموم مطلقاً نہیں ہے بلکہ وہ ہندوستان کے ساتھ مقید ہے اور ہندوستان سے بھی برٹش انڈیا مراد ہے ہندوستانی ریاستیں بھی اس میں داخل نہیں ہیں نیز جب کہ بعض ہندو مقررین کی طرف سے یہ مضمون بیان کیا گیا کہ جب تک مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مرتد کو واجب القتل سمجھتے رہیں گے اور کویا قتل کرتے رہیں گے اس وقت تک ہندو مسلمانوں میں نباہ نہیں ہو سکتا میں نے بھرے مجمع میں اس کا جواب دیا کہ بیشک اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اور ارتداد اسلام کے نزدیک ہولناک گناہ اور بدترین جرم ہے اور یہ اسلام کا ایک کھلا ہوا روشن اصول ہے میں اس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے میں کسی قسم کا تامل نہیں مگر یہ کہنا کہ ہندوستان کے فسادات اس عقیدے کے نتائج ہیں اور مسلمان اس لئے ہندوؤں سے لڑتے ہیں کہ ان کو ارتداد یا اشاعت ارتداد کی سزا دیں غلط ہے اس لئے کہ جیسا یہ اسلام کا مستحکم اصول ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے اسی طرح یہ بھی اسلام کا اصول ہے کہ اس سزا کو جاری کرنے کا اختیار سلطان اسلام کو ہے پس موجودہ حالت میں ہندوستان میں مرتد کی سزا قتل ہونے سے کوئی تعلق نہیں جس طرح تمام حدود اور قصاص یہاں جاری نہیں اسی طرح مرتد کی سزا بھی جاری نہیں اور نہ مسلمان اس پر قادر ہیں۔

اس پر مولانا ابو الکلام صاحب نے فرمایا کہ مولانا یہ تو فرمایئے کہ بعد سوراج کیا ہو گا میں نے کہا کہ سوراج کے بعد واضعان قانون سے اختیارات کی جو نوعیت ہو اس کے مطابق فیصلہ ہو گا اگر سوراج کے بعد اسلامی قانون کی ترویج کا کوئی موقع ہوا تو یقیناً اس کے موافق احکام جاری ہوں گے اور نہ ہوا تو حالت جس کی مقتضی ہو گی وہ ہو گا۔

تبلیغ کے متعلق میں نے صاف کہہ دیا کہ اسلام کی بنیاد تبلیغ پر ہے اور اس کے خمیر میں تبلیغ داخل ہے وہ ایک کھلا ہوا تبلیغی مذہب ہے اس کا دروازہ تمام دنیا کے لئے کھلا ہوا ہے اور اس کے دامن کے نیچے تمام بنی آدم آ سکتے ہیں اس کو حق تبلیغ سے کوئی نہیں روک سکتا اور ہندوستان کی موجودہ فضاء میں مسلمانوں کو بھی یہ موقع نہیں کہ وہ کسی کو تبلیغ مذہب سے روک سکیں ہاں جس طرح اسلام کی تبلیغ جبر و اکراہ اطماع و خداع وغیرہ وسائل سے پاک ہے اسی طرح دوسرے بھی ان ذمائم سے علیحدہ رہ کر صرف تبلیغ کر سکتے ہیں یہ ذمائم درحقیقت تبلیغ مذہب کے لئے نہیں بلکہ اغراض نفسانی کے لئے کام میں لائے جاتے ہیں۔

ان مضامین کو میں نے بھرے مجمع میں پوری بلند آہنگی اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا حتیٰ کہ سوامی شردھانند اور پنڈت مدن موہن مالویہ وغیرہ بڑے بڑے ہندوؤں نے بھی کہہ دیا کہ اب ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہاں پنڈت رام چندر جی نے کہا کہ کیوں صاحب اگر سلطان اسلام کے حکم کے بغیر کوئی مسلمان مرتد کو قتل کر دے تو اس کی کوئی سزا ہے ؟ میں نے کہا ہاں وہ افتیات علی السلطان کے جرم کا مرتکب ہے اور اس کی سزا بادشاہ کی رائے پر ہے۔

ہاں ! مفتی محمد صادق قادیانی نے کہا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ اسلام ہر شخص کو ضمیر کی آزادی دیتا ہے تو اس پر مولانا حسین احمد صاحب نے نہایت بلند آہنگی سے اور میں نے بھی کہہ دیا کہ یہ آپ کی رائے ہے اسلامی اصول نہیں ہے اسلام میں بے شک مرتد کی سزا قتل ہے۔

مولانا ! ایک ہفتہ تک رات دن معاملات کو سلجھانے اور حقوق اسلامیہ و قومیہ کی حفاظت کی کوشش سے کام کرنے میں جن دقتوں کا سامنا ہوا اس کا بیان مشکل ہے جن حضرات نے دیکھا ہے وہی اندازہ کر سکتے ہیں میں صرف اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ میری شرکت شخصی حیثیت سے تھی اور اس کی تصریح بھی کر دی گئی تھی اور میں نے اپنی عقل فاتر و فہم قاصر اور اپنی بساط کے موافق مذہبی اور قومی حقوق کی حفاظت میں کوئی فروگذاشت نہیں کی اپنوں سے بھی اور غیروں سے بھی پوری نبرد آزمائی ہوئی ہاں اس میں تدبر اور مصالحانہ طرح حقوق کی حفاظت کی مطمح نظر صرف یہ تھا کہ ہندوستان میں آپس کا اتفاق اور جنگ و جدل بند ہو اور ہر فریق اپنی جگہ اپنے فرائض مذہبی میں آزاد ہو اور دوسروں کے لئے رکاوٹ نہ ڈالے ہندوستان کی موجودہ حالت میں یہی ہماری پوزیشن ہے اور اسی کو پیش نظر رکھ کر تجاویز مرتب کی گئی ہیں باوجود اس کے اگر مجھ سے کوئی غلطی یا فروگذاشت ہوئی ہو تو میں اس کے اعتراف کے لئے تیار ہوں امید کہ جناب والا دعا سے فراموش نہ فرمائیں گے۔ خاکسار محمد کفایت اللہ غفر لہ

جواب خط از مولانا عبدالباری رحمتہ اللہ علیہ

مولانا المحترم - السلام علیکم - گرامی نامہ آیا کاش میرے تار کے جواب میں فوراً کوئی اطمینان بخش بیان آجاتا تو تین چار دن تک بے اطمینانی نہ رہتی اور مزید اصرار کی ضرورت نہ ہوتی اس میں شک نہیں کہ جناب نے پوری سعی فرمائی اور اپنے فرائض کو بہت خوبی سے انجام دیا یہ واقعات جو جناب نے تحریر فرمائے مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہو چکے ہیں میرے نزدیک کوئی ادنیٰ لغزش جناب سے نہیں ہوئی عالم الغیب اگر کسی غلطی سے واقف ہو تو اس کے رحم کا مقتضا ہے کہ معاف فرمائے مسلمانوں کو تو آپ کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے - والسلام - فقط مولانا عبدالباری

تیسرا باب
سیاسیات ملکی و ملی

نفلی قربانی یا ترکی مجروحین اور یتیموں کی امداد

(سوال) اکثر مسلمان نفلی قربانیاں کرتے ہیں تو ان کو اپنی قربانی کی قیمت ترکی مجروحین بلقان کی اعانت میں دے دینا جائز ہے یا نہیں ؟ نیز فرض قربانی کی قیمت یا اس کی کھال اس مد میں دینا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی از جانب طلبہ مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۲ء

(جواب ۴۶۹) جن مسلمانوں پر قربانی واجب ہے ان کو تو قربانی ہی کرنا ضروری ہے قیمت دیدینا جائز نہیں مگر قربانی کی کھالیں اور نفلی قربانیوں کی قیمت وہ اس مصیبت زدہ قوم کی اعانت میں دے سکتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی عزت بچانے کے لئے اپنی جانیں دے رہے ہیں بلکہ بہتر یہی ہے کہ نفلی قربانیاں اس سال ملتوی کریں اور اس کی مقدار نقد ترکی مجروحین وبتامیٰ کے لئے بھیج دیں واضح ہو کہ مردہ عزیزوں کی طرف سے جس قدر قربانیاں بغیر وصیت کی جاتی ہیں وہ سب نفلی ہیں - واللہ اعلم بالصواب - کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق عفی عنہ (دیوبندی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - بندہ محمد امین الدین عفی عنہ مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی - احمد سعید واعظ دہلوی - حافظ عبداللہ محمد ابراہیم واعظ دہلوی - محمد ثناء اللہ امر تسری - محمد کرامت اللہ خان دہلوی، محمد عبدالوہاب ملتانی سیف الرحمن - محمد تجلات حسین (نواب مولانا) محمد ضمیر مرزا (دہلوی آف اوہارو)

حجاز مقدس کا سفر کس کمپنی کے جہاز میں کرے

(سوال) "حج لین" پر جو جہاز چلتے ہیں وہ سندھیا کمپنی کے ہیں یہ ایک ہندو کمپنی ہے اور اس نے جدہ میں اپنا دفتر قائم کیا ہے زمانہ حج میں اس کے دفتر مکہ مکرمہ اور منیٰ وغیرہ میں بھی ہوتے ہیں ہندوؤں کی اسلام دشمنی جس حد پر پہنچ چکی ہے وہ ظاہر ہے کہ انہیں مسلمانوں کی کسی تباہی پر بھی صبر نہیں اور وہ ہر دم مسلمانوں کو برباد کرنے کی سر گرم کوششوں میں مشغول ہیں ان کی زبانوں سے ان کے ناپاک ارادوں کا اظہار بھی ہو چکا ہے وہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ معاذ اللہ کعبہ معظمہ پر اوم کا جھنڈا گاڑیں گے اور اپنے دین باطل کی تبلیغ کریں گے "عدن" میں ہندو پہنچ چکے ہیں اور ان کی ساہوکاری وہاں کے مسلمانوں کا اسی طرح شکار کر رہی ہے جس طرح کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو برباد کر چکی ہے عراق میں بھی ہندو پہنچ گئے ہیں اور اپنے دین باطل کی تبلیغ کی دھن میں ہیں ان حالات میں اندیشہ ہے کہ اگر سندھیا کمپنی کے جہازوں میں حاجی سفر کرتے رہے اور جدہ ان کا مستقر بن گیا تو غریب عرب ان کی ساہوکاری سے بہت جلد تباہ ہو جائیں گے اور ان کی املاک و اراضی اور بلاد مقدسہ کی زمین ان کے قبضہ میں آجائے گی اور جس طرح فلسطین میں یہودیوں کی آبادی عربوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی ہے اس سے بڑھ کر ہندویہ مصیبت حجاز پاک کی سر زمین میں رونما ہو ان خطرات کے پیش نظر مسلمانوں کو مدینہ والا وغیرہ سندھیا کمپنی کے جہازوں میں سفر کرنے کا کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۷۰) (از مولوی احمد یار خاں) بلاد عرب خصوصاً حجاز مقدس کی سرزمین پاک زادھا اللہ تعالی عزاو عظمة و صانها من كل فتنة و حفظ اهلها من شر كل ماكدو كائد بجاه حبيبه ﷺ کو کفار و مشرکین سے محفوظ رکھنا اور ان کی دست برد سے بچانا اشد ضروری اور اہم واجبات میں سے ہے کہ مشرکین اور کفار نجس ہیں قرآن کریم میں ارشاد ہوا انما المشركون نجس اور ملک عرب خصوصاً حجاز مقدس اور حرم کو ان نجس مشرکین کے خطرہ تسلط سے بچانا بہت اہم ہے نیز حضور اکرم ﷺ نے اپنے آخری عہد مبارک میں خطہ عرب کو کفار و مشرکین سے پاک کرنے کی وصیت فرمائی چنانچہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے لما اشتد برسول الله ﷺ وجعه قال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب اسحاق ابن راہویہ نے اپنے مسند میں سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت کیا۔ ان النبی ﷺ قال في مرضه الذي مات فيه لا يجتمع دينان في جزيرة العرب (فتح) اسی طرح سیدنا امام محمد نے اپنے موطا میں حضرت عمر ابن عبدالعزیز سے روایت کی بلغني ان النبي ﷺ قال لا يبقى دينا ن بجزيرة العرب مسلم نے سیدنا عمر بن الخطابؓ سے روایت کی۔ انه سمع رسول الله ﷺ يقول لاخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب حتى لا ادع فيها الامسلما۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ نے کفار مشرکین سے جزیرہ عرب کو پاک کرنے کا تاکیدی حکم دیا اسی فرمان عالی شان پر عمل کرتے ہوئے امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ نے بلاد عرب سے تمام کفار کو نکال دیا حتی کہ ملک عرب میں صرف مسلمان ہی رہے موطا امام محمد میں ہے فاخرج عمر من لم يكن مسلما من جزيرة العرب بهذا الحديث۔ فتح القدیر میں ہے قال ابن شهاب ففحص عمر ذلك حتى اتاه اليقين عن رسول الله ﷺ قال لا يجتمع دينان في جزيرة العرب فاجلى يهود خيبر واجلى يهود نجران وفدك یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ نے کفار تاجرین کو بھی مدینہ منورہ میں تین رات سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہ دی اسی موطا میں سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ ان عمر حرز للنصارى واليهود والمجوس اقامة ثلث ليال يتسومون ويقضون حوائجهم ولم يكن احدمنهم يقيم بعد ذلك درمختار میں ہے۔ ويمنعون من استيطان مكة والمدينة لا نها من ارض العرب قال عليه السلام لا يجتمع في ارض العرب دينا ن ولو دخل تجارة جازولا يطيل ردالمحتار میں ہے۔ افاد ان الحكم غير مقصور على مكة والمدينة بل جزيرة العرب كلها كذلك بحرالرائق میں ہے۔ و في ارض العرب يمنعون من ذلك في امصارها وقراها لقوله عليه السلام لا يجتمع دينان في جزيرة العرب وشمل كلامه المواضع كلها انتهى بحر میں ہے و في التتارخانية يمكنون من المقام في دار الاسلام ربه رواية عامة الكتب الا ان يكون من امصار العرب وارض الحجاز۔ ان احادیث صحیحہ و عمل صحابہ کرام و عبارات فقہائے کرام سے کالشمس والامس یقینی طور پر معلوم ہوا کہ ملک عرب کو کفار و مشرکین سے محفوظ رکھنا نہایت ضروری ہے اگر وہاں پہلے سے آباد ہوں تو ان کو نکالنا مسلمانوں پر لازم ہے چہ جائیکہ ان کے پہنچنے کے اسباب

کو تقویت دینا اور اس کا ذریعہ بننا اب چونکہ سندھیا کمپنی کے جہازات سے حاجیوں کے سفر کرنے میں وہ زبردست خطرات موجود ہیں جو مستفتی نے بیان کئے ہیں اس لئے مسلمانوں کو کسی طرح درست نہیں کہ اس میں سفر کر کے اس کمپنی کو تقویت دیں اور مشرکین کے عرب میں قدم جمانے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے جال پھیلانے میں مدد و معاون ثابت ہوں جب کہ ہم اپنی ذاتی جائیداد اور املاک کو ہر طرح خطرات سے محفوظ رکھتے ہیں اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لاتے ہیں تو حجاز مقدس کی زمین پاک کی حفاظت اور اس کو خطرات سے بچانا نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہمارے ذمہ اہم فرائض میں سے ہے اس میں کوتاہی کرنا اور تغافل برتنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے نہ قرین عقل و دانش ہے سندھیا کمپنی کے جہازات میں جس میں یہ خطرات ہوں سفر قطعاترک کر دینا چاہئیے اگر ان میں بہ نسبت اور جہازوں کے زیادہ آسائشیں بھی ہوں کیوں کہ اس آسائش کی غرض سے سرزمین مقدس کے لئے خطرات کو گوارا نہیں کیا جاسکتا کہ اگر مسلمانوں نے سندھیا کمپنی کے جہازات میں سفر ترک نہ کیا اور اس کو طاقت پہنچاتے رہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ انہوں نے خود سرزمین پاک میں ہندوؤں کے قدم جمائے اور انہیں تبلیغ کفر اور تخریب بقعہ پاک پر مدد دی اللہ پناہ میں رکھے ان حالات میں مناسب تو یہ ہے کہ مسلمان اپنی جہاز کمپنی قائم کر کے اس میں سفر کریں کہ اس عمل سے خطرات سے بھی امن ہو گی اور ایک مفید تجارت بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئے گی اور سمندر میں ان کا تجارتی وقار قائم ہو گا اور جس وقت تک اپنی کمپنی قائم نہ ہو اس وقت تک مغل لین سے سفر کریں تاکہ سندھیا کمپنی ناکام ہو اور ہندوؤں کے منصوبوں کو وجود میں آنے کا موقع نہ ملے مارئین کمپنی میں بھی اگرچہ غلبہ نصاریٰ کا ہے اور مسلمانوں کے حصے بہ نسبت ان کے کم ہیں لیکن یہ کمپنی مدت سے کام کر رہی ہے اور ایک زمانے کے تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے تجارتی منافع کے علاوہ اس طرف نظر نہیں ڈالتی جو ہندوؤں کا مطمح نظر ہے اور جو خطرات اور اندیشے سندھیا کمپنی سے ہیں اس کے وجوہ مارئین کمپنی میں نہیں پائے جاتے لہذا بقاعدہ اذاابتلی بین بلیتین فلیختر اھو نھما حالت موجودہ سفر حج مارئین کمپنی کے جہاز میں کیا جائے اور مسلمانوں کو سندھیا کمپنی کے جہازوں میں سفر کرنے سے بکوشش روکا جائے سندھیا کمپنی کے پروپیگنڈے بہت زبردست ہیں اور وہ اپنے کھانوں کی اور انتظام کی بہت تعریف کرتے ہیں اگر اس کو سچ بھی مان لیا جائے تو اچھے کھانے یا ایک روز جلد پہنچنے کے شوق میں بلاد اسلامیہ کے لئے خطرہ گوارا کر لینا مسلمانوں کا کام نہیں اگر ارض مقدس کے لئے خطرہ ہرگز گوارا نہ کیا جائے گا تو یہ اس تقدیر پر تھا کہ فرض کر لیا جائے کہ سندھیا کا کھانا بہت ہی عمدہ ہے اور اس کے جہاز بہت ہی جلد پہنچتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ جہازوں کی رفتاریں قریب قریب ملتی جلتی ہیں ایک آدھ روز کا فرق ہو تو کچھ قابل لحاظ نہیں کھانا تمام حالات میں کسی کمپنی کا یکساں نہیں رہتا کبھی اچھا رہتا ہے اور کبھی خراب ہو جاتا ہے یہ بات دونوں کمپنیوں میں پائی جاتی ہے جس مرتبہ کسی کمپنی میں اچھا انتظام ہوا اس مرتبہ کے سفر کرنے والے اس کمپنی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کمپنی میں جس بار ناقص انتظام ہوا اس بار کے سفر کرنے والے

اس کی شکایت کرتے ہیں کہ سستے کی قیمت دی جاتی ہے خراب کیوں مان لیا جائے ماریسن کمپنی میں اگر کھانے کا انتظام اچھا نہ ہو تو اس کی فوراً کپتان سے شکایت کی جائے اور جہاز سے اتر کر کمپنی کے صدر دفتر کو بھی شکایت لکھی جائے اور پہلے سے بھی تنبیہات کی جائیں کہ وہ کھانے کے متعلق جو شکایتیں ہوں انکو رفع کریں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس وجہ سے ہندوؤں کو قدم جمانے کا موقع دیا جائے یہ مسئلہ میں نے ارض مقدس کی حرمت و حمایت کا فرض ادا کرنے کے لئے لکھا ہے ہر مسلمان کے دل میں اس کا جذبہ ہونا چاہئے میں یہ جانتا ہوں کہ ملک میں ایسے مسلم ہندو نواز بھی موجود ہیں جو ہر بات میں ہندوؤں کے ہمنوا ہو جاتے ہیں اور ہندو پرستی کے جذبے میں مسلم کشی اور اسلام کشی کی حرکات ان سے ظہور میں آتی ہیں اور وہ ہر بیجا اور ظاہر البطلان بات پر بھی ہندوؤں کی تائید کے لئے تیز زبان رہتے ہیں ان کی زبانیں مسلمانوں کی بدگوئی کے لئے ان کے قلم مسلمانوں کے مخالفت کے لئے ان کے ہتھیار مسلمانوں کے خون کے لئے ہمیشہ تیز رہتے ہیں میری تحریر ان کے غصے کا باعث ہو اور مجھ پر ان کا غیظ و غضب جوش میں آئے تو کچھ تعجب نہیں ہے مگر میں اظہار حق اور حمایت اسلام و اماکن اسلامیہ کے معاملے میں اس کی پروا کرنے والا نہیں اور یقین ہے کہ عام مسلمان جو مقامات مقدسہ کی حرمت دل میں رکھتے ہیں وہ اپنی غرض کی کج بحثوں کی طرف نظر نہ ڈالیں گے اور میری اس مخلصانہ عرض پر توجہ اور عمل کریں گے اگر مسلمانوں نے سندھیا کمپنی کو ناکام کر دیا اور اس کے جہاز "المدینہ" اور "السند" وغیرہ پر سفر کرنے سے پرہیز کیا تو ہندوؤں کو اسلامی حمیت کا ایک تجربہ ہو جائے گا اور اس کا ہمارے سب سے دینی معاملات پر اثر پڑے گا۔

وفقنا اللہ تعالی لحمایۃ دینہ و صیانۃ ملتہ من کل مایسوء امین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی لہ و اصحابہ اجمعین کتبہ العبد المفتقر الی الغنی احمد یار خان الحنفی کان اللہ لہ ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۵۸ھ

(جواب دیگر) از مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتح پوری دہلی۔ ہوالموفق - جواب صحیح ہے سرزمین عرب کو غیر مسلم کے تسلط سے بچانا مسلمانوں کے واجبات میں سے ہے پس ان پر ہر اس شے سے احتراز لازمی ہے جو اس شے کا وسیلہ ہو سکے حالات مندرجہ فی السوال سے ظاہر ہے کہ ہنود کے جہازوں میں سفر ان کے جہازوں کے قیام و مضبوط کرنا ہے جو سرزمین عرب میں ان کے تسلط کا پیش خیمہ ہے لہذا مسلمانوں کے لئے اس سے احتراز ضروری ہے غیر مسلم سے اگرچہ معاملات میں کچھ گنجائش ہے مگر اسی حد تک کہ اسلام کا ضرر اور شریعت حقہ کی مخالفت لازم نہ آئے اور اس میں ہمیں بجز اس کے ساتھ معاملہ کرنے کے کوئی چارہ نظر نہ آئے ورنہ احتراز لازمی ہے ہندوستان کے ہنود تو حربیوں کا حکم رکھتے ہیں فقہاء نے تو ذمیوں سے بھی فقط اسی معاملے کی اجازت دی جو لابدی ہیں چنانچہ عالمگیری میں ہے لا باس بان یکون بین المسلم والذمی معاملۃ اذا کان مما لا بدمنہ کذافی السراجیۃ۔ پس جب بلا ضرورت ذمی سے بھی معاملہ کی اجازت نہ دی گئی تو ایسے معاملے میں کہ اسلامی ضرر ہو حربیوں سے کیا گنجائش ہے

غرض صورت موجودہ میں یہی مناسب ہے کہ مسلمان خالص اپنے جہاز کے قیام کی فکر کریں اور تاوقتیکہ اس میں کامیاب نہ ہوں ایسے جہازوں میں سفر کریں جس میں عرب کی سرزمین پر غیر مسلم کے تسلط کا اندیشہ نہ کیا گیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی

(جواب ۴۷۱) از حضرت مفتی اعظمؒ۔ ھوالموفق اس وقت حاج کو لے جانے والی دو کمپنیاں ہیں ایک ٹرنر ماریسن کمپنی اور دوسری سندھیا نیویگیشن سٹیم کمپنی۔ اول الذکر کمپنی کے جہاز زیادہ ہیں اور ثانی الذکر کمپنی کے جہاز حج لائن پر چلنے والے کم ہیں اول الذکر کمپنی انگریزوں کی ہے اس کے شیئر ہولڈر انگریز ہیں اور سرمایہ غیر ملکی ہے اور ثانی الذکر کے شیئر ہولڈر ہندوستانی ہیں اور اس میں مسلمان بھی شریک ہیں انگریزوں کا اسلام اور مرکز اسلام کے خلاف معاندانہ رویہ اور جزیرۃ العرب کو چاروں طرف سے گھیر لینا اور خصوصاً جزیرۃ العرب کے بعض حصص مثلاً شام، فلسطین، شرق اردن عقبہ و عراق پر بلاواسطہ یا بالواسطہ قابض ہونا اور وہاں کے باشندوں پر مظالم ڈھانا روز روشن کی طرح واضح ہے اور حدیث صریح اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب کا صاف ہوا حکم یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے اس کے برخلاف فلسطین کو یہود کا قومی وطن قرار دینا اور ان کی حمایت میں اعراب فلسطین پر مصائب کے پہاڑ توڑنا اظہر من الشمس ہے ٹرنر ماریسن کمپنی اس کی مستحق ہے کہ اس کے جہازوں کا قطعی بائیکاٹ کیا جائے مگر افسوس کہ یہ بات اس لئے ممکن نہیں کہ دوسری کمپنی جو تمام حجاج کو لے جا سکے موجود نہیں سندھیا کمپنی کے صرف دو جہاز ہیں جو کسی طرح کافی نہیں تاہم اس کے جہازوں کی وجہ سے حاج کو بہت فائدہ پہنچا اس کے جہاز آرام دہ ہیں اور مقابلے کی وجہ سے کرایہ میں بھی بہت تخفیف ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کمپنی کی ہمت افزائی کی جائے ٹرنر ماریسن کمپنی کی رات دن یہ کوشش ہے کہ وہ سندھیا کمپنی کو میدان مقابلہ سے ہٹادے پھر حجاج کو لے جانے کی واحد اجارہ دار بنی رہے یہ فتویٰ اگر سندھیا کمپنی کے جہازوں میں سفر کرنے سے اس بنا پر روکتا ہے کہ اس کے شیئر ہولڈر ہندو ہیں تو اس سے بدرجہا زائد یہ فتویٰ ٹرنر ماریسن کمپنی کے متعلق عائد ہوتا ہے جس کے شیئر ہولڈر انگریز ہیں جن میں ایک جنگی اارذہ کا مقولہ تمام مسلمانوں نے سنا تھا کہ (نعوذ باللہ) مدینہ طیبہ کی پاک سرزمین کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالوں گا“ اور ان کا جنگی جال حجاز کے چاروں طرف پھیلا ہوا موجود اور آنکھوں کے سامنے ہے اور ان کی نیتیں اور مقاصد اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہیں۔ عرب کی سرزمین کے بہت سے حصوں پر جن لوگوں کا اقتدار اور قبضہ اس وقت موجود ہے ان کو نظر انداز کرنا اور دوسروں کے موہوم اقتدار کو سامنے لاکر اس پر حکم کرنا اپنی بصیرت و فکر کا راز فاش کرنا ہے۔ واللہ یھدی وھو المرجع

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

مسلمان کا مسلمان سے لڑنا

(سوال) زید جو ایک عیسائی بادشاہ ہے وہ ایک ایسے ملک پر قابض ہو جاتا ہے جہاں مسلمان بھی کافی تعداد میں

آباد ہیں یہ عیسائی بادشاہ اپنی بعض سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر ایک جدید نظام ملکی اس جگہ نافذ کرتا ہے جس کو وہاں کے باشندے لفظ آزادی یا سوراج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ عیسائی بادشاہ کی پابند شدہ سوراجی پارلیمنٹ ہر بالغ پر فوجی خدمت لازم کرتی ہے بدیں وجہ مسلمان کا بھی جبریہ فوج میں بھرتی ہونا لازم ہو جاتا ہے اس کے بعد اس عیسائی بادشاہ اور ایک مسلمان حکومت سے جنگ شروع ہو جاتی ہے یہ جنگ خواہ آزاد شدہ ملک کے محاذ پر ہو یا کسی دوسرے محاذ پر ہو تو کیا ایسی صورت میں محض لفظ آزادی کے حصول کے معاوضے میں عام طور سے فوج میں جبریہ بھرتی ہو کر مسلمانوں کا سوراجی و صلیبی جھنڈے کے نیچے عیسائی بادشاہ کی زیر قیادت مسلمان بادشاہ سے جنگ کرنا جائز ہو گا یا ناجائز؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۲۸ خالد صاحب حمیدی دہلی ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ م ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۷۲) سوال صورت حال کے اظہار کے لئے کافی نہیں ہے یعنی اس سے جنگ کی نوعیت اور اس کے مقتضیات و احوال معلوم نہیں ہوتے نہ اس حکومت کی حیثیت کذائی متصور ہوتی ہے جس کو سوال میں سوراجی یا آزادی سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے کوئی قطعی حکم دینا مشکل ہے مگر اتنی بات متیقن ہے کہ کسی مسلمان کو مسلمانوں سے ایسی جنگ کرنا جس کا نتیجہ غیر مسلم کو فائدہ پہنچانا ہو یا اس کی شوکت کو بڑھانا ہو قطعی حرام ہے اور کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

میونسپلٹی کا ووٹ کس کو دیا جائے؟

(سوال) موجودہ حکومت کے زمانے میں شہر کی میونسپلٹی کمیٹی کے اندر شہری حقوق کو مد نظر رکھتے ہوئے شہر کے ہر علاقہ وار سے ایک نمائندہ بغرض علاقہ کی نمائندگی کے علاقہ کی رائے عامہ سے منتخب کیا جاتا ہے اس نمائندہ پر علاقہ کی پوری ذمہ داری ہوتی ہے میونسپل کمیٹی میں منتخب ہو کر جانے کے بعد علاقہ میں وہ نمائندہ جو کمیٹی میں تین یا چھ سال بغرض نمائندگی رہ چکا ہے اور علاقہ کے کسی باشندے کو اس کی نمائندگی میں کسی طرح کا آرام یا حقوق کی حفاظت نہ ہوئی ہو یہ مرتبہ روپیہ خرچ کر کے نمائندہ بن جاتا ہے اب کے مرتبہ چار امیدوار کھڑے ہوئے ہیں ایک تو مذکورہ شخص ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو پہلے شخص سے کئی دفعہ ٹھہر چکا ہے تیسرا وہ شخص جس کو علاقے والے جانتے بہت کم ہیں مگر لائق اور ذمہ دار شخص ہے جو اول مخالف شخص اول کے ہیں سوم پر اعتماد رکھتے ہیں چہارم وہ شخص جس کو علاقے والے بہت کم جانتے ہیں اور ذمہ دار شخص بھی نہیں ہے ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمائیے کہ کس کو ووٹ دیا جائے المستفتی نمبر ۲۱۹ عبداللہ معرفت شیخ خدا بخش باپو والے بازہ ہندو راؤ دہلی ۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ م ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۷۳) میونسپل الیکشن کے سلسلے میں ہر علاقے کے سمجھدار لوگ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون لائق اور قابل اعتماد ہے اور کون نہیں علاقے والوں کو خود ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جوبلی فنڈ میں شرکت وغیرہ

(سوال) جوبلی کا مقاطعہ کرنا چاہئے یا نہیں ؟ جمعیۃ علمائے ہند کا ممبر کس طرح بن سکتا ہے ؟ کراچی کے واقعہ ہائلہ کے متعلق کیا خیال ہے - المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل احمد صاحب حیدر آباد سندھ ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء .

(جواب ۴۷۴) جوبلی فنڈ میں مسلمانوں کیلئے شرکت مناسب نہیں جمعیۃ علمائے ہند کے رکن آپ فارم کی خانہ پری کر کے بن سکتے ہیں فارم دفتر سے مل سکتے ہیں شہدائے کراچی کے متعلق ضروری تبلیغ کی جارہی ہے آپ بھی دعا کریں کہ تحقیقات کے مسئلے میں خدا تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے -

ملک معظم کے سلور یا گولڈن جوبلی میں مسجد کے پیسوں سے چراغاں کرانا

(سوال) ملک معظم کی سلور جوبلی کے سلسلے میں مساجد کو بقعہ نور بنانا جس کا صرفہ خواہ مسجد کی رقوم موقوفہ سے ہو یا عامتہ المسلمین کے چندہ سے ہو یا کسی شخص کی جیب خاص سے ہو جائز ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو مسجد کے جن متولیوں نے چراغاں کا انتظام کیا وہ شرعاً مجرم ہوئے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۴۸۷ احمد محمد اچھا (رنگون) یکم جون ۱۹۳۵ء ۲۸ صفر ۱۳۵۴ھ

(جواب ۴۷۵) سلور جوبلی یا گولڈن جوبلی یا کسی ایسی تقریب میں جس کا منشا اعلائے کلمہ توحید یا اظہار شوکت اسلام نہیں بلکہ کسی خاص شخص کے بقاء اقتدار و امتداد حکومت کی خوشی میں مظاہرہ کرنا ہو ایسی تقریبات میں مساجد کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں اور نہ مساجد اس قسم کے مظاہرات کے لئے موزوں متولیوں نے مساجد کو اس مظاہرے کے لئے استعمال کرنے میں غلطی کی اور روشنی کے مصارف کے بھی وہ خود ضامن ہوں گے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عورت کا ووٹر بننا اور بطور امیدوار کھڑا ہونا

(سوال) موجودہ دور فتن میں مسلم عورتوں کا ووٹ دینا یا مسلم عورتوں کا کونسل واسمبلی و میونسپلٹی میں بطور امیدوار کھڑا ہونا از روئے شریعت کیسا ہے ؟ المستفتی نمبر ۵۰۵ ملک محمد امین (جالندھر) ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۶) عورتوں کا ووٹر بننا ممنوع نہیں ہے ہاں ووٹ دیتے وقت شرعی پردہ کا لحاظ رکھنا لازم ہوگا اور بطور امیدوار کھڑا ہونا عورتوں کے لئے مستحسن نہیں کیونکہ اس میں ضروریات شرعیہ کی رعایت کے ساتھ کونسل یا اسمبلی کی شرکت عورتوں کے لئے متعذر ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ڈسٹرکٹ بورڈ میں حلف وفاداری کس طرح اٹھائیں؟

(سوال) بندہ ایک پرانا خدائی خدمت گار ہے اور سرخ پوشوں کی تحریک میں دو سال قید بھی گزار چکا ہے اب چونکہ کانگریس نے کونسلوں میں شمولیت کرنے کی ٹھان لی ہے اسلئے ہم سرحدی بھی کونسلوں میں شمولیت کی تیاری کر رہے ہیں ہمارے ضلع میں تھوڑیا دو ماہ ہوئے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا انتخاب ہوا جس میں ہمارے حلقے نے مجھے منتخب کیا چونکہ میں ایک مذہبی خیال کا آدمی ہوں اور تحریک کانگریس میں الجمعیۃ کو دیکھ کر شامل ہوا تھا اب میرے لئے حلف وفاداری اٹھانا بہت مشکل نظر آرہا ہے برائے خدا مطلع فرمائیں کہ میں کیا کروں تین سو روپے ضمانت بھی داخل کر دیئے تھے میں منتخب ہو گیا ہے لیکن حلف کرنا بہت مشکل نظر آرہا ہے آپ صاحب یہ خیال فرمائیں گے کہ یہ تو اس بیوقوف کو پہلے بھی معلوم ہوگا کہ حلف کرنی پڑے گی تو کیوں اپنا نام دیا ہے کسی نے مجبور تو نہیں کیا تھا تو یہ ہے کہ اکثریت کے سوال نے مجھے مجبور کیا یعنی تحریک کے اکثر بھائیوں کا اور خاص کر ہمارے صوبہ کے صدر اور میرے دوست خان محمد رمضان خاں وکیل ایم اے نے کھڑا ہونے کے لئے مجبور کیا اب اگر حلف نہیں کرتا تو ضمانت بھی ضبط ہو جائے گی برائے مہربانی حلف کے مسئلے پر روشنی ڈالیں مشکور ہوں گا آپ صاحب کو یہ بھی معلوم رہے کہ قید سے پہلے میں ۱۹۳۱ء میں ذیلدار و نمبر دار و کرسی نشین و اسیسر تھا لیکن خان عبدالغفار خاں کا ازحد مشکور ہوں کہ ان کی مہربانی اور دعا نے مجھے تمام چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کیا اور خاص کر اخبار الجمعیۃ کے جناب مولانا احمد سعید صاحب کے مضامین نے بھی مجھے اغیار سے نفرت دلائی اور میری تمام مذکورہ بالا بیزاریوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جان چھوٹی آپ میری ضمانت کی پرواہ نہ کریں بلکہ آئندہ کے لئے صحیح راستہ بتائیں لوگ پھر مجھ سے کونسل کے لئے کہہ رہے ہیں اور خاص کر اپنے تحریکی بھائی مجھ سے آئندہ والے انتخاب کے لئے پھر کہہ رہے ہیں مگر میں انشاء اللہ آپ صاحب کے فتویٰ پر عمل کروں گا۔ المستفتی نمبر ۸۰۷ خان عبداللہ خان (ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۷) حلف وفاداری اس شرط اور نیت سے کہ جہاں تک خدا اور رسول اور شریعت کی نافرمانی نہ ہو میں وفاداری کروں گا اٹھالینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور کونسل میں جانے کی نیت بھی یہ ہو کہ میں اپنی قوم اور وطن کے حقوق کی حفاظت کرنے اور حکومت کے ظلم و تشدد کا انسداد کرنے کے لئے جارہا ہوں۔ محمد کفایت اللہ

مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والے سے علیحدگی اختیار کرنا۔

(سوال) (۱) یہاں کمیٹی میں مسلمان ممبروں کی تعداد چار اور اہل ہنود کی چھ تھی ایک سرکاری مسلمان ممبر کے انتقال کے بعد یہ جگہ بھی ہندوؤں کی متفقہ کوشش کے باعث ہندو کو ہی دی گئی گویا اب ان کی تعداد سات

اور مسلمانوں کی تعداد تین ہے اس کے علاوہ سکریٹری کی جگہ خالی ہونے کے بعد یہ جگہ بھی ہندو ہی کو مشورہ ممبران دی گئی بلکہ ایک اور جگہ ماتحت سکریٹری کی تجویز کردہ بھی ہندو ہی کے سپرد کی گئی تمام شملہ میں ایک ہی مسلمان ہے انجمن اسلامیہ کے توجہ مبذول کرانے پر انجمن نے اس اہم معاملے کو اپنے ذمہ لے کر کاروائی شروع کر دی مسلمان ممبروں کی کوتاہی کے باعث اس میں کامیابی نہ ہوئی مسلمان ممبروں سے باز پرس کرنے پر ہر سہ ممبران نے ایک دوسرے پر الزام لگائے کوئی خاص نتیجہ ظاہر نہ کر سکے جس پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ ممبروں کا مخلوط انتخاب ہے لہذا ہندو ممبروں سے بھی باز پرس کی جائے انہوں نے باوجود مسلمان ممبران کی واقفیت ہونے کے کیوں کام نہ کیا اسی طرح افسران بالا سے بھی درخواست کی جائے کہ وہ مسلمان ممبروں کی جگہ مسلمان ممبر کا انتخاب کریں اور سکریٹری کی جگہ کے لئے بھی مسلمان حقدار ہیں اگر ہندو ممبران یا افسران انصاف سے کام نہ لیں اور بضد رہیں تو مسلمان ممبروں کو مستعفی ہو جانا چاہئے دو ممبران اس رائے پر متفق ہو گئے اور تیسرا ممبر جو کہ متمول ہے اس نے انجمن اور تمام مسلمانوں کی متفقہ درخواست کو رد کرتے ہوئے قطعی طور پر انکار کر دیا ممبر مذکور سے ہر امر کی نسبت مسلمانوں کو شکایت ہے کہ وہ مسلمان سے خواہ کوئی امر ہو مل جل کر باہمی مشورہ کر کے کسی کام میں رضامند نہیں ہوتے حالانکہ یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ پنچایتی فیصلہ کریں لیکن اس پر بھی وہ رضامند نہ ہوئے جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مخالف قوم کو بہ نسبت مسلمانوں کے ہر طرح فوقیت دینے کو تیار ہیں جس سے مسلمانوں کو ہر طرح نقصان پہنچنے کا احتمال ہو جو مسلمان کے ساتھ مل جل کر مشورہ کرنے پر کسی امر پر متفق نہ ہو حالانکہ اسکو ہر طرح موقع دیا جائے کہ وہ بذریعہ پنچایت وغیرہ اپنی اصلاح کرے لیکن وہ بضد کنارہ کشی کر کے قومی نقصان پہنچانے کی سعی کرے ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کا ربط ضبط رکھنا 'کھانا پینا' خوشی غمی' جنازہ میں شریک ہونا قبرستان میں ان کی میت دفنانا ان کو کسی قسم کی امداد دینا جائز ہے یا ناجائز اور جو شخص دیدہ و دانستہ یہ جانتے ہوئے کہ مذکورہ شخص سے قومی نقصان پہنچنے کا احتمال ہے امداد دیتا ہے اس کی نسبت کیا خیال ہے ؟ **المستفتی** نمبر ۱۰۱۷ محمد امیر (انبالہ) ۲۳ جون ۱۹۳۶ء ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

(جواب ۴۷۸) یہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور اپنی قوم کے مقابلے پر دوسری قوم کو فائدہ پہنچانا اسلام اور قوم کی دشمنی ہے جس شخص کے حالات اور واقعات ایسے ہوں اس سے مسلمانوں کو علیحدگی کر لینی جائز ہے البتہ اتنا تشدد زیبا نہیں کہ اس کی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیں ہاں اس کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا اور اس کی تقریبات میں شامل نہ ہونا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ووٹ کس کو دیں؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عزت حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں سے ووٹ لے کر گورنمنٹ سے عہدہ حاصل کیا مگر وہ ایسا شخص ہے جو نصاریٰ و ہنود اور غیر اقوام کے ساتھ ربط و ضبط رکھتا ہے اور ان کو مدعو کر تا رہتا

ہے اور خلاف شرع کھانے پینے شراب و دیگر اشیاء مخش کا استعمال خود بھی کرتا ہے اور مہمانوں کو بھی کراتا ہے پس ایسے شخص کو مسلمان ووٹ دیں تو عند الشرع جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۵۱۰ مولوی عبد الصمد صاحب (سورت) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۴ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۹) اگر مسلمانوں کے ووٹ سے کسی سیاسی مجلس کا انتخاب کیا جائے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ امور سیاسیہ میں جو شخص ماہر اور مسلمانوں کا خیر خواہ اور ان کے حقوق کی حفاظت کا اہل ہو اس کو ووٹ دیں ان اوصاف کے ساتھ اگر شریعت کا بھی پابند اور نیک صالح ہو تو وہی مستحق ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسلمانوں کا شرعی اور معاشرتی ضرورتوں کے لئے انجمن بنانا

(سوال) مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر صوبہ و ہر ضلع اور شہر و گاؤں میں اور محلہ میں اصلاحی انجمن بنائیں - کما قال اللہ تعالی واعتصموا بحبل اللہ المستفتی نمبر ۱۱۷۵ اکرام خاں (صوبہ سرحد) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۸۰) مسلمانوں کو شرعی اور معاشرتی اور اصلاحی ضرورتوں کو رفع کرنے کے لئے انجمن بنانا اور اس میں مل کر خلوص کے ساتھ کام کرنا بہت اچھی بات ہے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

روپے لیکر غیر مستحق کو ووٹ دینا حرام ہے

(سوال) یہاں پر شہر کرنال میں ممبروں کا انتخاب ہو رہا ہے جو صاحب ممبر بننا چاہتے ہیں ان میں سے ایک صاحب دس روپیہ فی رائے دے رہا ہے اور دوسرا اس کے مقابلہ میں پندرہ روپے فی رائے دے رہا ہے اور ان رائے دہندگان میں سب قسم کے لوگ ہیں غریب بھی اور امیر بھی کیا یہ روپیہ لینا رشوت ہے اور جو لوگ ان میں صاحب نصاب ہیں ان کو یہ روپیہ کس جگہ خرچ کرنا چاہئے اور جو لوگ غریب ہیں ان کو کیا کرنا چاہئے ان غریبوں میں جو لوگ مقروض ہیں وہ اس روپیہ کو اپنے قرض میں دے سکتے ہیں یا نہیں نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اس رشوت کا کیسا گناہ ہے صغیرہ یا کبیرہ ؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۶ رشید احمد خاں و رفیق احمد خاں صاحبان (کرنال) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۸۱) ہندوستان کی حالت بہت نازک ہے انتخاب کا معاملہ بہت سخت ذمہ داری کا ہے رائے دینے والوں پر فرض ہے کہ وہ اس شخص کو رائے دیں جو نیک اور سمجھدار اور ملک و قوم کا خیر خواہ ہو روپیہ لیکر غیر مستحق کو رائے دینا حرام اور ملک و قوم کی خیانت و غداری ہے اور مستحق کو پیسہ لیکر رائے دینا رشوت ہے اگر مستحق کو رائے دینے والا خود پیسہ نہ مانگے اور وہ خود دیدے تو خیر مباح ہو سکتا ہے لیکن غیر مستحق کو رائے کسی طرح بھی حلال نہیں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ووٹ کس کو دیں ؟

(سوال) امارت شرعیہ صوبہ بہار کی انڈیپنڈنٹ پارٹی جس کے رکن ابوالمحاسن مولوی سجاد صاحب نائب امیر شریعت ہیں یونائیٹڈ پارٹی جس کے رکن آنریبل مسٹر عبدالعزیز بیرسٹر پٹنہ ہیں دونوں پارٹیوں کے کارکن ہم لوگوں کے پاس ووٹ لینے آئے اور ہر طرح کی بات کہتے ہیں مہربانی فرماکر ہم لوگوں کو بتایا جائے کہ کس پارٹی کو ووٹ دیکر ہم لوگ حق بجانب رہیں گے - المستفتی نمبر ۱۲۶۹ شفاعت حسین صاحب (ضلع مونگیر) ۱۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۸۲) امارت شرعیہ کی انڈیپنڈنٹ پارٹی یونائیٹڈ پارٹی سے بہتر ہے یونائیٹڈ پارٹی کے امیدواروں کو ووٹ دینا سرکار کی تائید کرنا ہے ان دونوں پارٹیوں کے امیدواروں کا مقابلہ ہو تو انڈیپنڈنٹ پارٹی کے امیدوار کو ووٹ دینا لازم ہے فقط - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

ایک استفتاء کی تنقیح

(سوال) (۱) زید نے سات مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور انکو اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ان مسلمانوں کو ووٹ دینا کافروں کو ووٹ دینا ہے کیونکہ وہ سات مسلمان کافر ہیں کہ کافروں نے جس مجلس میں غازی عبدالقیوم پر اظہار نفرت کیا مگر وہ سات مسلمان چپ چاپ بیٹھے رہے ان کو کچھ بھی جواب نہیں دیا تو شرعاً فتویٰ کفر کا صحیح ہے یا نہیں اور شرعاً فتویٰ کفر کا دینے والا شخص کس قدر گناہ گار ہے اور اس شخص (زید) کے پیچھے نماز پنجگانہ جائز ہے یا نہیں -
(۲) زید نے بحیثیت امام کے ایک جماعتی کو کہا کہ کافر مرتد - خنزیر کا بیٹا' میری مسجد سے باہر نکل جا تو کیا امام کو ایسا کہنا جائز ہے - المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالمحیط خاں صاحب کانسٹیبل (سندھ) ۱۴ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۸۳) (۱) کفر کا فتویٰ دینے کی وجہ بیان نہیں کی گئی کہ یہ جانچ ممکن ہوتی کہ فتویٰ صحیح ہے یا غلط غازی عبدالقیوم پر اظہار نفرت کی تفصیل بھی مذکور نہیں کہ اظہار نفرت کس بناء پر کیا گیا تھا اور اظہار کا طریقہ کیا تھا اور الفاظ کیا تھے ان تفصیلات کے بغیر تصویب یا تقبیح کا حکم نہیں دیا جاسکتا -
(۲) کسی شخص کو کافر کہنا کسی صحیح وجہ پر مبنی ہو تو خیر ورنہ سخت گناہ کی بات ہے اس میں بھی وجہ بیان نہیں کی گئی - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

ووٹ کی قیمت لینا اور اس کو مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں

(سوال) زید نے ووٹ دینے کی عوض پیسہ لینا جائز کہا ہے اور اس سے مسجد کی مرمت کرنا بھی جائز بتایا ہے رشوت کو جائز سمجھنا کفر ہے یا نہیں - المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالمحیط خاں کانسٹیبل (سندھ) ۱۴ شوال

۵ ۱۳۵ھ م ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۸۴) ووٹ کی قیمت وصول کرنا جائز نہیں اور ایسا روپیہ مسجد میں نہیں لگ سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) کسی امیدوار کے ساتھ ووٹ کا دعویٰ کر کے پھر دوسرے کو ووٹ دینا؟

(۲) ووٹ کس کو دیں؟

(سوال) (۱) انتخاب کونسل میں ایک امیدوار نے ایک رائے دہندہ سے وعدہ لے لیا لیکن اس کے بعد دوسرا امیدوار اس رائے دہندہ کے سامنے آتا ہے تو کیا ایسی صورت میں وہ رائے دہندہ اپنے وعدہ کو توڑ کر دوسرے امیدوار کو رائے دے سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) ہمارے حلقہ سے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے اپنے کسی نمائندہ کو کھڑا نہیں کیا دو شخص زید اور بکر بطور خود کھڑے ہوئے ہیں ان دونوں میں سے زید ایک مذہبی و قومی خدمات کرنے والا اور مسلمانوں پر آئے دن مصائب میں اپنی جان اور مال قربان کرنے والا اور جمعیۃ العلماء ہند و مسلمانوں کی قومی و ملکی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ منسلک رہنے والا اور آئندہ کے واسطے بھی اس کا عہد کرتا ہے کہ وہ کونسل میں جا کر مسلمانوں کی جمعیۃ العلماء ہند کے احکام کے ماتحت پوری خدمات کرے گا۔

مگر ایک سرکاری خیالات رکھنے والا شخص اور مسلمانوں کی مذہبی و قومی جماعتوں کا ہمیشہ مخالف رہا ہے نہ اس کے اندر ایسی جرأت یا قابلیت موجود ہے جو کونسل کے اندر مسلمانوں کی واقعی رہنمائی کر سکے لہذا مسلمانوں کو ان دونوں میں سے کس کی حمایت کرنی چاہئے۔ **المستفتی نمبر ۱۲۹۰ مولوی حبیب الرحمن صاحب سوارہ (ضلع بجنور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۷ء**

(جواب ۴۸۵) یہ وعدہ کہ میں تمہارے حق میں بہر صورت ووٹ دوں گا شرعاً و عقلاً اس شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے کہ موعود لہ سے بہتر کوئی امیدوار موجود نہ ہو اور اسی صورت میں یہ وعدہ صحیح اور واجب الایفا بھی ہے لیکن اگر کسی بہتر نمائندے کے موجود ہوتے ہوئے اس سے ادون اور غیر مستحق کو رائے دینے کا وعدہ کر لیا جائے تو یہ قومی امانت میں خیانت کرنا ہے اور جو وعدہ ایسا ہو کہ خود وہ وعدہ اور اس کا ایفاء خیانت ہو وہ وعدہ ہی درست نہیں ہوا اور اس کا ایفاء بھی جائز نہیں اگر کوئی شخص اپنے دوست سے وعدہ کرے کہ میں تمہارے ساتھ مل کر عمر مظلوم بے گناہ کو ماروں گا تو یہ وعدہ بھی ناجائز اور اس کا ایفاء بھی ناجائز کونسل یا اسمبلی میں قوم کا نمائندہ بن کر جانا کسی ایسے شخص کا حق نہیں ہے جس کو قوم کے افراد اپنا نمائندہ بنا کر بھیجنا پسند نہ کریں اور ہر رائے دہندہ کو یہ حق ہے کہ اپنی رائے بہتر سے بہتر نمائندہ کی تائید میں دے اگر کسی بہتر نمائندہ کے ہوتے ہوئے کسی ووٹر نے غیر مستحق امیدوار کو رائے دینے کا کسی خوف یا طمع یا مروت کی بناء پر وعدہ کر لیا تو وہ اس وعدہ کرنے میں خیانت قومی کا مرتکب ہوا اور یہ وعدہ بھی درست نہیں ہوا اور اگر کوئی بہتر نمائندہ موجود نہ تھا اس وقت کسی امیدوار سے وعدہ کر لیا تو یہ وعدہ اگرچہ قومی خیانت نہیں

ہو لیکن واجب الایفاء بھی نہیں جب کہ کوئی ایسا امیدوار کھڑا ہو جائے جو ملک و قوم و ملت کے لئے مفید ہے تو ہر ووٹر کا فرض ہے کہ وہ بہتر اور مفید تر نمائندہ کو اپنا ووٹ دے یں ایفاء وعدہ اور ایفاء عہد وہی لازم اور واجب ہے کہ وہ وعدہ اور عہد بھی فی حد ذاتہ صحیح ہو ورنہ وعدہ اور عہد یہ حلف اور یمین بھی اگر ناجائز امر پر کرے تو اس کا پورا کرنا اور حلف کا کفارہ دیدینا جائز بلکہ بعض صورتوں میں (جب کہ محلوف علیہ معصیت ہو) واجب ہے وقیل المراد منہ (ای من العہد) کل ما یلزمہ الانسان باختیارہ و یدخل فیہ الوعد ایضا لا والوعد من العہد وقیل العہد ھہنا الیمین قال القتیبی العہد یمین و کفارتہ کفارۃ یمین فعلی ھذا یجب الوفاء بہ اذا کان فیہ صلاح اما اذا لم یکن فیہ صلاح فلایجب الوفاء بہ لقولہ علیہ السلام من حلف یمینا ثم رای غیرھا خیرا منھا فلیات الذی ھو خیر ولیکفر عن یمینہ فیکون قولہ واوفوا بعہد اللہ من العلم الذی خصصتہ السنۃ انتہی (تفسیر خازن) الوفاء بالعہد عام فدخل تحتہ الیمین الا انہ تعالٰی خص الیمین بالذکر تنبیہا علی انہ اولی انواع العہد بوجوب الرعایۃ– انتہی بمعناہ – تفسیر کبیر–

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ وعدہ اور عہد اور قسم واجب الایفاء ہیں مگر جب کہ وعدہ اور عہد اور قسم ایسی چیز سے متعلق ہوں کہ ان کا ایفاء متضمن معصیت یا خیانت کو ہو تو ایفاء لازم نہیں بلکہ وہ کام کرنا واجب ہو جاتا ہے جو طاعت و مصلحت کے ماتحت اس پر لازم تھا–

(۲) اگر اس حلقہ سے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے اپنا نمائندہ کھڑا نہیں کیا تو تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ زید کے حق میں ووٹ دیں اور بکر کو جو سرکاری آدمی ہے ہرگز رائے نہ دیں–

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ووٹ کا حق جمعیۃ علماء کے فیصلے کے مطابق استعمال کرنا چاہئیے۔

(سوال) موجودہ وقت کے انتخاب کے موقعہ پر ہمارے ضلع پشاور میں بہت کشمکش ہے کوئی کہتا ہے کہ کانگریس کی تحریک ناجائز ہے ان کو ووٹ نہیں دینا چاہئیے کیونکہ ان کے نمائندگان اکثر ہندو ہیں اور بعض مسلمان نمائندہ کانگریس ہو تے ہیں وہ بھی پیروکار ہندو ہیں چنانچہ اکثر قوانین مقتضاء طبع کے مطابق پاس کراتے ہیں مثلاً آریہ بل کے پاس کرانے پر ڈاکٹر خاں صاحب نے ہندو کی رائے کی تائید کی اور موقع بموقع خلاف شرع ہندوؤں کی متابعت کرتے ہیں نیز عبدالغفار خاں کے بعض اقوال و افعال بسبب اختلاط ہندو قوم خلاف شرع سنے جاتے ہیں میرے خیال میں آپ کو بخوبی اس کی صداقت و کذب معلوم ہوگی دیگر اعتراضات قسم قسم کے ان ہر دو نمائندگان پر پبلک کرتی ہے اور چونکہ ماتحت منتخب شدہ ممبران اسمبلی کانگریس ان سے دامنگیر ہیں اس وجہ سے ووٹ کانگریس کو نہیں دینا چاہئیے براہ کرم موجودہ وقت کے لئے فتویٰ دیجئے کہ ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئیے خاموشی یا امداد کانگریس یا مخالفت اور گزارش ہے کہ یکم فروری پر دونوں کا فیصلہ

ہو جائے گا اس سے قبل فتوی مدللہ سے ممنون فرمائیں تاکہ ہم لوگ آپ کے فیصلہ پر عمل پیرا ہو جائیں۔
المستفتی نمبر ۱۳۰۹ مولوی عبدالغفور صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٨٦) جمعیۃ علماء ہند نے الیکشن کے بارے میں مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ساتھ اشتراک عمل کیا ہے اس لئے جمعیۃ کی طرف سے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے امیدواروں کی حمایت کرنی جمعیۃ علماء کی صحیح پالیسی ہے اور جس حلقے میں مسلم پارلیمنٹری بورڈ کا امیدوار نہ ہو وہاں مسلم امیدواروں میں سے جو امیدوار کہ آزاد خیال ترقی پسند اور جمعیۃ علماء کے مسلک کا حامی ہو اور سرکاری اثر میں نہ ہو اس کی امداد کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ووٹ دینے نہ دینے کے فیصلے کے لئے دونوں مقابل امیدواروں کا سامنے آنا ضروری ہے

(سوال) زید اور اس کی بیوی ایک حد تک تعلیم یافتہ ہیں اب ہر دو کونسل میں جانے کے لئے کھڑے ہو رہے ہیں اور عامۃ المسلمین سے اپیل کی جا رہی ہے کہ ان کو ووٹ دیکر اسلام کی عزت برقرار رکھی جائے محاسن حسب ذیل ہیں بیوی موسومہ قیصر ہند کا تمغہ حاصل کر چکی ہیں اور خود لاٹھ صاحب بہادر نے اس کو سینہ پر آویزاں فرمایا جس سے خود شوہر اور بیوی ہر دو مسرور ہی نہیں بلکہ فخریہ اس کا اظہار کرتے ہیں انگریزی کی پارٹی اور کلب میں بموجودگی شوہر دونوں بلا روک ٹوک شریک ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور بیوی صاحبہ ان سے مصافحہ کرتی ہیں ان کے ساتھ کھیلتی ہیں مگر مسلمانوں سے پردہ کرتی ہیں اب کونسل میں جاکر بلا حجاب مردوں کے پہلو بہ پہلو ہر کام میں حصہ لیں گی اور تقریریں کریں گی اور یہ رہا سہا پردہ بھی ختم ہو جائے گا سوال یہ ہے کہ جو شوہر خود ان تمام امور پر راضی ہے اور اس کی کونسل کے لئے امیدواری اسلام کی عزت تصور کی جاتی ہے کیا واقعی ووٹ دینا تاکہ وہ کونسل میں جاکر مردوں کے پہلو بہ پہلو تقریر کر سکے اعانت فی الاسلام ہے شرعاً ایسے کو کیا کہا جانے گا اگر ایسا شوہر بھی امیدوار ہو تو کیا ایسے کو ووٹ دینا شرعاً جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۱۴ عبدالکریم صاحب (ڈھاکہ) ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٨٧) یہ تمام افعال واعمال اسلام اور اسلامی غیرت کے خلاف ہیں اور انگریزی طرز معاشرت اور یورپین تہذیب کی اندھی تقلید کے نتائج ہیں اسلام کا دامن اس قسم کے حیا سوز اعمال سے پاک ہے مسلمان عورتوں کی یہ حرکتیں مسلمانوں کے لئے موجب حسرت ہیں نہ کہ بموجب فخر و مسرت۔

رہا ووٹ دینے نہ دینے کا سوال وہ اور بھی بہت سے وجوہ اور اعتبارات پر مبنی ہے اس لئے ان امیدواروں کے مقابل امیدواروں کی پوزیشن کا بھی سامنے آنا اور پھر کونسل کے اندر ان کی وطنی خدمات کی نوعیت اور صلاحیت کو دیکھنا لازم ہے اور اس پر حکم دینا مناسب ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کیا عورت پولنگ اسٹیشن پر ووٹ ڈالنے کے لئے جاسکتی ہے؟

(سوال) دارا سبا میں ممبر ہونے والے ہیں اس میں مسلمانوں کی طرف سے تین امیدوار کھڑے ہوئے ہیں اس میں مسلمانوں کی ایک سیٹ ہے کھڑے ہونے والے کی طرف سے دوسرے کام کرنے والے لوگوں کو دبا کر مت لیتے ہیں ایسے وقت میں ہم مسلمانوں کی عورتوں کو ووٹ ڈالنے کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں اور بات ایک ہے کہ جس جگہ ووٹ ڈالنے کے لئے جاتے ہیں وہاں دوسری قوم کے آدمی بھی موجود ہوتے ہیں مت دینے والوں کی ہاں دستخط کئے جاتے ہیں اور پھر ان کو ووٹ دیا جاتا ہے جو دستخط نہیں کر سکتے ان کا انگوٹھا لگا کر دیگر قوم کے آدمی لگاتے ہیں تو یہ بات شریعت سے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۱۹ محمد امین صاحب (ضلع کھیڑہ) ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۸) اگر پولنگ اسٹیشن پر عورتوں کے لئے پردے کا انتظام ہو اور غیر محرم مرد منتظم نہ ہوں بلکہ چیک دینے لینے والی عورتیں کام کرتی ہوں تو عورتوں کو ووٹ دینے کے لئے جانا جائز ہے اور غیر محرم مرد ہوں تو عورتیں نہ جائیں بلکہ مطالبہ کریں کہ ان کے لئے زنانہ منتظم مقرر کئے جائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ووٹ دینے اور نہ دینے کا معیار صلاحیت ولیاقت ہے ....

(سوال) زید اور بکر آپس میں رشتہ دار ہیں جن میں سے ایک دیوبندی عقائد رکھتا ہے اور دوسرا بریلوی عقائد رکھتا ہے اور یہی اشخاص ممبری یعنی میونسپل الیکشن کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور ایک تیسرا شخص جو ان ہر دو عقائد میں سے ایک عقیدہ رکھتا ہے اس نے ایک امیدوار سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیرا ساتھ دوں گا اور تیرے ممبر کرانے کی کوشش کروں گا لیکن دوسرا امیدوار اس پر زور ڈالتا ہے اور مجبور کرتا ہے اب اس شخص کو کیا کرنا چاہئے؟ المستفتی نمبر ۱۳۵۶ ممتاز الدین صاحب سبزی منڈی دہلی ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۵ افروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۹) ممبر کے لئے رائے دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنا نمائندہ بنا کر کمیٹی یا کونسل میں بھیجنا ہے کمیٹی یا کونسل میں جا کر جس کام کی حاجت ہوتی ہے اس کی لیاقت اور صلاحیت ممبر میں ہونی لازم ہے اور اس لیاقت اور صلاحیت کو ووٹ دینے کا معیار قرار دینا چاہئے ووٹ کی طمع یا خوف یا معاوضہ کی بنا پر دینا درست نہیں غیر مستحق اور ایسے شخص کو جس میں لیاقت اور صلاحیت نہیں ہے ووٹ دینا قومی خیانت ہے۔

وعدہ اگر مستحق اور اہل سے کیا گیا ہو تو اس کو پورا کرنا لازم ہے بلکہ وعدہ کے بغیر بھی مستحق اور اہل کو ووٹ دینا چاہئے لیکن اگر وعدہ غیر مستحق اور نااہل سے کر لیا ہو تو ایسا وعدہ ہی صحیح وعدہ نہیں اور اس کو پورا کرنا ایسا ہے جیسا کسی سے شراب پلانے کا وعدہ کرے اس کو شراب پلانا اور اس کو وعدہ کا ایفا قرار دینا ہے خلاصہ یہ کہ ایفاء عہد اسی صورت میں لازم ہے کہ وہ عہد بھی جائز ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

کانگریس ہندوستانیوں کی جماعت ہے نہ کہ ہندوؤں کی!

(سوال) زید کہتا ہے کہ مشرک کے ساتھ شرکت عمل کسی طرح بھی ہو بالکل حرام اور کفر ہے خصوصاً موجودہ تحریک کانگریس جو کہ ہندوؤں کی جماعت ہے اس کے ساتھ شرکت کرنا خالص کفر ہے دلیل میں چند آیات اور حدیث پیش کرتا ہے جیسا کہ **ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم** حدیث شریف **انا لا نستعین بالمشرک۔ الی اخرہ**

عمرو کہتا ہے کہ مطلقاً شرکت عمل حرام نہیں وقت اور مقام کا لحاظ ضروری ہے آیۃ جیسے مشرک سے مشرکین عرب مراد ہیں اور محبت سے محبت فی المذہب والدین مراد ہے **وان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔** نیز **فان اعتزلو کم ولم یقاتلو کم** اسی طرح بہت سی آیات اور احادیث سے اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کے طرز خلافت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً شرکت اور امداد حرام نہیں اب اسی سلسلہ میں تنقیہ ہا بزار زمین ہے آئین میں گرم ہے۔ **المستفتی** نمبر ۱۴۰۷ مولوی غلام حبیب صاحب (ضلع پشاور) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۰) عمرو کا قول صحیح ہے اور دلائل شرعیہ کے موافق زید کا قول درست نہیں کانگریس کو ہندوؤں کی جماعت کہنا بھی اصولاً درست نہیں وہ ہندوستانیوں کی جماعت ہے اور ہندوستانیوں میں مسلمان بھی شامل ہیں اور ہندوؤں کی اس میں کثرت ضرور ہے اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی تعداد ہی زیادہ ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان شرکت کانگریس میں غفلت اور کوتاہی کرتے ہیں بہر حال اپنے فائدے کے لئے کفار کے ساتھ اشتراک عمل کرنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہندوستان کی تحریک آزادی میں ہر محب وطن کی شرکت لازمی ہے

(سوال) ہندوستان کی تحریک آزادی میں حصہ لینا اور موجودہ حکومت سے مخالفت کرنا شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ **المستفتی** نمبر ۱۶۳۹ ابراہیم کاویہ پوسٹ بکس نمبر ۳۵ (جنوبی افریقہ) ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۱) ہندوستان کی تحریک آزادی ایک وطنی تحریک ہے اس میں ہر محب وطن ہندوستانی کو شریک ہونا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نعرہ اللہ اکبر پر پابندی کا آرڈیننس تحکمانہ اور غیر معقول ہے

(سوال) ریاست مالیر کوٹلہ میں چیف منسٹر صاحب نے مسلمانان مالیر کوٹلہ کے خلاف یہ حکم جاری کیا ہے جو کہ آرڈیننس ا، ۱۹۳۷ء کے نام سے موسوم ہے۔

(۱) مسلمانان مالیر کوٹلہ بعد نماز عشاء کے اپنے محلوں کی مساجد میں اللہ اکبر کا ورد اپنی مصائب کی نجات کے لئے کرتے تھے اس پر چیف منسٹر صاحب مالیر کوٹلہ نے ایک حکم نافذ کیا ہے جو کہ آرڈیننس کے نام سے موسوم ہے جو نعرہ بازی شور وشر کے نام سے موسوم ہے کا اور یہ آرڈیننس سردست تین ماہ کے لئے شہر مالیر کوٹلہ کے اندر اور ۳۰ میل کے فاصلے تک وسعت پذیر رہے گا۔

(۲) ہر شخص جو نعرہ زنی مذکور کرتا ہوا یا امداد و اعانت کرتا ہوا پایا جاوے تو سزائے تازیانہ کا مستوجب ہوگا جس کی مقدار تیس تازیانہ تک ہوگی اور آرڈیننس کے خلاف اپیل نہ ہو سکے گی یہ آرڈیننس جاری کر کے مسلمانان مالیر کوٹلہ کو اللہ اکبر کا نعرہ لگانے سے منع کر دیا اور نعوذ باللہ من ذلک نعرہ اللہ اکبر کو نعرہ شور وشر کہا گیا ہے یہ آرڈیننس چیف منسٹر صاحب مالیر کوٹلہ نے اپنے حکم سے جاری کیا ہے اور باوجود اس کے کہ ریاست مذکور کا چیف منسٹر مسلمان ہے اس حالت میں مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے آیا کہ ان کو نعرہ اللہ اکبر جاری رکھنا چاہئے یا کہ نہ اور ایسے شخص کے لئے جو کہ مسلمان ہوتے ہوئے اس قسم کا حکم نافذ کرے اور نعرہ اللہ اکبر کو نعرہ شور وشر کے نام سے موسوم کرے اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۸۴ محمد آفتاب صاحب (لدھیانہ) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۲) یہ آرڈیننس اگر نعرہ اللہ اکبر کے متعلق ہے تو نہایت تحکمانہ اور غیر معقول ہے اور اگر مسلمان چیف منسٹر کے اختیار اور ارادے سے صادر ہوا ہے تو انتہائی مذمت کا مستحق ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حضرت مفتی صاحب جمعیۃ العلماء کے فتوے بلا معاوضہ لکھتے تھے

(سوال) محلہ میں چند بدمعاش آدمی یہ مشہور کرتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب پچاس روپے ماہوار جمعیۃ العلماء ہند سے فتویٰ نویسی کی تنخواہ لیتے رہتے ہیں اس پر میرا اور میرے ہم خیال لوگوں کا ان لوگوں سے قضیہ چل رہا ہے برائے مہربانی آپ تحریر فرمائیں کہ کیا یہ واقعہ صحیح ہے یا لوگ یونہی جھوٹ موٹ اڑاتے ہیں یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اگر آپ کو نہیں تو کیا کسی اور مفتی کو جمعیۃ سے پچاس روپے ماہوار ملتے ہیں کرم فرما کر صاف صاف تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۱۷۲۰ محمد جلیل کوچہ دکھنی رائے دہلی ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۳) اللہ تعالیٰ ان مہربانوں کو جو بے بنیاد باتیں کہتے ہیں اور مفت میں بدنام کرتے ہیں نیک راہ کی توفیق عطا فرمائے میں فتویٰ نویسی کی تنخواہ جمعیۃ علماء ہند سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا اور جمعیۃ العلماء کسی اور شخص کو بھی فتویٰ نویسی کی تنخواہ نہیں دیتی ہاں اس کو عرصہ سے ایک مفتی کی تلاش ہے جس کو تنخواہ دیکر فتویٰ نویسی کے لئے مقرر کرے مگر ابھی تک کوئی لائق مفتی دستیاب نہیں ہوا فتویٰ نویسی کا تمام بوجھ مجھ جیسے ضعیف آدمی کی گردن پر ہے دفتر کے فتوے بھی میرے پاس بھیج دیئے جاتے ہیں اور میں بلا کسی

معاوضہ کے لکھ دیتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اخبار کے ایک کارٹون پر تبصرہ.....

(سوال) زید اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے توحید و رسالت کا قائل ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو حق مانتا ہے کفر و شرک سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو بعض مسلمانوں سے سیاسی معاملات میں اختلاف ہے وہ انہیں منع کرتا ہے کہ اسلام کے مقدس نام سے ذاتی سیاسی اغراض حاصل نہ کی جائیں اور اسلام کے مقدس نام سے غیر مسلم طاقتوں کو ناجائز فائدہ نہ پہنچایا جائے۔

اپنے اسی نقطہ نظر سے زید اخبار میں ایک کارٹون نکالتا ہے زید اس کارٹون میں اپنی مخالف دوسری سیاسی جماعتوں کی طرح ان مسلمانوں کی ذہنیت بھی دکھاتا ہے جو اسلام کے پاک نام سے زید کے خیال میں ذاتی اغراض حاصل کرتے اور غیر مسلم طاقتوں کی ناجائز خدمت انجام دیتے ہیں چنانچہ اس ذہنیت والے لوگوں کے نعرہ "اسلام" کو وہ شیر کی تصویر پر (انور مدر کاماز) کے اندر لکھ دیتا ہے تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ اسلام کا مقدس نام ناجائز طریقہ پر استعمال کرتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ کلمہ گو اور مسلمان ہونے کے باوجود کیا زید محض اس کارٹون کی اشاعت کی وجہ سے کافر ملحد لامذہب سمجھا جائے گا اگر ایسا نہیں سمجھا جائے گا تو ان لوگوں کا شرعی حکم کیا ہے جو محض اس کارٹون کی وجہ سے کلمہ گو مسلمان زید کو کافر ملحد لامذہب کہیں۔ المستفتی نمبر ۲۴۳۷ الیڈیٹر صاحب۔ اخبار ہند جدید کلکتہ ۲ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٩٤) تصویر بنانے اور شائع کرنے کے عدم جواز کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کارٹون سے جو غرض ہے اس کا حکم یہ ہے کہ کارٹون بنانے والے نے یہ دکھانا چاہا ہے کہ برطانوی حکومت ہندوستان سے اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی عیاریاں کرتی ہے اور قسم قسم کے حیلے تراشتی ہے جن کے ذریعہ سے خود ہندوستانیوں کو بے وقوف بنا کر ان کی ہی زبان سے ایسی باتیں نکلواتی ہے جو بظاہر ہندوستانیوں کے لئے مفید ہوتی ہیں مگر درحقیقت ان سے برطانوی حکومت کو فائدہ پہنچتا ہے چنانچہ وہ ہندوستان کو آپس میں لڑانے کے لئے (جو درحقیقت برطانوی حکومت کے بقاء واستحکام کے لئے ضروری ہے) کسی فریق کو مذہب کے نام سے کسی کو صوبہ دارانہ پوزیشن کے لحاظ سے کسی کو روٹی کے بہانے سے ابھارتی ہے اور یہ آپس میں لڑ کر برطانوی حکومت کو فائدہ پہنچاتے ہیں پس کارٹون میں لفظ اسلام لکھنے سے صرف یہ مطلب ہے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن کو درحقیقت مذہب کا کوئی درد نہیں ہوتا مگر وہ مذہب اور اسلام کا نام محض اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ سادہ لوح مسلمان یہ سمجھ کر کہ انگریزی حکومت کے بقاء میں اسلام محفوظ اور انگریزی حکومت کے زوال سے اسلام خطرے میں ہے انگریزی حکومت کی حمایت کرنے لگیں تو یہ انگریزی حکومت کے ان ننگ ہندوں میں جن کے ذریعہ سے وہ اپنا مفاد حاصل کرتی ہے اسلام کا نام استعمال کرانا بھی ہے پس اس غرض سے کارٹون میں اسلام کا لفظ لکھ دینا نہ کفر ہے نہ الحاد نہ لامذہبی کیونکہ اس سے

مراد ہی مصنوعی فرضی اور نام کا اسلام ہے جو برطانوی مدارس کے لئے روزی کا ذریعہ ہو سکے ورنہ ظاہر ہے کہ حقیقی اور معنوی صحیح اسلام برطانیہ کی روزی کے ذرائع میں داخل نہیں اور نہ کوئی مسلمان ایسا خیال کر سکتا ہے اور نہ حقیقی اسلام برطانوی حکومت کے وجود پر موقوف ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قومی نعرہ ہندوستان زندہ باد آزاد ہونا چاہئے

(سوال) مسلمان بچوں کی ایک جماعت کانگریسی وردی پہن کر سہ رنگی جھنڈی لئے ہوئے شاہراہ اور گلی کوچہ میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کے زیر قیادت یہ صدا لگاتی ہے قومی نعرہ بندے ماترم یہ نعرہ لگانا کیسا ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۷۵۶ حکیم عبدالغفور صاحب (ضلع بھاگلپور) ۸ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۵) قومی نعرہ ہندوستان زندہ باد ہندوستان آزاد ہونا چاہئے۔ بندے ماترم کے معنی ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسلمان جمعیۃ علماء ہند کی نگرانی میں وطنی آزادی اور مذہبی حفاظت کا فریضہ ادا کریں

(سوال) فی الحال جس قسم کی کشمکش عام مسلمین پر کار فرما ہے وہ آپ پر روشن و عیاں ہے ایک طرف لیگ اپنا کام کر رہی ہے تو ایک طرف کانگریس مسلمانوں کو دعوت دے رہی ہے جواہر لال احمد آباد آیا اس وقت چند مسلمانوں نے اس کے واسطے ایک جلسہ منعقد کیا تھا اس میں ایک مسلمان نے اس کی تعریف کا لیکچر دیا اور مسلمانوں سے کانگریس میں داخل ہونے کی اپیل کی تھی اخبار میں جب میں نے یہ واقعہ پڑھا اور لیکچر دینے والے کا نام نظر سے گزرا تو اس کے ساتھ میری خط و کتابت پہلے سے ہو چکی تھی اب میں نے اس پر خط لکھا کہ تمہاری یہ حرکت میرے خیال سے ٹھیک نہیں ہے اور تم لیگ کی طرف آجاؤ میرا خط پڑھ کر اس نے ایک طویل خط جواب میں لکھا ہے اس میں وہ لکھتا ہے کہ مولانا کفایت اللہ صاحب بھی کانگریس میں داخل ہو چکے ہیں یہ جملہ پڑھنے کے بعد میں حیرت میں آ گیا اور چونکہ میں ہمیشہ اخبارات کو پڑھا نہیں کرتا لہذا امتنذ کر دیا اگر میری نظر سے گزری اور اس شخص کی تحریر سے اس بات کا اظہار ہوا تو میں حیران و ششدر رہ گیا شاید یہ تحریر غلط ہو یا یا یہی وجہ اس کی تحقیق لاحق ہوئی لہذا میں آپ سے باادب ملتجی ہوں کہ آیا آپ کانگریس میں داخل ہیں آیا آپ چاہتے ہیں کہ سب مسلمان کانگریس میں داخل ہو جائیں آیا بروئے شریعت کانگریس مسلمانوں کی سرپرست ہو سکتی ہے ۔ میرا منشا صرف تحقیق ہے ۔ المستفتی نمبر ۱۸۲۸ منشی آدم خانپور (بہرائچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۶) ہندوستان میں ایک غیر ملکی حکومت (انگریزی حکومت) قائم ہے اور ہندوستانیوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً انگریزی حکومت نے بے حد نقصانات پہنچائے ہیں ہندوستان کے باشندے اس

غیر ملکی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں تو یہ فریضہ وطنیہ مسلمانوں پر بھی اسی طرح عائد ہوتا ہے جس طرح غیر مسلموں پر اور تحریک آزادی میں جب تک ہندوستان کی تمام اقوام داخل نہ ہوں کامیابی مشکل ہے اس لئے مسلمانوں کو سیاسی معاملات میں قومی مجلس کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل لازمی ہے اور جمعیۃ علماء نے آج تک اسی اصول کے موافق کام کیا ہے مگر اس کے ساتھ مسلمان قوم کی اپنی قومی اور مذہبی زندگی کے لئے اندرونی تنظیم اور اجتماعی قوت بھی لازمی ہے اس کے لئے جمعیۃ علماء ہند کا پلیٹ فارم ہے سب مسلمانوں کو مل کر جمعیۃ علماء ہند کی نگرانی میں وطنی آزادی اور مذہبی حفاظت کا فریضہ ادا کرنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسلم لیگ کے حق میں ایک مشورہ سے رجوع

(سوال) نہایت ادب سے گزارش ہے کہ پرچہ ہذا کے ساتھ جو اشتہار روانہ کیا جاتا ہے یہ فتویٰ آپ کا درست ہے یا غلط ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۰ جناب سردار بیگ صاحب (بجنور) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۷) یہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ مشورہ تھا جو گزشتہ الیکشن کے وقت مسلم لیگ کے ذمہ داروں کے حق میں اس بنا پر دیا گیا تھا کہ مسلم لیگ کے ذمہ دار عہدیداروں نے اطمینان دلایا تھا کہ لیگ کے نمائندے وہی ہوں گے جو ترقی پسند اور آزادی کی تحصیل میں کانگریس سے اشتراک عمل کریں گے لیکن جب لیگ نے خاص سرکاری آدمیوں کو ہی نمائندہ بنایا اور ترقی پسندی کی جگہ رجعت پسندی کا عملی ثبوت بہم پہنچایا تو اب اس مشورہ کو لیگ کے امیدواروں کے لئے کام میں لانا درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسلمان 'مسلم لیگ یا کانگریس کس کی پیروی کریں؟

(سوال) اب جب کہ دونوں جماعت سے یعنی مسلم لیگ و کانگریس سے تعلق رکھنے والے علماء کرام مسلم عوام کے سامنے اپنی اپنی جماعت کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اور محض اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ایک جانب کے علماء کرام دوسری جانب کے علماء کرام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ سواد اعظم اسلام سے فرداً فرداً مسلمان کٹتے جاتے ہیں مسلم وقار اور اتحاد بین المسلمین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے ایسی ہیجانی حالت میں مسلم عوام عموماً اور جاہل دیہاتی مسلمان خصوصاً سخت پریشان ہیں کہ کیا طرز عمل اختیار کریں کس کی پیروی کریں کس کو حق جانب سمجھیں۔ المستفتی نمبر ۱۹۶۶ محمد نیاز عزیز احمد۔ ظہور الحسن۔ عبدالعزیز (کانپور) ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ م یکم نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۸) مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں شرکت تو سب کے نزدیک لازمی ہے مگر طریقہ عمل کے اختیار کرنے میں رائے مختلف ہے کچھ لوگ دیانتداری سے یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی اقوام ہند کی مشترکہ جدوجہد سے حاصل ہو سکتی ہے اس لئے مشترک مجلس کانگریس میں شریک ہونا مفید اور لازم ہے

اس کے برخلاف دوسرے حلقہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو علیحدہ منظم ہو کر جدوجہد کرنی چاہئیے ان میں سے کون صحیح راستے پر ہے اور کون غلط پر اس کا فیصلہ میں ابھی کرنے سے قاصر ہوں مگر ایک فریق کا دوسرے فریق کو برا بھلا کہنا اور مخالف کے حق میں ناسزا اور ناملائم الفاظ کہنا تو کسی حال میں بھی زیبا نہیں آپ اپنے لئے راہ عمل اختیار کرنے میں اس جماعت کے ساتھ رہیں جو ذاتی اغراض سے بالاتر ہو اور ایثار پیشہ اور قربانی پیش کرنے کے لئے تیار اور اس کے ساتھ اسلامی تعلیم سے باخبر اور عمل صالح سے آراستہ ہو۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

مسلم لیگ یا کانگریس ، کون سی جماعت مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتی ہے؟

(سوال) سیاسی جماعتوں میں سے مسلم لیگ و کانگریس دونوں میں سے مسلمانوں کی رہنمائی کون سی جماعت کر سکتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروز پور) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۹) نیت مذہب کی حفاظت اور ملک و وطن کی آزادی کی جدوجہد ہو تو کانگریس میں رہ کر بھی ایک پکا مسلمان صحیح خدمت کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

(۱) ہندوؤں کے ساتھ تحریک آزادی میں اشتراک عمل
(۲) مشرک سے امداد حاصل کرنا کب جائز ہے؟
(۳) مذہب عین سیاست شرعیہ اور سیاست شرعیہ عین مذہب ہے
(۴) مسلمان کافر یا طاغوت ہیں
(۵) جنگ آزادی خود مسلمانوں پر فرض ہے
(۶) ایک مشترکہ فنڈ
(۷) تنہا مسلم لیگ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیں یہ نظریہ غلط ہے

(سوال) (۱) قرآن شریف میں آتا ہے (سورہ نساء) بشر المنافقین بان لهم عذاباً الیماً الخ — اس کی تفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم نے قرآن مجید مطبوعہ مدینہ پریس بجنور ص ۱۵۹ پر کی ہے تحریر کیا ہے کہ دنیاوی عزت حاصل کرنے کے لئے کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ لہذا جب وزارت یا ممبری وغیرہ صاف معلوم ہے کہ اس میں دنیاوی عزت اور وجاہت ضرور ہے تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندو جماعت سے اس معاملے میں کیوں تعاون کیا جائے دوسرے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ آزادی حاصل کرنے کے لئے جو جنگ موجودہ وقت میں جاری ہے یہ بھی اگر کامیاب ہوتی ہے تو بہت بڑی عزت ہے جو کہ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے تعاون سے ہے ورنہ نہیں لہذا اس کے متعلق بھی صاف صاف فرمائیے گا کیا یہ کہاں تک

درست ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک میں جو لڑائی لڑی ہے اس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشرک سے امداد نہیں لینی چاہئیے خواہ مالی ہو یا جسمانی ہو یا لسانی ہو اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے تحریر کیجئے گا کہ اہل ہنود کے ساتھ تعاون کیسا ہے ؟

(۳) مذہب عین سیاست ہے اور سیاست عین مذہب ہے اکثر علمائے دین نے زور کے ایکشن میں کہا ہے لیکن دریافت طلب یہ امر ہے کہ مذہب تو سیاست ہو سکتا ہے لیکن سیاست مذہب نہیں بن سکتا چونکہ سیاست میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں مگر مذہب میں نہیں۔

(۴) فمن یکفر آیت اعراس کے ختم سے اگلی آیت کے شروع میں درج ہے آیت مذکورہ کا مطلب یا ترجمہ کسی حالت میں مندرجہ ذیل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مسلمان اور ہندو دونوں کافر ہیں لیکن مسلمان ہندوں سے کافر ہیں اور ہندو خداوند تعالیٰ کے کافر ہیں لیکن کافر دونوں ہیں کیا مسلمان کسی حالت میں کافر کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے یا نہیں اگر اس ترجمہ یا تفسیر کو کوئی محقق عالم پیش کرے تو کہاں تک درست ہو سکتا ہے اور یہ فعل اگر غلط ہے تو مولوی صاحب کی نسبت کیا حکم ہے ؟

(۵) اگر جنگ آزادی جہاد ہے تو یہ فرمائیے کہ ہندو جماعت کو جہاد میں شریک کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

(۶) اگر جنگ آزادی کا بیڑا ہندو جماعت نے اٹھا رکھا ہے۔ تو اس کے ساتھ تعاون کر کے اس جنگ میں شریک ہونا چاہئیے یا نہیں ؟

(۷) اگر ایک فنڈ میں بہت سا روپیہ جمع ہوتا ہے اور اس کے فنڈ میں سود اور رشوت وغیرہ کا روپیہ بھی شامل ہے اور وہ روپیہ تین الاقوامی ہے تو اس روپے میں سے ایک دیندار شخص کے لئے سفر خرچ لینا جائز ہے یا نہیں اور اس میں سے کھانا بھی چاہئیے یا نہیں ؟

(۸) مسلم لیگ جماعت اگر ہمیں یہ اطمینان دلانے کہ واقعی ہم آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال قربان کر دیں گے اور انگریز کو بہت جلد ہندوستان سے نکالنے کی کوشش کریں گے تو ایسی صورت میں ہم مسلم لیگ کے ممبر بن سکتے ہیں یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۹ محمد فضل الرحمن صاحب مالکی الوری (بجنور)
۱۲ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۶ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۰۰) (۱) آیت کے مفہوم کی تشریح جو جناب مولانا شبیر احمد صاحب نے کی ہے درست ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی عزت حاصل کرنے کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر کفار سے دوستی کرنا درست نہیں لیکن اگر مقصد دین کی حفاظت ہو اور وہ کفار سے اشتراک عمل کر کے (نہ کہ دوستی و محبت کر کے) حاصل ہو سکتی ہو تو ایسا اشتراک عمل اس آیت کے مفہوم کے ماتحت داخل نہیں ہے یہ دوسری بات ہے کہ اس اشتراک عمل سے دنیاوی اقتدار تبعاً حاصل ہو جائے لیکن وہ مقصود بالذات نہ ہو تو وہ ممنوع و محظور نہیں۔

(۲) جب کہ مسلمان کی قوت دشمن کے مقابلے اور مدافعت کے لئے کافی ہو تو بیشک مشرک سے امداد حاصل کرنا درست نہیں لیکن جب کہ ایک کافر قوت مسلمان کو تباہ کر رہی ہو اور مسلمان کسی غیر مسلم طاقت سے اشتراک عمل کر کے اپنے آپ کو بچا سکتے ہوں تو ایسے وقت میں یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو ہلاک اور برباد ہو جانے دو مگر غیر مسلم سے اشتراک عمل کر کے اپنی جان نہ بچاؤ۔

(۳) مذہب عین سیاست (شرعیہ) ہے اور سیاست (شرعیہ) عین مذہب ہے یہ مقولہ بالکل صحیح اور مفرد ہے جس قدر تبدیلی سیاست شرعیہ میں ہوتی رہے گی وہ مذہب کے ماتحت ہو گی یعنی اتنی تبدیلی کی مذہب اجازت دے گا جس کے اصول قرآن و حدیث میں موجود ہیں مثلاً آیت کریمہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان اور الا ما اضطر رتم الیہ اور من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما۔

(۴) یہ بات ایک تفنن پر مبنی ہے کہ مسلمان کو کافر بالصنم یا کافر بالطاغوت کہا جائے قرآن مجید میں مومن کو کافر بالطاغوت فرمایا گیا ہے اور اس اضافت کے ساتھ اطلاق کافر کا مومن پر نہ غلط ہے اور نہ ناجائز ہے تفنن کے طور پر تو بزرگوں کے کلام میں اس سے زیادہ اطلاق موجود ہیں مثلاً کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست۔ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست اور اسی ضمن میں یہ بھی ہے کہ رب اللہ تعالیٰ کی صفت اور اس کا خاص نام ہے مگر اضافت کے ساتھ اس لفظ کا اطلاق غیر خدا پر جائز اور مستعمل ہے۔ مثلاً رب المال

(۵) جنگ آزادی سعی تخلص من ید الظالم ہے اور اس کے لئے غیر مسلم سے تعاون اور اشتراک عمل کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے اگر گاؤں پر ڈاکو حملہ آور ہوں تو گاؤں کی مسلم و غیر مسلم آبادی باہم تعاون و اشتراک عمل کر کے ان کے حملے سے اپنے گاؤں اور اپنی جانوں کو بچا سکتی ہے اور مسلم آبادی پر ایسے وقت پر غیر مسلموں سے اشتراک کرنا کسی درجہ میں ناجائز اور مذموم نہیں ہے۔

(۶) اگر ہندوستان مسلمانوں کا بھی وطن ہے اور اس پر انگریزوں کا تسلط ان کے نزدیک بھی درست نہیں ہے تو جنگ آزادی ان کے ذمے جانے خود فرض ہے ہندوؤں کا اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لئے جدوجہد کرنا اور مسلمانوں کا اپنے وطن کو مقبوضہ غیر رہنے دینا مسلمانوں کے لئے موجب غیرت و شرم ہونا چاہئے۔

(۷) ایسا مشترک فنڈ مختلف حیثیتوں کا ہوتا ہے اور مختلف احکام رکھتا ہے یہ واضح رہے کہ مسلمان اگر سود کا روپیہ حاصل کر کے کسی کو دے اس کا حکم اور ہے اور ہندو اگر سود کا روپیہ حاصل کر کے کسی کو دے اس کا حکم اور ہے اور یہ سوال لیگ کے فنڈ کے ساتھ بھی اسی طرح متعلق ہے جیسا کہ کانگریس کے فنڈ کے ساتھ۔

(۸) اگر لیگ کا بھی یہی مقصد ہے کہ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے جان و مال کو قربان کر دے گی تو بہت درست اور صحیح مقصد ہے لیکن اگر اہل عقل اور اصحاب الرائے اس نظریے کو تسلیم کر لیں کہ تنہا لیگ اس مقصد کو حاصل کر سکتی ہے تو بیشک مسلمانوں کو لیگ کا ممبر بننا اور کانگریس سے تعاون نہ کرنا لازم ہے اور پھر یہ نظریہ بھی سامنے آجائے گا کہ اگر آٹھ کروڑ مسلمان جو دولت و تعلیم اور تعداد میں ہندوؤں سے کمزور ہیں اور ایک چوتھائی کی نسبت رکھتے ہیں تنہا انگریزوں کو نکال سکتے ہیں تو ۲۴ کروڑ ہندو جو مسلمانوں سے تعداد میں

سکنے اور دولت و تعلیم میں اس سے بھی زیادہ طاقتور ہیں تنہا انگریزوں کو نکال کر ہندوستان پر کیوں قابض نہیں ہو سکتے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ نہ آج تک تسلیم کیا گیا ہے اور نہ کوئی اہل الرائے اور ذی عقل اسے تسلیم کرنے کو تیار ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمان تنہا انگریزوں کو ہندوستان سے نکال سکتے ہیں کیونکہ انقلاب تدریجی اور آئینی جمہوری اصول سے آرہا ہے اور اس میں جب تک اقوام ہند باہم اشتراک عمل نہ کریں انگریز کا پنجہ تسلط ڈھیلا نہیں ہو سکتا اور موجودہ دستور جدید مسلمانوں نے ہندوؤں سے گول میز کانفرنس میں تعاون کر کے خود مسلط کرایا ہے اور اپنے ہاتھوں ہندوستان کی مجارٹی کے ہاتھ میں حکومت دے دی ہیں اگر ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل کرنا اور تعاون کرنا منظور نہ تھا یا ناجائز تھا تو گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کر دینا فرض تھا تاکہ ان کی شرکت کے بغیر یہ دستور جدید نہ بنتا اور نہ مجارٹی کے ہاتھ میں حکومت آتی بلکہ انگریز ہی قابض اور حکمراں رہتا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ"
کا نص قرآنی اور ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل

(سوال) سیدی و مولائی۔ سلام مسنون یہ اشتہار جو اس احقر کے نامے کے ہمراہ چسپاں ہے اس میں ایک فتویٰ ہے جو مولانا اشرف علی صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر یہ درست ہے جو مولانا نے تحریر فرمایا ہے تو ہم لوگ جو آپ اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے بزرگوں کی وجہ سے کانگریس کی حمایت کرتے ہیں مورد الزام ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۲۹ میر مشتاق احمد صاحب عربک کالج دہلی ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۹ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۰۱) آیت کریمہ میں کفار کے ساتھ موالات (اتخاذ بطانہ) یعنی دلی دوستی اور محبت کرنے کی ممانعت ہے نہ یہ کہ اس کے ماتحت کفار کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا بھی جائز نہیں یا کسی صحیح مقصد میں اشتراک عمل بھی جائز نہیں۔

اگر آیت کا مفہوم اس قدر عام کر لیا جائے کہ ہر ایک اشتراک عمل کو موالات (قلبی دوستی یا اتخاذ بطانہ) قرار دیا جائے اور آیت کریمہ کو اس پر بطور حجت پیش کر کے اس کو حرام کیا جائے تو تجارتی کمپنیوں میں اداروں کی ملازمت میں کونسلوں میں میونسپل بورڈوں میں ڈسٹرکٹ بورڈوں میں غیر مسلموں اور ہندوؤں کے ساتھ تعاون اور اشتراک عمل کو بھی حرام کہنا پڑے گا۔

ہندوستان کو غیر ملکی حکومت کے تسلط سے آزاد کرانا ہندوستانیوں کا فریضہ وطنی ہے یا نہیں اور مسلمانوں پر بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے یا نہیں۔

اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً ہے کیونکہ کوئی سمجھدار مسلمان یہ نہیں کہتا کہ ہم انگریزی

حکومت سے خوش ہیں اور اسی کو ہندوستان میں قائم اور مسلط رکھنا چاہتے ہیں اور مسلم لیگ بھی اپنے لکھنؤ کے اجلاس میں آزادی کامل کو اپنا نصب العین قرار دے چکی ہے۔

تو اس حالت میں مسلمانوں کا آزادی کے لئے جدوجہد کرنا خود اپنے نصب العین کے واسطے اور اپنے مقصد کے لئے جدوجہد کرنا ہے اور ہندوستان کی دوسری قومیں بھی ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنے میں اپنا وطنی فریضہ ادا کر رہی ہیں اور یہ لازمی ہے کہ جب مقصد ایک ہے تو مختلف قومیں سب اس مقصد کے حصول کی سعی میں فطرتاً اور طبعاً شریک ہوں گی پس یہ ایک مقصد کے حصول میں اشتراک عمل ہے نہ وہ موالات جو آیت کریمہ میں ممنوع ہے اور جس کو اتخاذ بطانہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے یہ نظریہ بھی مسلم ہے کہ آزادی کامل کا حصول آئینی طور پر تمام اقوام کے اشتراک عمل کے بغیر غیر متصور ہے مسلمان یا مسلم لیگ اپنے نصب العین (کامل آزادی) کو تنہا حاصل نہیں کر سکتے اسی نظریے کے ماتحت انہوں نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ جدید کے بنانے میں گول میز کانفرنس میں شرکت کی حالانکہ یہ بات بدیہی تھی کہ جس اصول پر یہ ایکٹ بنایا جا رہا ہے اس کے مطابق حکومت مجارٹی کی ہوگی تو گویا انہوں نے گول میز کانفرنس اور اس کی کمیٹیوں میں شریک ہو کر خود حکومت کی باگیں ہندو مجارٹی کی تحویل میں دیدیں۔

اگر حصول حکومت کے بعد تاسیس اور قانون جدید کی ترتیب میں تعاون اور اشتراک عمل کو حرام کہتے ہیں تو اس گول میز کانفرنس کا مقاطعہ کرتے جس کے ذریعہ سے حکومت ہندوؤں کو دی جا رہی تھی اور آج بھی یہ فرض ہے کہ کونسلوں اور اسمبلیوں کا جن میں غیر مسلم مجارٹی ہے مقاطعہ کریں یہ بات عجیب ہے کہ قانون جدید جو مجارٹی کو حکومت دیتا ہے چلانے اور اس کو محکم کرنے کے لئے تو اسمبلیوں میں جائیں اور اشتراک عمل کریں اور اپنا واجبی حصہ حاصل کرنے کے وقت کھڑے ہو کر مخالفت اور عداوت کے مورچے قائم کر لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) اقتصادیات وسیاسیات میں بامر مجبوری غیر مسلم قیادت تسلیم کرنا منع ہے
(۲) حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدے کئے ہیں
(۳) ہندوستانی قوم کا مل کر تحریک چلانا جائز ہے

(سوال) (۱) کیا مسلمانوں کو کسی غیر مسلم جماعت کی یا کسی غیر مسلم سرداری کی سرداری قبول کرنا جائز ہے کیا مسلمانوں کو کسی غیر مسلم جماعت یا کسی غیر مسلم رہنما کے حکم پر عمل کرنا جائز ہے؟

(۲) کیا مسلمانوں نے کسی زمانے یعنی رسول اللہ ﷺ یا خلفائے اسلام یا شاہان اسلام جو پابند شرع تھے کے زمانے میں کسی غیر مسلم جماعت یا سردار کی سرداری میں جب کہ کوئی باعزت شرع شریف کی رو سے شرائط عہد نامہ نہ ہوا ہو کوئی مذہبی یا ملکی کام کیا ہے کسی تاریخ اسلام یا کسی صحیح احادیث نبوی میں کہیں ثبوت ہے کہ غیر مسلم کو غیر کسی عہد کے سردار منتخب کیا ہے اور اس کی ماتحتی میں کوئی مذہبی یا ملکی جنگ کی ہے۔

(۳) کیا مسلمانوں کو اسلام کی تاریخ و احادیث نبوی سے کنارہ کش ہو کر اپنی ذاتی رائے سے کسی غیر مسلم جماعت میں یا کسی غیر مسلم کی سرداری میں غیر معاہدہ کے شریک ہونا جائز ہے اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو یا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۱۳۸ محمد حنیف صاحب معرفت حافظ عبدالوحید صاحب دہلی ۷ا شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۰۲) (۱) اسلامی امور میں غیر مسلم کی سرداری قبول کرنی درست نہیں ہے سیاسی امور یا اقتصادیات میں غیر مسلموں کی شرکت یا ان کی صدارت میں کام کرنا یا کسی مجبوری سے ان کی قیادت تسلیم کرنا منع نہیں جیسے میونسپلٹیوں میں غیر مسلم کی چیرمینی یا کونسلوں میں غیر مسلم کی پریزیڈنٹی یا پولیس کی ملازمت میں غیر مسلم افسر کی قیادت یا فوج میں غیر مسلم افسر کی اطاعت یا دوکان میں غیر مسلم کی شرکت یا انگریزی حکومت اور اس کے قانون کی تعمیل کرنا یا غیر مسلم ڈاکٹر یا طبیب کی ہدایات پر عمل کرنا۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے یہود سے ایک دوسرے کی اعانت کا معاہدہ کیا تھا صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی معاہدات ہوئے شاہان اسلام کے زمانہ میں بہت سے غیر مسلم افسر اور عہدہ دار ہوتے رہتے ہیں۔

(۳) غیر مسلم حکومت کی قوت اور تسلط کو دفع کرنے اور عالم اسلامی کو ان نقصانات عظیمہ سے بچانے کے لئے جو انگریزی طاقت دول اسلامیہ اور اقوام مسلمہ کو پہنچارہی ہے ہندوستانی قوم کا سیاسی طور پر مل کر کام کرنا من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما (حدیث) کے ماتحت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسلم لیگ یا کانگریس ؟

(سوال) آج کل ہندوستان میں کانگریس مسلم لیگ کو اور مسلم لیگ کانگریس کو برا بتاتی ہے میں حیران ہوں کہ کس زمرہ میں شامل ہو جاؤں کیونکہ دونوں میں علماء ہندوستان شرکت کئے ہوئے ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۱۴۳ ایم اے قادر (مدراس) ۲۱ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۰۳) آپ اسلامی حقوق اور مفاد کی حفاظت کی غرض سے کانگریس میں بھی شریک ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ وطن کی فعال جماعت ہے اور غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسلم لیگ کا حصول آزادی کے لئے کوئی عملی پروگرام نہیں

(۲) قادیانی کے ساتھ اشتراک عمل مذہبی اور سیاسی لحاظ سے مضر ہے

(سوال) (۱) مسلم لیگ کی موجودہ ہستی آزادی ہند کے لئے کہاں تک مفید ہے ؟

(۲) جس مسلم لیگ میں مرزا قادیانی ممبری یا کارپردازی کی حیثیت سے شریک ہوں اس میں ہمارا شریک ہونا شرعی و سیاسی حیثیت سے کہاں تک درست ہے جمعیۃ علماء ہند کے نقطہ نظر سے جواب مرحمت ہو۔ المستفتی نمبر ۲۱۵۴ غلام محمد۔ تاج الاسلام صدر جمعیۃ علماء (پٹوہ) ۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ م ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۰۴) (۱) مسلم لیگ کا حصول آزادی کے لئے کوئی عملی پروگرام نہیں ہے۔

(۲) قادیانی پارٹی مذہبی اور سیاسی دونوں حیثیتوں سے اشتراک عمل کے لائق نہیں ہے اس کے ساتھ

اشتراک عمل کرنا مذہب کے لئے بھی مضر اور سیاسی مفاد کے لحاظ سے بھی خطرناک ہے - محمد کفایت اللہ

کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کے متعلق

(سوال) (۱) آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے دستور اساسی اور ہندو مسلمانوں کے ملک میں تناسب آبادی کے پیش نظر آپس میں اور اس کی ورکنگ کمیٹی (مجلس عاملہ) میں مسلمان کبھی اکثریت یا برابری میں نہیں ہو سکتے چنانچہ حالات موجودہ صرف دو مسلمان اس کی ورکنگ کمیٹی میں ہیں -
(۲) آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ایسی جماعت جس میں غیر مسلموں کی بھاری اکثریت یقینی ہے اور جس کی کھلی ہوئی اعلان کردہ پالیسی سیاسیات میں مذہب سے قطعاً بے تعلقی اور کلیتہً علیحدگی ہے نیز جس میں شرکت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ تمام معاملات اور مسائل میں خواہ وہ مذہب سے متعلق ہوں یا معاشرتی و اقتصادی تمدنی ہوں اس کے لئے کانگریس کے فیصلوں کی پابندی کرنا ہوگی -
(۳) آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے منتخبہ صدر کے احکامات اور ہدایات و فیصلوں کی پوری پوری پابندی کرنا اور اس کا اور اس کے فیصلوں کا احترام کرنا ہر کانگریسی پر واجب ہوگا -
(۴) آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے صدر کبھی کبھی مسلمان ورنہ غیر مسلم ہوتے ہیں جیسے کہ آج کل پنڈت جواہر لال نہرو ایک ہندو اور بقول بعض جو کہ لامذہب انسان ہیں جن کی اسلام دشمنی ان کی خود نوشت سوانح عمری سے ظاہر ہے دیکھو بنام "میری کہانی"
(۵) آل انڈیا کانگریس کمیٹی مسلمانان ہند کے قومی وجود و ملی حیثیت سے منکر ہے مسلمانوں کو انفرادی حیثیت سے اپنے اندر جذب کرنا چاہتی ہے ان سے یعنی مسلمانوں سے بحیثیت ایک قوم کے ایک مستقل ملت کے اشتراک عمل کرنے اور اس اشتراک عمل کے لئے باہمی سمجھوتہ کرنے سے منکر ہے کیا آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے متذکرہ بالا صورت حالات کی موجودگی میں مسلمانان ہند کے لئے شرکت کرنا مذہباً و شرعاً جائز ہے اور ضروری ہے یا ناجائز اور ممنوع اور آیا ایسی جماعت کے فیصلے جیسی کہ کانگریس ہے مذہباً مسلمانوں کے لئے قابل قبول اور لائق پابندی ہو سکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ مسلمانوں کی سیاسیات اقتصادیات اور معاشرت مذہب سے علیحدہ اور بے تعلق نہیں تو کسی غیر مسلم کی امارت قیادت اور سرداری قبول کرنا مسلمانوں کے لئے مذہباً جائز ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱۵۹ محمد حنیف صاحب واچ میکر دہلی ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ م ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۰۵) کانگریس ایک سیاسی جماعت ہے مذہبی ادارہ نہیں ہے اور ہندوستان میں جو آئین کہ نافذ ہے اور آئندہ بھی جو ترقی پیش نظر ہے وہ جمہوری اصول پر ہے اور ہوگی اور ہر قوم کو اس کی آبادی کے تناسب سے حصہ ملے گا اب یا تو مسلمان ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں شرکت نہ کریں اور اعلان کردیں کہ ہمیں انگریزی حکومت کی ماتحتی یا غلامی منظور ہے یا خود مستقل حکومت اسلامی قائم کرنے کا اعلان کریں یا کانگریس میں بقدر حصہ شرکت اختیار کریں رہی یہ بات کہ شرکت انفرادی ہو یا بحیثیت جماعت کے تو یہ

دونوں صورتیں ممکن ہیں اور حیثیت جماعت کے ہو تو یہ اعلیٰ ہے بشرطیکہ تحریک آزادی میں دلی خلوص سے عملی حصہ لیا جائے یہ نہ ہو کہ عملی کام کے وقت تو علیحدہ بیٹھے رہیں اور حصہ مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

کیا ترک موالات کے فتویٰ میں تبدیلی ہوئی ہے ؟

(سوال) ایک فتویٰ تحریک ترک موالات کے جواز میں جمعیۃ علماء کی طرف سے شائع ہوا تھا جس میں کونسلوں کا بائیکاٹ اور اسمبلیوں کی شرکت حرام قرار دی گئی تھی مجھے یاد نہیں کہ جمعیۃ العلماء ہند کی طرف سے متفقہ طور پر اس فتویٰ کو کبھی تنسیخ کیا گیا یا نہیں اگر یہ فتویٰ جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے منسوخ قرار دیا جا چکا ہے تو از راہ نوازش اس کی ایک نقل روانہ فرمادیں مشکور ہوں گا اور اگر آج تک منسوخ نہیں ہوا تو بھی جواب سے مطلع فرمادیں (نوٹ) میرا مدعا یہ ہے کہ جس نوعیت سے ترک موالات کے جواز کا فتویٰ شائع ہوا تھا اسی طرح اس فتویٰ کو منسوخ کرنے کے لئے کوئی فتویٰ جمعیۃ العلماء کی طرف سے شائع ہو چکا ہے یا نہیں

المستفتی نمبر ۲۱۹۱ ایسٹرن کیمیکل سنڈیکیٹ (دہلی) ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۰۶) ترک موالات کا فتویٰ جن حالات اور وجوہ کی بناء پر دیا گیا تھا ان میں جیسے جیسے تغیرات رونما ہوتے گئے ان کے ماتحت احکام بھی بدلتے رہے اور اس تمام نشیب و فراز میں اصلی شرعی یہ تھی من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما۔

اس متفقہ فتویٰ کے شائع ہونے کے بعد باقتضائے تغیر حالات جو احکام وقتاً فوقتاً بدلتے رہے ان کے لئے جمعیۃ العلماء کے ریزولیشن ہیں جن کے ماتحت کارکنان جمعیۃ علماء کام کرتے رہے ہیں کوئی ایسا فتویٰ طبع کرا کے شائع نہیں کرایا گیا ان متعدد ریزولیشنوں کی نقول آپ دفتر جمعیۃ علماء سے حاصل کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

مسلمان کانگریس یا مسلم لیگ. کس کا ساتھ دیں ؟

(سوال) موجودہ زمانہ میں دو جماعتیں مسلم لیگ اور کانگریس ہندوستان میں مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے اور اشتراک عمل کی دعوت دے رہی ہیں مسلمانوں کو کونسی جماعت کے ساتھ عملی اشتراک و اتحاد کن امور کے ہونے نہ ہونے کی وجہ سے جائز اور اولیٰ ہے اور کن امور کے ہونے نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہوگا۔ المستفتی نمبر ۲۳۰۳ جناب حاجی سلیمان کریم محمد صاحب (بمبئی) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب) از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی۔ ان دونوں جماعتوں میں سے جس جماعت کی کوشش کو آزادی وطن کے لئے زیادہ مفید بظن غالب جانے گا تو اسی جماعت میں شریک ہونا اس کے لئے افضل ہوگا۔

فقط واللہ اعلم۔ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۵۰۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اپنے حقوق ملیہ کی حفاظت کے ساتھ برطانوی شہنشائیت کے خلاف جنگ کرنے میں جو جماعت عملی اقدام کرتی ہو اس میں شرکت مفید اور مناسب ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کانگریس منسٹری کی طرف سے مدح صحابہ اور چند دوسری پابندیاں

(سوال) (۱) کانگریس منسٹری نے صوبہ یوپی میں مدح صحابہ بند کر رکھا ہے نیز شارد ابل کو نافذ کر دیا ہے (۲) بہار میں متعدد مقامات پر گائے کی قربانی بند کر دی ہے (۳) صوبہ سرحد میں انجمن حمایت الاسلام لاہور کے خالص دینی رسالوں کی تعلیم موقوف کرا دی ہے کیا یہ امور مداخلت فی الدین میں داخل ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ایسی حکومت کو تقویت پہنچانا از روئے شریعت جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں کانگریس میں شریک ہونا اور اس کا ممبر بننا اور بنانا جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۴۴ محمد مسیح (اعظم گڑھ) ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۷ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۰۸) اگر یہ واقعات صحیح ہوں تو کانگریس کی حکومت کی پوزیشن زیادہ سے زیادہ انگریزی حکومت کی ہوگی اور اس کی کونسلوں' اسمبلیوں میں شریک ہونے کا حکم وہی ہوگا جو انگریزی حکومت کی کونسلوں اسمبلیوں میں شریک ہونے کا تھا اور دیکھنا یہ پڑے گا کہ اس کے بالمقابل بہتر حکومت قائم کرنے کی عالم وجود میں کیا صورت ہے اور اس کے ذرائع ممکن الحصول ہیں یا نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) کیا شیعہ مسلمان ہیں؟
(۲) مسٹر محمد علی جناح کی سیاسی متابعت یا مہاتما گاندھی کی.

(سوال) (۱) شیعہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) مسٹر محمد علی جناح کی سیاسی متابعت شرعاً مسلمان کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ (۳) مہاتما گاندھی کی سیاسی متابعت شرعاً مسلمان کے لئے جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۳۵۶ محمد ابراہیم صاحب (فورٹ بمبئی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۰۹) (۱) شیعہ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے لیکن اہل سنت والجماعۃ فرق ناجیہ ہے اور باقی تمام فرقے ناجیہ نہیں ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے اسلام سے خارج ہیں یہ فرقے فرقہ شیعہ کی ضمنی شاخیں ہیں باوجود اس کے ادعائی طور پر وہ فرقہ ہائے اسلام میں داخل سمجھے جاتے ہیں ان کا حکم اہل کتاب کی طرح ہے کہ وہ باوجود کفریہ عقائد کے (مثلاً الوہیت مسیح یا ابنیت مسیح کے) دوسرے غیر کتابی کفار سے جداگانہ حکم رکھتے ہیں۔

(۲'۳) مسلمانوں کا سیاسی رہنما مسلمان متبع شریعت' احکام الٰہیہ کا پابند ہونا چاہئے لیکن اگر کوئی ایسا شخص بد قسمتی سے موجود نہ ہو یا مسلمان اپنی بد قسمتی سے اس کو پہچاننے اور مقتدا بنانے سے غافل ہوں تو پھر کسی

سیاسی مدبر کی سیاست میں اتباع کر لینا مباح ہوگا خواہ وہ جناح ہوں یا گاندھی بشر طیکہ ان کی سیاسی رہنمائی کی صحت اور افادیت کا یقین ہو اس کی اصل الضرورات تبیح المحظورات اور نظیر انگریزی حکومت کی متابعت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

مسلم لیگ یا کانگریس .....

(سوال) اس وقت ہندوستان میں دو سیاسی جماعت ہیں ایک مسلم لیگ دوم کانگریس گو میں کسی جماعت میں شریک نہیں ہوں مگر میرے دوست احباب ہر دو جماعت میں شریک ہیں اور مجھ کو ہر دو جماعت کے فریق شرکت کی ترغیب دیتے ہیں لہذا میں تذبذب میں ہوں کہ شرعی نقطہ نگاہ سے مجھ کو کس جماعت میں شریک ہونا چاہئیے۔ فقط المستفتی نمبر ۲۷۲۳ محمد شمیم صاحب (علی گڑھ) ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

(جواب ۵۱۰) کاش کہ مسلم لیگ سے کسی عمل مفید و موثر کی امید ہوتی تو یقیناً مسلم لیگ کی شرکت کا حتمی مشورہ دیا جاتا کانگریس ایک فعال جماعت ہے اور اس میں اگر مسلمانوں کی کافی نمائندگی ہو جائے تو اپنے حقوق کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

(۱) مجاہدین بیت المقدس کا جہاد۔
(۲) بیت المقدس کا جہاد اور والدین کی اجازت.....اور دیگر سوالات

(سوال) (۱) مجاہدین بیت المقدس کا جہاد کرنا بر حق ہے یا نہیں ؟

(۲) زید برائے امداد مجاہدین بیت المقدس روانہ ہو گیا ہے اس کا امداد کے لئے جانا درست ہو گیا یا نہیں جب کہ اس کی والدہ حیات ہے اور میں زید کے ہمراہ جا سکتا ہوں یا نہیں جب کہ میرے بیوی بچے ہیں اور میں صاحب مال بھی ہوں اور میرا بھائی برسر کار ہے ؟

(۳) اس وقت مسلمانوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں جب کہ قبلہ اول تاراج ہو رہا ہے اور مسجدیں ڈھائی جارہی ہیں اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔

(۴) جہاد مسلمانوں پر کب فرض ہوتا ہے۔

(۵) آپ خدا سے ڈرتے ہیں یا برطانیہ سے یا دنیا کی کسی دوسری قوت سے ؟

(۶) آلات آتشین کی قوت زیادہ ہے یا خدا کی ؟

(۷) حضرت ﷺ کے زمانہ سے لے کر اب تک کون کون سی جنگ میں مسلمانوں کے پاس آلات حرب بہتر رہے ہیں اور کون کون سی جنگ میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ رہی ہے اور جس جنگ میں مسلمانوں کے پاس آلات حرب اچھے رہے ہیں اور تعداد زیادہ اس جنگ میں مسلمانوں نے فتح بھی پائی ہے یا نہیں ؟

(۸) حق کو چھپانے والے عالم کا کیا حشر ہوگا ؟

(۹) بدکار حکومت کی معاونت کرنا درست ہے یا نہیں؟
(۱۰) جہاد جاہلوں ہی پر فرض ہے یا عالموں پر بھی؟
(۱۱) التجا کرنا درست ہے یا نہیں؟
(۱۲) کافروں کی امداد کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۳) کافروں سے امداد مانگنا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۴) اگر میں جہاد فی سبیل اللہ کروں تو خدا میری مدد کرے گا یا نہیں؟
(۱۵) و کان حقا علینا نصر المؤمنین کی تفسیر ارشاد ہو
(۱۶) من تحت ظل السیوف کے معنی ارشاد ہوں

المستفتی نمبر ۲۳۸۰ شیخ محمد قاسم صاحب (بلند شہر) ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۱۱) (۱) مجاہدین بیت المقدس کا جہاد آزادی ان کے لئے درست ہے۔
(۲) زید کا امداد کے لئے جانا درست ہے جو شخص کہ اس کے والدین حیات ہیں اس کو والدین کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔
(۳) مسلمان پر جب کہ فلسطین کے مسلمان عاجز ہو جائیں درجہ بدرجہ یعنی الاقرب فالاقرب کے قاعدہ سے دفاع حسب استطاعت لازم ہوگا۔
(۴) جب کہ کفار ہجوم کر کے قتل و غارت شروع کر دیں۔
(۵) ہر شخص کو خدا سے ڈرنا فرض ہے۔
(۶) خدائی طاقت زیادہ کیا معنی صرف خدا کے لئے ہی ساری طاقت اور قوت مسلم ہے
(۷) آلات حرب آج کل یقیناً زیادہ ہیں مگر افسوس وہ اذعان و یقین جو حضور ﷺ کے زمانہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کو حضور کی صحبت کی برکت سے حاصل تھا وہ مفقود یا بہت نادر ہے۔
(۸) جو عالم کہ ضرورت شرعیہ کے وقت حق بات کو چھپائے وہ قیامت کے دن سخت عذاب کا مستحق ہوگا
(۹) ظالم اور بدکار حکومت کی معاونت کرنا ناجائز ہے۔
(۱۰) جہاد جب فرض ہوتا ہے تو سب پر ہوتا ہے عالم اور جاہل کی تمیز نہیں ہوتی۔
(۱۱) التجا کرنے سے کیا مطلب ہے؟
(۱۲) کافروں کی امداد امور کفریہ میں یا مسلمانوں کے مقابلہ میں کرنا حرام ہے۔
(۱۳) اس کے مواقع مختلف اور استعانت کے درجات مختلف ہیں بعض صورتیں حرام اور بعض مکروہ اور بعض مباح ہیں۔
(۱۴) ضرور کرے گا بشرطیکہ جہاد محض ایمان و اخلاص سے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔
(۱۵) مومنین کاملین کی نصرت اور مدد کا وعدہ رب العزت نے فرمایا ہوا ہے۔

(۱۶) من تحت ظل السیوف - یہ الفاظ اس ترتیب سے کہاں ہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) کانگریس کی سیاسی پالیسی اور عقائد

(۲) کیا کانگریس اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے؟

(سوال) (۱) کیا کانگریس کی موجودہ سیاسی پالیسی و عقائد اور اسلامی سیاسیات و سیاسی پالیسی و عقائد میں کوئی فرق نہیں ہے؟
(۲) کیا وہ حکومت جو کانگریس اس ملک میں قائم کرنا چاہتی ہے اسلامی تعلیمات اور سیاست کے مطابق ہے؟
(۳) کیا موجودہ کانگریسی حکومتیں جو ہندوستان کے سات صوبہ جات میں قائم ہیں ان کی پالیسی اسلامی سیاست و تعلیمات کے مطابق ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹۵ محمد حنیف صاحب دہلی ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۱۲) (۱) کانگریس کے عقائد ظاہر ہے کہ اسلامی عقائد نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہیں ہے اس میں مختلف مذاہب اور مختلف عقائد کے لوگ شریک ہیں رہی پالیسی سیاسی تو وہ بھی مشترک پالیسی ہو سکتی ہے۔
(۲) کانگریس اسلامی حکومت تو قائم کرنا نہیں چاہتی نہ اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے اور نہ موجودہ حالات میں کوئی دوسری جماعت یہ مقصد پیش نظر رکھتی ہے۔
(۳) یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موجودہ کانگریسی حکومتیں اسلامی سیاسیات و تعلیمات کے مطابق ہیں مگر یہ دیکھنا چاہئے کہ انگریزی حکومت کا اقتدار اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے یا کانگریسی حکومت کا بشرطیکہ انگریزی طاقت کمزور ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کانگریس میں شمولیت قرآنی آیت کے خلاف نہیں

(سوال) کیا کانگریس میں شمولیت بغیر شرط کر سکتا ہے یا نہیں اگر کر سکتا ہو تو اس کے لئے جا بجا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے شرکت کفار کے ساتھ منع فرمائی۔ المستفتی نمبر ۲۴۳۶ غلام مصطفیٰ صاحب (صوبہ سرحد) ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۱۳) کانگریس میں شامل ہو کر مسلم حقوق کی حفاظت اور تحصیل کرنے کا جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کی شرکت کانگریس آیات محولہ کے خلاف نہیں کیونکہ آیات میں موالات ممنوع ہے نہ مطلق شرکت ورنہ تو شرکت تجارت شرکت زراعت وغیرہ تمام شرکتیں ممنوع ہوتیں خصوصاً شرکت اسمبلی بدرجہ اولیٰ حرام ہو جاتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) جمعیۃ العلماء ملک کی آزادی کی خاطر کانگریس کی شرکت ضروری سمجھتی ہے

(۲) کانگریس ایک مشترکہ جماعت ہے
(۳) جمعیۃ العلماء کا مسلم لیگ سے اختلاف کیوں ہے ؟
(۴) مسلم لیگ کو پاک کرنا تجربہ سے ناممکن ثابت ہوا ہے
(۵) مسلمانوں میں تشتت اور افتراق کی ذمہ دار مسلم لیگ ہے
(۶) کیا کانگریس اسلامی حکومت قائم کرے گی ؟
(۷) کانگریسی حکومت میں خلاف شرع قوانین کی حیثیت......
(۸) صدر کانگریس کی شخصی رائے کانگریس کو الزام دینا!
(۹) بندے ماترم کا گیت اور جھنڈے کو سلامی دینا
(۱۰) مسلمان اپنی سیاسی اور مذہبی حقوق کی حفاظت اپنی قوت سے کر سکتے ہیں
(۱۱) کیا جمعیۃ العلماء نے اچھوت قوموں میں تبلیغ کا کام کیا ہے؟

(سوال) اخبار الامان مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۸ء مسلم لیگ نمبر خاص میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کو جناب مولانا قاری محمد طاہر صاحب قاسمی دیوبندی نے بغرض اشاعت بھیجا ہے اس میں لکھا ہے کہ منجانب خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون موجودہ سیاسی فضا کے متعلق مسلم لیگ سے بارہ سوالات اور جمعیۃ العلماء سے گیارہ سوالات کئے گئے مسلم لیگ نے تسلی بخش جوابات دیئے مگر جمعیۃ علماء نے جوابات نہیں دیئے بلکہ سکوت اختیار کیا گیا اس کے بعد مسلم لیگ والوں کا تو یہ کہنا ہے بلکہ ہمارے یہاں (پیارم پیٹ) کے جمعیۃ علماء کے حامیوں میں ایک زبردست برہمی پیدا ہوگئی ہے کہ جمعیۃ علماء نے اگر اس میں صداقت ہے تو کیوں خانقاہ امدادیہ کے سوالات کے جوابات نہ دیئے اکثر حامیان جمعیۃ علماء اس کی اس پالیسی سے بدظن ہو کر مسلم لیگ کے جوابات پر تشفی ہونے کی وجہ سے مسلم لیگ کو حق پر سمجھ رہے ہیں اور یہاں کے متدین لوگوں میں خود شکوک و شبہات کا اظہار کیا جارہا ہے مذکورہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فتنہ کا سدباب کرنے کے لئے حضرت استاذی جناب مولانا مولوی مفتی قاری بشیر الدین احمد صاحب مدظلہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ سے خط کے ذریعہ میں اس کی تحقیق کرلوں کہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کی طرف سے سوالات کئے گئے یا نہیں اگر کئے گئے تو جمعیۃ العلماء نے کیا جواب دیا اور اگر سوالات نہ بھی کئے گئے ہوں تو براہ کرم مندرجہ ذیل سوالات کا جواب عنایت فرمایئے گا تاکہ عوام کو سمجھانے کے لئے سہولت ہو کیونکہ خاص و عام میں از حد بدظنی پھیل گئی ہے جس کا تدارک ہم پر اور بالخصوص آپ پر بے حد ضروری ہے۔

سوالات از جمعیۃ العلماء ہند منجانب خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون

حامداً و مصلیا و مسلما۔ (۱) جمعیۃ علماء کے نزدیک مذہبی حیثیت سے کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کیوں ضروری ہے اور کانگریس سے علیحدگی میں کیا ضرر ہے ؟

(۲) کانگریس میں مسلمانوں کا داخلہ جس صورت سے انفرادی غیر منظم اور غیر مشروط طریقہ پر اس وقت

ہو رہا ہے اور مسلم نشستوں کے لئے کانگریس خود براہ راست امیدوار تجویز کرتی ہے کیا اس سے اسلام اور مسلمانان ہند کو خطرہ نہیں اگر ہے تو اس خطرہ سے بچنے کی کیا صورت ہے ؟

(۳) مسلم لیگ سے جمعیۃ العلماء کو کیوں اختلاف ہے جب کہ وہ مسلمانوں کو منظم کر رہی ہے اور اس کا مقصد بھی آزادی کامل کی تحصیل ہے جیسا کہ اس سال لکھنؤ کے اجلاس میں اس نے اعلان کر دیا ہے۔

(۴) اگر مسلم لیگ میں کچھ منکرات شرعیہ اور مفاسد موجود ہیں تو کیا یہ صورت ممکن نہیں کہ جمعیۃ العلماء مسلم لیگ میں شریک ہو کر اس کو مخلص اور نیک افعال لوگوں سے بھر دے اور مسلمانوں کی تنظیم مکمل اور مفاسد و منکرات سے پاک کر دے۔

(۵) کیا مسلم لیگ اور جمعیۃ علماء کے تصادم سے مسلمانوں میں تشتت و افتراق پیدا نہیں ہوتا اور کیا یہ تشتت مضر نہیں ہے اگر ہے تو جمعیۃ علماء نے اس ضرر کے انسداد کے لئے کوئی صورت اختیار کی ہے یا نہیں۔

(۶) کانگریس کے ساتھ مل کر جو آزادی ہندوستان کو حاصل ہو گی اس کا انجام ایک حکومت مشترکہ ہے جس میں عنصر کفر غالب اور عنصر اسلام مغلوب ہو گا ایسی حکومت یقیناً اسلامی حکومت نہ ہو گی تو اس کے لئے جدوجہد کرنا مسلمانوں کے لئے کس دلیل سے واجب ہے نیز اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہندو انگریزوں کو ہندوستان سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے سایہ میں مسلمانوں پر حکومت کرنا نہیں چاہتے کانگریس کے اقتدار سے اس وقت ہندوؤں کے حوصلے جس قدر بڑھنے لگے اور مسلمانوں پر بازاروں میں دیہاتوں میں ملازمتوں اور سرکاری حکومتوں میں جو مظالم وہ برپا کرنے لگے ہیں جمعیۃ علماء نے اس کے انسداد کی کیا تدبیر سوچی ہے اور اس کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا ہے یا نہیں ؟

(۷) کانگریسی وزارتوں نے زمینداروں کی اراضی کاشتکاروں کی مملوک بنا دینے کی جو تجویز سوچی ہے یقیناً صریح ظلم ہے اور جو لوگ کانگریس میں شریک ہیں وہ سب کے سب اس ظلم میں شریک ہیں پھر اس سے بچنے کی جمعیۃ العلماء نے کیا تدبیر کی اور کون سا عملی قدم اٹھایا ہے ؟

(۸) کانگریس میں بندے ماترم کا گیت گایا جاتا ہے جو مضامین شرکیہ پر مشتمل ہے اور قومی جھنڈے کو سلامی دی جاتی ہے جو قریب بشرک ہے کانگریسی مسلمان بھی بندے ماترم کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور قومی جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں کیا ان افعال میں شرکت کرنا گناہ نہیں ہے اگر ہے تو جمعیۃ العلماء نے مسلمانوں کو کیا ہدایت کی اور اس پر اس قسم کی دیگر منکرات پر صدائے احتجاج بلند کی یا نہیں ؟

(۹) صدر کانگریس اور اس کی ہم خیال جماعت جو اشتراکیت کی حامی اور مذہب اور خدا کی دشمن ہے ان کی تقریریں خدا اور مذہب کے خلاف شائع ہوتی رہتی ہیں جمعیۃ العلماء نے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی یا نہیں اور مسلمانوں کو ایسے کافروں کی تعظیم سے روکا ہے یا نہیں ؟

(۱۰) کانگریس کے ساتھ مل کر جو آزادی حاصل ہو گی اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس میں مسلمانوں کے مذہبی

اور سیاسی حقوق کی پوری حفاظت ہو گی جب کہ کانگریس اور اس کے ذمہ دار ارکان مذہب اور حقوق کا نام لینا بھی جرم سمجھتے ہیں اور اس کو فرقہ پرستی قرار دیتے ہیں نیز جمعیۃ العلماء نے کانگریس کے ساتھ تعاون کر کے مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کے تحفظ میں اس وقت تک کیا کام کیا ہے ؟

(۱۱) جمعیۃ العلماء نے اچھوت قوموں میں تبلیغ اسلام کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا ہے یا نہیں جس کی مذہباو سیاستہ سخت ضرورت ہے اور ان کے اسلام میں داخل ہو جانے کی بھی قوی امید ہے۔

محترمی یہی وہ سوالات ہیں جو خانقاہ امدادیہ کی جانب سے جمعیۃ العلماء سے کئے گئے جو الامان سہ روزہ کے خاص مسلم لیگ نمبر و میلاد نمبر مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۸ء میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں جس کے سبب سے پیارم پیٹ میں ایک زبردست انقلاب جمعیۃ العلماء کے خلاف پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے لہذا ہمیں آپ سے قوی امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا سوالات کا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

المستفتی نمبر ۲۴۷۹ عبدالحق اشہر پیارم پیٹ ضلع نارتھ ارکاٹ ۲۲ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۳ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۱۴) (۱) نہ صرف جمعیۃ العلماء بلکہ ہندوستان کی تمام معتمد جماعتوں کا نصب العین یہ ہے کہ انگریزی حکومت سے ہندوستان کو آزاد اور خود مختار بنایا جائے اور اس کے لئے مسلہ بھی متفق علیہ ہے کہ جب تک ہندوستان کی تمام قومیں متحد ہو کر انگریزی حکومت سے آزادی کا مطالبہ نہیں کریں گی بظاہر اسباب آزادی حاصل نہ ہو گی اس لئے جمعیۃ العلماء ملک کی آزادی کی خاطر کانگریس کی شرکت کو ضروری سمجھتی ہے اور چونکہ انگریزی حکومت سے مسلمانوں کے مذہبی مرکز اور اسلامی قومیت کو سخت ضرر پہنچ رہا ہے اور پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ انگریزی اقتدار کو جہاں تک ہو سکے کمزور کرنے کی سعی کریں۔

(۲) کانگریس ایک مشترک جماعت ہے مسلمان اپنے مذہب پر پختگی سے قائم رہتے ہوئے بھی کانگریس میں شریک ہو سکتے ہیں اسلام سے بے تعلقی غیر کانگریسی مسلمانوں میں جو مغربی تعلیم اور یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں بہت زیادہ ہے کانگریسی مسلمان کانگریسی ہونے کی جہت سے اس قدر بے تعلق نہیں ہیں جس قدر کہ یورپین تہذیب کے دلدادہ غیر کانگریسی مسلمان ہیں۔

(۳) اس لئے کہ مسلم لیگ کی اکثریت انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت کا سایہ سمجھتی ہے اور انگریزوں کے دامن میں پناہ لینا چاہتی ہے اور انگریزی شہنشاہیت کی حمایت کرتی اور انگریزی اقتدار کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے اور سرمایہ داری کی نہ صرف حامی ہے بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کو مستحکم رکھنا چاہتی ہے قوم کے لئے کوئی ٹھوس کام نہیں کرتی بلکہ مسلم لیگ کی رکنیت اور عہدہ داری کو حصول مناسب جلیلہ کا ذریعہ سمجھتی ہے اور اس راستے سے حکومت کے بڑے بڑے عہدے حاصل کرتی ہے لکھنؤ میں آزادی کامل کا اعلان تو کر دیا اور یہ بھی اقرار ہے کہ تنہا مسلمان آزادی کامل حاصل نہیں کر سکتے اسکے باوجود آزادی کامل حاصل کرنے کے طریقہ یعنی اتحاد ہندو مسلم کو اختیار نہیں کرتی تو آزادی کامل کے محض زبانی اعلان کو ہم صرف لبادہ فریبی نہ

سمجھیں تو لیا سمجھیں۔
(۴) مسلم لیگ میں شریک ہو کر اس کو منکرات سے خالی کر دینا تجربہ سے ناممکن ثابت ہوا ہے اور اگر ممکن ہے تو بقول مسلم لیگ کے نوے فیصدی مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہیں لیکن کیا وہ لیگ سے کسی ایک منکر کو بھی آج تک ہٹا سکے کہا جاتا ہے کہ علماء بھی اسی فیصدی لیگ میں شریک ہیں لیکن کیا اسی فیصدی علماء کا لیگ میں کچھ اثر ہے اگر ہے تو یہ کہ لیگ کے پلیٹ فارم سے علماء کے اثر کو برباد کرنے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے کی پر زور تلقین ہو رہی ہے اور حاملین مذہب کو حاملین افرنجیت کی خالص تقلید اور اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔
(۵) ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ مگر اس کی ذمہ داری کس پر ہے لیگ پر اور صرف لیگ پر کہ وہ علماء کے خلاف عموماً اور کانگریسی مسلمانوں کے خلاف خصوصاً عوام مسلمین کو بھڑکاتی اور طرح طرح کے فسادات اٹھاتی اور آپس میں لڑاتی رہتی ہے ابھی حال میں جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں شرکت سے مسلم لیگیوں کو منع کرنے کے لئے مسٹر جناح کا بیان اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اس سے آپ لیگ کے قائد اعظم کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی آڑ میں کس قدر تشتت و افتراق پیدا کر رہے ہیں۔
(۶) لیکن کیا مسلم لیگ خالص اسلامی حکومت قائم کرنے کی سعی کر رہی ہے ؟ وہ بھی تو اس مشترک حکومت کے اصول کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں گول میز کانفرنس میں تسلیم کر چکی ہے۔ اگر ہندو انگریز کو نکالنا نہیں چاہتے تو پھر جمعیۃ العلماء ان کے ساتھ کوئی اشتراک عمل نہیں کرے گی یہ اشتراک عمل تو صرف انگریزی قوت کو کمزور کرنے اور ہندوستان کو آزاد کرانے کے مقصد کے لئے ہے۔
(۷) جو قوانین کہ شریعت کے خلاف وضع کئے جائیں ان کی پوزیشن انگریزی موجودہ قوانین جیسی ہے حکومت کے موجودہ قوانین میں کس قدر قوانین شریعت کے خلاف ہیں اور آئے دن مجسلیٹو اسمبلی میں قوانین غیر مشروعہ مسلم لیگ کی تائید و حمایت سے پاس ہو رہے ہیں ابھی آرمی بل کا معاملہ سامنے ہے جمعیۃ العلماء تو ہر خلاف شرع قانون کے خلاف انتہائی جدوجہد کرے گی اور کر چکی ہے اور کر رہی ہے اس کی ابھی حال کے جلسہ کی تجاویز پڑھیے اور دیکھیے کہ اس نے کانگریسی حکومتوں سے کس قدر سخت احتساب کیا ہے اور جمعیۃ کے محترم ارکان کا مدح صحابہؓ کے قضیہ میں طرز عمل سامنے رکھیئے تو آپ کو جمعیۃ کا مطمح نظر صاف معلوم ہو جائے گا اور پھر لیگ کے طرز عمل سے آپ اسے جانچ سکیں گے۔
(۸) بندے ماترم کا گیت بیشک قابل اعتراض تھا مگر کانگریس نے اس کے قابل اعتراض بند اس میں سے علیحدہ کر دینے کا فیصلہ کر دیا ہے جھنڈے کی سلامی مسلم لیگ بھی کرتی ہے اور اسلامی حکومتوں میں بھی ہوتی ہے وہ ایک قومی عمل ہے اس میں اصلاح ہو سکتی ہے مگر مطلقاً اس کو مشرکانہ فعل قرار دینا صحیح نہیں۔
(۹) صدر کانگریس کی مخصی رائے سے کانگریس کو الزام دینا معقول نہیں۔
(۱۰) مسلمان اپنے مذہبی و سیاسی حقوق کی حفاظت اپنی قوت اور قربانی سے کر سکتے ہیں نہ کانگریس کے

وعدوں سے نہ انگریزوں کے وعدوں سے۔
(۱۱) یہ سوال زیادہ تر اس جماعت سے کیا جانا چاہئیے جو نوے فیصدی مسلمانوں کی نمائندہ ہے اور اسی جماعت کے علماء سے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حضور اکرم ﷺ نے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا تھا

(سوال) کیا نبی مقبول ﷺ نے غیر مسلموں کو شریک کر کے جنگ کی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۱۶ محمد حنیف صاحب صدر بازار دہلی ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۱۵) یہود کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور در مختار میں ہے۔ **مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ وقد استعان علیہ الصلوٰۃ والسلام بالیہود علی الیہود (درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۵)**
یعنی عبارت ما قبل کا مفاد یہ ہے کہ کافر سے حاجت کے وقت جنگ میں مدد لینا جائز ہے اور آنحضرت ﷺ نے یہود کی ایک جماعت سے دوسری جماعت کے خلاف مدد لی اس کے بعد یہ ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر میں تو کافر کی مدد لینے سے انکار فرمادیا تھا مگر اس کے بعد غزوہ خیبر میں یہود بنی قینقاع سے اور غزوہ حنین میں صفوان ابن امیہ مشرک سے مدد لی تو غزوہ بدر میں استعانت سے انکار فرمانا یا تو اس لئے تھا کہ مدد لینا نہ لینا دونوں باتیں جائز تھیں اور اس صورت میں غزوہ بدر اور غزوہ خیبر و حنین کے واقعات میں تعارض نہیں اور یا اس لئے کہ غزوہ بدر کے وقت مشرک سے مدد لینا جائز نہ تھا تو اس کے بعد غزوہ خیبر و حنین کے واقعات نے اس حکم کو منسوخ کر دیا نیز ہندوستان کی موجودہ صورت میں تو شریعت مقدسہ کے دوسرے اصول سے کفار کے ساتھ اشتراک عمل کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ **اذا ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما** کا اصول ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کافر کے اشتراک عمل سے انگریزی اقتدار ٹوٹتا یا کمزور ہوتا ہو تو یہ صورت یقیناً دوسری صورت سے جو اہون ہے کہ انگریزی اقتدار بڑھتا رہے اور تمام اسلامی حکومتوں اور مرکز اسلام کو کمزور کرتا بلکہ مٹاتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) بدیشی کپڑے کا استعمال!
(۲) جمعیت کے کارکنوں کو بدیشی کپڑے کا استعمال.....

(سوال) (۱) ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ بدیشی کپڑا پہننا اور خریدنا مباح ہے اور وہ پہنتا بھی ہے تو یہ عقیدہ اور اس کا یہ فعل عند الشرع کیسا ہے اور جو حکم کپڑے کا ہے وہی حکم تمام اشیاء بدیشی کا ہے یا اس میں کوئی فرق ہے اگر فرق ہے تو کیوں؟
(۲) ایک شخص جمعیۃ العلماء سے ہمدردی رکھتا ہے لیکن وہ بدیشی کپڑوں کو خریدتا اور پہنتا ہے تو کیا وہ

جمعیۃ العلماء کے ممبران سے یا ارکان سے صرف اس وجہ سے خارج کر دیا جائے گا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۵۲۶ مولوی محمد صدیق صاحب دہلی ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۲ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۱۶) (۱) بدیشی کپڑا خریدنا اور پہننا فی حد ذاتہ مباح ہے اس حکم میں تو غالباً کوئی اہل علم اختلاف نہیں کرتا اور بدیشی کپڑے اور دیگر مباح الاستعمال اشیاء کا حکم بھی ایک ہے بدیشی کپڑا پہننے کی مخالفت اس نظریہ پر مبنی نہیں ہے کہ فی حد ذاتہ بدیشی کپڑا پہننا اور خریدنا حرام ہے بلکہ وہ جماعتی اور قومی و وطنی مصالح پر مبنی ایک جماعتی تحریک ہے اور جس جماعت کی وہ تحریک ہو اس جماعت کے ہر عضو و رکن کو اس کا احترام کرنا لازم ہے۔

(۲) جمعیۃ العلماء نے چونکہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ بدیشی کپڑا استعمال کرنے والا اس کا رکن نہیں ہو سکتا اس لئے اس کا کوئی رکن اس بناء پر اس کی رکنیت سے خارج نہیں کیا جائے گا مگر چونکہ جمعیۃ بدیشی کپڑے کو ترک کر دینے کی شدت سے ترغیب دیتی ہے اس لئے جمعیۃ کے ارکان کو اس کی تحریک کا احترام کرنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسٹر گاندھی کا سیاست کو مذہبی رنگ میں رنگنے کی کوشش
(۲) عدم تشدد کی پالیسی
(۳) گاندھی کا خدا سے ہمکلامی کا دعویٰ اس کا اپنا ذاتی فعل ہے
(۴) گاندھی کی قیادت قبول کرنا
(۵) اسلام کے بعد مسلمانوں کے نقطہ نظر سے اسلام کے سوا کوئی تحریک بروئے کار نہیں آسکتی.

(سوال) (۱) مسٹر گاندھی جب سے سیاست میں داخل ہوا ہے تب سے اس کی کوشش رہی ہے کہ سیاسیات پر ایک خاص قسم کی مذہبیت کا رنگ چڑھا دے۔

(۲) عدم تشدد کے نام سے اس نے ملک کے سامنے جو پروگرام رکھا ہے اس کے متعلق ابتداء سے اس کا دعویٰ رہا ہے کہ یہ پروگرام اخلاقی روحانی اور مذہبی ہے جس کے ذریعہ وہ بنی نوع انسان کو نجات کی راہ دکھانا چاہتا ہے چنانچہ اس کی اس تحریک کی یہ حیثیت اب واضح ہو گئی ہے۔

(۳) اس نے کئی دفعہ طویل فاقہ کشیاں کیں اور ساتھ ہی اس کا دعویٰ رہا ہے کہ وہ خدا کی آواز سے کام کر رہا ہے بعض دفعہ اس نے صاف لفظوں میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسلسل خاموشی (یہ شخص خاموشی کا روزہ رکھتا ہے) نے اسے خدا سے ہم کلام کر دیا ہے۔

علماء کرام مندرجہ صدر واقعات کی روشنی میں حسب ذیل گزارشات کے جواب عنایت فرمائیں!

(الف) کیا مسلمان کے لئے ایسے دعوے رکھنے والے شخص کی قیادت قبول کرنا جائز ہے یا ناجائز ؟

(ب) کیا اسلام کے بعد کوئی نئی روحانی و مذہبی تحریک بروئے کار آسکتی ہے جو بنی نوع انسان کی فلاح کا موجب ہو سکے؟

(ج) کیا کسی ایسی ہی نوعیت کی تحریک میں مسلمان کے لئے شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۳ منور الدین (کلکتہ) ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ م ۱۷ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۱۷) (۱) اپنے ہم مذہب گروہ کو اپنے مذہبی رنگ میں رنگنے کی کوشش کا تصور کیا جا سکتا ہے دوسرے ادیان کے ماننے اور یقین رکھنے والے ایسی کوشش سے متاثر نہیں ہو سکتے۔

(۲) عدم تشدد بطور دینی حکم اور دینی عقیدے کے ایک سیکنڈ کے لئے بھی اہل اسلام کے نزدیک قابل پذیرائی نہیں اور نہ اس طرح مسلمانوں نے اسے تسلیم کیا البتہ موجودہ بے بسی کے زمانہ میں بطور وقتی پالیسی کے اس کو تسلیم کیا گیا تھا اور اس میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے۔

(۳) فاقہ کشی اور خاموشی کا روزہ اور خدا سے ہم کلامی کا دعویٰ (اگر کیا ہو) گاندھی جی کے ذاتی افعال ہیں مسلمانوں کو ان افعال سے کوئی واسطہ نہیں۔

(الف) ایک غیر ملکی تسلط کو دفع کرنے کے مشترک مقصد میں اسی مقصد کے سیاسی حدود تک کسی ایسے شخص یا جماعت کے ساتھ اشتراک عمل کیا جا سکتا ہے جو اس مقصد کے حصول کی سیاسی تدبیروں سے واقف ہو بس اس سے زیادہ اور کوئی اہمیت اس کو حاصل نہیں۔

(ب) اسلام کے بعد اسلام کے سوا کوئی روحانی اور مذہبی تحریک مسلمانوں کے نقطہ نظر سے بروئے کار نہیں آسکتی۔

(ج) اور نہ مسلمانوں کے عقیدے کے بموجب کوئی اور تحریک بموجب فلاح آخرت ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ارکان کانگریس بھی اسلام کی حمایت کر سکتے ہیں

(سوال) فی الحال مسلم لیگ اور کانگریس ورکنگ کمیٹی ان میں اسلام کی حامی کونسی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد (بنگال) ۷ ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ م ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۱۸) حمایت اسلام تو ارکان کی نیت اور عمل پر موقوف ہے ارکان کانگریس بھی اسلام کی حمایت کر سکتے ہیں جس طرح مسلم لیگ کے ارکان کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تحریک آزادی میں شرکت موالات کفار اتخاذ بطانۃ نہیں ہے

(سوال) آج کل قوم ہنود آزادی حاصل کرنے میں بڑی سرگرم نظر آتی ہے اور اس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حکومت کی قانون شکنی کر کے اس کو مجبور کیا جائے تاکہ وہ ہم کو آزاد تسلیم کرے اگر قوم مسلمان ایسے موقع پر قوم ہنود سے اشتراک عمل کر لے تو جائز ہے یا نہیں صرف وطن کی آزادی کے لئے اگر اس خیال پر کچھ

ہمارے علماء دین سخت غلطی کا اظہار کریں کہ کوئی بھی جماعت شرکت مشرکین کی رائے دے وہ سخت غلطی میں ہے ایک نہیں دو نہیں بیسیوں میں اس کی حرمت ظاہر وباہر ہے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہیں۔ یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ الآیۃ۔ یعنی اے مسلمانو غیروں کو اپنا بھیدی نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے انہیں تمہارا تکلیف میں پڑنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۸۹ انعام الٰہی صاحب (دہلی) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۱۹) ہندوستان پر سے انگریزوں کے تسلط کو اٹھانا اور آزادی حاصل کرنا ہر مسلمان اور ہندوستانی کا وطنی اور قومی فرض ہے اگر ہندو اپنا وطنی اور قومی فرض ادا کریں اور مسلمان اپنا وطنی اور قومی فرض ادا کریں تو ظاہر ہے کہ دونوں میں اشتراک عمل ہوگا اور دونوں کے اجتماعی مطالبہ اور مظاہرہ کا جو اثر ہوگا وہ تنہا ایک جماعت کے مطالبہ اور مظاہرہ کا نہیں ہو سکتا اس لئے تحریک آزادی میں شرکت و موالات کفار وہ اتخاذ بطانۃ نہیں ہے جس کی ممانعت قرآن مجید میں آئی ہے جس طرح اسمبلی اور کونسل میں میونسپلٹی میں تجارت میں کاروبار میں رات دن کی ہندو مسلمانوں کی شرکت اس موالات اور اتخاذ بطانۃ کے ماتحت نہیں آتی جو ممنوع ہے تو تحریک آزادی جو سب سے زیادہ اہم ہے اس میں ہندو مسلمانوں کی شرکت کس طرح ممنوع ہو سکتی ہے انگریزوں کے مقابلے میں ہندو ہم وطنوں کے ساتھ اشتراک عمل کرنا بھیدی بنانا نہیں ہے بلکہ کسی محلے کے ہندو مسلمانوں کا مل کر چوروں کو مارنا یا پکڑنا ہے جس میں بھیدی بنانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حکومت کافرہ قسلطہ کے لئے دعا کرنا غلبہ کفر کی دعا ہے' جو کسی مسلمان سے ممکن نہیں

(سوال) کسی کافر قوم نے فریب اور دھوکہ دیکر اسلامی حکومت غاصبانہ قبضہ کرلیا ہو اور اسلامی تہذیب و تمدن اور کلچر کو فنا کردیا ہو ان کی آزادی سلب کرلی ہو صرف برائے نام آزادی دے رکھی ہو اگر ایسی ظالم قوم حسن اتفاق سے جنگ کے شعلوں میں لپٹ گئی ہو تو کیا ایسی ظالم حکومت کی کامیابی کے لئے مسلمانوں کو دعا کرنی ازروئے شرع جائز ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ہمارے محسن ہیں اور محسن کے حق میں دعا کرنی چاہئے ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو مسلمان اس کی حکومت میں رہتے ہیں کیونکہ وہ ذمی ہیں اور ذمی اپنے آقا یعنی ولی نعمت کی فتح مندی کے لئے دعا کرسکتے ہیں بلکہ ان پر لازم ہے کیا مسلمان بھی ذمی ہو سکتے ہیں اور ان مولوی صاحب کا کہنا کہاں تک درست ہے۔ المستفتی نمبر ۲۶۱۹ مولوی محمد فاروق صاحب دہلی ۷ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ م ۲۴ جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۲۰) حکومت کافرہ قسلطہ کی کامیابی کیلئے دعا کرنا در حقیقت غلبہ کفر کے لئے دعا ہے جو ظاہر ہے کہ مسلمان سے ناممکن ہے کسی حکومت کافرہ کیلئے فتح کی دعا اسی وقت جائز ہو سکتی ہے کہ اس کی فتح سے اسلام و مسلمین کو کوئی ضرر نہ پہنچے اور اس کی شکست سے مسلمان کسی بڑی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں اگر یہ بات نہ ہو تو پھر کفر کی فتح کے لئے دعا جائز نہیں ہو سکتی یہ دلیل کہ کافر حکومت ہماری محسن ہے اور ہم اس کے ذمی ہیں

وہی لوگ بیان کر سکتے ہیں جو اسلام کی تعلیم سے ناواقف اور ایمانی ذوق سے محروم ہیں - محمد کفایت اللہ، دہلی

جنگ اور جان خطرے میں ڈالنا صرف اسلام کے مفاد کے لئے جائز ہے !

(سوال) موجودہ جنگ میں مسلمانوں کا بھرتی ہونا کیسا ہے خصوصاً جب کہ کاروبار نہ ہونے کے باعث روٹی کا سوال بھی درپیش ہے اور مسلمانوں کی اکثریت بے روزگاری میں مبتلا ہے - **المستفتی** نمبر ۲۷۰۵ ملک محمد وقطب الدین (لدھیانہ) ۱۴ صفر ۱۳۶۱ھ م ۳ مارچ ۱۹۴۲ء

(جواب ۵۲۱) نیت پر مدار ہے صورت حالات ایسی الجھی ہوئی ہے کہ حکم کے لئے کسی ایک جانب کو متعین کرنا دشوار ہے یہ یقینی بات ہے کہ مسلمان کو صرف اسلام کے مفاد کے لئے جان خطرہ میں ڈالنا جائز ہے -
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جنگی خطرات سے پیش نظر شہر سے محفوظ مقام کو منتقل ہونا

(سوال) (۱) آج کل جنگی خطرات دن بدن بڑھتے چلے جارہے ہیں دوسرے شہروں پر بمباری و آتش زنی ہورہی ہے جس کا قریبی خطرہ دہلی میں بھی ممکن نظر آرہا ہے ایسی حالت میں اہل شہر کے لئے کسی محفوظ جگہ جاکر خطرات سے بچنے کے لئے پناہ گزیں ہونا ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں بعض اس کو طاعون پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ نکلنا جائز نہیں -

(۲) بعض لوگ قسمت پر صبر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اگر موت آنی ہے تو ہر جگہ آئے گی اور یہاں بمباری سے اگر مر جائیں گے تو شہادت ملے گی لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ قسمت پر صبر کر کے خطرہ کی جگہ میں رہنا جائز ہے یا نہیں اور جو مسلمان بمباری سے مرے گا اس کو شہادت ملے گی یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۴ مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلی ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ م ۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء

(جواب ۵۲۲) اگر کوئی جائے تو مباح ہے اور نہ جائے اور بمباری سے ہلاک ہو جائے تو وہ یقیناً شہید ہوگا جانے والے موت کے ڈر سے نہ بھاگیں بلکہ اس خطرہ کے پیش نظر کہ اگر وقت کے وقت حکومت نے شہر خالی کرنے کا حکم دیا تو کہاں جائیں گے اور کیا کریں گے کسی دوسری جگہ انتظام کرلیں تو یہ ایک احتیاطی تدبیر ہوگی اور یہ مباح ہے مگر ان کو استقلال اور ہمت سے شہر میں رہنا ہی بہتر ہے جب کہ مجبور نہ کئے جائیں -
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) کیا عدم تشدد کی پالیسی خودکشی کے مترادف ہے ؟
(۲) کھدر پہننے کا حکم ملک ووطن کی بھلائی اور دشمن کو کمزور کرنے کی ایک تدبیر ہے
(۳) بغیر محصول کے نمک بنانے سے مقصد انگریز حکومت کی قانون شکنی ہے

(سوال) (۱) ایک شخص غیر مسلم وغیرہ معاہد حکم کرتا ہے کہ قوانین مروجہ حکومت حاضرہ کی خلاف ورزی

اس کی قوم اور اس کے ہم وطن کریں جس سے رام راج حاصل ہو گا بصورت قانون شکنی بغیر استطاعت اندفاع و بغیر کوشش اندفاع برداشت کرنے کی حتی کہ گولی چلنے کے وقت گولی کو اپنے سینے پر لینے کی ہدایت کرتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اگر اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل میں کوئی مسلمان اس خطرے میں یہ جانتے ہوئے کہ گولی لگنے سے موت واقع ہو سکتی ہے اپنے آپ کو مبتلا کرے اور گولی لگنے سے مر جائے تو اس کی موت کیسی ہو گی؟ آیا اس کو شہادت کہیں گے یا خودکشی؟

(۳) ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ کھدر پہنو اس کی تعمیل میں کوئی مسلمان کھدر پہنتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور اس حکم کو فرض قرار دیکر دوسرے مسلمانوں کو اس غیر مسلم کے حکم پر آمادہ کرتا ہے اور جو شخص کھدر نہ پہنے اس سے نفرت کرتا ہے ایسی صورت میں اس کا کھدر پہننا اور حکم غیر مسلم کی تعمیل کو فرض سمجھنا کھدر نہ پہننے والے مسلمان سے نفرت کرنا کیسا ہے؟

(۴) حکومت حاضرہ کی طرف سے نمک بنانے پر عرصے سے محصول لیا جاتا ہے ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ یہ محصول دیئے بغیر نمک بناؤ اور گرفتار ہو جاؤ اس پر ایک مسلمان کہتا ہے کہ اس نے باوجود غیر مسلم ہونے کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی ہے اس لئے اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل ہر مسلم پر فرض ہے مسلم کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ممتاز احمد سجادہ نشین خانقاہ اخوند جی فراشخانہ دہلی (۱۹۳۰ء)

(جواب ۵۲۳) غالباً یہ سوالات تحریک حاضر سے متعلق ہیں اگر ایسا ہے تو تحریر سوالات میں کسی قدر تلبیس سے کام لیا گیا ہے جو مناسب نہ تھا بلکہ چاہئیے یہ تھا کہ واقعہ صاف صاف ذکر کر کے اس کا حکم دریافت کیا جاتا مثلاً سوال اول یوں لکھنا چاہئیے تھا کہ ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت کا جبریہ قبضہ ہے جس کو ہندوستان کے رہنے والے کسی طرح پسند نہیں کرتے ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ پردیسی قوم جو ہزاروں میل دور سے آکر ہمارے ملک و وطن پر قابض و متسلط ہے اور ہمارے تمام خزائن اور منافع کو ہمارے ہاتھوں سے چھین کر لے جا رہی ہے اور جس کی بدولت اہل ملک بھوکے اور محتاج ہو گئے ہیں جلد سے جلد ہمارا ملک خالی کر دے تاکہ اہل ملک خود اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کریں اور اپنے ملکی ذخائر سے خود متمتع ہوں لیکن وہ پردیسی حکومت کسی طرح ہندوستانیوں کی خواہش کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور اپنی مادی طاقت کے بل پر جبراً حکومت کر رہی ہے ہندوستانیوں کے پاس مادی قوت اور طاقت نہیں ہے کیونکہ تمام مادی طاقتیں اور قوتیں اس پردیسی قوم نے اپنے قبضے میں کر رکھی ہیں حتی کہ ہندوستانیوں کو اتنی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے بھی ہتھیار رکھ سکیں اس لئے ہندوستان کی ایک ملکی مجلس نے جس میں ہندوستانی تمام اقوام کے نمائندے شریک ہیں طے کیا ہے کہ اس غیر ملکی حکومت قسلطہ جابرہ سے آزادی حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اس کے جبریہ قوانین کی خلاف ورزی کی جائے اور اس سلسلے میں جو تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پڑیں ان کو برداشت کیا جائے اور اپنی

طرف سے تشدد پر ہرگز اقدام نہ کیا جائے تاکہ تحریک آزادی کی کامیابی کی امید ہو ورنہ بصورت تشدد حکومت کو تشدد کا بہانہ مل جائے گا اور پھر وہ اپنی مادی قوت سے قوم کو تباہ کردے گی خلاف ورزی قوانین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ملک میں ایک شخص تیار ہوا جو غیر مسلم تھا اس مجلس مشترک نے اس کو اس مظلومانہ جنگ کی انجام دہی کے لائق سمجھ کر اس جنگ کی تکمیل کے اختیارات دیدیئے اب وہ غیر مسلم تمام ہندوستانیوں کو جنگ کے آداب بتارہا ہے اور قوم کو لڑارہا ہے تو آیا اس کے حکم کی تعمیل جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس مظلومی کی جنگ میں اگر مطالبہ حق آزادی کی وجہ سے کسی کی جان تلف ہو جائے تو وہ شہید ہو گا یا نہیں ؟ اور آیا بحالات مذکورہ آزادی کا مطالبہ کرنا اور اپنے آپ کو ایسے خطرات میں مبتلا کرنا جس میں جان تلف ہو جانے کا خطرہ ہے جائز ہے یا نہیں ؟ سوال کی صحیح شکل یہ ہے اب اس کا جواب یہ ہے کہ :

ہندوستان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قومیں آباد ہیں مسلمانوں کے مذہبی اصول سے مسلمانوں پر ایک غیر مسلم حکومت مسلط جابر سے اپنے ملک کو آزاد کرانا اولین فریضہ ہے مسلمان جو ان الْحُكْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ اور لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی وقت کسی طرح بھی غیر خداوندی احکام کی اطاعت نہیں کر سکتے اگر اطاعت کرتے ہیں تو مجبوری اور اضطراری طور پر کرتے ہیں اور اگر اس مجبوری اور اضطرار کو دفع کرنے کی کوئی صورت بھی ممکن ہو تو ان پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس جبری حکومت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار پھینکیں یہ وجہ تو ایسی ہے کہ اس میں غیر مسلم شریک نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے (جس میں ہندوستانی اقوام برابر کی شریک ہیں) کہ ایک اجنبی قوم کو جو ہزاروں میل پرے کی رہنے والی ہے کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کے خلاف جبراً حکومت کرے ہم اس کی حکومت کو ایک لمحے کے لئے بھی طوعاً برداشت کرنے کو تیار نہیں اور یہ ہمارا فطری عقلی عرفی بین الاقوامی حق ہے اور جس تدبیر اور جس طریقے سے ہم اپنا یہ حق حاصل کر سکیں اختیار کرنے اور عمل میں لانے میں حق بجانب ہوں گے چونکہ ہمارے پاس مادی طاقت نہیں ہے اس لئے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے معذور و مجبور ہیں مگر عدم تشدد کے ساتھ سول نافرمانی کی مظلومانہ جنگ یقیناً لڑ سکتے ہیں اور اگر ہمارے افراد اس کے لئے تیار ہیں کہ لاٹھیاں کھائیں سنگینیں برچھیاں، چھرے اور گولیاں اپنے سینوں پر لیں تو یقیناً ان کو اپنے حق آزادی کے مطالبہ کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کیونکہ ان کا فعل فی حد ذاتہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنا حق طلب کرتے ہیں اور اس کے جواب میں اگر حکومت لاٹھیاں برسائے یا سنگینیں بھونکے یا چھرے اور گولیاں مارے تو یہ بربریت اور ظلم حکومت کا فعل ہے اس کی ذمہ داری حکومت پر ہے نہ ان مظلوموں پر جو اپنا حق مانگتے ہیں اور کسی ایسے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں جس کو وہ پہلے ناپسند کرتے تھے مگر مجبوراً اس کی تعمیل کیا کرتے تھے۔

رہی یہ بات کہ یہ جانتے ہوئے کہ حکومت بسا اوقات اپنی بربریت کے مظاہرہ کے لئے لاٹھیاں

چلاتی ہے گولیاں برساتی ہے کسی کو ایسے خطرے میں پڑنا جائز ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطالبہ حقوق ہمیشہ خطرات سے پر ہوتا ہے مذہب و وطن کی آزادی کا مقصد چونکہ اعلیٰ ترین مقصد ہے اس لئے اس راستے کے خطرات بھی بہت بڑے اور ہیبت ناک ہیں مگر بغیر خطرے کے تو کوئی مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس کا نتیجہ حکومت کی جانب سے تشدد ہو اور اگر بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی تشدد آمیز حرکت ہو حکومت بلاوجہ تشدد پر اتر آئے اور ہمیں مار مار کر زخمی یا شہید کردے تو اس کی ذمہ دار حکومت ہو گی مثلاً یہ قصد ہو کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کریں اور پانچ سو اشخاص ایسے مہیا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ کریں اور حکام کے اس حکم سے کہ منتشر ہو جاؤ منتشر نہ ہوں اس قصد سے جلسہ شروع کیا گیا اور فرض کرو کہ صرف یہی پانچ سو اشخاص تھے اور یہ سب عدم تشدد کے پابند تھے اب حکام آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ منتشر ہو جاؤ انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کیا مگر کوئی اور حرکت نہیں کی تو اس صورت میں حکومت کا فرض یہ ہے کہ ان سب کو آدمیت کے ساتھ گرفتار کرے اور قانونی کاروائی کرے مگر بسا اوقات حکومت آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے بجائے کبھی تو لاٹھیوں سے پٹوا کر منتشر کراتی ہے اور کبھی گولیاں چلوا کر بہیمیت اور بربریت کا انتہائی مظاہرہ کرتی ہے۔

اس ظالمانہ کاروائی کی وجہ سے مظلوموں کا وہ فعل ناجائز نہ ہو جائے گا جو عقل و انصاف اور مذہب کے خلاف نہ تھا اور جو لوگ اس بربریت اور بہیمیت کا شکار ہو کر شہید ہوں گے وہ یقیناً مظلومیت کی وجہ سے شہادت کا درجہ پائیں گے ان کو خودکشی کا مرتکب کہنا سخت جہالت اور ناواقفیت احکام شرعیہ کی دلیل ہے سول نافرمانی کی اس مظلومانہ جنگ میں جو اپنے مذہب اور وطن کو ایک غیر ملکی حکومت کے جابرانہ قوانین سے آزاد کرانے کے لئے اپنی وطنی مشترک مجلس کی طرف سے جاری کی گئی ہے شرعی احکام کے دائرے میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے احکام کی اطاعت کرنا جائز ہے کیونکہ یہ کوئی مذہبی رہنمائی اور دینی ہدایت نہیں ہے محض جنگی رہنمائی ہے جو لوگ اسے ناجائز کہنے کی جرات کرتے ہیں اور اس جنگ میں زخمی ہونے والوں کو ملامت کرتے ہیں اور مر جانے والوں کو شہادت سے محروم کرتے ہیں وہ پہلے ان مسلمانوں کا حکم بتائیں جو کسی غیر مسلم' جابر' دشمن اسلام حکومت کی حمایت اور اس کی حرص ملک گیری کی خاطر اس کے مقرر کئے ہوئے غیر مسلم افسروں کی کمان میں رہ کر ان غیر مسلموں کے فوجی احکام کی اطاعت کرتے ہیں اور بسا اوقات غیر مسلم حکومت کی طرف سے اپنے مسلمان بھائیوں کو نشانہ بندوق بناتے ہیں یا خود گولی کھا کر مر جاتے ہیں ان مسلمانوں کا کیا حکم ہے؟ یعنی کیا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ وہ حکومت کے غیر مسلم افسروں کی ماتحتی میں کام کریں اور مسلمانوں پر گولیاں چلائیں اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ غیر مسلم ججوں کے سامنے اپنے مقدمات لے جائیں اور ان سے خلاف شرع فیصلے کرائیں اور ان پر عمل کریں اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ شرعی معاملات نکاح' طلاق' آمین بالجہر' رفع یدین وغیرہ نزاعات کے مقدمات غیر مسلم حکام کی

عدالتوں میں فیصلے کے لئے لے جائیں اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو ان حضرات کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ قوت ایمانی کا ثبوت دینے کے لئے پہلے ان امور کے متعلق فتویٰ شائع کرتے اور مسلمانوں کو ان ہلاکات سے بچانے کی کوشش کرتے جنہوں نے ان کے اسلام اور قومیت دونوں کو فنا کر دیا ہے۔

کھدر پہننے کا جو حکم اس غیر مسلم نے دیا ہے وہ اس نے اپنے مذہب کی بنا پر نہیں دیا ہے بلکہ ملک و وطن کی بھلائی اور دشمن کو کمزور کرنے کی ایک تدبیر سمجھ کر دیا ہے اور مسلمانوں کے لئے کھدر پہننا مذہبی احکام کے بموجب ناجائز نہیں ہے یہ حکم ان احکام سے بدرجہا زیادہ قابل تعمیل ہے جو انگریزی عدالتوں کے غیر مسلم حکام سے حاصل کئے جاتے ہیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے کھدر ہی بہترین لباس ہے اور جب کہ پہننے والوں کی نیت اپنے بھائیوں کی فائدہ رسانی بھی ہو تو ایک پنتھ دو کاج دوہرا ثواب ملے گا اس کو گاندھی پرست فرقہ کا شعار بتانا میری سمجھ سے باہر ہے اول تو کھدر پہننے والے مسلمانوں کو گاندھی پرست کہنا ہی ظلم عظیم ہے کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور خدا پرستی کے سوا کسی کی پرستش ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتی وہ تو رسول پرست بننے سے بھی توبہ کرتے ہیں پھر ان کو گاندھی پرست کہنا کتنی بڑی جرأت و جسارت ہے۔

دوسرے یہ کہ وکیلوں کے گون اور اسی طرح بعض اداروں کے مخصوص لباسوں کے متعلق ان حضرات نے کبھی کوئی فتویٰ شائع کیا ہے یا نہیں اور اس کو حکومت پرستی یا ادارہ پرستی کی بنا پر ناجائز فرمایا ہے یا نہیں؟ نہیں کو تو کیوں نہیں؟

قانون نمک کی خلاف ورزی اس کی سہولت اور ہمہ گیری کے لحاظ سے اختیار کی گئی ہوئی اصل مقصد تو قانون شکنی ہے ابتداءً ایسا قانون اختیار کیا گیا جس کی خلاف ورزی ہر مقام پر ہر صوبے میں ہو سکے اور ہر شخص انفرادی طور پر کر سکے یہ دوسری بات ہے کہ اس قانون کو منتخب کرنے میں یہ فائدہ بھی ظاہر ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں نمک کو اپنے فطری معادن میں آزاد رکھا گیا ہے اگر کسی مسلمان نے یہ کہہ دیا کہ اس قانون کی خلاف ورزی فی نفسہ بھی شریعت اسلامیہ کے موافق ہے تو اس نے کیا گناہ کیا؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے؟

اور میرے خیال میں یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ گاندھی جی نے اس قانون کی خلاف ورزی کا حکم شرعی احکام کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ گاندھی جی غیر مسلم ہیں وہ اسلامی حکم کی تعمیل کی وجہ سے کوئی حکم دیں یہ بظاہر مستبعد ہے مگر یہ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلامی حکم کے خلاف نہیں ہے جیسے گاندھی جی شراب چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں تو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گاندھی جی نے یہ حکم شریعت اسلامیہ کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے مگر یہ ہر مسلمان کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلامی حکم کے موافق ہے اسلام بھی شراب کو حرام قرار دیتا ہے اس لئے مسلمانوں کو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہئے اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

مدح صحابہؓ کا جلوس نکالنا

(سوال) شہر لکھنؤ میں جو مدح صحابہ کا قضیہ درپیش ہے اس سے آنجناب بخوبی واقف ہیں بلکہ جہاں تک یاد ہے حضرات والا نے کمیشن کے سامنے شہادت بھی دی تھی اس سلسلے میں کانگریسی وزارت کے زمانے میں جو ایک دن کے لئے کمیونک دیا گیا تھا اس پر صرف دو سال عمل ہو کر پھر حکومت نے پابندی عائد کر دی چنانچہ اسی سلسلے میں پھر ایجی ٹیشن ہر سال کیا جاتا ہے۔

چند روز ہوئے مولوی عبدالماجد دریابادی نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا ایک فتویٰ شائع کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "چونکہ تحریک مدح صحابہ سے شیعہ تبرا کرتے ہیں لہذا اس کو ترک کیا جائے" اس کا جواب مولوی عبدالشکور مدظلہ نے تحریر کیا اس کے جواب میں مولوی حبیب احمد کانپوری نے ایک رسالہ کشف المغالطات تحریر کیا کشف المغالطات میں جو علمی اور فقہی بحث کی گئی ہے اس کا سمجھنا تو حضرات اہل علم کا کام ہے مگر ہم عوام نے اس کے مطالعہ سے جو تکلیف اٹھائی وہ یہ کہ زبان بہت سخت استعمال کی گئی اور الفاظ ناملائم اور نامناسب تحریر میں لائے گئے زیادہ افسوس یہ ہے کہ لکھنے والا ایک عالم دین جو دینی درسگاہ کا صدر مدرس اور مخاطب جس کے لئے ثقیل الفاظ لکھے گئے ہیں زمانہ موجودہ کے نہایت معتبر و مستند عالم مانے جاتے ہیں اور ان کی دینی خدمات بہت زیادہ ہیں غالب گمان ہے کہ یہ سب رسالے حضور والا کے ملاحظے میں آئے ہوں گے۔

جلوس مدح صحابہؓ جسکو جلوس محرم سے تشبیہ دی جاتی ہے اور بدعت قرار دیا جاتا ہے ظاہری طور پر تو یہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے متعلق جو دوسرے حالات ہیں اور آنجناب ان سے واقف ہیں کہ خود حکام کے نزدیک جائز طور پر قومی و شہری حق ہے مگر اب شیعوں کی وجہ سے روکا جاتا ہے اور اہل سنت والجماعت کو اس جائز حق سے محروم کر کے ان پر سختی اور تشدد کیا جاتا ہے جس وقت ایجی ٹیشن شروع کیا گیا تھا حضرات علمائے کرام نے تائید فرمائی تھی اور اب منع کیا جاتا ہے حالانکہ ابھی اپنا وہ حق جس کے لئے اتنی قربانی کی جا چکی ہے نہیں حاصل ہوا لہذا حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں؟

(۱) آیا ان حالات کے تحت جلوس اٹھانا چاہئے یا نہیں؟ (۲) جلوس کی کوشش کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) جلوس نکلنے کی مخالفت کرنا اور مولانا عبدالشکور صاحب پر اعتراض کرنا کیسا ہے؟ (۴) جس طرح تعزیہ کو اگر کفار روکیں تو مسلمانوں کو تعزیہ دار کی اعانت کرنی چاہئے یا نہیں آیا اسی نوعیت کا حکم اس باب میں ہے یا نہیں؟ جب کہ جلوس شیعوں کی طرف سے رکوایا جا رہا ہے (۵) گائے کا گوشت کھانا اور گائے کی قربانی فی نفسہ مباح ہیں لیکن ہنود کی مزاحمت پر واجب ہو جاتی ہے کیا ایسا ہی حکم اس جلوس کے لئے بھی ہو سکتا ہے؟ (۶) آنجناب کی رائے میں مولانا عبدالشکور صاحب کا فتویٰ زیادہ صحیح ہے یا مولوی حبیب احمد صاحب کا؟ (۷) مولوی حبیب احمد صاحب نے جو زبان اپنی کتاب میں استعمال کی ہے وہ کس حد تک مناسب ہے؟ (۸) اگر جلوس کو ذریعہ تبلیغ قرار دیا جائے تو جائز ہوگا کیونکہ اس زمانے میں اسی قسم کے طریقوں سے اشاعت

ہوتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۷۷۰ منشی حسین قدوائی کھبوئی ضلع بارہ بنکی - ۲۱ رجب ۱۳۶۲ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۴۳ء

(جواب ۵۲۴) جلوس نکالنا اگر اس ضرورت سے جو بیان کی گئی ہے جائز بھی قرار پائے تو وہ بغیر جھنڈوں کے بھی ہو سکتا ہے یہ جھنڈوں کی نمائش اور اس میں ہزار بارہ سو روپے کا اسراف اور ریاو نمود کا مظاہرہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے نمبر ۴ سے مجھے اختلاف ہے کہ تعزیہ داری میں مدد کرنی جائز ہو جاتی ہے گائے کی قربانی واجب ہو جاتی ہے مگر قربانیوں کا جلوس بنانا اور ان کو سجا کر سڑکوں پر مظاہرہ کرنا تو واجب نہیں ہو جاتا میں نے مولانا عبدالشکور صاحب اور مولانا حبیب احمد صاحب کی محولہ بالا تحریریں نہیں دیکھیں نمبر آٹھ سے مجھے اختلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مدح صحابہ کا جلوس نکالنا

(سوال) لکھنؤ میں حکومت نے سنیوں کے حق مدح صحابہ کو تسلیم کرنے کے بعد دو سال تک جلوس مدح صحابہ نکالنے کی اجازت دی اور جلوس مذکورہ بالا نکالا بھی گیا پھر روافض کے ایما سے حکومت نے نقض امن کے خطرے کا اظہار کر کے جلوس مروجہ مدح صحابہ کو روک دیا مروجہ مدح صحابہؓ کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ ایک مختلف قسم کے جھنڈے بنا کر (مثلاً موم کا جھنڈا سبزی کا جھنڈا زردوزی کا جھنڈا کاٹھ کا جھنڈا وغیرہ) حضرات صحابہ کرام کے نام سے منسوب کر کے اپنے اپنے محلے سے چل کر عید گاہ عیش باغ میں جمع ہو جاتے ہیں اور وہاں سے ایک جلوس کی شکل میں دس دس پانچ پانچ ٹولیاں بنا کر حضرات صحابہ کرام کی مدح و منقبت اور نعت پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں مسلمان اس جلوس کو اپنے دین کی تبلیغ کا ذریعہ یقین کرتے ہوئے بڑے ذوق و شوق سے اس جلوس میں شرکت کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ کچھ نہ کچھ مسلمانوں کو ضرور حضرات صحابہ کرامؓ سے مزید محبت و انسیت ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی روافض سے بغض و عناد بھی ہوتا ہے روافض اپنے خباثت نفسانی کی وجہ سے حکومت کو سپر بنا کر حضرات صحابہؓ کرام پر تبرا کہتے ہیں۔

جلوس مدح صحابہؓ کو بعض مقتدر علمائے کرام جائز نہیں جانتے ہیں ان حضرات کا خیال ہے کہ اس جلوس سے مسلم قوم کو نقصان زیادہ پہنچتا ہے نیز یہ کہ مختلف اقسام کے جھنڈے نہیں نکالنے چاہئیں کہ اس میں کوئی تبلیغ دین نہیں ہے بلکہ ہر کاریگر اپنی صنعت کا مظاہرہ کرتا ہے اس میں بھی شک نہیں کہ اکثر جھنڈے والے اپنی صنعت کی داد جھنڈے کو دکھا کر چاہتے ہیں جھنڈوں پر سیدنا ابو بکر یا کسی دوسرے صحابی کا نام لکھا ہوتا ہے بعض جاہل لوگ جھنڈے کو ذریعہ قرب اور اپنے مقصد کے حصول کا ذریعہ جان کر جھنڈا بنانے کی منت بھی ماننے لگے ہیں۔

مانعین مدح صحابہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض وقت حق مدح صحابہ بطریق مذکور کے حصول کے لئے بعض عورتیں جو برسر عام بلا پردہ تقریر کرتی ہیں یہ جائز نہیں ہے اور یہ کہ حق مدح صحابہ مل جانے کے بعد

دیگر ذریعہ سے بھی حق مدح صحابہ ادا کیا جا سکتا ہے مروجہ طور پر جب شیعوں کی ضد ہوتی ہے تو بیکار اپنے بزرگوں کو گالیاں سنوانے سے کیا فائدہ؟ تجربہ بھی اس پر شاہد ہے کہ جب ربیع الاول میں مروجہ جلوس سنی نکالتے ہیں تو اس کے جواب میں شیعہ جلوس تبرا نکالتے ہیں صورت معروضہ کے بعد چند باتیں دریافت طلب ہیں۔

(۱) کیا سنیوں کو اس طریقہ مروجہ پر جلوس مدح صحابہ نکالنا ضروری ہے کہ اس میں مختلف اقسام کے جھنڈے ہوں اور ٹولی بہ ٹولی مدح و نعت نظم میں ایک ساتھ پڑھتے ہوئے نکلیں؟

(۲) چند لوگوں کو ایک ساتھ کا مل کر نظم پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو جو جماعتیں بعض شہروں میں مداح النبی تا نعت النبی کے نام سے قائم ہیں اور وہ سب مل کر حضور ﷺ کی نعت ایک ساتھ گاتے ہیں ان کا یہ فعل جائز ہوگا یا نہیں؟ (۳) مسئلہ مذکورہ کے متعلق مسلمان عورتوں کو بے پردہ تقریر کرنا کیسا ہے؟

(۴) شریعت مطہرہ میں طریق مروجہ پر تبلیغ دین کا کوئی طریقہ موجود ہے یا نہیں اگر نہیں تو جس طریق تبلیغ سے (جب کہ وہ طریقہ پہلے سے شریعت مطہرہ میں موجود نہ ہو) اپنے بزرگوں پر تبرا ہو تو اس طریقے کو چھوڑ دینا چاہئے یا نہیں؟

(۵) مروجہ مدح صحابہ میں مسلمانوں کو شریک ہونا ضروری ہے یا ان کی شرکت موجب نقصان ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۷ (مولانا) محمد شعیب فیل مدرس اول مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم قصبہ رسولی ضلع بارہ بنکی ۲۲ رجب ۱۳۶۲ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۴۳ء

(جواب ۵۲۵) جلوس مدح صحابہ بہیئت مصرحہ فی السوال نکالنا ضروری نہیں بلکہ موانع شرعیہ اس میں زیادہ ہیں اور اباحت کے مقتضیات کم ہیں طرح طرح کے جھنڈے بنانا صنعت کا مظاہرہ کرنا ہزار ہا روپیہ اس پر خرچ کرنا عورتوں کا بے پردہ شریک جلوس ہونا اور بر سر عام تقریر کرنا جھنڈے بنانے کی منت ماننا جھنڈے کی تعظیم کرنا یہ سب باتیں ناجائز ہیں اور جب کہ یہ جلوس لازمی طور پر تبرا اور سب و شتم صحابہ کا ذریعہ بن جاتا ہے یہ مزید برآں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) انگریز حکومت میں اسمبلی کا ممبر بننا

(۲) پاکستان کا مطالبہ تمام ہندوستان سے شوکت اسلام مٹا کر ایک قطعہ میں محدود کرنا ہے

(سوال) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے لئے ممبر بن کر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جواز جو حلفیہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے کیا انگریزوں کے اس عہد نامے پر دستخط کر دینے سے مطمئن بالاسلام ہو کر کچھ حرج لازم نہیں آتا؟ مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۹ صاحبزادہ عبداللطیف سجادہ نشین خانقاہ زکوڑی ڈیرہ اسماعیل خان مورخہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ

(جواب ۵۲۶) ہندوستان میں حکومت کا معاملہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے اس لئے اس کے متعلق احکام دینا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے میرا خیال ہے کہ علما اور مشائخ اسمبلیوں میں ممبر بن کر جائیں تو بہتر ہے اس کے لئے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں اسمبلی میں جس عہد نامے پر دستخط کئے جاتے ہیں اس میں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کئے جا سکتے ہیں پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے کیونکہ حقیقی پاکستان نہ تو مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع جو پاکستان کہ مانگنے والے مانگتے ہیں وہ تمام ہندوستان سے اسلام کی شوکت مٹا کر ایک چھوٹے سے قطعے میں محدود کر دینا ہے اور اس میں بھی مخالف قوی پارٹی موجود ہے اور باقی ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست وپا بنا کر چھوڑ دینا ہے یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) قوی دشمن سے بچنے کے لئے کمزور دشمن سے تقویت حاصل کرنا
(۲) مسلمانوں پر واردھا کی حمایت کا الزام غلط ہے

(سوال) مسلمانان ہند کی ایسی صفیں ہیں جن میں سے ایک کٹ کر دشمنان اسلام سے مل جانے اور ان سے مل کر مسلمانوں کے در پے آزار ہو تو وہ حشر کے دن مسلمانوں میں اٹھیں گے یا دشمنان اسلام میں ؟ ایک طرف واردھا ہے اور دوسری طرف خانہ کعبہ تو مسلمانوں کو کس طرف جانا چاہئے ؟ اگر کسی مسلمان کو اس کے امام کے اوپر اعتماد نہ ہو تو اس کی نماز اس کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۰ کرنل ارشاد علی دہلی ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۵۲۷) یہ تو کھلی بات ہے کہ جو شخص دشمنان اسلام سے خلوص برتے گا وہ ان کا ساتھی ہو گا مگر اپنے مطلب اور غرض کے حاصل کرنے کے لئے اگر دشمنوں کے ساتھ کسی وقت مل جائے تو وہ اس میں شمار نہیں ہے نیز اگر دو دشمن ہیں اور ان میں سے قوی سے بچنے کے لئے کمزور سے تقویت حاصل کرے تو وہ بھی اس میں شمار نہیں ایک طرف واردھا اور دوسری طرف خانہ کعبہ ہو یہ مثال موجودہ تحریک میں درست نہیں ہے یہ غلط الزام ہے کہ مسلمان واردھا کی حمایت کر رہے ہیں وہ تو اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں ایک طرف کے مسلمان طالب حقوق دوسری طالب حقوق جماعت سے تعاون کر کے کام کر رہے ہیں دوسری طرف کے مسلمان اپنے دعویٰ کے مطابق تنہا کام کر رہے ہیں کعبہ کو وہ بھی نہیں جا رہے ہیں دونوں کی منزل مقصود ایک ہی ہے راستہ مختلف ہے امام پر اعتماد نہ ہونے کے کیا معنی ؟ کس بات کا اعتماد نہیں ہے اس کو صاف کر کے دریافت کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) غیر اللہ کے پرستش کرنے والے متعدد خدا ماننے والے مشرک ہیں
(۲) کسی مسلمان کا نام بگاڑ کر لینا اور لکھنا گناہ ہے

(۳) مسلمانوں کے برے کاموں کی برائی بیان کرنا
(۴) ہندو اور انگریز میں جس کی طاقت زیادہ ہے وہ اسلام کے لئے مضر ہے
(سوال) (۱) اہل ہنود مشرک ہیں یا نہیں ؟ (۲) کیا کسی مسلمان کا نام بگاڑ کر لینا جائز ہے یا نہیں ؟ (۳) مسلمانوں کو برا کہنے والا اور کفار کی تعریف کرنے والا خدا اور رسول ﷺ کے نزدیک کیسا ہے ؟ (۴) کیا ہندو یا انگریز میں سے کوئی مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکتے ہیں ؟ (۵) شریعت کی رو سے مسلمان اکثریت کو مسلمان اقلیت کے ساتھ مل جانا چاہیے یا مسلم اقلیت کو مسلم اکثریت کے ساتھ ؟ **المستفتی** نمبر ۲۸۰۱ محمد شفیق خاں قریشی دہلی ۱۱ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۲۸) (۱) ہاں جو لوگ غیر اللہ کی پرستش کریں یا متعدد خدا مانیں یا اولیاء میں خدائی طاقت کا یقین کریں وہ سب مشرک ہیں (۲) کسی مسلمان کا نام بگاڑ کر لینا یا لکھنا گناہ ہے (۳) مسلمانوں کے برے کاموں کی برائی بیان کرنا اور کفار کے اچھے کاموں کی تعریف کرنا تو جائز ہے لیکن مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان کے برا کہنا اور کافر کو کافر ہونے کی حیثیت سے اچھا سمجھنا اسلام کے احکام کے خلاف ہے (۴) دونوں مسلمانوں سے علیحدہ ہیں اور اسلام کا ان میں سے کوئی دوست نہیں ہے اور ان میں سے جس کی طاقت زیادہ ہے وہ مسلمانوں کے لئے زیادہ مضر - (۵) اکثریت اور اقلیت کا اعتبار قوت دلیل پر ہے اگر دنیا کی مخلوق میں مشرک زیادہ ہوں تو مسلمان موحدوں وان کے ساتھ مل جانا جائز نہ ہو گا اور مسلمانوں کی اکثریت بھی اگر حق کے خلاف ہو تو اقلیت جو حق پر ہو اسے حق پر قائم رہنا فرض ہو گا- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) ووٹ کیسے آدمی کو دیں ؟
(۲) جنتی اور دوزخی کا حکم کن اعمال کی بناء پر لگ سکتا ہے ؟
(۳) مسلم لیگ کے ممبروں کو صحیح بات بتانا علماء پر فرض ہے
(۴) کاش کہ مسلم لیگ والے صحیح بات مان لیتے .

(سوال) مسمی آصف علی بیرسٹر ساکن دہلی صورت شکل سے مسلمان نہیں معلوم ہوتے نماز روزہ حج زکوۃ کے پابند نہیں ایک بے پردہ آزاد منش ہندو عورت مس ارونا کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرتے ہیں ایسی صورت میں کیا مسٹر آصف علی کو اپنا ہمدرد لیڈر سمجھنا ان پر دینی و دنیوی معاملات میں اعتماد کرنا کہ وہ کونسل میں مسلمانوں کے حقوق کی صحیح معنوں میں اسلامی نقطہ نظر سے حفاظت کریں گے اور ان کو ووٹ دینا چاہیے یا نہیں ؟
(۲) کیا قرآن کریم اور حدیث شریف میں ایسا حکم آیا ہے ؟ کہ دنیاوی یا دینی احکام کی خلاف ورزی یا تعمیل کرنے والے پر کافر یا مؤمن یعنی دوزخی اور جنتی ہونے کا حکم نہ لگاؤ کیونکہ خدا بہتر جانتا ہے-
(۳) مسلم لیگ کے عام ابتدائی دو آنے والے ممبر جو پچپن فیصد مسلمانوں کی بہ نسبت اکثریت میں ہیں زیادہ کافر ہیں ؟ ان کی رہنمائی کرنا کیا علماء پر ضروری نہیں ؟ ان سے کٹ کر مشرکوں کافروں سے معاہدہ کرنا

ٹھیک ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے کٹ کر کافروں سے معاہدہ کیا تھا؟
(۴) ہم کو بتایئے خدا کے واسطے کہ ہم کیا کریں کس کا ساتھ دیں؟ ہم کو ہندوؤں پر قطعی اعتماد نہیں خواہ آپ کو ان پر اعتماد ہو مگر ہم آپ کی بھی رہنمائی چاہتے ہیں ایسی حالت میں ہم کافی پریشان ہیں کاش آپ یعنی علماء حضرات مسلم لیگ پر اپنا اثر ورسوخ قائم کر کے صحیح معنی میں دینی ودنیاوی رہبری کریں۔
المستفتی اے آئی جنرل مرچنٹ ہند سے والا صدر بازار دہلی ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۵۲۹) اگر آپ کو ان پر مسلمانوں کے متعلق صحیح رائے دینے کا یقین نہ ہو تو ان کو رائے نہ دیں جو لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہوں کہ وہ مسلمانوں کے لئے مفید ہوں گے اور غیر مسلم متعصب رکن کے مقابلے میں وہ مسلمانوں کے حقوق کے محافظ ہوں گے وہ انہیں ووٹ دے سکتا ہے کیونکہ اسمبلی میں کسی معتبر نیک مسلمان کو بھیجنا اپنے اختیار کی بات نہیں وہاں تو جو لوگ ممبری کے امیدوار ہوں ان میں سے بہتر آدمی کو ووٹ دینا چاہئے اور اگر کسی کو ووٹ دینے کی مرضی نہ ہو تو نہ دیا جائے مگر یہ تو جائز نہیں کہ ایک امیدوار کے حق میں تو اسلامی ضروریات کی جانچ کی جائے اور دوسرے کو خواہ وہ متعصب غیر مسلم ہو ووٹ دیدیا جائے۔
(۲) دوزخی یا جنتی ہونے کا حکم انہیں افعال واعمال پر لگ سکتا ہے جو شرعی اور اسلامی حیثیت سے اس قابل ہوں۔
(۳) مسلم لیگ کے ممبروں کو صحیح بات بتانے کا فرض علماء پر عائد ہوتا ہے اور علماء یہ کام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے مشرکوں سے ملنے کا مطلب مشرکوں کی امداد کرنا نہیں ہے بلکہ اپنا حق حاصل کرنا ہے۔
(۴) افسوس کہ اگر مسلم لیگ والے اس خیال کے ہوتے کہ صحیح بات مان لیں اور اس کو اختیار کریں تو یہ نوبت کیوں آتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جمعیۃ العلماء کے امیدواروں کو ووٹ دینا چاہئے

(سوال) اسمبلی کا الیکشن ہونے والا ہے اور اس میں چار جماعتیں مل کر مسلم لیگ سے مقابلہ کریں گی جماعتیں احرار، خاکسار، جمعیۃ علماء ان چار جماعتوں میں ہندو سکھ اور دیگر غیر مسلم قومیں شامل ہیں ایسی صورت میں اس جماعت کو ووٹ دینا چاہئے جن میں غیر مسلم بھی شامل ہیں یا اس جماعت کو جس کا کسی غیر مسلم جماعت سے کوئی تعلق نہ ہو اس میں شرع کا کیا حکم ہے؟ المستفتی زاہد حسین (آگرہ)
(جواب ۵۳۰) جمعیۃ علماء جس شخص کو کھڑا کرے اس کو ووٹ دینا چاہئے کیونکہ جمعیۃ علماء کا مقصد مسلمان قوم کی بہتری ہے ذاتی غرض پیش نظر نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اگر جمعیۃ العلماء کا امیدوار نہ ہو تو ووٹ کس کو دیں ؟

(سوال) کوہ مری میں اکثر تعداد مسلمانوں کی ہے اور اکثر ہی مسلم لیگ میں ہیں اور قلیل تعداد مسلمان خاکسار تحریک میں ہیں اور کانگریس میں صرف ہندو اور سکھ ہیں کوئی مسلمان نہیں ہے اور کوئی تحریک کوہ مری میں نہیں ہے مثلاً احرار جمعیۃ علماء وغیرہ کہ جس کے ساتھ مل کر ہم اپنی سچائی کا ثبوت پیش کر سکیں وہ ئیں تیار ہو چکی ہیں اور ہم چند آدمی صوبائی اسمبلی اور مرکزی اسمبلی میں ووٹ دینے کا حق رکھتے ہیں اب ہم اس پریشانی میں مبتلا ہیں کہ کونسی جماعت کو ووٹ دیں - المستفتی محمد مبارک عباسی (کوہ مری) ۱۳۶۴ھ

(جواب ۵۳۱) اگر آپ جمعیۃ علماء کے مقرر کئے ہوئے امیدوار کے حق میں ووٹ دیں تو یہ بہتر ہوگا اور اگر وہاں جمعیۃ کا کوئی امیدوار نہ ہو تو کانگریسی امیدوار کو بشرطیکہ وہ آپ کے نزدیک معتبر ہو ورنہ ووٹ دینے کی کوشش نہ کریں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

مسلمانوں کو جمعیۃ العلماء کا ساتھ دینا چاہئیے

(سوال) اس وقت مسلمان کو شرعی طور پر کون سی مسلم سیاسی جماعت میں شرکت کرنی جائز ہے اور کون سی سیاسی جماعت میں شرکت کرنا ناجائز ہے مسلم لیگ والوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج اور کوئی صحیح الخیال مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہو سکتا کیا یہ درست ہے ؟ المستفتی ایم اے ظہیر علوی ایم اے (سیالکوٹ)

(جواب ۵۳۲) مسلمانوں کو اس وقت جمعیۃ العلماء کا ساتھ دینا لازم ہے مسلم لیگ کا نظریہ جمعیۃ العلماء کے نزدیک صحیح نہیں ہے اس لئے جمعیۃ العلماء بھی انتخاب میں حصہ لے رہی ہے اور امیدوار کھڑے کرے گی آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اس کی امداد کرنی چاہئیے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

(۱) مسلمانوں کے لئے کانگریس مفید ہے یا مسلم لیگ ؟
(۲) جو کلمہ کا عربی تلفظ نہ جانتا ہو اور توحید اور رسالت کو مانتا ہو وہ مسلمان ہے
(۳) مولانا حسین احمد مدنی کا اتباع کیجئے

(سوال) (۱) مسلمان کے لئے کانگریس مفید ثابت ہو سکتی ہے یا مسلم لیگ ؟ (۲) ایک مسلمان کو یہ کہنا کہ وہ کلمہ نہیں جانتا وہ کافر اعظم ہے اس پر لعنت کی شریعت اجازت دیتی ہے ؟ (۳) مسٹر محمد علی جناح مولانا ابو الکلام آزاد حسین احمد مدنی ان میں کون صحیح راستے پر ہے مسلمانان ہند کے لئے ؟ (۴) حضور حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے کہ کافر یا ہندو مسلمانوں میں مل کر کیسے ثابت ہوں گے ؟ المستفتی محمد حبیب اللہ خاں نیازی (امروہہ) ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۵۳۳) (۱) اگر مسلم لیگ کا راستہ صحیح ہوتا تو وہ بیشک مفید ہوتی مگر افسوس کہ اس کا راستہ صحیح نہیں ہے اس لئے مسلمانوں کو جمعیۃ علمائے ہند کی ہدایت پر عمل کرنا چاہئے (۲) کسی مسلمان کے متعلق ایسے الفاظ کہنا درست نہیں ہے کلمہ کا عربی تلفظ نہ جانتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل ہو اور آنحضرت ﷺ کی رسالت مانتا ہو تو یہ اس کے مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے (۳) مولانا حسین احمد مدنی کا اتباع کیجئے وہ صحیح راستے کی ہدایت کریں گے۔ (۴) کافریا ہندو مسلمانوں کے لئے مفید ہوں یا نہ ہوں مسلمانوں کو اپنی بھلائی کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسٹر جناح کا شیعہ فرقہ سے ہونا یقینی ہے
(۲) غیر مسلم اسلامی حقوق کا محافظ نہیں ہو سکتا
(۳) پہلے مسلمان بعد میں کانگریس یا مسلم لیگی

(سوال) (۱) مسٹر محمد علی جناح فرقہ شیعہ سے ہیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں ؟ (۲) مسٹر محمد علی جناح مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق اسلامی کی اچھی طرح حفاظت کر سکتے ہیں ؟ یا مسٹر گاندھی یا صدر کانگریس یا کانگریسی ہندو جن کی مجاریٔ کانگریس ورکنگ کمیٹی میں ہے ؟ (۳) مسٹر محمد علی جناح یا کوئی اور مسلمان یہ کہے کہ میں پہلے مسلمان ہوں بعد میں ہندوستانی یہ صحیح ہے یا پہلے ہندوستانی بعد میں مسلمان ؟ (۴) مسٹر محمد علی جناح سیاسیات ہند اور قانون کے ماہر ہیں یا نہیں ؟

(جواب ۵۳۴) (۱) مجھے تنہا اس قدر معلوم ہے کہ مسٹر محمد علی جناح شیعہ ہیں اور شیعہ اسلامی فرقوں میں شامل ہیں (۲) کوئی غیر مسلم بمقابلہ مسلم کے اسلامی حقوق کا محافظ قرار نہیں دیا جا سکتا (۳) یہ صحیح ہے کہ مسلمان پہلے مسلمان ہے بعد میں ہندوستانی (۴) ہاں وہ سیاست اور قانون کے ماہر ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مذکورہ بالا سوالات کے جوابات آپ نے دیئے ہیں یا نہیں ؟ اور مجھ کو اور کل مسلمانوں کو مسلم لیگ کا ساتھ دینا چاہئے یا نہیں ؟ یا کانگریس کا ساتھ دینا چاہئے۔

جناب مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے یاد نہیں کہ یہ سوالات میرے سامنے بھی آئے تھے اور میں نے ان کے جوابات لکھے تھے اگر جواب لکھے ہوں گے تو غالباً جواب میں کسی قدر تفصیل ہوگی مسٹر جناح کے حقیقی خیالات توفی الحقیقت مجھے معلوم نہیں مگر ان کے ظاہری طرز عمل کا اسلامی طرز عمل کے موافق نہ ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے ان کا فرقہ شیعہ سے ہونا بھی یقینی ہے وہ ایک تعلیم یافتہ شخص ہیں ان کی تعلیم و تہذیب یورپ کی تعلیم و تہذیب ہے اسلامی تعلیم و تہذیب سے اس کا علیحدہ ہونا کھلی ہوئی روشن بات ہے۔

غیر مسلم کو اسلامی حقوق کا محافظ نہیں قرار دیا جاسکتا یہ صحیح ہے مگر کس مسلمان نے یہ کہا ہے کہ غیر مسلم اسلامی حقوق کے محافظ ہیں کانگریس میں مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت خود کریں گے وہ ہندوؤں سے تو اسلامی حقوق کی حفاظت کی خواہش نہیں کرتے یہ صحیح ہے کہ مسلمان پہلے مسلمان ہے بعد میں کانگریسی یا مسلم لیگی یا کوئی اور مسٹر جناح قانون کے ماہر ہیں مگر انگریزی قانون کے نہ کہ اسلامی قانون کے -اور انگریزی سیاست کے نہ کہ اسلامی سیاست کے کیونکہ انہوں نے اسلامی قانون اور اسلامی سیاست کی مہارت تو در کنار ابتدائی درجہ بھی حاصل نہیں کیا- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

حضرت مفتی اعظم کی ذاتی زندگی اور جمعیۃ العلماء کے موقف کے متعلق چند سوالات

(سوال) (۱) کیا حضرت والا حضرت مدنی کے مخالف ہیں اور جمعیۃ علمائے ہند سے الگ ہو گئے ہیں ؟ (۲) کیا حضرت والا نے لیگ کی واحد نمائندگی کو تسلیم کر لیا ہے ؟(۳) کیا جمعیۃ علماء کے موجودہ صدر حضرت مدنی بانیان جمعیۃ کے وضع کردہ اصول سے ہٹ گئے ہیں اور امت مسلمہ سے کٹ کر گاندھی اور کانگریس کی پالیسی ہی کو اپنا نصب العین بنا لیا ہے ؟(۴) کیا آپ ممبر مجلس عاملہ جمعیۃ ہونے کے باوجود صدر کی مجلس میں مشورہ نہیں دیتے اور کیا جناب کا مشورہ حضرت مدنی کے سامنے بالکل قبول نہیں کیا جاتا ؟(۵) جناب والا مفتی اعظم ہند اس بارے میں شریعت کی رو سے کیا فرماتے ہیں کہ مسلمانان ہند فی الحال شیخ الاسلام مدنی کی قیادت میں رہیں یا مسٹر جناح جیسے ایک قابل ترین بیرسٹر کی قیادت میں ؟(۶) کیا حضرت والا جمعیت سے الگ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں ؟(۷) شرعی حدود میں رہ کر کانگریس میں شریک ہونا اور آج کل کی کانگریس میں شریک ہونا کیا حرام اور کفر ہے ؟(۸) کیا کانگریس میں شریک ہونے سے اسلام کا علم ذلیل ہو جائے گا ؟ اور کیا موجودہ مسلم لیگ میں شریک ہونا واجب ہے ؟(۹) جمعیۃ علمائے اسلام کے نام سے جو جمعیۃ کلکتہ میں قائم ہوئی ہے اس کے بارے میں جناب والا کی کیا رائے ہے ؟(۱۰) قادیانی کو مسلمان سمجھنے والا اور غیر لیگی مسلمانوں کو اسلام سے خارج کہنے والا شخص کیسا ہے ؟

المستفتی مولوی عبدالاحد ناظم جمعیۃ علماء (ڈھاکہ) ۷ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ م ۳ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۳۵) (۱) یہ بات غلط ہے میں نہ حضرت مدنی سلمہ کا مخالف ہوں نہ جمعیۃ علماء سے الگ ہوا ہوں میں حضرت مدنی سلمہ اور جمعیۃ علما کا ایک ادنیٰ خادم ہوں (۲) ہر گز نہیں -(۳) یہ بات غلط ہے حضرت مدنی اسلام اور مسلمانوں کے خادم ہیں اور ان کی بہتری کے لئے کام کرتے ہیں (۴) یہ بات بھی غلط ہے میری سمجھ میں جو بات آتی ہے وہ مجلس مشورہ میں عرض کر دیتا ہوں مجلس اسے قبول کر لے تو خیر ورنہ میں مجلس کے فیصلے کی پابندی کرتا ہوں (۵) حضرت مدنی کی قیادت شرعی اور موجودہ حالات کی بنا پر مسلمانوں کے لئے واجب الاطاعت ہے مسٹر جناح ایک اچھے بیرسٹر ہیں مگر مذہبی علوم سے ناواقف اور مذہبی اعمال سے کورے ہیں (۶) میں جمعیۃ العلماء کا ایک ادنیٰ خادم ہوں لیگ کی شرکت غیر واقعی اور لوگوں کی اڑائی

ہوئی ہے (۷) کانگریس کی تحریک آزادی ہند تو مسلمانوں کی بھی تحریک ہے اس میں شرکت کرنا حقیقۃ کانگریس کے تمام مقاصد میں شرکت نہیں ہے پھر یہ ناجائز یا کفر کیسے ہو سکتی ہے (۸) یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں (۹) یہ جمعیۃ علمائے ہند قدیم کو فنا کرنے کے لئے اور مسلم لیگ کو قوت پہنچانے کے لئے قائم کی گئی ہے ورنہ جمعیۃ العلماء تو موجود تھی کوئی دوسری جمعیۃ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی (۱۰) قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے اور غیر لیگی مسلمانوں کو اسلام سے خارج بتانے والے گمراہ ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) جو مسلمان اپنی لامذہبیت کا اعلان کر دے وہ مسلمانوں کا قائد نہیں ہو سکتا
(۲) جو شخص نائبان رسول کو تکالیف پہنچائے وہ فاسق اور ظالم ہے
(۳) لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین کا مفہوم اور مطلب
(۴) کیا ہندوستانی شیعہ کافر ہیں ؟

(سوال) (۱) جو مسلم قوم حنفی المذہب کسی ایسے آدمی کو اپنا نمائندہ قائد یا وکیل اسلام تسلیم کریں جس نے اپنی لامذہبیت کا اعلان کر دیا ہو اور وہ لیڈر شعائر اسلام کی علی الاعلان توہین قصداً و دانستہ کرتا ہو اس کی پیروی جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) جو مسلم نائب رسول اور اولاد رسول ﷺ کو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر سب و شتم کرے اور جسمانی تکلیف بھی پہنچانے اور کلمہ حق کے کہنے سے روکے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟ (۳) لا تتخذوا الکُفرین اولیاء من دون المؤمنین اس آیت کا شان نزول کیا ہے اور کافروں سے کون سے کافر مراد ہیں ؟ اور اولیاء سے کیا مراد ہے ؟ (۴) ہمارے دیار کے شیعہ لوگ کافر ہیں یا مسلم اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کیسا ہے ؟ (۵) جو عالم دین اپنی عزت و عہدہ کی خاطر کلمہ حق نہ کہے اور دوسروں کو روکے تو ایسے عالم کے لئے کیا حکم ہے ؟ المستفتی مولوی محمد زکی (خورجہ ضلع بلند شہر) ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ م ۴ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۳۶) (۱) جو مسلم اپنی لامذہبیت کا اعلان کر دے اور شعائر اسلام کی توہین کرتا ہو وہ مسلمانوں کا قائد نہیں ہو سکتا (۲) جو شخص نائبان رسول ﷺ کو ذاتی مفاد کے لئے تکلیف پہنچائے اور کلمہ حق کہنے سے روکے وہ شریعت کی رو سے سخت فاسق اور ظالم ہے (۳) اس آیت سے یہ مراد ہے کہ کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ یعنی کافروں سے دوستی اور محبت کرنا ناجائز اور حرام ہے باقی کسی کافر سے اپنے مفاد کی خاطر معاملہ کرنا وہ اس آیت سے علیحدہ ہے (۴) ہندوستان کے شیعہ مختلف طبقات کے ہیں بعض ان میں کفر کی حد تک نہیں پہنچتے مگر اکثر ایسے عقائد کے پابند ہیں جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں (۵) جو عالم اپنی عزت اور آبرو کی خاطر کلمہ حق نہ کہے یہ بات اس کے لئے اچھی نہیں ہے تاہم خطرہ کے وقت سکوت مباح ہے مگر غلط بات کہہ دینی اور باطل کی فرمائش کرنی یہ مباح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) جو شخص خلفائے راشدین اور قرآن کی گستاخی کرے اور تارک الصلوۃ ہو وہ مسلمان نہیں
(۲) علماء کی بے عزتی اور ان پر قاتلانہ حملوں کو یزید کے افعال سے تشبیہ دینا
(۳) مہاتما گاندھی سے متعلق ایک سوال

(سوال) (۱) جو شخص مذہبا خلفائے راشدین پر تبرا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہو اور قرآن شریف کو حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر فاروق کی بک کہتا ہو علاوہ ازیں وہ دائم الخمر اور تارک الصلوۃ ہو قرآن شریف کو پرانی کتاب کہتا ہو شریعت سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھتا ہو وہ مسلمانان اہل سنت والجماعت کا قائد ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

حافظ بشیر احمد مولوی فاضل انبیٹھوی نے فخریہ بیان کیا کہ جب قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کا جلوس کوئٹہ میں نکلا بے اندازہ مسلمانوں کا ہجوم تھا اور ایسے خلوص و عقیدت سے استقبال کر رہے تھے گویا سجدے میں گر رہے تھے جو کوٹھی قائد اعظم کے لئے سجائی گئی تھی اس میں ایک بلندی پر قرآن شریف بھی رکھا گیا تھا جب جناح صاحب میز کے قریب پہنچے تو بید کے اشارے سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے منتظمان نے کہا کہ قرآن شریف ہے جناح صاحب نے فرمایا کہ اس کا یہاں کیا کام چنانچہ اٹھالیا گیا پھر جب جناح صاحب مع ہمشیرہ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو شراب نہیں تھی جناح صاحب کے ارشاد پر بازار سے بڑھیا شراب کی دو بوتلیں منگوائی گئیں جناح صاحب نے مع ہمشیرہ خود نوش فرمائی بعدہ ریاست قلات میں خان صاحب قلات نے دعوت کی وہاں پر بھی جناح صاحب نے ایسا ہی کیا اور ریاست کے توشہ خانی سے ایک پیٹی بوتلہائے شراب کی ساتھ لائے اس بارے میں مولوی سید نظیر حسین ساکن سہارنپور حال پرشین ٹیچر اسلامیہ ہائی اسکول کوئٹہ بلوچستان اور خان بہادر مولوی ڈپٹی منیر الدین صاحب سابق پرسنل اسسٹنٹ جناب گورنر بہادر کوئٹہ جو ریاست قلات میں وزیر بھی رہ چکے ہیں ہر دو حضرات سے دریافت کرنے پر تصدیق ہوئی یہ دونوں حضرات بھی کانگریس کے موافق نہیں ہیں۔

(۲) ایسی مسلم جماعت کو جو علمائے دین کی بے عزتی کریں ان پر قاتلانہ حملے کریں لشکر یزید سے تشبیہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) مہاتما گاندھی باوجود ہندو ہونے کے قرآن شریف کی عزت کرتا ہے اور الہامی کتاب مان کرا سے لکھتا پڑھتا بھی ہے اور گرفتاری میں اپنے ساتھ جیل میں بھی قرآن شریف لے گیا بحالات موجودہ مسٹر محمد علی جناح اور مہاتما گاندھی میں کیا فرق ہے ؟ **المستفتی** پیر ظہور احمد صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس دہلی ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ م ۴ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۳۷) (۱) مجھے مسٹر جناح کے عقائد کا ذاتی طور پر علم نہیں اس لئے ان کے متعلق کوئی حکم دینا مشکل ہے مگر جو لوگ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں گستاخی کریں اور دائم الخمر اور تارک الصلوۃ ہوں اور قرآن مجید کو پرانی کتاب بتا کر اس پر عمل کرنے کو ناجائز بتائیں اور عورتوں میں شراب

طلب کریں اور اسے نوش فرمائیں وہ مسلمانوں کے نزدیک مسلمان نہیں قرآن مجید خدا کی کتاب اور اسلام کا دائمی قانون ہے جس پر ایمان لانا اور عمل کرنا اسلام کا مقدس ترین فرض ہے اس کو مسلمان کے لئے مشعل ہدایت سمجھنا اور اس کی توقیر و تعظیم کرنا مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔
مسلمانوں کی دینی قیادت کے لئے متشرع اور دینی تعلیمات کا ماہر مسلمان ضروری ہے اور ان کی قانونی و آئینی قیادت کے لئے بھی متشرع اور باوضع مسلمان بہتر ہے۔
(۲) مسلمان جو علماء کی بے عزتی کریں اور ان پر قاتلانہ حملے کریں اور دین کی عزت و توقیر کو خراب کریں فاسق و بے دین ہیں ایسے لوگوں کے افعال کو یزید کے افعال سے تشبیہ دینا صحیح ہے مگر یہ بھی طریقہ اختیار کرنا بہتر نہیں ہے۔
(۳) مہاتما گاندھی جب تک اسلام قبول نہ کریں اس وقت تک دینی حیثیت سے وہ مسلمانوں کے نزدیک غیر مسلم ہی ہیں اخلاقی طور پر غیر مسلم ایک بد اخلاق مسلمان سے افضل اور بہتر ہو سکتا ہے مگر دینی حیثیت سے مسلم بہر حال غیر مسلم سے افضل ہے مگر یہ فضیلت قیادت کی ترجیح کے لئے کافی نہیں قیادت کے شرائط اور اوصاف بجائے خود اہم ہیں اور ان کے لحاظ سے جو اعلیٰ اور افضل ہو وہ قیادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسٹر محمد علی جناح شیعہ ہیں
(۲) پہلے مسلمان بعد میں ہندوستانی
(۳) مسٹر محمد علی جناح انگریزی سیاست کے ماہر ہیں۔

(سوال) (۱) مسٹر محمد علی جناح فرقہ شیعہ سے ہیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں ؟ (۲) مسٹر محمد علی جناح مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق اسلامی کی اچھی طرح حفاظت کر سکتے ہیں بحیثیت مسلمان کے یا مسٹر گاندھی یا صدر کانگریس جن کی مجاریٔ کانگریس ورکنگ کمیٹی میں ہے (۳) مسٹر جناح یا کوئی اور مسلمان یہ کہے کہ وہ پہلے مسلمان ہے بعد میں ہندوستانی یہ صحیح ہے یا یہ کہ پہلے ہندوستانی بعد میں مسلمان (۴) مسٹر محمد علی جناح سیاسیات ہند اور قانون ہند کے ماہر ہیں یا نہیں ؟ المستفتی محمد تاج الدین عاجز (لودھیانہ) مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ م ۵ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۳۸) (۱) مسٹر محمد علی جناح کے ذاتی خیالات اور عقائد تو مجھے معلوم نہیں مگر وہ فرقہ شیعہ سے ہیں اور شیعوں کے عقائد مختلف ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ وہ گمراہ اور خطاکار ہونے کے باوجود مسلمان کہے جا سکتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو مسلمان نہیں کہا جا سکتا مثلاً حضرت علیؓ کی الوہیت یا نبوت کے قائل یا قرآن مجید کو صحیح اور کامل نہ ماننے والے وغیرہ ہم کہ یہ مسلمان نہیں ہیں اگرچہ اسلامی گمراہ فرقوں میں شامل ہیں (۲) مسٹر محمد علی جناح چونکہ اسلامی حقوق سے واقف نہیں نیز بعض اسلامی اصولوں

کو وہ غلط اور مہمل قرار دیتے ہیں جیسے اسمبلی میں کئی مسودہ ہائے قانون میں یہ بات ظاہر ہو چکی ہے اس لئے ان کو حقوق اسلامی کا محافظ سمجھنا غلط ہے مسٹر گاندھی یا کوئی دوسرا غیر مسلم بھی مسلمانوں کے مذہبی حقوق کا محافظ قرار نہیں دیا جا سکتا مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت خود کر سکتے ہیں اور کرنے کے ذمہ دار ہیں کانگریس اگرچہ ایسی جماعت ہے جو اپنے شرکاء کے مذہبی حقوق کی رعایت اور حفاظت کی ذمہ دار ہے تاہم حفاظت مذہب اور حقوق کی نگرانی کرنا یہ مسلمانوں کا بھی کام ہے اور انہیں کا فرض ہے (۳) مسلمان پہلے مسلمان ہے بعد میں ہندوستانی یا عربی یا ایرانی - یعنی مسلمان پر اپنے مذہب کا خیال دوسرے تمام صحیح اور جائز خیالات سے مقدم رکھنا لازم ہے (۴) مسٹر محمد علی جناح انگریزی قانون اور انگریزی سیاست کے ماہر ہیں کیونکہ ان کو انہیں سے سابقہ پڑا ہے اور ان کو انہوں نے مطالعہ کیا ہے اسلامی قانون اور اسلامی سیاست ان سے مختلف ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسٹر جناح ایک شیعہ قبیلے کے آدمی ہیں
(۲) جمعیۃ علماء ہند کا ساتھ دینا چاہئیے
(۳) کانگریس کے ساتھ مل کر کام کرنا

(سوال) (۱) مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ مسلمان ہیں یا نہیں اور مسلمانوں کو ان کی قیادت میں رہ کر اپنے حقوق کی حفاظت کرنی چاہئیے یا نہیں؟ (۲) آج کل سیاست کا جو خلفشار مچا ہوا ہے جمعیۃ علماء اور احرار اور کانگریس خاکسار جماعتیں جو کانگریس کی معاون ہیں کہتی ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور مسلم لیگ کہتی ہے کہ ہماری طرف آؤ ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئیے اور کس جماعت کا ساتھ دینا چاہئیے (۳) قرآنی آیتوں سے استدلال کر کے مخالف اسلامی اخباروں میں جو یہ کہا جا رہا ہے کہ کافروں کا ساتھ مت دو ان کو دوست مت بناؤ اس صورت میں موجودہ اہل ہنود کے ساتھ رہ کر اسلام کی حفاظت کرنا ضروری ہے یا مسلم لیگ کے ساتھ رہ کر مسلمانوں کی حفاظت ہو سکتی ہے پس ان دونوں جماعتوں میں کون سی جماعت کو رائے دینی چاہئیے (۴) مسلم لیگ کی طرف سے جو مسلم امیدوار کھڑے کئے جاتے ہیں جن کی صورت و لباس وضع قطع پر اور انگریزی تعلیم یافتہ ہونے پر جمعیۃ علماء کی طرف سے اعتراض کیا جا رہا ہے کہ ان کو رائے مت دو کہ وہ پاکستان کے حامی اور کانگریس کے خلاف ہیں دوسرے امیدوار مسلمان جو جمعیۃ علماء کھڑے کر رہی ہے وہ بھی داڑھی منڈے یا نیم داڑھی والے انگریزی داں وکیل بیرسٹر مثل مسلم لیگی امیدوار کے جو وضع قطع لباس و صورت و تعلیم میں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں ان میں نہ کوئی عالم ہے نہ کسی اسلامی ادارے کی سند رکھتا ہے اس قدر ضرور ہے کہ مسلم لیگ و پاکستان کا مخالف ہے مگر کانگریس و ہنود کا حامی ہے اور ہنود کے روپے اور امداد پر کھڑا ہوا ہے تو فرمائیے ان دونوں امیدواروں میں سے کس کو ووٹ دینا چاہئیے -

المستفتی محمد شریف سب انسپکٹر پولیس (میرٹھ) ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ م ۶ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۳۹) (۱) مسٹر جناح ایک شیعہ قبیلے کے آدمی ہیں شیعوں کے بعض فرقے تو اسلام میں داخل سمجھے جاتے ہیں مگر گمراہ قرار دیئے جاتے ہیں اور بعض فرقے اسلام سے خارج ہیں وہ صرف مسلمانوں کے فرقوں میں داخل ہونے کی وجہ سے مسلمان سمجھے جاتے ہیں ورنہ حقیقۃً مسلمانوں کے نزدیک ان کا اسلام معتبر نہیں مسٹر جناح کے حقیقی عقائد ہمیں معلوم نہیں اس لئے ان کے متعلق صحیح مذہبی حکم ہم نہیں دے سکتے کہ وہ ان دونوں میں سے کس میں داخل ہیں (۲) آپ کو جمعیتہ علمائے ہند کا ساتھ دینا چاہئیے۔ (۳) کافروں کا ساتھ دینا تو جب ہو کہ ان کے کفر میں انکی موافقت کی جائے مسلمان تو ہندوستان میں اپنی آزادی اور اپنے مذہب کی برتری چاہتے ہیں اور مخالفین (یعنی انگریزوں) سے وطن کو آزاد کرانا پسند کرتے ہیں اس میں کانگریس ان کی ہم خیال ہے اس لئے وہ کانگریس کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں (۴) جمعیتہ العلماء حتی الامکان متشرع آدمیوں کو چنے گی اور جہاں متشرع آدمی نہ مل سکیں گے وہاں ایسے غیر متشرع کو منظور کرے گی جو اصول سے متفق ہو اور جمعیتہ کے مقصد کے موافق کام کرنے کا وعدہ کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

(۱) محمد علی جناح اور سر آغاخان کی قیادت تسلیم کرنا
(۲) محمد علی جناح علی برادران اور سر آغاخان کی قیادت تسلیم کرنا
(۳) مشرکین کے ساتھ جہاد آزادی میں اشتراک عمل

(سوال) (۱) طبقہ انگریزی خواں مثلاً محمد علی جناح یا سر آغاخاں جو صورۃً اور سیرۃً غیر مذہبی ہیں مذہب اسلام اور اہل سنت اور اہل مذہب سے مستغنی ہیں نہ ان کی زندگی مذہبی ہے نہ ان بیچارون نے مذہبی ہونے یا مذہبی قیادت کا دعویٰ کیا ہے مگر وہ بیرسٹر ہیں سیاست اور قانون کے ماہر ہیں اور سیاسی قیادت کے مدعی اور خواہش مند ہیں پھر سیاست بھی اس قسم کی جو یورپین اقوام کی ہے اسلامی سیاست سے نہ وہ واقف ہیں نہ مدعی مگر کلمہ گو ہیں اور مسلمان ہونے کے مدعی ہیں کیا ایسے اشخاص مسلمانوں کے سیاسی امام ہو سکتے ہیں اور ان کی زیر قیادت باوجود نصب العین جہاد آزادی اور لائحہ عمل کے اختلاف کے قومی اور ملکی خدمات انجام دینے کے لئے جہاد آزادی میں اشتراک عمل جائز ہے یا نہیں اگر ناجائز اور معصیت ہے تو اس کے مرتکب پر کیا حکم صادر ہوگا۔ مطلق قیادت یا مقید قیادت میں حکم یکساں رہے گا یا مختلف ؟
(۲) وہ لوگ جو آزادی ہند کی تحریکات میں اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑے تھے اور تحریک خلافت میں علی برادران یا مسلم کانفرنس میں سر آغاخان کی زیر قیادت شریک ہوگئے تھے یا محمد علی جناح کے صورۃً و سیرۃً غیر مذہبی ہونے کے باوجود انکے زیر قیادت قومی اور ملکی خدمات سر انجام دینے کے لئے تیار ہوگئے تھے ان کا فعل شرعاً کیسا تھا ؟
(۳) غیر مسلم کی قیادت میں ان کے ساتھ جہاد آزادی جب کہ حکم شرک غالب ہو گیا ہے اگر اس کے

خلاف ہو تو کیسا ہے ؟ اور مشرکین کو قوت دینا یا قوت کا سبب بنا جب کہ حکم شرک غالب ہو اور ایک گروہ مشرکین کو مغلوب کرنے کے لئے دوسرے گروہ مشرکین کے ساتھ اشتراک عمل جہاد آزادی میں کرنا جب حکم شرک غالب ہو مسلمانوں کے لئے اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟ **المستفتی** نصیر احمد (آگرہ) ۳ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ م ۶ نومبر ۱۹۴۵ء

(**جواب ۵۴۰**) (۱) یہ صحیح ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ اور یورپین تہذیب کے دلدادہ لوگ جن کی وضع اور معاشرت بھی غیر اسلامی ہے اور جن سے مذہبی عقائد اور حقوق کی محافظت کی امید نہیں بلکہ موجودہ حالت میں بھی وہ لیجسلیٹو اسمبلی میں مسودہائے قانون کو خلاف شریعت کر دینے کے ذمہ دار ہیں نیز موجودہ حالات میں جو لوگ ان کی جدوجہد آزادی پر مطمئن نہیں ہیں اور ان کی طرف سے دل میں شبہات ہیں اور شبہات کے قرائن بھی موجود ہیں وہ اگر ان کے ساتھ اشتراک عمل نہ کریں تو ان کا یہ فعل صحیح ہے البتہ جو لوگ ان کو مخلص اور قومی فداکار سمجھتے ہیں وہ ان کے ساتھ کام کرنے میں معذور ہیں (۲) علی برادران یا محمد علی جناح یا سر آغاخان کے ساتھ کام کرنے والے جب تک ان کو مخلص سمجھتے تھے اور ان کے کاموں کو غلط نہیں جانتے تھے اس وقت تک وہ ان کے ساتھ کام کرتے رہے اور جس وقت سے یہ خیال ثابت ہو گیا کہ مسٹر جناح کا راستہ صحیح راستہ نہیں ان کے اندر وطن کے لئے قربانی دینے کی امید نہیں اس وقت سے جو لوگ انکے ساتھ اشتراک عمل نہیں کرتے ان کا خیال صحیح ہے۔

(۳) جب مسلمان کا اپنا خیال صحیح ہو اور تقویت دین کی سعی کر رہا ہو اس وقت اگر مجبوری مشرکین کے ساتھ بھی اشتراک عمل کر لے تاکہ شرک و کفر کی قوت قسلطہ کو مٹادے یا کم کر دے تو یہ مباح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کانگریس کی تائید صحیح ہے اور مسلم لیگ کی نہیں

(**سوال**) (۱) موجودہ حالات میں جب کہ کانگریس میں تنگ نظر متعصب مسلم کش ہندو کا اقتدار ہے مسلمانوں کو اس میں شریک ہو کر اس کی تائید و حمایت کرنی چاہئیے یا نہیں ؟ (۲) بصورت موجودہ جب کہ آل انڈیا مسلم لیگ میں مسلمانوں کی اکثریت شریک ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے کام کر رہی ہے اس جماعت کی تائید و حمایت کرنی چاہئیے یا نہیں ؟

المستفتی قاضی حافظ الدین احمد (ضلع بلند شہر)

(**جواب ۵۴۱**) ہندوستان میں ہندوؤں کی آبادی کی کثرت ایک بدیہی غیر اختیاری چیز ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں ہے کانگریس کے اصول میں موقع ہے کہ اس کو انصاف کے موافق کرایا جائے غیر ملکی فرماں رواؤں سے اس کی امید نہیں ہے کہ ہندوستان کے فوائد کو مد نظر رکھیں انہیں تو اپنا فائدہ مد نظر ہے اور ہمیشہ رہے گا ہندوستانی مسلمانوں کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرا کے آپس میں سمجھوتہ کر کے رہیں اس لئے جمعیۃ العلماء کانگریس کے ساتھ مل کر ووٹ دینے کو پسند کرتی ہے لیگ نے نہ آج

تک کوئی کام کیانہ آئندہ امید ہے کہ وہ سرکار سے ٹکرا کر کوئی کام کرے گی اس لئے اس کی تائید کرنی جمعیتہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) ووٹ کس کو دینا چاہئیے ؟
(۲) مسلم لیگ کو ووٹ دینے سے مسلمانوں کو نقصان ہو گا
(۳) مسلم لیگ کے حق میں حضرت مفتی صاحب کا کوئی فتویٰ نہیں

(سوال) (۱) ووٹ کس کو دینا چاہئیے مسلم لیگ کو یا حسین احمدؒ صاحب مدنی کو ؟(۲) ووٹ اگر مسلم لیگ کو دیا جائے تو ایمان مذہب اور برادران اسلام کو کوئی نقصان تو نہیں ہے ؟(۳) آپ کے چند فتوے لیگ کے موافق اور چند جمعیتہ علماء کے موافق ہیں۔ آیا کون سا فتویٰ ٹھیک ہے(۴) اگر ووٹ حسین احمد صاحب مدنی کو دیا جائے تو کوئی مذہبی یا قومی نقصان تو نہیں ہے ؟(۵) آپ کون سی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے خیال و مقاصد کیا ہیں ؟ المستفتی احسان اللہ ٹھیکیدار (ضلع میرٹھ) ۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۴۲) (۱) مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے فرمان کے موافق ووٹ دیجئے۔(۲) مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا(۳) لیگ کے موافق کونسا فتویٰ ہے ؟(۴) مسلمانوں کا اس میں انشاء اللہ فائدہ ہو گا کہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے ارشاد کے موافق ووٹ دیا جائے۔(۵) میں جمعیتہ علمائے ہند میں شامل اور علماء کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسلمانوں کو جمعیتہ العلماء ہند کی امداد کرنی چاہئیے

(سوال) (۱) کیا مسٹر محمد علی جناح باوجود شیعہ ہونے کے مسلمان ہیں ؟(۲) اس وقت مسلمان عجب کشمکش میں مبتلا ہیں کہ مسلم لیگ کی معاونت کریں یا جمعیتہ علماء کی ؟ آپ کے نزدیک کون حق پر ہے ؟(۳) کیا شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی جن کے علم اور تقویٰ کو تمام ہندوستان تسلیم کئے ہوئے ہے حق پر نہیں ہیں ؟(۴) کیا مسلمان چندہ صدقات خیرات زکوٰۃ چرم قربانی سے مسلم لیگ کی یا جمعیتہ علماء کی امداد کر سکتے ہیں ؟ دونوں میں سے کس کی امداد بہتر ہے(۵) کیا آپ کی طرف سے جو فتاویٰ مسلم لیگی اخبارات میں مسلم لیگ کی حمایت میں شائع ہو رہے ہیں وہ صحیح ہیں ؟ المستفتی ارتضیٰ حسن خورجہ ضلع بلند شہر ۷ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ م ۱۳ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵۴۳) جمعیتہ علمائے ہند میرے نزدیک صحیح کام کر رہی ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئیے حضرت مولانا حسین صاحب مدظلہ اسلام کے جاں نثار اور مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع ہیں مسلمانوں کو جمعیتہ العلماء کی امداد کرنی چاہئیے اخبارات میں آج کل فتاویٰ بکثرت شائع ہو رہے ہیں بعض صحیح ہیں مگر انتخاب سے غیر متعلق ہیں اور بعض غلط یا فرضی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کانگریس مشترکہ جماعت ہے اس میں سب ہندوستانیوں کی شرکت جائزاور بہتر ہے

(سوال) اخبار زمزم مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ میں کانگریس کا ممبر ہوں، فیس ممبری دیتا ہوں جلسوں میں شریک ہوتا ہوں اور میری خواہش اور تمنا ہے کہ تمام مسلمان کانگریس میں داخل ہو جائیں تو جناب سے دریافت ہے کہ جناب بھی مثل حضرت مولانا حسین احمد صاحب کے ممبر کانگریس ہیں ؟اور جمعیتہ علماء کے سب یا اکثر لوگ کانگریس کے ممبر ہیں یا نہیں ؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم لوگ بھی باد ائیگی فیس ممبر بن جائیں یا نہیں ؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ کانگریس میں شریک ہو کر کثرت رائے کی حمایت کرنا یا کثرت رائے کی تعمیل مسلمان کے لئے جائز ہے ؟ یا نہیں؟ **المستفتی** حکیم محمد نصیر الدین محمد آباد ضلع اعظم گڑھ ۵ ا ذی الحجہ ۱۳۶۴ ھ م ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء

(جواب ۵٤٤) میں کانگریس کا ممبر نہیں ہوں مگر مسلمانوں کے لئے کانگریس کی شرکت اور ممبری جائز سمجھتا ہوں بہت سے جمعیتہ العلماء کے لوگ اس کے ممبر ہیں مولانا سید حسین احمد صاحب بھی کانگریس کے ممبر ہیں جو مسلمان کانگریس میں شریک ہو کر ممبر بن جائیں ان کے لئے یہ جائز اور بہتر ہے کانگریس ہندوستانیوں کی ایک مشترک قومی جماعت ہے اس میں سب ہندوستانیوں کو شریک ہونا جائز ہے اور کام کرنا مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) کانگریس ایک سیاسی جماعت ہے
(۲) حضرت مفتی صاحب کا جمعیتہ العلماء سے تعلق
(۳) مسلم لیگ آزادی ہند کے لئے ایک زبردست رکاوٹ ہے

(سوال) (۱) جمعیتہ علما کیا چیز ہے اور اس میں شریک ہو کر کیا فائدہ ہے نیز جناب والا کون سی جماعت میں شریک ہیں اور ہمیں کون سی جماعت میں شریک ہونا چاہیئے ؟(۲) کانگریس کیا چیز ہے یعنی کانگریس کا کیا مطلب ہے اور کانگریس میں کیا فائدہ اور کیا نقصان ہے نیز حضور والا اس میں شریک ہیں یا نہیں ؟ (۳) مسلم لیگ کی تعریف سمجھائیں مسلم عوام اس کو اچھا سمجھتے ہیں (۴) مسلم لیگ میں کیا نقصان ہے کہ جمعیتہ علماء اس کو اچھا نہیں سمجھتی اور حضور والا اس جماعت میں شریک ہیں یا نہیں ؟**المستفتی** مظہر علی خاں (ضلع میرٹھ) ۷ ا ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۵٤۵) (۱) میں جمعیتہ العلماء میں شریک اور اس کا خادم ہوں اور آپ بھی اس میں شریک ہوجائیں (۲) کانگریس سیاسی جماعت ہے جو ہندوستان کی آزادی کے لیے کام کررہی ہے ہر ہندوستانی خواہ مسلمان ہو یا ہندو یا سکھ اس کا ممبر ہو سکتا ہے (۳) مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے مگر اس کا نظام امیروں اور نوابوں کے قبضے میں ہے اور اس کا صدر آج کل شیعہ مذہب کا ہے مسلمان صرف نام سے دھوکا کھا کر اس کو اپنی ہمدرد جماعت سمجھ لیتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ایک زبردست رکاوٹ ہے (۴) میں

مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوں جمعیتہ علماء کا خادم ہوں جمعیتہ علماء کانگریس کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کے لئے کام کر رہی ہے مسلمانوں کو جمعیتہ علماء کا ساتھ دینا چاہئے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) جمعیتہ العلماء ہند اور جمعیتہ علماء اسلام کلکتہ میں سے جمعیتہ علماء ہند کی متابعت کرنی چاہئے
(۲) ہندوستان سے مسلم اور غیر مسلم مل کر ہی انگریز کو نکال سکتے ہیں

(سوال) (۱) جمعیتہ علمائے ہند جس کے صدر مولانا حسین احمد صاحب مدنی ہیں اور جمعیتہ علمائے اسلام ہند جس کا اجلاس پچھلے ماہ کلکتہ میں ہو چکا ہے کیا ان دونوں کی تشکیل شرعی نقطہ نگاہ سے احادیث نبوی متعلقہ مسئلہ امارت و جماعت کی روشنی میں ہوئی ہے ؟ (۲) مسلمانان ہند کو موجودہ سیاسی انقلاب کی انتخابی جدو جہد میں مذکورہ بالا کونسی جمعیتہ کی متابعت کرنی چاہئے اول الذکر کی یا آخر الذکر کی ؟ (۳) الف - اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ (سورہ نساء) (ب) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْكَافِرِیْنَ بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا (آل عمران) (ج) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (نساء) (د) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ - هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الایة) کیا مذکورہ آیات کی روشنی میں مسلمانان ہند کسی غیر مسلم قوم یا اقوام سے سیاسی دوستی یا ان پر بھروسہ واعتماد کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی صوبیدار میجر سردار محمد خان (ضلع گوڑگانوہ) ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ٥٤٦) (۱) جمعیتہ علمائے ہند جس کے صدر حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ہیں اصل جمعیتہ علماء ہے اور وہ ہندوستان کی آزادی کے لئے مدت سے جدو جہد کر رہی ہے اس کے افعال تمام ہندوستان کے لوگوں کے پیش نظر ہیں میں بھی اس کا ایک خادم ہوں جمعیتہ علمائے اسلام جو کلکتہ میں منعقد ہوئی ہے وہ غیر علماء کی کوشش سے جمعیتہ علمائے ہند کے خلاف اور مقابلے پر بنائی گئی ہے اس کا مقصد لیگ کو تقویت پہنچانا اور جمعیتہ علمائے ہند کی آواز کو کمزور کرنا ہے مسلمانوں کو دھوکہ دیکر انگریزوں کی مدد کرانا ہے (۲) جمعیتہ علمائے ہند دہلی کی متابعت اور اس کے کام کو مضبوط کرنا اور اس میں شریک ہونا چاہئے (۳) مسلمانوں کو اپنی مذہبی مفاد کی خاطر کام کرنا چاہئے کسی کافر کی امداد کے لئے نہیں مگر ہندوستان کی سیاست اس قسم کی ہو گئی ہے کہ جب تک مسلم اور غیر مسلم مل کر کام نہ کریں اس کا حل مشکل ہے صرف مسلم جماعت انگریزوں کو نہیں ہٹا سکتی اور صرف غیر مسلم جماعت بھی ان کو بے دخل نہیں کر سکتی مسلم و غیر مسلم مل کر ہی ان کو مجبور کریں تو امید بندھتی ہے کہ کامیاب ہوں اور انگریزوں کی قوت کم ہونے میں مسلم جماعتوں اور درمیانی مسلم حکومتوں کا بڑا فائدہ ہے اس لئے مسلمانوں کو وہ راستہ اختیار کرنا چاہئے جو آزادی کی طرف لے جاتا ہو اس

میں ہندوؤں کا کوئی دباؤ اور ان کی کوئی خیر خواہی نہیں ہے مسلم مفاد اور اس کا جلد حاصل ہونا پیش نظر ہے۔
واللہ علی ما نقول شہید — محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) فاسق و فاجر کو قائد اعظم کا خطاب دینا جائز نہیں
(۲) جو قرآنی آیت کو جنجال اور انصاف کے خلاف کہے وہ مسلمانوں کا قائد نہیں ہو سکتا

(سوال) (۱) قائد اعظم کے کیا معنی ہیں ؟ کیا یہ لفظ فاروق اعظمؓ غوث اعظمؒ اور امام اعظمؒ کے مترادف ہے کیا پیغمبر خدا ﷺ کے سوا کسی کو قائد اعظم کہہ سکتے ہیں ؟ (۲) کیا وہ شخص جو قرآنی احکام کو جنجال اور انصاف کے خلاف کہے یا ان احکام قرآنی کے خلاف قوانین پاس کرانا انصاف پر مبنی قرار دے اور پھر اس سے تائب نہ ہو مسلمانوں کا قائد ہو سکتا ہے ؟ اور کیا اس کی اتباع مسلمانوں کے لئے جائز ہے (۳) اس امام کے پیچھے جو متبع شرع ہو مگر سیاسیات میں جمعیۃ علمائے ہند کے ساتھ ہو یا بالفاظ دیگر مسلم لیگ کے ساتھ نہ ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۴) مذہبی حدود میں رہ کر آزادی ملک کے لئے غیر مسلموں سے اشتراک عمل کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جواب نفی میں ہو تو حضرت شیخ الہند اور مولانا عبدالباری اور مولانا نثار احمد صاحب و دیگر علماء کا اشتراک عمل کیسا تھا ؟ اور ایسا اشتراک عمل کرنے والے علماء کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو اپنی نمازوں کا اعادہ کرنا چاہئے اور اگر جواب اثبات میں ہے تو اس امام کے خلاف شر پھیلانے والوں کے متعلق کیا حکم ہے جو مذہبی حدود میں رہ کر آزادی ملک کے لئے غیر مسلموں سے اشتراک عمل کرتا ہے ؟ (۵) سواد اعظم سے کیا مراد ہے ؟ کیا اس سے متبع شریعت لوگ مراد ہیں یا عوام ؟ **المستفتی** سید محمد کاظم ترمذی (جھانسی)

(جواب ۵۴۷) (۱) قائد اعظم کے معنی ہیں بڑا رہنما یہ لفظ رسول اللہ ﷺ کیلئے تو حقیقی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور مجازاً کسی دوسرے حقیقی رہنما کو قائد اعظم کہا جائے تو منع نہیں لیکن غیر متبع شریعت فاسق فاجر کو یہ خطاب دینا ناجائز ہے (۲) ایسا شخص ہر گز مسلمانوں کا رہنما نہیں ہو سکتا جو قرآنی احکام کو انصاف کے خلاف اور جنجال بتائے اور اسلام کے خلاف قوانین پاس کرائے (۳) جو امام متبع شریعت ہو سیاست میں جمعیۃ علماء کے ساتھ ہو وہ سچا امام ہے اس کی امامت بلاشبہ جائز ہے بلکہ وہ دوسرے اماموں سے اولیٰ و افضل ہے (۴) مذہبی حدود میں رہ کر وقتی ضرورت سے غیر مسلموں کے ساتھ اشتراک عمل سیاست میں جائز ہے تمام مسلمان ایسا کر چکے ہیں اور علما نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور خود بھی شریک تحریک آزادی ہوئے جو لوگ کسی ایسے امام کے خلاف شر پھیلائیں وہ مفسد ہیں (۵) سواد اعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس کی دلیل صحیح و قوی ہو زیادہ بھیڑ مراد نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہو کر آزادی ہند کے لئے کام کرنا جائز ہے

(سوال) (۱) خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید کو ھدی للمتقین فرمایا نیز سورہ نساء میں ارشاد فرمایا بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما اس سیاسی بحران میں یہ آیت کس جماعت پر صادق آتی ہے تحریر فرمائیں تاکہ مسلمان ایسی جماعت سے ہوشیار ہو جائیں (۲) وہ جماعت جائز ہے یا نہیں جو مسلمانوں کی الگ قومیت سے انکاری ہے اور کافروں سے غیر مشروط اشتراک سے حکومت حاصل کرنا چاہتی ہے جیسا کہ جمعیۃ علمائے ہند دہلی نیشنلسٹ مسلمان۔ (۳) وہ جماعت جائز ہے یا نہیں جو اپنی الگ قومیت منوانا چاہتی ہے اور اپنی حکومت قواعد اسلامی کے ماتحت بنانا چاہتی ہے جیسا کہ مسلم لیگ کا نصب العین ہے (۴) آیا کافرین سے مسلمانوں کے مفاد کی توقع ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ (۵) وہ عالم جو نو دس سال قبل کسی جماعت میں شامل ہونے کے لئے فتویٰ دے چکا ہے اور اب اس کے برعکس فتویٰ دے رہا ہے اس عالم کے اوپر کیا تنقید کی جائے۔
المستفتی محمد امین حزیں سمستی پور بہار ۔ ۱۷ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۴۸) سیاسی معاملات بدلتے رہتے ہیں ان کے موافق فتویٰ بھی بدل جاتا ہے کوئی شخص غیر مسلم کے ساتھ مذہبی شرکت کے جواز کا فتویٰ نہیں دیتا دوسرے معاملات مثلاً تجارت 'زراعت' ملازمت میں مسلمان اور غیر مسلم بیشمار مقامات میں شریک ہیں اگر مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی کے لئے کام کرے تو سب مسلمان اس کے ساتھ شریک ہو کر کام کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ محض باتیں بنائے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے کام نہ کرے تو مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہو کر ہندوستان کی آزادی کے لئے کام کرنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

کانگریس میں شرکت سے آزادی ہند کا خیال اقرب الی الفہم ہے

(سوال) حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ نیز ان کے جانشین مولانا ظفر احمد تھانوی اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مدظلہ نے جو فتاویٰ دربارہ عدم جواز شرکت کانگریس جاری کئے ہیں جو عموماً لیگی اخبارات میں شائع ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ حضرت والا کی نظر سے بھی گزرے ہوں جن کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو کانگریس میں شریک نہیں ہونا چاہئے کیا یہ فتاوی از روئے قرآن و حدیث درست تسلیم کئے جا سکتے ہیں ؟ کیا اس بات کا شرعاً امکان ہے کہ ان علمائے کرام نے غلط فتوی صادر فرمایا ہو ؟ کیا کسی غلط فہمی کی بنا پر علمائے کرام سے غلطی یا خطائے اجتہادی نہیں ہو سکتی ؟ کیا ان علماء کی مذہبی غلطی کا اظہار و اعلان مذہباً جرم قرار پا سکتا ہے ؟ المستفتی محشر حسینی (ضلع بلیا) ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۴۹) یہ فتاوی ان حضرات کی رائے پر مبنی ہیں ان کی رائے میں کانگریس کی شرکت مضر ہے اس لئے وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں اور جن علماء کی رائے میں کانگریس کی شرکت مفید ہے وہ کانگریس کی شرکت

ضروری سمجھتے ہیں ان فتووں سے مسلمانوں کو دھوکا نہ کھانا چاہئے کانگریس ایک مشترک جماعت ہے جس میں تمام ہندوستانی شریک ہیں اور اس کی شرکت کو وطن کی آزادی کے لئے مفید سمجھتے ہیں اور یہ خیال اقرب الی الفہم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سیاسی معاملہ میں مرشد کی رائے کے خلاف رائے دینا

(سوال) ایک شخص مولانا تھانوی سے بیعت ہے اور ان کی رحلت کے بعد اس نے ان کے ایک خلیفہ مجاز سے تجدید بیعت کر رکھی ہے ایسی صورت میں وہ اس بات کا بھی خواہش مند ہے کہ ان حضرات کے سیاسی عقیدہ کے خلاف کانگریس میں شریک ہو جانے اور کانگریس یا اس کی بعض دیگر ہم خیال و ہم نوا جماعتوں میں سے کسی کے امیدوار کو الیکشن میں ووٹ دے پس کیا ایسا کرنے سے بیعت فسخ ہو جائے گی۔

(جواب ۵۵۰) سیاسی معاملات سے علیحدہ ہے مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر جب کہ مرشد اس بات سے منع نہ کرے اور ناراض نہ ہو اور اگر وہ منع کرے اور ناراض ہو تو پھر اس کے خلاف کرنا مضر ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) خدا کے منکر اور ختم نبوت اور ثواب و عذاب کے منکر کو مسلمان سمجھنے والا خارج از اسلام ہے
(۲) سول میرج ایکٹ کے تحت نکاح کرنے والا
(۳) قرآنی احکام کو ترقی کے خلاف سمجھنا گمراہی ہے

(سوال)(۱) کیا جس جماعت میں خدا کے منکر کمیونسٹ ختم نبوت کے منکر مرزائی جنت دوزخ عذاب ثواب اور فرشتوں کے منکر نیچری حیثیت مسلم شامل ہوں اس جماعت میں شامل ہونا اور اسے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت قرار دینا اور اس جماعت کے نمائندہ کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھ کر انتخاب میں کامیاب ہونے کی کوشش کرنا یا ووٹ دینا شرعاً حلال ہے یا حرام اور یہ تینوں گروہ مسلمان ہیں یا کافر ؟ نیز ان تینوں گروہوں کے عقائد باطلہ سے واقف ہونے کے باوجود ان کو مسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم ہے ؟(۲) کیا جو شخص سول میرج ایکٹ کو اپنا ذاتی عقیدہ قرار دے جس میں ہر مسلمان مرد اور عورت کا نکاح غیر مسلم عورت مرد سے جائز قرار دیا گیا ہو اور نکاح کے وقت فریقین کو اپنے مذہبی عقائد سے انکار کرنا پڑتا ہے اس شخص کا کیا حکم ہے ؟ اور جو لوگ ایسے شخص کے اس قسم کے عقیدے سے واقف ہونے کے باوجود اسے مسلمان قرار دیں ان کا کیا حکم ہے ؟(۳) کیا وہ شخص جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو لیکن ایسے قرآنی احکام کو جو نص قرآنی سے ثابت ہیں جیسے عقد نکاح تقسیم وراثت وغیرہ کو موجودہ دور ترقی میں رکاوٹ سمجھتا ہو اور احکام قرآن کے خلاف جو قانون حکومت نے پاس کئے ہوں ان کی پیروی کی ترغیب دیتا ہو تاکہ مسلمان

مقتضیات زمانہ اور موجودہ ضروریات کا ساتھ دے سکیں۔ مسلمان ہے یا کافر؟ اور ایسے شخص کے اس قسم کے عقائد سے واقف ہونے کے باوجود اسے مسلمان قرار دینے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) کیا جو شخص قرآن کریم کے صریح احکام کی مخالفت کرنے والوں کو ترقی پذیر اور مبنی بر انصاف قرار دے جیسا کہ مسٹر محمد علی جناح صاحب نے سول میرج ایکٹ کی ترمیم پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اور ایسے شخص کے اس قسم کے عقائد سے واقف ہونے کے باوجود اسے مسلمان قرار دینے والوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵) کیا جو شخص کلمہ گو ہونے کے باوجود مندرجہ بالا عقائد رکھتا ہو مسلمان ہے یا کافر؟ اور ایسے شخص کو مسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی** محمد یٰسین نعت خواں (لودھیانہ) مورخہ ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۵۱) جو شخص خدا کے منکروں ختم نبوت کے منکروں عذاب و ثواب کے منکروں کو مسلمان سمجھے وہ خود بھی اسلام سے خارج ہے (۲) جو شخص سول میرج ایکٹ کے ماتحت نکاح کرے اور اپنے مذہب سے قطعی منکر ہو جائے وہ اسلام سے خارج ہے اور جب تک توبہ کر کے دوبارہ اسلام نہ لائے مسلمان نہیں (۳) قرآنی احکام کو موجودہ دور ترقی کے خلاف اور مانع ترقی سمجھنا صریح گمراہی ہے ایسا شخص اسلام کے خلاف ہے (۴) جو شخص قرآنی احکام کے خلاف کرنے والوں کو ترقی پذیر بتائے اور ان کے افعال کو مبنی بر انصاف سمجھے وہ مسلمان نہیں (۵) ایسا شخص جو مذکورہ بالا عقائد رکھتا ہو صرف نام کا مسلمان ہے ورنہ وہ اسلامی عقائد و احکام کا مخالف اور حقیقی اسلام سے خارج ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسلم لیگ اور کانگریس کی حکومت میں فرق نہیں

(سوال) آج کل ہندوستان میں دو جماعتیں ہیں مسلم لیگ اور کانگریس۔ مسلم لیگ خالص مسلمانوں کی جماعت ہے اور کانگریس میں سب ہندو ہیں اور چند افراد مسلمان ہیں حکیم الامت مولانا اشرف علی کانگریس کی شرکت کو اپنے فتویٰ میں سخت منع و ناجائز فرماتے ہیں اور اپنے رسالہ نور میں لکھا ہے کہ میں مسلم لیگ کے لئے دعا کرتا ہوں اور مسلمان بھی دعا کریں کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور ایک مذہبی روایت لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کو کفار کا مقابلہ کرنا ہوا اور مسلمان کم تھے اس لئے خارجی جماعت میں شامل ہو کر مقابلہ کیا کیا مسلم لیگ خارجی مسلمانوں سے بھی خراب ہے؟ **المستفتی** معز الدین (ضلع رہتک) ۲۷ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۵۲) کانگریس کی شرکت صرف سیاسی ہے مذہب پر قائم رہتے ہوئے انگریزوں سے حکومت لینے میں کانگریس کی شرکت جائز ہے مسلم لیگ میں بھی بے دین لوگ جیسے قادیانی دہریے اور کمیونسٹ سب شریک ہیں پھر ان کا اصول حکومت بھی وہی ہے جو کانگریس نے بتایا ہے یعنی سب رعایا کی حکومت جس میں بے دین بھی شریک ہوں گے اسلامی حکومت تو وہ بھی نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ہندوستان کے ہندوؤں سے مسلمانوں کا صنعت و تجارت میں الگ رہنا مشکل ہے
(۲) ہندو اور اہل کتاب دونوں کافر و مشرک ہیں

(سوال) (۱) کفار و مشرکین سے موالات کرنا جائز ہے یا نہیں ؟(۲) ہندو کافر و مشرک ہیں یا اہل کتاب ؟ (۳) مہاتما گاندھی و جواہر لال نہرو (جنہوں نے ڈاکٹر عالم کے مقدمے میں حلف کے وقت کہا تھا مجھ کو ایسا حلف دیا جائے جس میں خدا کا نام نہ آئے اس لئے کہ میں خدا کو نہیں مانتا) مدن موہن مالویہ 'سردار ولبھ بھائی پٹیل و پنڈت گووند بلبھ پنتھ و نریندر دیوا چاریہ دراجگوپال آچاریہ و سرت چندر بوس کافر و مشرک ہیں یا نہیں ؟ المستفتی مولوی محمد عیسیٰ (کانپور) ۲۷ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۵۳) ہندوستان کے ہندوؤں کے ساتھ تمام محکموں میں تجارت 'صنعت 'زراعت میں مسلمانوں کا علیحدہ رہنا مشکل ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے ساتھ شرکت مباح ہے ہندو اور اہل کتاب دونوں کافر و مشرک ہیں اور اہل کتاب زیادہ مضر ہیں کیونکہ آج کل مادی طاقتیں زیادہ تر ان کے ہاتھ میں ہے یہ لوگ جن کے نام آپ نے لکھے ہیں سب ہندو قوم کے افراد ہیں اسی طرح انگریزوں میں سے سینکڑوں ہزاروں نام لئے جاتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی سلطنتوں کو تباہ کیا اور مسلمانوں کی شوکت و قوت مٹائی اور آج بھی مٹا رہے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسلم لیگ کی موجودہ پوزیشن اسلام کے لئے مضر ہے

(سوال) جو مسلمان اسلامی عقائد پر قائم اور ارکان اسلام کے پابند ہیں ان کو بعض لوگ مسلم لیگ میں شامل نہ ہونے اور اس کی امداد نہ کرنے کی بنا پر کافر کہہ دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی مولوی حکیم محمد علی (ضلع رہتک) ۸ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۵٤) مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت ہے اس کی شرکت اور امداد کسی مسلمان پر فرض نہیں جو لوگ اس کو صحیح سمجھیں وہ شریک ہوں اور جو اس کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھیں وہ شریک نہ ہوں اس کو اسلامی فریضہ بنا دینا اور شریک نہ ہونے والے کو کافر بتانا جہالت اور حماقت ہے موجودہ پوزیشن اس کی مسلمانوں کی نظر میں اسلامی اصول کے خلاف ہے اس لئے اس کی شرکت بجائے مفید ہونے کے اسلام کے لئے مضر ہے اسلام کا درد رکھنے والے اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(جواب دیگر ۵۵۵) (المستفتی مولوی عبدالخالق ضلع بارہ بنکی) موجودہ حالات اور ہندوستان کے واقعات کا تقاضا ہے کہ کانگریس میں شریک ہو کر ہندوستان کی آزادی کی کوشش کی جائے۔ مسٹر محمد علی جناح مسلمان قوم میں تو شامل ہیں مگر فرقہ شیعہ میں سے ہونے اور یورپین تہذیب کے پابند ہونے کی وجہ سے ان کو مسلمان کہنا اور سمجھنا ایک رسمی بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب دیگر ۵۵۶) (المستفتی مولوی سعید احمد ضلع غازی پور - ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ -
پاکستان کا مطالبہ پورا ہونے والا نہیں ہے اور اگر کسی طرح پورا بھی ہو گیا تو وہ مسلمانوں کے لئے مفید نہ ہو گا نیز پہلے تو انگریزوں سے ملک کو آزاد کرانا مقدم ہے اس کے بعد مسلم انڈیا اور غیر مسلم انڈیا کا سوال پیدا ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کلکتہ میں جہاد یا فساد ؟

(سوال) کلکتہ کے فساد کو بعض لوگ جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جناب سے درخواست ہے کہ مذہبی اور اخلاقی نقطہ خیال سے جہاد پر چند سطور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائیں نیز اس بات پر روشنی ڈالیں کہ بچوں' عورتوں اور بوڑھوں ناتوانوں کو بے خبری میں تلوار کے گھاٹ اتارنا کسی طرح بھی جائز ہے ؟ المستفتی میر مشتاق احمد دہلی ۲۲ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۵۵۷) اس فساد کو جہاد بتانے والے کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی ابتدا مسلمانوں نے بہ نیت جہاد کی تھی ؟ اگر وہ تسلیم کرتے ہوں تو پھر ان مجاہدین کے امیر اور پیشوا پر یہ ذمہ داری عائد ہو گی کہ اس نے عورتوں' بوڑھوں' بچوں پر کیوں تعدی کرنے دی کیونکہ جہاد میں عورتوں' بچوں' بوڑھوں سے تعرض نہیں کیا جاتا ہمیں تو ابھی تک فساد کی صحیح نوعیت معلوم نہیں ہو سکی ہاں اس کی شخصی صورت کہ عورتوں' بوڑھوں' بچوں کو قتل کیا جلا دیا یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے مکانوں کو جلا دیا یہ شرعی جہاد کی صورت نہیں ہے اسے تو فساد ہی کہا جا سکتا ہے۔　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) تحریک خلافت میں ہر مسلمان کی شرکت لازمی ہے
(۲) تحریک آزادی میں حکام کی سختیوں سے مرنے والا شہید ہے

(سوال) (۱) جو مسلمان شخص خلافت سے خلاف اور ترک موالات سے منکر ہو خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ اسلام ایک غیر مسلم سے حق پر جدوجہد کر رہا ہو اس کے واسطے کیا حکم ہے ؟ (۲) موجودہ تحریک میں جو شخص حصہ لے کر قید ہو جائے اور حکومت کے مظالم کی وجہ سے چند دن میں ہلاک ہو جائے اس کے واسطے کیا حکم ہے ۔ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ

(جواب ۵۵۸) (۱) اس وقت خلافت کی تحریک میں شرکت اور اس کے لئے جدوجہد کرنی تمام مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کیونکہ دشمنان دین کے ساتھ مقابلہ ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں (۲) موجودہ تحریک میں جو مذہب اور وطن کی آزادی کے لئے ہے جو شخص قید ہو جائے اور حکام جیل کی سختیوں کی وجہ سے مر جائے وہ شہید ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرس مدرسہ امینیہ' دہلی
احقر مظہر الدین غفر لہ'

انگریز حکومت کے اسکول میں مسلمان بچوں کو تعلیم دلانا حرام ہے

(سوال) جب کہ جمعیۃ علمائے ہند نے عدم تعاون پر عمل کرنا ضروری قرار دیا ہے تو ایک اسکول میں جس کا سرمایہ بالکل گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور گورنمنٹ ہی کے نمائندے مثل ڈپٹی کمشنر و چیف کمشنر و خان بہادر مجلس منتظمہ کے ممبروں وغیرہ کے اسکول کے چلانے کے ذمہ دار ہیں اور گورنمنٹ کی امداد لینے سے بھی انکاری نہیں ہیں ایسے اسکول میں متذکرہ بالا فیصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمان بچوں کے تعلیم پانے یا تعلیم دلانے کے لئے اسلام کہاں تک اجازت دیتا ہے۔ المستفتی بشارت اللہ مسلم بقلم خود

(جواب ۵۵۹) دشمنان خدا اور رسول اور دشمنان اسلام اور دشمنان مسلمین سے ترک موالات کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں صاف و صریح احکام اور ناقابل تاویل نصوص و تصریحات موجود ہیں دوپہر کے وقت وجود آفتاب سے انکار ممکن لیکن قرآن و حدیث جاننے والے کو فریضہ ترک موالات سے انکار کرنا ممکن نہیں قرآن پاک میں نہ صرف ایک دو جگہ بلکہ متعدد مواقع میں اس عظیم الشان فرض کا ذکر فرمایا گیا اور اس کے اوپر عمل نہ کرنے والوں کو عذاب اور غضب کبریائی سے ڈرایا گیا ہے ایک جگہ ارشاد ہے - لاَ تَجِدُ قَوْماً يُؤمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مجادله) یعنی اے پیغمبر تم اس جماعت کو جو خدا تعالیٰ کی مقدس ہستی اور روز جزا پر یقین و ایمان رکھتی ہو دشمنان خدا و رسول سے موالات یعنی دوستی اور نصرت کے تعلقات رکھتے ہوئے نہ پاؤ گے گویا یوں فرمایا گیا کہ حضرت حق اور یوم آخرت پر ایمان اور دشمنان خدا اور مکذبین روز جزا سے موالات ایسی متباین و متضاد باتیں ہیں کہ ایک دل میں ان کا جمع ہونا ممکن نہیں دوسری جگہ فرمایا -" يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ "(ممتحنه) یعنی ایمان والو! ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ یعنی ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ رکھو تیسری جگہ ارشاد ہوتا ہے "انما ينها كم الله عن الذين قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظاهر واعلي اخراجكم ان تو لو هم ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون" (ممتحنه) یعنی جو لوگ تم سے مذہبی لڑائی لڑیں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالیں اور نکالنے والوں کی مدد و معاونت کریں حضرت حق ایسے لوگوں کی موالات سے تم کو منع کرتے ہیں اور جو ان سے موالات کرے گا وہ ظالم ہے۔

آج کل جن اعدائے اسلام کے ساتھ ترک موالات کا مسئلہ زیر بحث ہے ان میں یہ تینوں باتیں پورے طور پر موجود ہیں قتال فی الدین اخراج من الدیار اور مظاہرہ علی الاخراج تینوں کام انہوں نے کئے ہیں تو قرآن پاک کے اس صاف و صریح حکم کے بموجب ان اعدائے اسلام سے موالات حرام ہے اور موالات کرنے والے ظالم ہیں اور ظالموں کے لئے دوسری جگہ ارشاد ہے -الا لعنة الله علي الظالمين - کہ خبردار ہو ظالموں پر خدا کی لعنت ہے اور موالات میں تمام وہ تعلقات شامل ہیں جن سے میل جول اور دوستانہ ربط و اتحاد ظاہر ہوتا ہو یا نصرت و اعانت پائی جاتی ہو پس ایسی گورنمنٹ کی تمام ملازمتیں اور ہر قسم کے تعلقات

نصرت اور گورنمنٹ کو تقویت پہنچانے والے روابط رکھنا حرام ہے محکمہ تعلیم سر تاپا گورنمنٹ کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات پیدا کرنے کا مرکز ہے اس لئے فریضہ ترک موالات میں اس کا مقاطعہ نہایت اہم ہے۔ واللہ اعلم

انگریزی حکومت کے کونسل میں ممبر بننا جائز نہیں

(سوال) ایک مسلمان شخص جو پیر شریعت لا ہیں انہوں نے اپنے آپکو سرکاری کونسل کی ممبری کے لئے نامزد کیا ہے اور وہ اپنا حلفیہ خیال اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ میں حقوق مسلمانان کی نگہداشت کی غرض سے کونسل کا ممبر بننا چاہتا ہوں لہذا علمائے کرام موجودہ زمانے کے حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے (یعنی جس کشمکش میں اہل اسلام مبتلا ہیں)جواب عنایت فرمائیں کہ مسلمان کو کونسل کی ممبری جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۵۶۰) اس وقت مسلمانوں کی مجالس ملیہ و قومیہ نے گورنمنٹ کے ساتھ ترک موالات کی تجویز پاس کردی ہے یعنی مذہبی جماعت نے مذہبی احکام کے بموجب ایسی گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد عمل اور تعاون کو حرام قرار دیا ہے جس نے اپنے صریح وعدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مقامات مقدسہ کو خلیفۃ المسلمین کی سلطنت وسیادت سے نکال کر غیر مسلم اثر واقتدار کے ماتحت کر دیا ہو جس نے اسلامی سلطنت اور خلیفۃ المسلمین کی طاقت کو پارہ پارہ کر کے اقتدار خلافت کو زائل کیا ہو جس نے خلیفۃ المسلمین کے غیر مفتوحہ علاقوں پر محض اپنی مادی طاقت کے دباؤ سے خود قبضہ کیا ہو یا کسی غیر مسلم طاقت کو قبضہ دلایا ہو یا اس کے قبضے کو جائز تسلیم کیا ہو'جس نے شرائط صلح میں پریسیڈنٹ امریکہ کے اصول کے خلاف ترکی ممالک اور ترکی کی سلطنت پر غاصبانہ تسلط کرلیا ہو جس نے مستقر خلافت (قسطنطنیہ) پر فوجی قبضہ کر کے اسلامی شوکت کو تباہ وبرباد کیا ہو۔

اسی طرح قومی وسیاسی مجلسوں نے خلافت کی اس دردناک حالت اور پنجاب کی دل ہلا دینے والی مصیبت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور کونسلوں میں غیر سرکاری ممبروں کی اکثری خوشامدانہ رفتار کا تجربہ کرتے ہوئے اور حق پرست آزاد خیال ممبروں کی بے دست وپائی اور باایں ہمہ حکومت کے وسیع اختیارات کا لحاظ کرتے ہوئے طے کرلیا ہے کہ ایسی کونسل میں جانا قومی مفاد کے خلاف ہے۔

پس جب کہ قومی ومذہبی جماعتوں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے تو اب کسی مسلمان کو کونسل میں جانا جائز نہیں اور جب کہ مسلمان خود ہی اپنے حقوق کی نگہداشت کونسل میں اپنا قائم مقام بھیج کر کرانے پر تیار نہیں یا کونسل میں جانا نگہداشت حقوق کے لئے ان کی رائے میں مفید نہیں تو کسی جانے والے کا یہ عذر کہ میں حفاظت حقوق کے لئے جاتا ہوں اہل مذہب اور افراد قوم کے نزدیک مقبول نہیں ہو سکتا نیز جب کہ کونسل میں اسلامی احکام اور خدا ورسول کی صریح ہدایات کے خلاف قوانین پاس کئے جاتے ہیں تو اس مجلس میں کسی مسلمان کو ان مخالف احکام کے موافق رائے دینا یا سکوت کرنا یا مخالفت کا علم نہ ہو یعنی مذہبی واقفیت پوری حاصل نہ ہو تو شرکت ہی کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم

حضرت مفتی صاحب کا ایک خط

خط از مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بنام............

مولانا المحترم دامت الطافکم - نوازش نامہ پہنچا۔ رسالہ ترک قربانی گاؤ کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ دیکھا مجھے بھی اس رسالے کے مضامین متعلقہ حضرت مولانا تھانوی کے پڑھنے سے سخت رنج اور قلق ہوا ہے کیونکہ مضمون مذکور میں بہت سی باتیں خلاف واقع اور بہت سی خلاف شان اہل اللہ اور بہت سی دھوکہ دینے والی ہیں اور مجموعی طرز کلام توہین آمیز ہے نہ صرف مجھے بلکہ ساری جماعت کو اس کا رنج ہے اسی رنج کے ساتھ مجھے اس کا بھی بے حد قلق ہے کہ اس تمام کشمکش کی ابتدا رسالہ تحذیر المؤمنین سے ہوئی اور اس میں بلا وجہ مولانا عبدالباری اور خواجہ حسن نظامی کا نام لیکر انکے متعلق لکھا گیا جو لکھا گیا اظہار حق کا مضائقہ نہ تھا لیکن نام لینے اور لکھنے کی اور ذاتیات سے تعرض کرنے کی ضرورت نہ تھی اور مزید برآں وہ رسالہ خانقاہ امدادیہ سے شائع ہوا جس کے متعلق لوگوں کو یہ علم ہے کہ یہاں کی تمام مطبوعات مولانا کی نظر سے گزرنے اور اجازت کے بعد شائع ہوتی ہیں اسی طرح مجھے اس کا بے حد قلق ہے کہ اسلام کی موجودہ مصیبت ایسی عظیم الشان مصیبت ہے کہ کسی شخص کو خدا کے سامنے خاموشی کا کوئی عذر نہ ہوگا بالخصوص اس حد تک کہ وہ زبان سے تغییر منکر پر قادر ہو پھر بھی جو علما اس وقت تک ساکت ہیں اور ان کی خاموشی اعدائے اسلام کو فائدہ پہنچا رہی ہے اس کا بھی بے حد قلق ہے۔

جناب کا یہ فرمانا کہ دہلی میں کسی نے خواجہ حسن نظامی کی تحریر کا رد لکھایا نہیں نہ لکھا گیا ہو تو میں جواب شائع کروں اس کے متعلق گزارش ہے کہ تھانہ بھون سے انہیں مولوی ظفر احمد نے مختصر سا رد تو رسالہ الامداد بابت ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں لکھ دیا ہے اور آئندہ مفصل رد لکھنے اور شائع کرنے کا اسی رسالہ میں وعدہ کیا گیا ہے رہا یہ کہ میں رد لکھوں تو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ میں آج کل اس کام کو دشمنان اسلام کی اعانت سمجھتا ہوں جن کا مقصد یہی ہے کہ کسی طرح ہندوستان کا اتفاق ٹوٹے ہندو مسلمان لڑیں یا مسلمان مسلمان لڑیں ان کی قوت کمزور ہو اور گورنمنٹ کو اپنا الو سیدھا کرنے کا موقع ملے۔

بیشک حضرت حکیم الامتہ کی شان کے خلاف الفاظ استعمال کئے جانے سے مجھے صدمہ ہے لیکن یہ صدمہ ایک مسلمان کے لئے اس صدمے سے کم ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے محترم ذرات زمین کی کفار کے ناپاک بوٹوں اور جوتوں سے توہین ہو اور حرم محترم پر گولے گریں اور غلاف کعبہ جل جائے جدہ کے باب المکہ پر نصاریٰ گولہ باری کریں اور قسطنطنیہ پر انگریزی قبضہ ہو سلطان اسلام شاہ شطرنج بنا کر بٹھا دیئے جائیں فوج سے ہتھیار رکھوا لئے جائیں سمرقند میں ہزاروں مسلمان خواتین کی عصمت دری ہو اور ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوں اور ہم ابھی آپس کے قصوں میں ہی لڑتے جھگڑتے رہیں اور اپنی شخصیات کی مرتفع سر بفلک عمارتوں کو ساتویں آسمان تک پہنچانے کی کوشش جاری رکھیں میں نہیں سمجھتا کہ سینے اور چولی پر آگ لگ جانے کے بعد کون عقل مند عجلت کے ساتھ اس کو بجھانے کے واسطے جھکنے کو اس وجہ سے

ناجائز قرار دے گا کہ کہیں جھکنے کی وجہ سے سر کی ٹوپی گر کر عزت نہ جاتی رہے۔
میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحذیر المؤمنین میں مولوی ظفر احمد صاحب نے میرا نام بھی لکھا اور مجھے توجہ دلائی کہ میں معاملات متنازعہ میں کچھ تحریربازی شروع کروں لیکن میں نے بالکل سکوت کیا اور کوئی تحریر جس میں باہمی منازعت کی جھلک ہو نہیں لکھی اسی وجہ سے میں باوجود اس کے کہ رسالہ ترک قربانی گاؤ سے مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے اس کے متعلق کوئی تحریر لکھنی اور شائع کرنی اور ذاتیات سے تعرض کو پسند نہیں کرتا۔
خواجہ حسن نظامی کی بیہودگی سے (جیسا کہ آپ نے یہ لفظ لکھا ہے) ان اعدائے اسلام کی بیہودگی ہزاروں درجہ بڑھی ہوئی ہے جنہوں نے سیزدہ صد سالہ اسلامی شوکت کو تباہ کر دیا مسلمانوں کی عزت کو برباد کر دیا اماکن مقدسہ کا احترام ضائع کر دیا افسوس! صد افسوس! آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمیں ۔بر زوال ملک اسلام و ضیاع مسلمین ۔
بہر حال یہ میری رائے ہے اگر جناب اور احباب کی رائے اس کے خلاف ہو تو باادب امید ہے کہ اس سے مجھے بھی مطلع فرما کر استفادہ کا موقعہ عنایت فرمائیں گے۔

(ایک اور خط)

(۵۶۲) خط دیگر از مولانا مفتی کفایت اللہ بنام

مولانا المکرم دامت معالیکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔نوازش نامہ پہنچا جناب نے رسالہ ترک قربانی گاؤ کے مضامین متعلقہ مولانا تھانوی پر جس صدمہ اور رنج کا اظہار فرمایا ہے اس میں یہ خاکسار بھی بوجہ ذیل شریک ہے۔
(۱) رسالہ مذکورہ میں بعض مضامین متعلقہ مولانا تھانوی بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔
(۲) بعض مضامین علم اور علماء کی توہین کرتے ہیں۔
(۳) بعض مضامین شریعت کی کسوٹی پر کھوٹے ہیں۔
(۴) مجموعی طرز تحریر توہین آمیز اور زیر بحث امور سے ہٹ کر ذاتیات پر حملے کے قریب ہے اگرچہ مولوی ظفر احمد صاحب نے رسالہ الامداد بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ میں اس کا جواب دیا ہے اور آئندہ مفصل جواب دینے کا وعدہ کیا ہے لیکن اگر آپ یا کوئی صاحب جواب دینا چاہیں تو مضائقہ نہیں لیکن جو صاحب جواب دیں ان کو امور ذیل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔
(۱) جواب سے غرض محض للّٰہیت ہو عصبیت کو دخل نہ ہو۔
(۲) ذاتیات پر حملہ نہ ہو بلکہ نہایت ٹھنڈے دل سے مضامین کا جواب مہذب طریق سے ہو۔ اور اذا مروا باللغو مروا کراما سے تجاوز نہ کیا جائے۔
(۳) اس کا لحاظ رکھا جائے کہ اس ناگوار کشمکش کی ابتدا مولوی ظفر احمد صاحب کے رسالہ تحذیر المؤمنین سے

ہوئی ہے۔
(۴) زمانہ موجودہ کی اسلامی تباہی اور مسلمانوں کے مصائب اور اعدائے اسلام سے ترک موالات کا پہلو مرعی رہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ہو کہ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی ہوئی روضۃ الرسول کی توہین کی گئی خلیفہ اسلام کی عزت خاک میں ملائی گئی سلطنت اسلامیہ تباہ کی گئی اور اس کے متعلق ایک لفظ نہ کہا گیا اور نہ لکھا گیا اور ان کے ایک عالم (مولانا تھانوی) کے متعلق ایک شخص نے گستاخانہ الفاظ لکھ دیئے تو اس قدر جوش آگیا تو گویا ان لوگوں کے نزدیک مولانا کی عزت روضہ رسول کعبۃ اللہ خلیفہ اسلام اسلامی سلطنت سے بھی زیادہ ہے۔
(۵) جمعیۃ علمائے ہند حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کے فتوے اور تمام قومی مجلسوں کے فیصلے کے بموجب اعدائے اسلام (گورنمنٹ برطانیہ) کے ساتھ ترک موالات کا حکم دیدیا گیا ہے اور ترک موالات کی کامیابی ہندو مسلم اتحاد پر مبنی ہے حدود شرعیہ کے اندر رہ کر ہندو مسلمانوں کا اتفاق اور اسی طرح مسلمانوں کا باہمی اتفاق نہایت ضروری ہے اور تمام ایسے کام جو اتحاد میں رخنہ ڈالیں گورنمنٹ کی خوشنودی کا باعث ہیں اس لئے جواب لکھنے والے کو اس کا اہتمام ضروری ہے کہ وہ باہمی اتفاق کو توڑنے والا نہ بن جائے اور اپنی تحریر سے تفرقہ پیدا کرنے والا نہ سمجھا جائے ورنہ وہ گورنمنٹ کا آدمی اور اعدائے اسلام کا حامی سمجھا جائے گا اس کی تحریر بجائے مفید اثر پیدا کرنے کے مضر نتائج پیدا کرے گی۔
بہر حال میں نے نہایت دلسوزی کے ساتھ اور اس صدمے کی وجہ سے جو مجھ کو حالات حاضرہ اور مضامین متعلقہ مولانا تھانوی کی وجہ سے ہے یہ سطریں لکھ دی ہیں اور امید کرتا ہوں کہ اگر جناب کی رائے اس کے خلاف ہو گی تو اس سے مجھے مطلع فرماکر ممنون بنائیں گے مجھے بے حد مشغولی کی وجہ سے بالکل فرصت نہیں ہے کہ جواب لکھنے کا ارادہ کروں اور نہ اس قسم کی غیر مفید مجادلانہ بحث کو میں پسند کرتا ہوں۔
فقط ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

(۵۶۳) خط حضرت مفتی اعظم بنام مولانا اشرف علی تھانوی

۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء - جناب محترم دامت فیوضہم بعد سلام مسنون - عرض ہے کہ عرصے سے حاضری کا ارادہ تھا مگر بوجوہ پورا نہ ہو سکا اب تصمیم عزم کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ جناب والا سے اجازت حاصل کرلی جائے اس لئے یہ عریضہ ارسال خدمت ہے اگر اجازت ہو تو حاضر ہوں حاضری سے غرض جمعیۃ علمائے ہند اور مسائل حاضرہ کے متعلق کچھ عرض معروض کرنا ہے اس غرض کے لئے میں بلاشرکت غیر صرف جناب سے عرض کروں گا اگرچہ میرے ساتھ ایک اور صاحب بغرض زیارت حاضر ہوں گے مگر ان کو بھی اس گفتگو میں کوئی مداخلت و شرکت کا موقعہ نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ

جواب خط مذکورہ بالا از حضرت مولانا تھانوی

مکرمی سلمہ ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ ۔ الطاف نامہ نے ممنون فرمایا ۔ بسر وچشم تشریف لائیے مگر قبل تشریف آوری اتنا معلوم ہو جانے کہ جن امور میں آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں آیا صرف میرے سن لینے پر ہی کفالت فرمالیں گے یا میرے ذمہ جواب بھی ہوگا ۔ والسلام

خاکسار اشرف علی از تھانہ بھون (۱۶ دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۵۶۴) جواب الجواب خط مذکورہ بالا از حضرت مفتی اعظمؒ

۱۶ دسمبر ۱۹۲۰ء ۔ مولانا المحترم دامت فیوضہم ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ ۔ میں جناب والا کی خدمت میں جن مسائل کو پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہوں ان میں جناب والا کی رائے اقدس معلوم کرنا مقصود ہے اگر میرے معروضات میں غلطیاں ہوں تو ان کی اصلاح کی توقع ہے اور اگر صحیح ہوں تو تصویب و تصدیق کی تمنا صرف میں سنادوں اور جناب کچھ نہ فرمائیں اس میں کچھ زیادہ فائدہ نہیں اس لئے براہ کرم اس صورت کی اجازت مرحمت فرمائیں ۔

جواب از حضرت مولانا تھانوی

مکرمی سلمہ ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ ۔ الطاف نامہ کا حاصل دو امر ہیں ایک مسائل پیش کرنے پر احقر کی رائے معلوم ہو جانے کی غایت کا مرتب ہونا ۔ دوسرا میرے کچھ عرض نہ کرنے پر کسی غایت کا مرتب نہ ہونا سو امر اول کے متعلق یہ عرض ہے کہ خود یہ غایت محتاج غایت ہے مجھ کو اس رائے معلوم کرنے کی کوئی غایت معلوم نہیں ہوتی نہ رفع تردد نہ عمل (اور استقراء سے معتد بہ غایت یہی ہے) کیونکہ اب تک بلاتردد اپنی رائے پر عمل فرمایا گیا ہے اور محض تخطیہ و تصویب کوئی معتد بہ غایت نہیں ۔ علاوہ اس کے تخطیہ کی شق میں اگر میں نے اس پر دلیل قائم نہ کی یا قائم کی مگر آپ کا جواب نہ سنا گیا تو گویا آپ کو اپنی تقلید پر مجبور کرنا ہوا جو جائز نہیں اور اگر اس کی بھی نوبت آئی تو مناظرہ کا رنگ پیدا ہو جاوے گا جو اس وقت مضر ہے ۔

اور امر ثانی کے متعلق یہ عرض ہے کہ میرے کچھ نہ کہنے کی صورت میں کیا یہ فائدہ محتمل نہیں کہ میں سن کر بطور خود اس میں غور کروں اگر شرح صدر ہو جاوے اس پر عمل کروں ورنہ ردو قدح کے سوء ادب سے محفوظ رہوں ۔ والسلام محتاج دعا اشرف علی از تھانہ بھون ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

(۵۶۵) جواب از حضرت مفتی اعظمؒ

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ مخدوم محترم دام فیضہم ۔ سلام مسنون نیاز مشحوں کے بعد گزارش ہے کہ مکرمت نامہ موصول ہوا میں دو تین روز تک حیران رہا کہ اس کے جواب میں کیا عرض کروں یعنی میرے عریضہ سابق پر جو ردو قدح ہے اس کو تقلیداً تسلیم کرلوں یا اس کا نیاز مندانہ جواب لکھ کر (خدانخواستہ غیر

مفید) مناظرہ کا رنگ پیدا کروں بلا آخر یہی مناسب معلوم ہوا کہ میں تو بنام خدا حاضری کا ارادہ مصمم کر لوں اور اپنی عرض معروض پر جواب دینا نہ دینا بالکل جناب والا کی خوشی پر چھوڑ دوں اگر رائے عالی میں مجھ جیسے ناکارہ کی تسکین مناسب ہوگی تو خود فرمادیں گے ورنہ اپنی محرومی پر صبر کروں گا۔ واللہ الموفق

کانگریس کی ممبری نہ کفر ہے اور نہ اس سے ایمان میں ضعف آتا ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک مسلمان کانگریس کمیٹی کا ممبر ہے اور موجودہ تحریک کانگریس سے متفق ہے بعض مسلمانوں کے نزدیک اس کانگریس میں شرکت کرنے والا مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔

(جواب ۵۶۶) نہ کانگریس کی ممبری کفر ہے اور نہ کانگریس کی ان تجویزوں سے جو ملک و وطن کے مفاد کے لئے ہوں اتفاق کرنا کفر ہے نہ اس سے ایمان میں ضعف آتا ہے نہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جو لوگ کانگریس کی ممبری یا مفید وطن تجاویز سے جو اصول اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں اتفاق کرنے کو کفر بتاتے ہیں وہ شریعت اسلامیہ سے ناواقف ہیں یا شریعت پر افتراء کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

(۱) عورتوں کا کونسل میں جانا
(۲) عورتوں کو ووٹ دینا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) کونسلوں اور اسمبلیوں میں جہاں مسلم عورتوں کی نشست محفوظ ہو عورتوں کا ممبر بننا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) میونسپل کمیٹی کی مسلم امیدوار عورتوں کو ووٹ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۶۷) (۱) عورتوں کا کونسل میں جانا کچھ زیادہ مفید نہ ہوگا لیکن اگر جائیں تو حجاب کے ساتھ جانا ضروری ہوگا۔

(۲) اگر اس کا اطمینان ہو کہ عورتیں حجاب شرعی کی رعایت رکھیں گی اور کسی نامشروع فعل کی مرتکب نہ ہوں گی تو ان کو ووٹ دینا مباح ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ امارت شرعیہ بہار کے نمائندوں کو ووٹ دیں

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) ہندوستان میں ایک نیا قانون جاری ہونے والا ہے اور اسی کے ماتحت اب اسمبلی اور کونسل کے ممبروں کا چناؤ ہو رہا ہے اس قانون کے ذریعے اسمبلی اور کونسل کو مذہبی مسائل کے متعلق بھی قانون بنانے کا حق ہے چنانچہ اس نئے قانون میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اسمبلی اور کونسل نکاح طلاق ترکہ وقف

وغیرہ کے متعلق بھی قانون بنانے کی اس وقت تک کا تجربہ یہ ہے کہ چونکہ مذہبی جماعتوں نے اسمبلی اور کونسل میں حصہ نہیں لیا اس لئے بہت سے قوانین پاس ہوگئے جو سراسر مذہب کے خلاف ہیں اس لئے امارت شرعیہ صوبہ بہار نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر کوئی پارٹی قائم ہوئی جو مذہبی امور میں امارت شرعیہ کے ماتحت کام کرنے کو تیار ہو تو اس کو امارت کی تائید وحمایت حاصل ہوگی چنانچہ بہار مسلم انڈیپنڈنٹ پارٹی نے مذہبی قیادت امارت شرعیہ صوبہ بہار کے سپرد کی اس لئے اس پارٹی کو امارت شرعیہ کی پوری تائید حاصل ہے چنانچہ انڈیپنڈنٹ پارٹی نے اسمبلی اور کونسل کے داخلے کے لئے مختلف سیٹوں پر اپنے نمائندے کھڑے کئے ہیں پس اس پارٹی کے خلاف دیگر امیدواروں کو ووٹ دینا جائز یا ناجائز ہے ؟

(جواب ۵۶۸) تمام رائے دہندگان کو لازم ہے کہ وہ امارت شرعیہ صوبہ بہار کے نمائندوں کو ووٹ دیں امارت شرعیہ جس جماعت کے نمائندوں کو اپنا نمائندہ قرار دے اس کو ووٹ دینا مذہبی تحفظ اور صحیح سیاست کے لئے ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جمعیۃ علمائے ہند کے قیام کا مقصد مسلمانوں کی رہنمائی اور ان کی اقتصادی اصلاح ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) (۱) میری سمجھ میں یہ بات اب تک نہیں آئی جو جمعیۃ علمائے ہند قائم ہوئی ہے اس کا فرض منصبی کیا ہے ؟ آیا کسی کام غیر شرعی و خلاف رسول میں امداد کرنا اور اتفاق کرنا یا اس کو روکنے کی کوشش کرنا (۲) فی زمانہ جو جہالت کی روشنی تمام دنیا پر چھا رہی ہے بالخصوص مسلمانان ہند جہالت کے راستے کو آمنا وصدقنا سمجھ کر اس کے بل گھسے چلے جاتے ہیں اس کی روک ٹوک کی کوئی صورت یا کوئی قاعدہ مقرر کیا گیا ہے یا نہیں ؟ (۳) جمعیۃ علمائے ہند کے اراکین جہاں جہاں تشریف فرما ہیں ان کے حلقے میں کیا کیا کام ان کے سپرد کئے ہیں ؟ آیا وہ کسی فعل قبیحہ اور افعال ناشائستہ کو روک ٹوک کرنے کا مجاز رکھتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب ۵۶۹) جمعیۃ علمائے ہند کے قیام کا مقصد مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی رہنمائی اور ان کی اخلاقی' معاشرتی' اقتصادی اصلاح ہے (۲) جہاں تک تبلیغ و تذکیر کا تعلق ہے جمعیۃ علما اپنا فرض ادا کرتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس کے ہاتھ میں قانون کی تنفیذ اور حکومت کی طاقت نہیں ہے (۳) جمعیۃ کے اراکین اپنے اپنے مقامات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اپنی استطاعت کے موافق ادا کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی سعی تبلیغ و تذکیر کی حدود میں ہی رہ سکتی ہے کسی کو جبراً روکنا ان کی وسعت سے باہر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جمعیۃ علماء ہند کے قیام کا مقصد اور اس سلسلہ میں پیش رفت

(سوال) ہندوستان اور عالم اسلام کے مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے اس کے پیش نظر مخلص مسلمانوں کی

ہ حصہ ملک میں خواہش و تمنائے دلی ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند' احرار اسلام اور مسلم لیگ اتحاد و استقلال ملت اسلام کے لئے متحد و متفق ہو جائیں ایران میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور آئندہ عرب و ترکی میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کا مطالبہ ہے کہ :

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کا شغر

حضرت مولانا ! ہندو دنیائی سیاست اور برطانیہ کی سیاست میں جو انقلابات ہو رہے ہیں وہ آپ پر روشن ہیں اگر مخلصین کی جماعت تمام اختلافات سے بلند و بالا ہو کر محض ملت کے مفاد کے لئے متحد نہیں ہوتی تو پھر مسلمانوں کو کفار و مشرکین ضرور ہضم کرنے کی کوشش کریں گے اور ہماری کمزوری و نااتفاقی کے باعث کیا عجب کہ وہ کامیاب ہو جائیں کیا اس کا وقت اب نہیں آیا ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند اور مسلم لیگ کے باہمی اختلافات ختم کر دیئے جائیں اور علمائے اسلام مسلم لیگ کی تنظیم کو اصلاح قوم و استقلال ملت کے کاموں کے لئے ہاتھ میں لیں-

میں امید کرتا ہوں کہ میری اس مخلصانہ و درد مندانہ درخواست پر آپ ضرور غور فرمائیں گے اور مسلم لیگ کے ساتھ اتحاد و عمل کی کوئی تدبیر سوچیں گے تاکہ علما کا وقار بھی قائم رہے ملت کے اتحاد و استقلال کا مقصد بھی پورا ہو اور دین کی تقویت و ترقی کا بھی سامان ہو اس وقت تو سیلاب انقلاب و الحاد کی زد میں علما اور ملت اور دین سب یکساں طور پر آگئے ہیں حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب قادری داناپوری مدظلہ صدر کلکتہ ضلع مسلم لیگ آپ سے اور حضرت مولانا احمد سعید و دیگر علمائے جمعیۃ سے اس معاملے میں بعد رمضان مل کر گفتگو کرنا چاہتے ہیں-

۲۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو دہلی میں کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہے مولانا داناپوری مدظلہ اور کلکتہ مسلم لیگ کے دوسرے مخلصین آپ حضرات سے اس موقعہ پر ملنا اور تبادلہ خیال کرنا چاہتے ہیں تاکہ دل کھول کر خلوص اور سچائی کے ساتھ محض ملت کے مفاد کے نقطہ نظر سے ہم مسلمانوں کے اتحاد و استقلال کے موضوع پر بات کر سکیں اور کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکیں امید ہے کہ آپ اور مولانا احمد سعید صاحب مدظلہ اور دوسرے ارکان جمعیۃ مہربانی فرما کر اس موقع پر ضرور دہلی میں رہیں گے اور ہم لوگوں کو ملاقات اور مذاکرات کا موقع عنایت فرمائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی خدمت میں سلام و نیاز عرض ہے میں یہ عریضہ ذاتی حیثیت سے لیکن صدر کلکتہ مسلم لیگ کے ایما سے لکھ رہا ہوں اس کو پرائیویٹ تصور فرمایا جائے یعنی اس کی اشاعت ابھی اخبار میں نہ ہو دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کے دلوں کو جوڑ دے اور دین و ملت کے لئے ان کو کاملاً متحد کر دے - آمین

نیاز مند راغب احسن

مسلم لیگ اور جمعیۃ کے اتحاد کے سلسلے میں ایک خط اور اس کا جواب

(جواب ۵۷۰) مکرمی محترمی راغب احسن صاحب ایم اے زاد مجدہم - السلام علیکم جناب کے کرم نامے کا شکریہ اور تاخیر جواب کی معذرت اس خادم کے دل میں تو ابتدا ہی سے یہ خیال موجزن ہے کہ فوز و فلاح اتفاق میں ہے اور ہلاکت افتراق و انشقاق میں اسی خیال سے میں نے زمانہ صدارت جمعیۃ میں کئی اہم مواقع پر مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کیا اور کئی خطرناک مواقع پر مسلم لیگ کی تائید کی اور اتحاد و عمل کی صورت نکالی مگر آخر الامر لیگ کی طرف سے ایسا رویہ اختیار کیا گیا کہ اتحاد و عمل کے تمام راستے بند ہو گئے جناب کو معلوم ہو گا کہ میں اب جمعیۃ العلماء کا صرف ایک رکن ہوں اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے کوئی ذمہ داری کی بات نہیں کر سکتا مولانا السید حسین احمد المہاجر المدنی آج کل جمعیۃ العلماء کے صدر ہیں اور مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی ناظم اعلیٰ - یہ حضرات ذمہ داری سے گفتگو کر سکتے ہیں حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب قادری داناپوری سے ملاقات اور گفتگو کر کے میں بےحد مسرت اور افتخار محسوس کروں گا اور ۲۶ اکتوبر کو میں دہلی میں ہی رہوں گا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۸ اکتوبر ۱۹۴۱ء

مقاطعہ جوعی
(بھوک ہڑتال)

کیا اسلام میں بھوک ہڑتال کی اجازت ہے ؟

(سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) برقیہ عبدالقیوم صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل صوبہ سرحد بنام حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب پریذیڈنٹ جمعیۃ علمائے ہند حیات گل نے جو اتمان زئی کا ایک سیاسی قیدی ہے ہری پور جیل میں یکم مئی سے مکمل روزہ رکھا ہے مقصد نامعلوم ہے حالت نازک ہے تاریخ ۲۰ جون مقرر ہے بذریعہ تار اپنی ہدایات سے مطلع فرمائیے - عبدالقیوم - ایم ایل سی ازمانسہرہ

(جواب ۵۷۱) (از حضرت مفتی اعظم) کوشش کیجئے کہ اس کا جائز مطالبہ پورا کر دیا جائے اور روزہ کھلوا دیا جائے اور حیات گل کو بتایئے کہ اسلام اپنے جائز حق کے مطالبہ کو تو جائز قرار دیتا ہے لیکن کسی ایسے فعل کی اجازت نہیں دیتا جس کا نتیجہ یقینی اور ارادی ہلاکت ہو -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۲ جون ۱۹۳۳ء

تم الجزء التاسع من کفایت المفتی و بہ تم ھذا الکتاب

تاریخ تکمیل کفایت المفتی

اے مرے مولیٰ مرے مالک مرے پروردگار
تیری خلاقی کے قرباں تیری قدرت کے نثار

وہ نوازش تو نے فرمائی ہے میرے حال پر
جس سے دل بیحد ہے شاداں اور بیحد شرمسار

کارسازی سے تری یکجا مرتب ہوگئے
یہ فتاویٰ جن کا تھا ملت کو بے حد انتظار

راہ میں حائل تھے صحرا کیسے کیسے ہولناک
کیسی کیسی گھاٹیاں اور قلہ ہائے کوہسار

ہم عناں تھے کیسے کیسے مخلصان بدسگال
گھات میں تھے کیسے کیسے حاسدان ذی وقار

کس قدر رنگین مناظر تھے نظر کے سامنے
وہ عتاب آمیز تیور وہ غرور اقتدار

اک طرف ساری خدائی اک طرف اک بینوا
وہ تحشّم وہ تصادم وہ مصائب کا منشاء

لائق تحسین نہ تھا میرا کوئی قول و عمل
میری دل سوزی تھی صدہا بدگمانی کا شکار

چوٹ جب لگتی ہے دل پر دل تڑپتا ہے ضرور
دل اگر تڑپے تو دل پر کیا کسی کو اختیار

جب صبا چلتی ہے تو پہلو میں ہوتی ہے کسک
بھولے بسرے کچھ تصور لے کے آتی ہے بہار

بڑھ ہی جاتا ہے گریباں کی طرف دست جنوں
چھوٹ ہی جاتا ہے آخر دامن صبر و قرار

تا کجا ضبط و تحمّل تا کجے اخفائے غم
آہ کردم ہر زہ گفتم ناصحا! معذور دار

ہے زمانے کا یہی دستور اور انداز فکر

کیجئے کس کا گلہ اور کس کا کیجئے اعتبار
آگ خود گھر کو لگاتا ہے یہاں گھر کا چراغ
کاٹتی ہے اپنے ہی ساحل کو موج جو ئبار
"داورس در عہد ماسنگ ست و مینا داد خواہ"
از تظلم دم مزن کشا ذہانت زینہار
آفریں! برہمت تو شاد باش و شادزی
حسرت و اندوہ راہبر حریفاں واگذار
سرخروئی تیری رحمت سے ہوئی یا رب نصیب
خود لگایا ان تھپیڑوں نے ہی اس بیڑے کو پار
دستگیری ہے تری آسان یہ مشکل ہوئی
رائگاں تھی ورنہ میری زندگی مستعار
مفتی اعظم جو تھے فقہ و شریعت کے امام
پیکر صبر و قناعت علم کے روشن منار
بانی و بریاکن جمعیۃ علمائے ہند
معتمد اپنے بڑوں کے ہمسروں کے مستشار
مہتمم جو تھے امینیہ کے اور شیخ الحدیث
ان کو بخشے ان سے راضی ہو خدائے پروردگار
ہے یہ مجموعہ انہیں کی باقیات صالحات
پوری نو جلدوں میں ہے یہ اک کتاب باوقار
نسخہ رشد و ہدایت مستدل اہل علم
اہل افتا کے لئے ہے ایک ناطق مستشار
جلوتوں میں طالبان حق کا صادق رہنما
خلوتوں میں اہل دانش کا جلیس غمگسار
قلب واصف پر ہوا الہام سال عیسوی
مفتی اعظم کی ہے یہ ایک نامی یادگار

---

۱۹ ۶۹

خاتمۃ الطبع

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہرکجا ہستند

سلام ان پاک روحوں پر جن کی زندگی کا ہر ایک لمحہ حرکت و عمل سے معمور اور جن کا دل ہر وقت بادہ عرفان سے مسرور تھا سلام ان مقدس نفوس پر جو اس خرابہ عبرت کو اپنے مجاہدانہ کارناموں سے سرسبز کر گئے اور اس غربت سرائے محن سے مسکراتے ہوئے گزر گئے ہزار بار رحمت ان مبارک بندوں پر جنہوں نے جادہ حق و صداقت سے کبھی منہ نہ موڑا اور امت کے لئے ایک عظیم ورثہ چھوڑا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ یہ تھے ہمارے اسلاف جنہوں نے اپنی ہستی کو نمایاں کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی نہایت خاموشی سے خدمت خلق میں مشغول رہے ان کی طرز حیات کی ہلکی سی جھلک مندرجہ ذیل رباعیوں میں شاید نظر آجائے۔

در راہ چناں رو کہ اشارت نکنند
در بزم چناں شو کہ زیارت نکنند
با خلق چناں زی کہ چو خسپی در خاک
بر مرقد پاک تو عمارت نکنند

محفل میں جو تو جائے تو مخدوم نہ ہو
اور آئے اگر اٹھ کے تو معلوم نہ ہو
یوں ہی کہ پس مرگ نہ پوچھیں تجھ کو
مرکز بشریت تری معدوم نہ ہو

(واصف)

تحدیث نعمت

غافل مباش از دل درد آشنائے ما
ایں قطرہ از گداز دو عالم چکیدہ است

آفتاب زندگی ڈھل چکا اور کاروان عمر منزل ہشتاد تک جا پہنچا آج جب کہ یہ نویں اور آخری جلد کفایت المفتی کی شائع ہو رہی ہے اس ناآشنائے کوئے نیک نامی اور آوارہ دشت ناکامی کی حیات گزراں کا سب سے زیادہ پر مسرت اور مبارک دن ہے قلم نے یکہ و تنہا جو سفر شروع کیا تھا وہ بتوفیق رفیق اعلیٰ پورا ہوا۔

ساتھی نہ کوئی رہنما تھا میرے ہمراہ
منزل پہ بھی تقدیر سے پہنچا ہوں اکیلا

تحریر مسودہ کے دوران بار بار ہمت جواب دے گئی لیکن جب کبھی ہمت پست ہوئی اور تعب طاری ہوا فوراً ہاتف غیبی پکارا۔

ہاں رہ عشق است نہ گشتن ندارد باز گشت
جرم راایں جا عقوبت ہست استغفار نیست

جب کبھی شکستہ دلی نے بٹھایا یا فرشتہ امید نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور تنبیہ فرمائی کہ یہ کام اگر پایہ تکمیل تک نہ پہنچا تو یہ ایک ایسا نقصان ہوگا جس کی تلافی ممکن نہیں اور ایسا جرم ہوگا جس کی معافی متوقع نہیں۔

اور خود منزل تک پہنچنے کی طاقت بھی کہاں تھی ؟ وہ کون تھا جو کشاں کشاں لے جا رہا تھا ؟

یہ حوادث کے تھپیڑوں کا کرم تھا ورنہ
کس کی طاقت کہ ترے نقش قدم تک پہنچے

غرضیکہ سالہا سال کی دل سوزی سے کام مکمل ہوا اور اس سبزہ بیگانہ و گیاہ پامال کو ایک مقدس اور لافانی گلدستہ کا بند حسن ہونے کا شرف حاصل ہوا ممکن ہے کہ نامہ اعمال کی سیاہی کچھ کم ہو جائے اور وہ جس نے عمر بھر پردہ پوشی فرمائی وہاں بھی چشم پوشی فرمائے۔

بے بضاعت مجھ سا اور دیدار تیرا ہو نصیب
اللہ اللہ کیا مقدر اور کیا اقبال ہے

اور مبارک و خوش نصیب ہے وہ عالی نظر بندہ جس نے اس گلدستے کی طباعت و اشاعت کے لئے بغیر کسی درخواست و تحریص کے قدم بڑھایا الحمد للہ کہ یہ مجموعہ عالی ہمت عالی جناب حاجی ابراہیم محمد ڈایا کی فراخدلانہ اعانت سے شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ امین

اور مستحق تہنیت و تحسین ہیں وہ مخلص و درد مند بندے (مولانا اسماعیل احمد کا چھلیا وغیرہ) جو اس اہم معاونت کا ذریعہ و واسطہ بنے۔

محمد ان کا شفیع و حامی خدا کی ان پر رہے عنایت
سعید روحوں نے لوٹ لی ہے یہ دو جہاں کی اہم سعادت
بزرگ پیشگی نہ وسعت ہے واصف عطا ہو حق سے جسے کرامت

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین والعاقبۃ للمتقین۔

احقر حفیظ الرحمان واصف غفر لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین
مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی (ابن حضرت مفتی اعظم)

تتمہ

کفایت المفتی کی سابقہ جلدوں کی طباعت کے بعد جو تحریریں یا
فتاویٰ دستیاب ہوئے یا نوٹ لکھے گئے آئندہ طباعت کے موقع پر
انشاء اللہ متعلقہ ابواب میں شامل کر دیئے جائیں گے۔

نوٹ از واصف

متعلقہ کتاب العقائد پہلا باب فتوی نمبر ۵۴

اللہ تعالیٰ کے لئے ذکر اور خطاب میں جمع کا صیغہ استعمال کرنا اسوہ قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے قرون اولیٰ میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ بندوں نے اپنی دعاؤں میں یا ذکر میں معبود کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہو اگرچہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے جمع کا صیغہ بھی استعمال فرمایا ہے لیکن جتنی دعائیں انبیائے پیشین کی نقل فرمائی ہیں یا بندوں کے لئے بطور تعلیم ارشاد فرمائی ہیں نیز رسول اللہ ﷺ نے جتنی دعائیں اور کلمات ذکر امت کو سکھائے ہیں ان میں کہیں جمع کا صیغہ اس ذات واحد کے لئے استعمال نہیں فرمایا گیا اور اسی کے مطابق تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین وائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا ہے باوجودیکہ قرآن مجید کی وہ تمام آیات ان کے پیش نظر تھیں مگر کسی نے ان آیات سے استدلال کرکے تعظیم کا یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔

افعال کے علاوہ اسماء میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے مثلاً انا له لحافظون' انا لموفوهم' فلنعم المجيبون' ام نحن الزارعون' وغیرہ لیکن کسی نے اس پر قیاس کرکے هو ربنا کے بجائے هم اربابنا' انك انت السميع العليم کے بجائے انكم انتم السميعون العليمون نہیں کہا یہ قیاس صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اس لئے ہمیں بھی استعمال کرنا چاہئے دیکھو اللہ تعالیٰ نے بہت سی اشیاء کی قسمیں ذکر فرمائی ہیں والطور' والنجم' والشمس وغیرہ لیکن ہم کو غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں - وقال الله عزو جل يخادعون الله وهو خادعهم وقال عزو جل و مكروا ومكر الله ولا يقال ياخادع يا مكار (تفسیر مظہری اعراف) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں وهو خادعهم اور ومكر الله فرمایا ہے لیکن اس کو خادع اور مکار کہنا جائز نہیں۔

بندہ کے خطاب بصیغہ جمع کی صرف ایک مثال قرآن مجید میں پائی گئی ہے اگرچہ وہ ہمارے مبحث سے غیر متعلق ہے تاہم ازالہ شک کے واسطے عرض کیا جاتا ہے سورہ مؤمنون کی آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مشرک کا قول نقل فرمایا ہے - رب ارجعون لعلي اعمل صالحا - چونکہ یہ طرز خطاب عام محاورے کے خلاف تھا اس لئے مفسرین کو اس میں توجیہات کرنی پڑیں روح المعانی اور تفسیر مظہری وغیرہ میں بہت سی توجیہات مذکور ہیں۔

مفسرین نے ایک قول اور ضمير الجمع للتعظيم نقل کیا ہے یعنی قائل نے اللہ تعالیٰ کو خطاب کرتے ہوئے جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے استعمال کیا ہے راقم الحروف کو اس قول کے تسلیم کرنے میں چند وجوہ تامل ہے۔

(۱) اول کا قائل مشرک ہے - انها كلمة هو قائلها مشرک کے بارے میں یہ تصور غیر مستند ہے کہ جمع

... تیے سے اس کی مراد تعظیم ہے نیز یہ طرز خطاب بغرض تعظیم اور کہیں نہیں پایا جاتا اور نہ علامہ ابن جریر جو تابعی ہیں اور مفسرین میں مقدم ہیں ضرور یہ توجیہ لکھتے الوا و للتعظیم ۔ کا قول بعد کے مفسرین کا ہے اور وہ بھی محض ذاتی رائے کے درجہ میں ہے۔
(۲) اگر ہم خود ہی یہ رائے قائم کرلیں کہ مشرک نے تعظیماً خطاب بصیغہ جمع کیا تو لفظ رب تو واحد ہے انحصار کے وقت کا قول اور پھر مشرک کا قول ؟ اللہ تعالیٰ نے تو جو کچھ اس کی زبان سے نکلا اس کی حکایت فرمادی ہے قائل کی مراد واقعی تعظیم تھی یا محض فزع کی وجہ سے ایک ہی جملے میں واحد و جمع کا اجتماع ہو گیا؟ تعیین مفہوم کے لئے کوئی منصوص دلیل نہیں ہے۔
(۳) ایک مشرک کے قول کو اگر ہم تعظیم پر محمول کریں تو انبیاء و صلحاء اور اعیان امت کا استخفاف لازم آتا ہے کیونکہ تعظیماً یہ طرز خطاب کسی نے اختیار نہیں کیا اگر کوئی شاذ و نادر مثال دستیاب ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ مراد واقعی تعظیم ہی ہے تو وہ عام محاورہ اہل زبان اور عرف جمہور کے مقابلے میں قابل اتباع اور قابل استناد نہیں۔
بعض مفسرین کی رائے ہے کہ آیہ مذکورہ میں صیغہ جمع سے مراد تکریر فعل ہے اس کی چند مثالیں تحریر فرماتے ہیں راقم کی فہم ناقص ان کے سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔
الف- القیا فی جھنم میں القِ القِ مراد لینے کی کیا ضرورت ہے ؟ جب کہ مخاطب دو ہی ہیں (سائق اور شہید) وجاء ت کل نفس معھا سائق و شھید۔
ب- قفا نبك من ذكرى حبيب و منزل -راقم الحروف نے جب اپنے والد ماجد سے سبعہ معلقہ پڑھی تھی تو خطاب بصیغہ تثنیہ کی تشریح میں انھوں نے فرمایا کہ عرب کے ریگستانوں میں جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا تھا تو کم سے کم تین آدمی مل کر سفر کرتے تھے اور اس عدد کی پابندی بایں مصلحت تھی کہ اگر ایک آدمی اتفاقاً بیمار ہو جائے اور دوسرا اس کے واسطے دوا لینے جائے تو ایک آدمی اس کی حفاظت و نگرانی کرے شاعر جو اس وقت مسافر کی حیثیت سے شعر کہہ رہا ہے اپنے دو ہم سفر رفیقوں سے خطاب کر رہا ہے خواہ وہ فرضی ہی ہوں یہ خطاب ہی فرضی ہے مخاطب نہ دو موجود ہیں نہ ایک - تکریر فعل تو جب مراد لی جائے کہ کوئی مخاطب موجود ہو۔
ج-یا حرسی اضر با عنقه- نگہبانوں کو پکارتے ہیں دو پر نظر پڑی صیغہ تثنیہ ہو گیا- خواہ مخواہ تکریر فعل ہی کیوں مان لی جائے ندا جماعت کو فعل تثنیہ اور مراد صیغہ واحد ؟ بڑی عجیب بات ہے۔
د- قول الاخر - الا فارحمونی یا الله محمد - فان لم اکن اھلا فانت له اھل یہ الاخر معلوم نہیں کون صاحب ہیں اور ادب و شعر میں ان کا کیا درجہ ہے ؟ اگر فارحمو کا واؤ تعظیم کے لئے ہے تو دوسرے مصرع میں تعظیم کیوں نہیں ؟ اور اس واؤ کو ضرورت شعری میں داخل کر دیا جائے تو کیا حرج ہے ؟ صیغہ جمع قرار دیکر تعظیم یا تکریر فعل ہی پر کیوں محمول کیا جائے ارکان شعر میں زحاف واقع ہوتے ہیں انہیں میں ایک

اشباع بھی ہے یعنی حرکت کو اتنا کھینچنا کہ اس کے مناسب حرف علت پیدا ہو جائے مثلاً-من یظلم اللؤ ماء فی تکلیفھم- ان یصبحو ا وھم له اکفاء (متنبی ص ۹) ھمو کا واؤ اشباعی ہے اشباع کی وجہ سے کہیں واحد کا تثنیہ کہیں جمع اور کہیں مذکر کا مؤنث بن جاتا ہے اس کی مثالیں کلام عرب میں عام ہیں-

علیك سلام اللّٰه قیس بن عاصم ورحمته ما شاء ان یترحما

تحیة من غادر ته غرض الردی اذا زارعن شحط بلادك سلما

فما کان قیس هلکه هلك واحد ولکنه بنیان قوم تهدما

(حماسہ ص ۱۱۶) تینوں قافیے تثنیہ کے صیغے ہیں شک کو دور کرنے کے لئے محشی کو تین ا-طور میں لکھنا پڑتا ہے-الالف للاشباع یعنی یہ الف تکریر فعل کے لئے نہیں ہے-

وانا لنحفوا لضیف من غیر عسرة مخافة ان یضری بنا فیعود (حماسه ص ۳۱۷)

قافیہ میں واؤ اشباعی سے جمع کا صیغہ فیعودو بن گیا مگر مراد جمع یا تکریر فعل نہیں ہے-

وکیف تقوم علی راحة کان البحار لها انمل (متنبی ص ۴۱۳)

انی حللت و کنت جد فروقة بلد ایمربه الشجاع فیفزع (حماسه ص ۱۲۲)

تقوموا' فیفزعوا جمع کے صیغے ہیں-

عن الدهر فاصفح انه غیر معتب وفی غیر من قدوارت الارض فاطمع

(حماسہ ص ۱۳۱) اطمعی مؤنث کا صیغہ ہے مگر یہاں مؤنث مراد نہیں-یآایُّها النبیُّ اذَا طلّقْتُمُوا النِّسآءَ (سورہ طلاق) آیت میں خطاب بصیغہ جمع ہے لیکن مفسرین نے اس کو تکریر فعل یا احترام پر محمول نہیں کیا ہے۔

فارسی اور اردو میں ضمیر واحد جس طرح چھوٹوں کے لئے بولی جاتی ہے اسی طرح انتہائے تعظیم و محبت کے موقعہ پر بڑوں کے لیے بھی بولی جاتی ہے-

یاصاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهك المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مختار ہم زیر و بالا تو ہے

محبوب جناب حق تعالی تو ہے

گرداب بلا میں ڈوبتا ہے محسن

اس کشتی کا پار کرنے والا تو ہے -

اور جب کہ حق تعالی کی تمام صفات کمالیہ میں سے اس کی وحدانیت و یکتائی اولین صفت ہے اور

توحید کو دین کا اولین رکن قرار دیا گیا ہے تو اس کی سب سے بہتر تعظیم یہی ہے کہ اس کے لئے ایسا صیغہ اختیار کیا جائے جس میں تعدد کا شائبہ نہ ہو اور اسی طرز خطاب پر جماہیر امت کا عمل چلا آرہا ہے۔

اس کے خلاف جن حضرات کو اپنی رائے کی صحت پر اصرار ہے تو وہ مندرجہ بالا فتوے سے جواز کی سند تو پکڑ لیتے ہیں مگر اس پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس کو حضرت مفتی اعظمؒ نے اولیٰ وافضل فرمایا ہے۔ (اختر حفیظ الرحمان واصف)

کتاب العقائد پانچواں باب

قرآن چھونے کے لئے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز نہیں

سوال: تعلیم الاسلام حصہ سوم کے صفحہ ۴۰ سطر ۲ پر جو لکھا ہوا ہے کہ اگر قرآن مجید پڑھنے یا چھونے یا مسجد میں جانے یا اذان کہنے یا سلام کا جواب دینے کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز نہیں ہے اور دوسرے سوال میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز ہے یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا کیا قرآن مجید بھی بغیر وضو چھونا جائز ہے؟ جیسا کہ اذان پکارنی یا مسجد میں جانا یا اسلام کا جواب دینا یا بغیر ہاتھ لگائے قرآن پڑھنا بغیر وضو کے بھی جائز ہے؟ المستفتی محمد صغیر خاں میاجی مقام او سیا ضلع غازی پور۔

(جواب) قرآن مجید چھونا بغیر تیمم جائز نہیں مگر یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے قرآن مجید کے احترام کے لئے اس کو چھونا بغیر تیمم کے ناجائز ہے اس لئے اس تیمم سے نماز جو عبادت مقصودہ ہے جائز نہیں ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تقریر دلپذیر

کتاب العقائد چودھواں باب

امام ابو حنیفہؒ کی تقلید رسول اللہ ﷺ کی تقلید ہے

حامی شریعت سالک مسالک طریقت قدوۃ الفقہا والمحدثین سند الموحدین الکاملین ماحی شرک و بدعت ظل اللہ الواحد الاحد مولانا و مقتدانا المولوی رشید احمد لازالت شموس فیوضہ بازغۃ محدث گنگوہی دربارہ وجوب تقلید شخصی فی زماننا ہذا و فریضۂ تقلید مطلق۔

---

(۱) ولو تیمم لمس المصحف او لقراءۃ القرآن عند عدم الماء لا تجوز الصلاۃ بہ (حلبی کبیر ص ۷۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(تحریر کردہ) خادم الانام کفایت اللہ نام شاہجہانپوری ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں اتباع اپنے رسول کا فرض فرمایا احادیث تمام اس پر دال ہیں اور یہ بات سب کے نزدیک ہے مگر فہم کی بات ہے کہ اتباع وہ کر سکتا ہے جس نے آپ کی زیارت کی ہو ورنہ بدون حضور آپ کے کیونکر ہو سکتا ہے لہذا فخر عالم ﷺ نے فرمایا ہے - اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم(۱) اور حق تعالیٰ نے فرمایا - فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۲) تو پہلوں سے پچھلوں کو سیکھنا فرض فرمایا - صحابہؓ تابعینؒ نے پڑھا اور اقتدا ان کی کی علیٰ ہذا القیاس تابعین سے تبع تابعین نے پڑھا اور اقتدا کی اور آں حضور ﷺ نے فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (۳) ان قرون کی تعریف سے بھی یہی مطلب ہے کہ تبع تابعین نے تابعین سے سیکھا اور تابعین نے صحابہ سے اور یہ ہر سہ قرون خیر امت ہیں ان سے میر اطریقہ لو کیونکہ ان کی افضلیت بہ سبب ان کے علم و عمل کے ہے اور جو علم و عمل میں اولیٰ ہوتا ہے وہی مقتدا ہوتا ہے پس اب تبعین سنت ہونے پر تحصیل دین محمدی صحابہ سے اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین سے فرض ہوئی علیٰ ہذا آج تک یونہیں قرن بقرن چلا آیا ہے اور حضور انور ﷺ نے فرمایا بلغوا عنی - (۴) سب عالموں کو خطاب فرمایا کہ تبلیغ دین کی کرو تو ہر زمانے میں بعبارت صریح قرآن و حدیث کے علماے دین کی تحقیق اور علم نبوی کا سیکھنا فرض ہوا کیونکہ بدون تقلید پہلوں کے پچھلوں کو ہرگز دین نہیں مل سکتا ہے مشتہر کو دین پہلوں سے معلوم ہوا ہے اس پر کوئی القا نہیں ہوا وحی بند ہو گئی ہے کسی کی بات ماننا اور اس کو صادق جان کر عمل کرنا' یہی معنی تقلید کے ہیں اتنی بات مقلدین و غیر مقلدین سب تسلیم کرتے ہیں مگر غیر مقلدین صرف لفظوں کی تقلید کرتے ہیں کہ پہلوں سے صرف لفظ سن کر قبول کئے اور معانی جو آپ چاہے لگا لئے گو ذہن کے موافق ہوں یا مخالف - سبحان اللہ! صحابہ جو عربی داں تھے فصاحت اور نکات اپنی زبان کے خوب جانتے تھے قرآن و حدیث کے معانی کو حضرت رسول خدا ﷺ سے اور پھر دوسرے صحابہ سے تحقیق کرتے تھے اور مقصد معانی کے سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے -

مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے دس برس میں سورہ بقرہ کو سیکھا آیا حضرت عمرؓ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ؟ الفاظ پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ تفسیر اور معانی قرآن و حدیث کے پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا تابعین اور تبع تابعین اور سب علما کو معانی کی تقلید ضروری تھی مگر چند جہلا کو کچھ حاجت نہ رہی فقط پہلے لوگوں کے لفظ دیکھ کر اپنی رائے سے معانی جو چاہے گھڑ لئے -

احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ اور تابعین قرآن مجید کے متعارض مضامین اور غریب لغات کو

---

(۱) رواہ رزین (مشکاۃ باب مناقب الصحابۃ : ۵/۵۵٤)
(۲) (سورۃ الانبیاء : آیت ۷)
(۳) (ترمذی' باب ماجاء فی فضل من رأی النبی ﷺ : ۲/۲۲۵ ط' سعید)
(٤) (مشکوٰۃ' کتاب العلم : ۱/۳۲)

خوب تحقیق کرتے تھے بہر حال تقلید لفظی اور معنی کی دونوں کی دین میں واجب ہے تو اب حسب ارشاد شارع علیہ السلام تقلید واجب ہوئی اور جو کوئی کسی عالم کی (تابعین سے لے کر آج تک) تقلید کرتا ہے تو تقلید صحابہ ورسول اللہ ﷺ ہے کیونکہ یہ سب وسائط ووسائل آپ کے ہیں سو تابعین اور تبع تابعین کی تقلید اور ان کے شاگردوں کی تقلید اور صحابہ کی تقلید خود رسالت مآب ﷺ کی تقلید ہے تو بالضرورت امام ابو حنیفہ کی تقلید رسول اللہ ﷺ کی تقلید ہوئی اور مقلد امام شافعی وغیرہ کا بھی مقلد حضور ﷺ کا ہوا باوجود اس بات کے کہ تقلید رسول اللہ ﷺ کی بدون صحابہ کے اور تقلید صحابہ کی بدون تابعین کے محال ہے اور قرآن وحدیث میں ان کی تقلید کا حکم مصرح مذکور ہو چکی تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ باری تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کی طرف سے حکم تقلید ائمہ اربعہ کے وجود کے کیا معنی ہیں آیا یہ مقصود ہے؟ کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں خاص کر بنام ابو حنیفہ یا مثلاً امام شافعی کے حکم ہوتا کہ فلاں امام کی تقلید کرنا چاہئے اگر یہ مطلب ہے تو محض دھوکا مسلمانوں کو دینا ہے بخاری و مسلم کے الفاظ کی تقلید کونسی مصرح حدیث یا قرآن کی آیت ہے؟ یا صحابہ میں سوائے چند نام کے کس کے نام کی تصریح آئی ہے؟ اور اگر صحابہ کے قرن میں عموم لفظ اصحابی کالنجوم پر قناعت ہے تو ثم الذین یلونھم اور لفظ اھل الذکر کے عموم میں کیا قباحت دیکھی جو یہاں پر تخصیص اسمی کی ضرورت پڑی؟

اگر مشتہر ہم سے امام ابو حنیفہ یا امام شافعیؒ کی تصریح اسم کی نص مانگتا ہے تو ہم بھی ہر واحد کی صراحت نام کی نص پوچھتے ہیں اور بخاریؒ و مسلم وغیرہما تمام ائمہ حدیث کی تقلید لفظی کی نص صریح طلب کرتے ہیں الغرض یہ سب مغالطہ اور دھوکا ہے اصل بات یہ ہے کہ جیسے صحابہ نے حضرت ﷺ سے دین حاصل کیا ہے ویسے ہی تابعین نے صحابہ سے اور تبع تابعین نے تابعین سے اور جب صحابہؓ کی تقلید کا ارشاد ہوا تو سب ہی صحابہ کا نام لے لیا اور جب تابعین کا علم صحابہ کے علم پر موقوف ہے تو سب تابعین کی تقلید کو ضروری فرمادیا اور علی ہذا القیاس بعد کے قرون میں اور امام ابو حنیفہ بھی تابعین میں سے ہیں چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ایک رسالہ اس باب میں لکھا ہے تو ان کی تقلید نص سے ثابت ہوئی کیونکہ تمام فقہ حدیث اور صحابہ کے اقوال اور افعال سے مستنبط ہے اور علی ہذا القیاس امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ بھی تبع تابعین کے شاگرد ہیں ان کا علم بھی صحابہ کے علم سے مستفاد ہے سو اب کس منہ سے ان کی تقلید کا انکار کیا جا سکتا ہے۔

ہاں البتہ ایک بات باقی رہی مشتہر کا اگر یہ مطلب ہے کہ تقلید سب صحابہ و تابعین کی درست ہے پھر خاص کر ایک کی تقلید کرنی کیا ضرور ہے اور وجوب تقلید ایک ہی شخص کا کس نص میں آیا ہے؟ نص قرآن وحدیث تو علی العموم سب کی تقلید کا ارشاد فرماتے ہیں اور تابعین و تبع تابعین کی طرف سے بھی یہی ظاہر ہے کہ وہ کسی ایک شخص کے شاگرد نہیں بلکہ چند لوگوں سے ان کا علم حاصل ہے بیشک یہ بات قابل التفات ہے۔

اول غور سے یہ بات سنو کہ حدیث اصحابی کالنجوم کے یہ معنی ہیں کہ سارے صحابہ ہر واحد

مثل ستارے کے ہیں تم جس کسی ایک صحابی کی بھی اقتدا کرو گے تو ہدایت پاؤ گے تو مطلب حضور ﷺ کا یہ ہے کہ فقط ایک صحابی خواہ کوئی ہو ہدایت کے لئے کافی ہے یہ معنی نہیں کہ جب سب کی اقتدا کرو گے تو ہدایت پاؤ گے والا فلا مگر ہاں جب ایک کی اقتدا میں ہدایت ہوئی تو اگر چند صحابہ کی اقتدا کرے گا اور مسائل و مواقع متعددہ میں اصحاب متعددہ کی اقتدا ہو گی تو بھی ہدایت ہو گی پس اس حدیث میں آپ نے ایک صحابی کی تقلید کو فرمایا اور زیادہ کو منع نہیں فرمایا اور واقعی مسئلہ مختلفہ میں ایک وقت میں تو ایک ہی کی اقتدا ممکن ہے اوروں کی تقلید نہیں ہو سکتی۔

اور اوپر کی تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ تقلید صحابہؓ کی تقلید رسول اللہ ﷺ کی ہے اور تقلید تابعین کی تقلید صحابی کی ہے علیٰ ہذا یہ حکم جیسا صحابہ کی نسبت ہے ویسا ہی تابعین و تبع تابعین وغیرہم کی نسبت بھی یہی حکم ہے کہ ایک کی تقلید ضرور ہے اور زیادہ کو منع فرمایا تو بہر حال اتباع ایک عالم کا کرنا جس کا نام تقلید شخصی ہے جائز ہوا کہ اس کے کرنے سے دین حاصل ہوتا ہے اور لوگ ہدایت پاتے ہیں اور امر فاسئلوا (الآیہ) کا امتثال پورا حاصل ہوتا ہے اور اصحابی کالنجوم الخ پر کامل عامل بنتا ہے اور اس تقلید میں کوئی کراہت اور ترک اولیٰ نہیں اور مطلق جو کہ مامور ہے یہ بھی ایک فرد ہے اگرچہ دوسرا فرد کہ چند علما کی تقلید کرنا ہے وہ بھی دراصل روا و جائز ہے مثلاً اس تقلید شخصی کے پس مقلد امام ابو حنیفہ و امام شافعی وغیرہما کا مقلد رسول اللہ ﷺ کا ہے ان میں سے کسی کا نام لے کر فرمانے کی ضرورت نہیں کیونکہ جزئیات اور عام کے افراد بحکم صراحت ہوتے ہیں۔

اگر مشتہر کا مذہب کلیہ میں صراحت ایسی ہے تو تمام کلیات اور عمومات واردہ نصوص لغو ہو جائیں کے سب زانی و سارق و غاصب اپنے نام کی تصریحات مانگیں گے جیسا کہ کفار کہا کرتے ہیں کہ خاص ہمارے نام کا حکم نامہ دکھاؤ الحاصل یہ نہایت چرپوز مطالبہ اور واہی بات ہے اور محض دھوکا ہے۔

اور بعد اس کے دوسری بات یہ سنو کہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **ولا تفرقوا بینکم** حکم اتفاق کا مسلمانوں کو دیتا ہے اور اجتماع اور عدم تنازع کو فرض فرماتا ہے اور جو امر تفریق ڈالنے والا ہو اس کو اہل اسلام پر حرام اور منع فرماتا ہے اگرچہ وہ امر مستحب ہو مثلاً جو امر کسی وقت میں مستحب تھا جب اس امر سے مابین مسلمانوں کے عین فساد ہونے لگا تو وہ امر حرام ہو جاتا ہے دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے باندیشہ افتراق امت کے بیت اللہ کی دیوار کو اپنے موقع پر بنے دیا اور خود آپ نے تطویل قراۃ فی الصلوۃ کو مستحب فرمایا تھا کہ عمدہ وہ نماز ہے جس میں قرآن شریف زیادہ پڑھا جاوے اور حضرت معاذؓ نے اس پر عمل کیا تو جب ایک صحابی نے شکایت کی کہ ہم زراعت کرنے والے ہیں معاذ کے طول قراءۃ سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے تو حضرت ﷺ نے حضرت معاذ کو فتان فرمایا اور چھوٹی قراءۃ کو واجب کر دیا کیونکہ فرض ادا کرنے کو ادنیٰ درجہ کافی تھا اور یہ طریقہ موجب اتفاق کا تھا اور دوسرا طریقہ باوجودیکہ مستحسن تھا مگر وقت افتراق کے اس کو فتنہ فرمایا اور اس پر عمل کرنے والے کو فتنہ انگیز فرمایا پس یہ قاعدہ شرع کا ہے کہ اگر ادائے واجب کے دو طریقے

ہوں ایک میں فساد ہوتا ہو اور دوسرے میں اتفاق رہتا ہو تو وہ طریقہ جس میں فساد ہو اختیار کرنا حرام ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ واجب ٹھہرایا جاتا ہے اگرچہ وہ طریقہ جس میں افتراق ہوتا ہے عمل میں عمدہ ہو مگر اس امر عارض سے حرام بنتا ہے۔

اب ان دونوں امر کے بعد جواب اس خدشے کا صاف نکلا کہ تقلید شخصی کرنے والے (اہل ہند مثلاً) اپنے فرض سے فارغ تھے اور امتثال امر خداوندی میں سرگرم اب اگر عدم تقلید شخصی کو کرایا جاتا ہے تو بحکم مقدمہ ثانیہ معلوم ہوا کہ فتنہ وافتراق امت میں ڈالنا ہے لہذا امر ناجائز ہوا اور تقلید شخصی واجب ہوئی لہذا ہم کہتے ہیں کہ اب تقلید شخصی واجب بالغیر ہوئی اور عدم تقلید حرام بالغیر اور جو کچھ فتنہ ونزاع اور اختلاف باہمی اس عدم تقلید میں ہے سب کو نظر آتا ہے اب بفضلہ تعالیٰ وجوب تقلید شخصی بخوبی واضح ہو گیا اور تقلید ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی بالتعیین واجب وثابت نص قرآنی واحادیث نبوی سے ہو گئی کسی مسلمان کو تردد لائق نہیں اور یہ سوال مشتہر کا اصل سب سوالات میں ہے ہمارے جواب کو بہت غور سے دیکھنا چاہئیے کہ بدفہم حجت کے بہت سے خدشے رفع ہو جاتے ہیں فقط۔ واللہ اعلم

الحمد للہ کہ بتاریخ ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ کو تقریر موضح وجوب تقلید شخصی مولانا موصوف کی تمام ہوئی۔

(نوٹ از واصف) حضرت مولانا گنگوہی کی مندرجہ بالا تقریر مفتی کفایت اللہ نے اس زمانے میں قلم بند فرمائی جب کہ مفتی صاحب کا طالب علمی کا زمانہ تھا کیونکہ مفتی صاحب ۱۳۱۵ھ میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے تھے۔

کتاب اللقیط واللقطہ

مسجد سے کسی کی جوتی گم ہو گئی تو......؟

(سوال) زید کی جوتی مسجد میں سے کوئی بدل کر لے جاتا ہے نماز سے فارغ ہو کر جب زید اپنی جوتی تلاش کرتا ہے تو اس کی جوتی نہیں ملتی جس وقت تمام نمازی مسجد میں سے چلے جاتے ہیں تو زید کو ایک جوتی رکھی ہوئی ملتی ہے اور اس کا یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ کوئی بدل کر لے گیا ہے کیا وہ جوتی زید لے سکتا ہے ؟

(جواب ۳) جب اس جوتی کا کوئی مالک نہیں ہے تو زید اسے اس خیال پر کہ یہ اس کی جوتی کا بدل ہے لے سکتا ہے۔　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب اللقیط واللقطہ

جس چیز کا اصل مالک معلوم نہ ہو اس کا کیا کیا جائے ؟

(سوال) زید کی بساط خانے کی دکان ہے بیوپاری جو سودا خریدنے آتے ہیں کبھی اپنی لکھنے کی پینسل اور کبھی

ایک آدھ آنہ بھول جاتے ہیں اور پھر واپس آکر نہ تو وہ خود دریافت کرتے ہیں اور نہ زید کو یہ یاد رہتا ہے کہ کون کون سے بیوپاری اس کی دکان پر آئے تھے جن سے وہ دریافت کرے ان چیزوں کے متعلق زید کے لئے کیا حکم ہے ؟

(جواب ٤) ایسی چیزیں جن کے اصل مالک نہ معلوم ہوں اور نہ مل سکیں صدقہ کردی جائیں۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الطہارۃ دوسرا باب فصل سوم

مسلمان کا جھوٹا پانی پینا افضل ہے

(سوال) زید اپنے پانی پینے کا برتن الگ رکھتا ہے اور دوسرے کے برتن سے پانی پینا بھی گوارا نہیں کرتا اور دوسرے کا پانی پینا پسند نہیں کرتا ایک مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان سے کہاں تک پرہیز کرنا جائز ہے ؟

المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی صاحب محلہ فراشخانہ دہلی

(جواب ٥) یہ پرہیز کس خیال سے کیا جاتا ہے شریعت نے تو ایسے پرہیز کا حکم نہیں دیا ہے مسلمان کا جھوٹا پانی پینا افضل ہے(۲) ہاں اگر کوئی خاص وجہ ہو تو وہ ظاہر کی جائے تو اس کا حکم بتایا جائے۔ محمد کفایت اللہ

کتاب الطہارۃ دوسرا باب فصل چہارم

کیا آنکھ اور کان سے نکلنے والے پانی سے وضو ٹوٹتا ہے ؟

(سوال) رسالہ رکن دین میں بحوالہ غایۃ الاوطار لکھا ہے کہ درد کے ساتھ آنکھ ناک کان سے جو پانی برآمد ہو وہ ناقض وضو ہے اور فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۵ میں ہے کہ آنکھ سے درد کے ساتھ جو ڈھیڈ نکلتی ہے وہ ناقض وضو نہیں ہے تو آیا ڈھیڈ کے معنی نجس پانی ہے یا کوئی اور چیز ؟ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازی پور ۴۲-۵-۱۹

(جواب ٦) آنکھ کان سے نکلنے والی چیز اگر پانی سے مختلف ہے یعنی پیپ یا کچلہو ہے تو بہر حال ناقض ہے خواہ درد ہو یا نہ ہو اور اگر پانی ہے اس میں کوئی رنگ یا بدبو نہیں ہے پانی کی طرح صاف شفاف ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ پانی بیماری سے نکلا یا درد کے ساتھ نکلا تو ناقض ہے اور اگر بیماری سے نہیں نکلا یا درد

---

(۱) ندب رفعها لصاحبها و وجب عند خوف ضياعها فان اشهد عليه و عرف الي ان علم صاحبها لا يطلبها او انها تفسد ان بقيت كالا طعمة كانت امانة والا تصدق بها على فقير الخ (تنوير الابصار مع الدر المختار : ٤/٢٧٨)

(۲) سؤر الادمي وما يؤكل لحمه طاهر لان المختلط به اللعاب وقد تولد من لحم طاهر و يدخل في هذا الجواب الجنب والحائض (هداية ۱/٤٥ شركت علميه ملتان)

نہیں ہے تو ناقض نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

کتاب الطہارۃ دوسرا باب فصل چہارم

قرآن چھونے کے لئے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز نہیں

(سوال) تعلیم الاسلام حصہ سوم کے صفحہ ۴۰ سطر ۲ پر جو لکھا ہوا ہے کہ اگر قرآن مجید پڑھنے یا چھونے یا مسجد میں جانے یا اذان کہنے یا سلام کا جواب دینے کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز نہیں ہے اور دوسرے سوال میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز ہے یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا کیا قرآن مجید بھی بغیر وضو چھونا جائز ہے؟ جیسا کہ اذان پکارنی یا مسجد میں جانا یا سلام کا جواب دینا یا بغیر ہاتھ لگائے قرآن مجید پڑھنا بغیر وضو کے بھی جائز ہے۔ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی۔ مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۷) قرآن مجید چھونا بغیر تیمم جائز نہیں مگر یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے قرآن کریم کے احترام کے لئے اس کو چھونا بغیر تیمم کے ناجائز ہے اس لئے اس تیمم سے نماز جو عبادت مقصودہ ہے جائز نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ

کتاب الطہارت دوسرا باب فصل چہارم

بیماری کی وجہ سے اگر جنابت کا غسل نہ کر سکا ...

(سوال) ایک شخص کو بخار کی حالت میں احتلام ہو جائے اور وہ کپڑا بدل کر استنجا کر کے غسل کے بدلے تیمم کر لے اور نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کر لے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ یا تندرست ہو کر دوبارہ ادا کرنی ہو گی؟ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی۔ مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۸) اگر بیماری کی وجہ سے غسل کرنے میں مضرت کا اندیشہ ہو تو تیمم کر لے اور نماز کے وقت وضو کر کے نماز پڑھنا جائز ہے اور نماز ہو جائے گی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) کما لا ینقض لو خرج من اذنه و نحوها کعینه و ثدیه قیح و نحوه کصدید و ماء سرة و عین لا بوجع وان خرج به ای بوجع نقض لأنه دلیل الجرح فدمع بعینه رمد او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر والناس عنه غافلون (الدر المختار مع الرد: ۱/ ۱۴۷-۱۴۸)

(۲) ولو تیمم لمس المصحف او لقراءة القرآن عند عدم الماء لا تجوز الصلاة به (حلبی کبیر: ۷۲ ط لاهور)

(۳) ولو کان الماء یجد الماء الا انه مریض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه تیمم ولو خاف الجنب ان اغتسل ان یقتله البرد أو یمرضه تیمم بالصعید (هدایة باب التیمم ۱/ ۴۹ ط شرکت علمیه لاهور)

کتاب الطہارت پانچواں باب متفرقات

نجاست خفیفہ کیا ہے؟ چوتھائی عضو سے کیا مراد ہے؟

(سوال) نجاست خفیفہ کیا ہے اور کتنی مقدار تک معاف ہے؟ چوتھائی عضو سے کیا مراد ہے؟
المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی صاحب محلہ فراشخانہ دہلی ۵-۱۱-۲۷

(جواب ۹) جیسے گائے بکری بھینس کا پیشاب دودھ پیتے لڑکے کا پیشاب جو سوائے دودھ کے اور کچھ کھانے نہ لگا ہو (۱) چوتھائی عضو سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ کندھے تک اور پاؤں ران تک ایک عضو ہے اس کی چوتھائی تک معاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الطہارت پانچواں باب متفرقات

اگر کھانے پینے کی چیز میں چوہے کی مینگنیاں گر جائیں تو کیا کریں گے؟

(سوال) اگر کھانے یا پینے کی چیز میں چوہے کی مینگنیاں گر جائیں تو کھانے پینے کی چیز نجس تو نہیں ہوتی؟
المستفتی شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی

(جواب ۱۰) چوہے کی مینگنیاں بمقدار ایک تولے کے ہوں تو اس چیز کو ناپاک کر دیں گی اور دس پانچ مینگنیاں ناپاک نہیں کریں گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کتاب الصلوٰۃ پہلا باب

محلہ کے قریب نماز کے لئے اذان کہنی جائز ہے

(سوال) جس جگہ کے لئے اذان محلہ کی کفایت کرتی ہے اگر اس جگہ بھی اذان پکار کر نماز پڑھی جائے تو کیسا ہے؟ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی۔ مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۱۱) ایسی جگہ بھی اذان کہنی جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) واما القسم الثاني وهي النجاسة الخفيفة فكبول الفرس وكذا بول كل ما يوكل لحمه من النعم الا هليه والوحشية الغنم والغزال وخرء طير لا يوكل (مراقي الفلاح على هامش حاشية ۹۲،۹۱ ط مصر) وعفي دون ربع جميع بدن وثوب ولو كبيرا هو المختار (قال في الشامية) اعلم انهم اختلفوا في كيفية اعتبار الربع على ثلاثة اقوال فقيل ربع طرف اصابته النجاسة كالذيل والكم والدخريص ان كان المصاب ثوبا وربع العضو المصاب كاليد والرجل ان كان بدنا وصححه في التحفة والمحيط والمجتبى والسراج وفي الحقائق وعليه الفتوى (رد المحتار مع الدر ۱ / ۳۲۱)
نوٹ: دودھ پیتے بچے کے پیشاب کو حضرت مفتی صاحب نے نجاست خفیفہ میں شمار کیا ہے جب کہ دوسرے فقہاء نے انسان کے پیشاب کو نجاست غلیظہ شمار کیا ہے دودھ پیتا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔
(۲) وطحن بعر الفارة مع الحنطة ولم يظهر اثره يعفى عنه للضرورة (رد المحتار مع الدر ۱ / ۳۱۹)
(۳) فان صلى في بيته في المصر يصلي باذان واقامة ليكون الاداء على هيئة الجماعة وان تركها جاز لقول ابن مسعود اذان الحي يكفينا (هداية ۱ / ۹۲ شركت علميه ملتان)

کتاب الصلوٰۃ دوسرا باب

(منقول از تعلیم الاسلام حصہ چہارم)

نماز کے اوقات مکروھہ ....

(سوال) نماز کس کس وقت پڑھنا مکروہ ہے ؟

(جواب ۱۲)(۱) صبح صادق ہونے کے بعد فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ فرضوں سے پہلے نفل کی نماز مکروہ ہے (۲) فجر کے فرضوں کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے (۳) عصر کے فرضوں کے بعد آفتاب کے متغیر ہونے سے پہلے پہلے نفل نماز مکروہ ہے۔(۱)

لیکن مذکورہ تین وقتوں میں فرض نماز کی قضا اور واجب نماز کی قضا اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بلا کراہت جائز ہے۔

(۴) اور آفتاب نکلنا شروع ہونے سے ایک نیزہ بلند ہونے تک' (۵) اور ٹھیک دوپہر کے وقت (۶) اور آفتاب متغیر ہو جانے سے غروب ہونے تک ہر نماز مکروہ ہے۔(۲)

ہاں اگر اسی دن کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو اسے آفتاب متغیر ہونے اور غروب ہونے کی حالت میں بھی پڑھ لینا جائز ہے۔

(۷) خطبہ (جمعہ و عیدین) کے وقت سنت اور نفل نماز مکروہ ہے۔

آفتاب کے متغیر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب آفتاب سرخ ٹکیہ کی طرح ہو جائے اور اس پر نظر ٹھہرنے لگے تو سمجھو کہ آفتاب متغیر ہو گیا۔

کتاب الصلوٰۃ دوسرا باب

(حصہ مولانا ریاست علی بجنوری مکتبہ رحمت دیوبند)

موسم گرما میں ظہر کی نماز کا وقت مستحب ....

(سوال) گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز کا مستحب وقت کونسا ہے ؟ رسول اللہ ﷺ نے موسم گرما میں کس وقت ظہر کی نماز پڑھی ہے ؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۳) واضح ہو کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں ایسے وقت پڑھنا مستحب ہے کہ گرمی کی شدت کم

---

(۱) وکرہ نفل قصداً ولو تحیۃ مسجد وکل ما کان واجباً لا لعینہ بل لغیرہ وھو ما توقف وجوبہ علی فعلہ کمنذور ورکعتی طواف و سجدتی السھو والذی شرع فیہ ثم افسدہ ولو سنۃ الفجر بعد صلاۃ فجر و صلاۃ عصر لا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وتراً و سجدۃ تلاوۃ و صلاۃ جنازۃ وکذا الحکم من کراھۃ نفل و واجب بغیرہ لا فرض و واجب لعینہ بعد طلوع فجر سوی سنتہ لشغل الوقت بہ تقدیراً و عند خروجہ لخطبۃ الی تمام صلاتہ (الدر المختار مع الرد ۱ / ۳۷۴ و ۳۷۵)

(۲) وکرہ تحریماً صلاۃ مطلقاً ولو قضاء او واجبۃ او نفلاً او علی جنازۃ و سجدۃ تلاوۃ و سھو مع شروق واستواء و غروب الا عصر یومہ (الدر المختار مع الرد ۱ / ۳۷۰ و ۳۷۳)

ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ بھی ظہر کو گرمی میں مؤخر کر کے پڑھتے تھے اور آپ نے مؤخر کرنے کا حکم بھی فرمایا-بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے-**عن رسول اللہ ﷺ انہ قال اذا اشتد الحرفا بردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحرمن فیح جہنم** (۱) (ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے (یعنی اس لپٹ سے بچنا چاہئے) **وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ابردوابا لظہر فان شدۃ الحرمن فیح جہنم (رواہ البخاری)** (۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے-**وعن ابی ذر قال اذن مؤذن النبی ﷺ الظہر فقال ابرد ابرد اوقال انتظر انتظر وقال شدۃ الحرمن فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوۃ حتی رأینا فی التلول (رواہ البخاری)** (۳) ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر- یا فرمایا انتظار کر انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے تو جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کیا کرو حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ اسی طرح آپ نے اتنی تاخیر فرمائی کہ ہم نے ریگ کے تودوں کا سایہ دیکھ لیا- قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ تل اس کو کہتے ہیں کہ زمین پر ریگ مٹی وغیرہ جمع ہو جائے اور پھیلی ہوئی سی ہوتی ہے اکثر بلند نہیں ہوتی اور اس کا سایہ وقتیکہ ظہر کے وقت کا اکثر حصہ نہ گزر جائے نہیں ظاہر ہوتا-

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز گرمی کی شدت کے زمانے میں مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے امام بخاری نے بھی اسی لئے باب اس طرح منعقد کیا ہے-**باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر** اور پھر ان حدیثوں کو لا کر گویا ترجمہ کو اچھی طرح ثابت کر دیا اسی واسطے ہمارے فقہائے حنفیہ نے گرمی میں تاخیر کو مستحب کہا ہے مراقی الفلاح میں ہے **ویستحب الابراد بالظہر فی الصیف** (۴) در مختار میں ہے **والمستحب تاخیر ظہر الصیف** (۵) اسی طرح اور بھی کتب فقہ میں ہے اور تاخیر کی حد یہ ہے کہ ایک مثل سایہ ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے جب تک ایک مثل سایہ نہ ہو تاخیر کا اختیار ہے اور بخاری کی روایت فی التلول اس کی مؤید ہے- کتبہ محمد کفایت اللہ غفا عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی- الجواب صحیح خادم حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب- محمد وصیت علی مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی-بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی- محمد ابراہیم دہلوی (واعظ)

---

(۱) الصحیح للامام البخاری ۱/ ۷۶ ط قدیمی
(۲) الصحیح للامام البخاری ۱/ ۷۷ ط قدیمی
(۳) الصحیح للامام البخاری ۱/ ۷۶-۷۷ ط قدیمی
(۴) مراقی الفلاح علی ہامش حاشیہ ص ۱۰۷ ط مصر
(۵) الدر المختار مع الرد ۱/ ۳۶۶

کتاب الصلوۃ تیسرا باب فصل دوم

(عطیہ مولانا ریاست علی بجنوری - مکتبہ رحمت دیوبند)

امام مسجد سے پہلے مسجد میں جماعت کرانے والا گنہگار ہوگا

(سوال) امام مسجد جب کہ وقت مستحب پر نماز پڑھتا ہو تو اس سے پہلے مسجد میں جماعت کر لینا کیسا ہے؟ اور جو امام مسجد سے پہلے نماز پڑھا دے اس کی امامت کیسی ہے؟

(جواب ۱٤) امام مسجد سے پہلے جماعت کر لینا ناجائز ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف ہے حدیث شریف میں ہے ولا یؤم الرجل الرجل فی سلطانہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں پس تقدم بکند بر والی تا آنکہ در روایتے است مثل امام اعظم و خلفاء و حکام وے خصوص امام راعیاد و جمعہ و نہ بر امام حی و صاحب خانہ مگر باذن ایشاں - زیرا کہ ایں مقتضی میگردد بہ سست گردانیدن امر سلطنت و عزت و مؤدی می شود بہ تباغض و تقاطع و ظہور خلاف کہ شرعیت جماعت برائے دفع آن است انتہی - یعنی بادشاہ اور اس کے نائبوں اور امام مسجد اور صاحب خانہ کی امامت کے مواقع میں بغیر ان کی اجازت کے امامت ہرگز نہ کرنی چاہئے کیونکہ اس سے ہیبت سلطنت میں نقصان واقع ہوگا اور آپس میں بغض و نفاق پیدا ہوگا حالانکہ جماعت انہیں باتوں کو دفع کرنے کے لئے مشروع و مقرر ہوئی ہے - ترمذی شریف میں ہے لا یؤم الرجل فی سلطانہ (الحدیث) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں - فی سلطانہ ای فی موضع یملکہ او یتسلط علیہ بالتصرف کصاحب المجلس وامام المسجد فانہ احق بہ من غیرہ وان کان افقہ انتہی اور صاحب منزل اور امام مسجد کی اجازت پر بھی بعض صحابہ امامت نہیں کرتے تھے مالک بن الحویرث کا قصہ ترمذی میں موجود ہے کہ باوجود اجازت کے انہوں نے نماز نہ پڑھائی اور حدیث متقدم کو دلیل میں پیش کیا پس بمقتضائے فرمان واجب الاذعان پیغمبر خدا ﷺ امام مسجد سے پہلے نماز پڑھنے والے گنہگار ہیں کیونکہ اس کی موجودگی میں جب ان کو نماز پڑھنا ممنوع ہے تو اس سے قبل اس کی جماعت کو متفرق کرنا اور اختلاف پیدا کر دینا تو سخت ممنوع ہونا چاہئے اسی واسطے فقہاء نے لکھا ہے کہ امام راتب سے پہلے جماعت کرنے والوں کی جماعت مکروہ ہوگی کیونکہ اقامت جماعت کا حق اسی کو ہے واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمد کفایت اللہ غفی عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - الجواب صحیح خادم حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی - محمد وحیت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - محمد ابراہیم دہلوی (واعظ)

نوٹ از واصف
متعلقہ کتاب الصلوٰۃ چوتھا باب فصل دوازدہم

اقول و باللہ التوفیق۔واضح ہو کہ یہ رخصت جو دی گئی ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کو مغرب کی طرف رخ کر لینا کافی ہے یہ محض نماز پڑھنے والوں کے لئے ہے لیکن مسجد تعمیر کرنے والوں پر صحیح سمت قبلہ متعین کر کے مسجد کا رخ اس کے مطابق کرنا تاحد امکان ضروری ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ زمانے میں جبکہ سائنس ریاضی اور دیگر علوم و فنون معراج کمال پر پہنچے ہوئے ہیں ہر قسم کے لطیف ترین آلات ایجاد ہو چکے ہیں بہترین نقشے موجود ہیں بحر و بر کے گوشے گوشے کا سروے ہو چکا ہے سمندروں کی تہہ میں سوراخ کئے جا رہے ہیں ہوا کے طبقات کی پیمائش ہو چکی ہے قبلہ کی جہت متعین کرنا دشوار نہیں ہے ہوائی جہاز پانی کے جہاز بغیر سمتوں کی تعیین کے نہیں چل سکتے صرف پانچ چھ گھنٹے میں دہلی سے مکہ معظمہ تک آدمی بذریعہ طیارہ پہنچ سکتا ہے۔

ایک طرف تو یہ حقیقت پیش کی جاتی ہے کہ مسلمان تمام عالم کے معلم ہیں۔انہوں نے علوم و فنون کی جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں انہیں کی بنیاد پر آج دنیا بام ترقی پر پہنچی ہے اور دوسری طرف یہ امر کس قدر حیرت انگیز ہے کہ جس عمارت کی تعمیر کے لئے اعلیٰ درجے کے انجینئر اور ماہر صناع بلائے جا سکتے ہیں اور نہ صرف تعمیر پر بلکہ اس کی تزئین پر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کئے جا سکتے ہیں اس کی جہت قبلہ درست کرنا دشوار ہے۔

لوگوں نے فقہاء کے حکم رخصت کو سمجھنے میں غلطی کی اور ان کے دلوں میں تعیین سمت قبلہ کی اہمیت نہیں رہی سہل انگاری سے کام لیا ایسی اہم اور بنیادی چیز کو جاہل معماروں کے سپرد کر کے مطمئن اور غافل ہو گئے اس کا لازمی اور افسوسناک نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مسجدیں جہت قبلہ کے مطابق نہیں ہیں مثلاً دہلی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی جامع مسجد جس کی سمت قبلہ صحیح نہیں ہے۔

دہلی میں اسلامی عہد کی جو قدیم مساجد شاہجہانی عہد سے قبل کی تعمیر شدہ ہیں ان کی سمت قبلہ قطب نما کے مطابق ہے شاہجہانی جامع مسجد کی سمت قبلہ مساجد سے مختلف اور صحیح تر ہے شاہجہانی جامع مسجد کے بعد کی عام مساجد شاہجہانی جامع مسجد کے مطابق ہیں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی نو تعمیر جامع مسجد نہ شاہجہانی جامع مسجد کے مطابق ہے نہ قدیم مساجد کے مطابق۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ فداہ ابی وامی کا مدینہ منورہ کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ۔مابین المشرق والمغرب قبلۃ قواعد ریاضیہ کی تغلیط کرتا ہے اس سلسلے میں کتاب الخطط للمقریزی کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ "امیر مصر احمد بن طولون نے جب مصر میں جامع مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو چند ماہرین ہندسہ کو مدینہ طیبہ بھیج کر پہلے مسجد نبوی کی سمت قبلہ کو آلات رصدیہ کے ذریعے جانچا معلوم ہوا کہ آلات کے ذریعے نکالے ہوئے خط سمت قبلہ سے مسجد نبوی کی سمت دس درجہ مائل بجنوب ہے (بغیۃ الاریب ص ۸۲)

نیز روایت مذکورہ کی صحت میں شک ہے اول تو احمد بن طولون کو مصر میں مسجد بنانی تھی تو مسجد نبوی کی سمت معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ دوسرے یہ کہ وہ کونسے آلات اور وہ کون سے ماہرین تھے جنہوں نے دس درجہ فرق نکال دیا حالانکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں ایک ہی نصف النہار پر واقع ہیں صرف ایک دقیقہ یعنی ایک درجہ کا ساٹھواں حصہ فرق ہے مدینہ طیبہ کا طول البلد ۳۹ درجہ ۵۳ دقیقہ ہے اور مکہ معظمہ کا طول البلد ۳۹ درجہ ۵۴ دقیقہ ہے وقت میں صرف ۴ سیکنڈ کا فرق (یکم جنوری کو) ہے مدینہ طیبہ کا نصف النہار یکم جنوری کو چودہ بجکر ترپن منٹ اٹھائیس سیکنڈ پر ہے اور مکہ معظمہ کا نصف النہار چودہ بجکر ترپن منٹ چوبیس سیکنڈ پر ہے - آفتاب جب کہ ایک درجہ کو چار منٹ میں طے کرتا ہے تو ایک دقیقہ کو چار سیکنڈ میں طے کرے گا -

اور پھر جب مدینہ منورہ اور قاہرہ کے طول بلد و عرض بلد ایک نہیں ہیں تو اپنی مسجد کو بھی دس درجہ مائل بجنوب بنانے کے کیا معنی ہیں ؟ **اقتداء منه بمحراب مسجد رسول الله** ﷺ کا کیا مطلب ہے ؟

اب رہا صحت نماز کا مسئلہ تو اس سے ہمیں انکار نہیں مولانا تھانویؒ نے بحوالہ حاشیہ بحر ایک طرف چوبیس درجہ تک انحراف کی صورت میں صحت صلوٰۃ کا فتویٰ دیا ہے (فتاویٰ دار العلوم دیوبند مکمل مبوب جدید جلد اول و دوم ص ۸۲) لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کون بتائے گا کہ درجہ کیا چیز ہے ؟ دقیقہ کیا ہے ؟ اور پھر جب کہ اصطلاحات ریاضی اور آلات رصدیہ سے اس قدر بیزاری ہو تو وہ موٹے موٹے آثار و نشانات کیا ہیں جن کو عوام جانتے اور سمجھتے ہیں ؟ رفتار شمس و قمر اور قطب وغیرہ مشہور ستاروں کو کتنے آدمی پہچانتے ہیں ؟ کتنے آدمی ہیں جو طول بلد و عرض بلد کو جانتے ہیں ؟ یہاں پھر وہی بات علم نجوم علم ہیئت اور علم ہندسہ کی آپڑتی ہے -

مقصد ہے ناز و غمزہ وے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر
ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

مابین المغربین

آفتاب خط استوا پر ۲۱ مارچ اور ۲۱ ستمبر کو گزرتا ہے ۲۱ مارچ کے بعد شمال کی طرف چل کر ۲۱ جون کو خط سرطان تک پہنچتا ہے پھر جنوب کی طرف چل کر ۲۱ ستمبر کو خط استوا پر اور ۲۱ دسمبر کو خط جدی پر پہنچتا ہے - خط سرطان اور خط جدی کے درمیان عرض کا فاصلہ ۴۷ درجے ہے (۴۸ نہیں) مابین المغربین سے یہی فاصلہ مراد ہے -

مکہ معظمہ کا عرض بلد ۲۱ درجہ ۲۵ دقیقہ شمالی ہے اور مدینہ طیبہ کا عرض بلد ۲۴ درجہ ۳۳ دقیقہ

شمالی ہے مغارب کا آخری نقطہ ½-۲۳ درجہ تک ہے۔
رسائل الارکان کی عبارت جو فتاویٰ دارالعلوم میں ص ۸۳ پر منقول ہے وہ یہ ہے۔ ولھذا افتوا ان الانحراف المفسد ان یتجاوز المشارق والمغارب۔
اوپر انحراف کی گنجائش ۲۴ درجہ تک بتائی گئی ہے یہ ۲۴ درجے کہاں سے شمار کئے جائیں گے؟ اگر شمال کی طرف مکہ معظمہ سے بقدر ۲۴ درجے انحراف مراد ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دہلی میں کوئی شخص ماسکو کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور اگر ۲۴ درجے خط استوا سے شمار کئے جائیں تو دہلی کے مصلی کا رخ مدینہ طیبہ کی طرف ہونے کی صورت میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور تجاوز عن المغارب تو ½-۲۳ درجے سے بعد ہو جاتا ہے کیونکہ خط سرطان اور خط جدی کا درمیانی فاصلہ ۴۷ درجے ہے مدینہ منورہ خط سرطان سے ۳-۱ باہر ہے۔
جہت قبلہ کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں کہ "ایک خط جو کعبہ پر سے گزرتا ہوا جنوب و شمال پر منتہی ہو جائے اور نمازی کے وسط جبہہ سے ایک خط مستقیم نکل کر اس پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے کہ اس سے موقع تقاطع پر دو زاویہ قائمہ پیدا ہو جائیں وہ قبلہ مستقیم ہے۔ اور اگر نمازی اتنا منحرف ہو کہ وسط جبہہ سے نکلنے والا خط تقاطع کر کے زاویہ قائمہ پیدا نہ کرے بلکہ حادہ یا منفرجہ پیدا کرے لیکن وسط جبہہ کو چھوڑ کر پیشانی کے اطراف میں کسی طرف سے نکلنے والا خط زاویہ قائمہ پیدا کر دے تو وہ انحراف قلیل ہے اس سے نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر پیشانی کے کسی طرف سے بھی ایسا خط نہ نکل سکے جو خط مذکور پر زاویہ قائمہ پیدا کر دے تو وہ انحراف کثیر ہے اس سے نماز نہ ہو گی اور علمائے ہیئت و ریاضی نے انحراف قلیل و کثیر کی تعیین اس طرح کی ہے کہ ۴۵ درجے تک انحراف ہو تو قلیل اور اس سے زائد ہو تو کثیر ہے اور کثیر مفسد صلوۃ ہے (فتاویٰ دارالعلوم جدید اول و دوم ص ۸۷)
اللہ اکبر! کس قدر دقائق ہیں عوام تو عوام خواص کو بھی ان کے سمجھنے کے لئے بڑی محنت اور جانفشانی کرنی پڑے گی دہلی سے مکہ معظمہ کے خط نصف النہار تک جانے والا خط مستقیم کسی طرح مکہ معظمہ پر زاویہ قائمہ پیدا نہیں کر سکتا بلکہ مکہ معظمہ سے بجانب شمال ۵۳-۲۸ عرض بلد پر تقاطع کر کے زاویہ قائمہ پیدا کرے گا اور مدینہ طیبہ کا عرض البلد ۲۳-۲۴ ہے گویا دہلی کا قبلہ مستقیم مدینہ منورہ سے بھی بقدر چار درجہ دو دقیقے بجانب شمال منا ہوا ہے۔
اب یہاں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں (۱) انحراف قلیل و کثیر کی جو تعیین علمائے ہیئت و ریاضی نے کی ہے کیا فتوی کی بنیاد ان کی تعیین پر ہے؟ (۲) پیشانی دونوں کانوں کے درمیان پیمائش میں زیادہ سے زیادہ کتنی ہوتی ہے؟ (۳) پیشانی کے اطراف کے خطوط مستقیم جو مکہ معظمہ کے نصف النہار پر تقاطع کر کے زاویہ قائمہ پیدا کر دیں اس انحراف کی مقدار کتنے درجوں تک ہے؟ جس سے زائد انحراف مفسد صلوۃ ہے کیا دہلی کے نمازی کا اگر ماسکو کی طرف رخ ہو تو استقبال فوت نہیں ہو گا؟ اور نماز صحیح ہو جائے گی؟

احقر کا فہم ناقص ان نواحض کو سمجھنے سے قاصر ہے فقہا کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا بھی کس قدر دشوار ہے بیشک جہاں دشواری پیش آئے وہاں رخصت سے فائدہ اٹھاؤ؟ لیکن مسجد جیسی دائمی و مؤبد عبادت گاہ کو غلط بنادینا اور نمازیوں کو مجبور کردینا کہ وہ ہمیشہ رخصت ہی سے فائدہ اٹھاتے رہیں یہ سہل انگاری اور استخفاف نہیں تو کیا ہے؟

اگر ۲۴ درجے تک کے انحراف سے ۲۴ درجے کے زاویہ تک کا انحراف مراد ہے تو دہلی سے مکہ معظمہ کے شمال کی طرف ۲۴ کے زاویہ کا جو خط کھینچا جائے وہ قبرص پر سے گزرے گا اور ۴۵ کے زاویہ کا خط پیرس سے گزرے گا اور جنوب کی طرف ۲۴ کے زاویہ کا خط بحر عرب پر سے گزرتا ہوا حبشہ پر سے گزرے گا اور ۴۵ کا خط موز نبیق سے بھی جنوب کی طرف ہٹا ہوا گزرے گا۔

ادلہ ظاہرہ معتادہ

اس کی شرح یوں کی گئی ہے کہ " بلاد بعیدہ میں جہاں کہیں حضرات صحابہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں یا آپ کے بعد پہنچے ہیں وہاں نمازیں ادا کرنے اور مستقل قیام کی صورت میں مساجد بنانے میں ان حضرات سے کہیں منقول نہیں کہ آلات رصدیہ سے کام لے کر سمت قبلہ متعین کی ہو بلکہ موٹے موٹے آثار و نشانات اور شمس و قمر اور قطب وغیرہ مشہور و معروف ستاروں کی پہچان سے ایک اندازہ قائم کر کے محض تحری و تخمینہ سے سمت قبلہ متعین فرمائی ہے"(فتاوی دارالعلوم اول ودوم ص ۸۰)

مندرجہ بالا عبارت کا مطلب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ موٹے موٹے آثار و نشانات ہر ایک عامی شخص بھی جانتا ہے اور ان موٹے موٹے آثار و نشانات سے سمت قبلہ معلوم کرنا اتنا آسان ہے کہ کسی راہگیر کو راستے میں سے پکڑ لاؤ اور سمت قبلہ درست کرالو نہ آلات کی ضرورت نہ کچھ حساب لگانے کی ضرورت کیا واقعی تحری کی یہی تعریف ہے؟

یہاں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص تحویل آفتاب نقطہ ہائے مشارق و مغارب دائرہ عظیمہ و صغیرہ قوس زاویہ قائمہ حادہ منفرجہ اور نصف النہار وغیرہ فنی اصطلاحات سے واقف نہ ہو وہ کیا کرے گا ان موٹے موٹے آثار و نشانات کے سمجھنے کے لئے بھی بڑی دقت نظر اور دماغ سوزی کی ضرورت موٹے موٹے آثار و نشانات کے بجائے اگر قدرتی آثار و نشانات کہا جائے تو معاملہ واضح ہو جاتا ہے تمام علوم و فنون کی بنیاد انہیں قدرتی آثار و نشانات پر ہے صحابہ نے انہیں بنیادی چیزوں سے کام لیا ادلہ ظاہرہ معتادہ کا ترجمہ

"موٹے موٹے آثار و نشانات" کرنے سے بڑی غلط فہمی پیدا ہو گئی۔

تحری

کسی چیز کا منقول و مذکور نہ ہونا اس کے عدم کی دلیل نہیں ہے لیکن اگر راویوں کی اس رائے کو صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ آلات سے کام لیا نہ کوئی حساب لگایا محض اٹکل سے مساجد کی سمت قبلہ متعین فرمادی تو روشن ضمیر بیدار مغز صحابہ جن کی آنکھیں براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے منور تھیں ان کی تحری کی طرح ہماری تحری نہیں ہو سکتی نیز یا سارية الجبل کا واقعہ یاد کرو (سیرۃ عمر بن الخطاب علامہ ابن جوزی مصری ص ۱۴۹) عرب کے ریگستانوں میں سفر کرنے والے عوام بھی ستاروں سے راستے اور سمتیں معلوم کرتے تھے یہاں شہروں کے باشندوں کو ستاروں کی پہچان نہیں ہے کسی پیش نظر ستارے کا نام بھی نہیں بتا سکتے۔

سمت قبلہ معلوم کرنے کا طریقہ

قبل اس کے کہ آپ اپنے شہر میں سمت قبلہ قائم کرنے کا ارادہ کریں ضروری ہے کہ پہلے جہات اربعہ معلوم کریں اس کے لئے بہترین اور قدرتی طریقہ دائرہ ہندیہ ہے جس سے جغرافیائی قطبین کے مطابق جہات اربعہ دریافت ہو سکتی ہیں قطب نما کا استعمال اس کے لئے معتبر نہیں کیونکہ مقناطیسی قطبین علیحدہ ہیں اور جغرافیائی قطبین اور ہیں یعنی یہ سمجھ لینا صحیح نہیں کہ قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب جنوبی کی جہت بتائے گی۔

دو سو بائیس برس کا عرصہ ہوا کہ لندن میں یہ مقناطیسی سوئی ٹھیک شمال اور جنوب کو بتلاتی تھی لیکن ۱۶۶۰ء سے وہ سرا جو شمال کی جانب رہتا تھا وہ تھوڑا سا مغرب کی طرف مائل ہوا اور یہ میلان ۱۸۱۸ء تک برابر بڑھتا رہا اور جب اس کا انفراج ٹھیک خط شمالی سے اپنی غایت کی حد پر پہنچا تو پھر مراجعت شروع ہوئی پس یہ جو انفراج مقناطیسی سوئی کا خط شمالی و جنوبی سے ہوتا ہے اس کو انحراف اور جہازی محکمہ والے انقلاب کہتے ہیں۔

لندن میں یہ انحراف ۱۸۱۸ء میں تقریباً ۲۵ درجہ تھا اور ۱۸۷۷ء میں ۱۹ درجہ ۳ دقیقہ باقی ہے یعنی قطب نما کا وہ سرا جو ٹھیک شمال کی طرف ہوتا تھا بجائے اس کے وہ مغرب کی طرف بقدر ۱۹ درجہ ۳ دقیقہ کے مائل ہے پس جب اس انحراف کی مقدار معلوم ہو جائے تو اس کو حساب میں لگا کر کمپاس کے صحیح نقطے دریافت کر سکتے ہیں (جغرافیہ ریاضیہ منشی ذکاء اللہ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

۱۹۱۲ء کیو کی رصد گاہ میں دیکھا گیا تو انحراف مغرب کی طرف ۳۰-۴۶-۱۵ تھا۔

ایضاً کلکتہ میں مشرق کی طرف ۴۴-۰

ایضاً بمبئی میں مشرق کی طرف ۱۲-۵۱-۰

۱۵۸۰ء لندن میں انحراف بجانب مشرق ۱۵-۱۱

۱۶۵۹ء لندن میں انحراف بالکل نہیں
۱۸۲۰ء لندن میں انحراف بجانب مغرب ۲۴-۳۰°
۱۹۴۵ء لندن میں انحراف بجانب مغرب ۵۱-۹°
(انٹر میڈیٹ فزکس ڈاکٹر جی ایل وتہ دہلی - مطبوعہ ۱۹۶۰ء)

پس اگر قطب نما سے کام لینا ہو تو پہلے محکمہ موسمیات سے (جس کا صدر دفتر دیرہ دون میں ہے) قطب نما کی سوئی کا انحراف معلوم کیجئے کہ اس وقت اس کا انحراف ہے یا نہیں ؟ اور ہے تو کتنا ہے ؟ اس کو حساب میں ملحوظ رکھیے ورنہ سیدھا قدرتی طریقہ تو دائرہ ہندیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں جب کہ دن بڑا اور دھوپ تیز ہو اور فضا صاف ہو مثلاً ۲۲ ، ۲۳ جون کو زمین پر سطح ہموار کر کے ایک دائرہ کھینچیے اور اس کے مرکز میں ایک کیلی بالکل سیدھی گاڑ دیجئے زمین سے نکلی ہوئی کیلی کی لمبائی دائرہ کے نصف قطر کے برابر ہونی چاہیئے یعنی دائرہ کا قطر اگر چھ فٹ ہو تو کیلی تین فٹ سطح سے اوپر نکلی ہوئی ہو صبح کو جب سورج نکلے گا تو کیلی کا سایہ بہت لمبا پڑے گا جتنا سورج چڑھتا جائے گا سایہ چھوٹا ہوتا جائے گا جب کیلی کے سایہ کی نوک دائرے کے خط تک آجائے تو دائرے پر اسی جگہ نقطہ لگادیں یہ مدخل ظل ہے سایہ دائرے میں داخل ہونے کے بیچ میں آکر پھر مشرق کی طرف بڑھنا شروع ہو گا جب کیلی کے سایہ کی نوک دائرے پر پہنچے تو اس جگہ بھی نقطہ لگادیں اس کو مخرج ظل کہتے ہیں مختلف تاریخوں میں اس عمل کو کر کے خوب اچھی طرح جانچ کر نقطے صحیح کر لیجئے پھر ان دونوں نقطوں کے بیچ میں دائرے پر ایک نقطہ لگایئے اور اس سے ایک ایسا سیدھا خط کھینچیے جو مرکز دائرہ پر سے گزرتا ہوا دائرے کے دو برابر کے حصے کردے یہی خط جغرافیائی جنوب و شمال کو بتائے گا اور یہی خط آپ کا خط نصف النہار ہے اور یہی خط کرہ پر کھینچا جائے تو کرہ کی تنصیف کرے گا اور اس کا نام دائرہ عظیمہ ہو گا۔

اس کے بعد جس جگہ کی سمت قبلہ معلوم کرنی ہو اول وہاں کا طول بلد معلوم کیجئے پھر اس میں سے مکہ معظمہ کے طول بلد کو تفریق کر دیجئے اور باقی کے دقیقے بنالیجئے دقیقوں کے گھنٹے اور منٹ بنا لیجئے یہ فرق وقت ہو گا مقامی نصف النہار اور مکہ معظمہ کے نصف النہار میں۔

مثلاً دہلی کا طول بلد ۷۷-۱۶° ہے اور مکہ معظمہ کا طول بلد ۳۹-۵۴° ہے حاصل تفریق ۳۷-۲۲° ہوا آفتاب ایک درجہ کو ۴ منٹ میں طے کرتا ہے اور ایک دقیقہ کو ۴ سیکنڈ میں لہذا ۳۷ درجہ ۲۲ دقیقہ کو دو گھنٹے ۲۹ منٹ ۲۸ سیکنڈ میں طے کرے گا یعنی مقامات نصف النہار اور مکہ معظمہ کے نصف النہار میں دو گھنٹے ۲۹ منٹ ۲۸ سیکنڈ کا فرق ہوا یکم جنوری کو دہلی کا نصف النہار ۱۲ بجکر ۲۳ منٹ ۵۶ سیکنڈ پر اور مکہ معظمہ کا نصف النہار ۲ بجکر ۵۳ منٹ ۲۴ سیکنڈ پر ہے۔

پھر آپ نہایت صحیح اور عمدہ گھڑی جو سیکنڈ بھی بتاتی ہو حاصل کیجئے اور دائرہ ہندیہ کی کیلی کا سایہ جب نصف النہار پر پہنچے تو گھڑی میں جو ٹائم ہو فرق وقت اس میں جوڑ کر (اور اگر آپ مکہ معظمہ سے مغرب

کی طرف ہیں تو تفریق کر کے) جو ٹائم بنے وہ نوٹ کر لیجئے پھر کیلی کی نوک کا سایہ اس نوٹ کردہ ٹائم پر جس جگہ پہنچے وہاں نقطہ لگا دیجئے اور اس نقطے سے مرکز دائرہ تک سیدھا خط کھینچے یہ آپ کی مسجد کی دائیں بائیں دیوار قبلہ رخ ہو گئی اس پر گنیا رکھ کر دیوار قبلہ قائم کر لیجئے۔

مذکورہ طریقہ ۲۷ مئی سے ۲۹ مئی تک یا ۱۴ جولائی سے ۱۷ جولائی تک کار آمد ہوتا ہے نیز مکہ معظمہ کے مشرق و مغرب میں نوے درجے تک کے مقامات میں کام دے سکتا ہے اس سے زیادہ فاصلے کے لئے اور طریقے ہیں۔

مثلاً دہلی کا نصف النہار اگر ۲۹ مئی کو ۱۲ بجکر ۱۸ منٹ ۳۲ سیکنڈ پر ہو تو اس میں فرق وقت ۲ گھنٹے ۲۹ منٹ ۲۸ سیکنڈ جوڑ یئے اس حساب سے ۲ بجکر ۴۸ منٹ پر جس جگہ کیلی کی نوک کا سایہ پہنچے وہاں نقطہ لگایئے اور نقطہ سے مرکز دائرہ تک خط کھینچے اور اس خط پر مسجد کی دائیں بائیں دیوار قائم کر لیجئے (فتاوی دار العلوم جلد اول و دوم ص ۷۸)

اگر حکومت حجاز ایسا انتظام کر دے کہ جس تاریخ کو اور جس وقت آفتاب کعبہ کے سمت الراس پر پہنچے اسی وقت ریڈیو پر اعلان کر دیا جائے کہ آفتاب کعبہ کے سمت الراس پر آگیا ہے تو نصف روشن دنیا کو جہت قبلہ معلوم کرنا بہت آسان ہو جائے گا کیا اچھا ہو کہ موسیقی اور ڈراما کے پروگراموں کے ساتھ یہ اہم دینی خدمت بھی انجام دیدی جائے۔

واضح ہو کہ دہلی کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے ورنہ دہلی میں کسی قسم کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں دہلی کی شاہجہانی جامع مسجد کی سمت قبلہ معتبر ہے اس سے مطابقت کافی ہے۔

علاوہ ازیں اور بھی کئی طریقے سمت قبلہ معلوم کرنے کے بغیة الاریب شرح چخمینی تصریح وغیرہ میں لکھے ہیں اس فن کے ماہرین سے رجوع کیا جائے اور اپنی متعین کردہ سمت کو دیگر چند طریقوں سے بھی جانچ لیا جائے۔

یہ جو کچھ لکھا گیا اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ فقہا کی دی ہوئی رخصت سے ہمیں اختلاف ہے مقصد صرف یہ ہے کہ ایک قائم رہنے والی یادگار کی تعمیر و تزئین پر جب کہ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے سخت مشقت برداشت کی جاتی ہے تو کچھ رقم اور کچھ مشقت اس کی سمت صحیح کرنے کے لئے برداشت کر لینے میں کیا حرج اور کیا گناہ ہے ؟ فقہا کی لکھی ہوئی رخصت کو سمجھنے کے لئے بھی حساب کی ضرورت ہے - اگر نحن امة امية کہہ کر علم ہندسہ علم ہیئت وغیرہ کا پڑھنا پڑھانا ترک کر دیا جائے تو میراث زکوۃ اور اوقات صلوۃ کے اہم ابواب میں کیا کیا جائے گا ؟

اصطلاحات

زمین کا حقیقی محیط شمالاً جنوباً ۲۴۸۱۹ میل ہے اور خط استوا کے گرد ۲۴۹۰۲ میل ہے محور قطبی یا طول انگریزی میلوں سے ۷۸۹۹٫۱۷ میل ہے اور اس کا استوائی قطر ۷۹۲۵٫۶۵ میل ہے پس ایک خط جو کرہ ارض کے مرکز سے گزر کر خط استوا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچتا ہے تقریباً ۲۶٫۵ میل اس قطر سے بڑا ہے جو اس کے مرکز میں سے گزر کر قطبین کو ملاتا ہے یعنی پورے خط استوا پر کرہ ارض بقدر ۱۳ میل تقریباً ابھرا ہوا ہے جس کے (۶۹۹۶۰) فٹ ہوتے ہیں (علم طبقات الارض)

خط استوا اور نصف النہار دونوں میں سے ہر ایک ۳۶۰ درجوں میں تقسیم ہوا ہے درجہ کی نشانی گول کنڈلی ہے ایک درجہ ساٹھ دقیقہ کا اس کی نشانی ایک زبر ہے ایک دقیقہ ساٹھ ثانیہ کا اس کی نشانی دو زبر ہے مثلاً ۳۲ درجہ ۱۹ دقیقہ ۷ ثانیہ کو یوں لکھیں گے -

۷-۱۹-۳۲ درجہ کو ڈگری دقیقہ کو منٹ ثانیہ کو سیکنڈ بھی کہتے ہیں -

خط استوا یا نصف النہار کے ایک درجے کے ساٹھویں حصے یعنی ایک منٹ کو ایک میل کہتے ہیں مگر یہ وہ انگریزی میل نہیں ہوتا بلکہ جغرافیہ کا میل ہوتا ہے ان دونوں قسموں کے میلوں میں تمیز کرنے کے لئے جغرافیائی میل کو ناٹ کہتے ہیں جہاز رانی میں تمام حساب ناٹ پر ہوتا ہے وہ شاہی انگریزی میل سے لمبا ہوتا ہے یعنی ۲۰۲۸ گز کا اور شاہی انگریزی میل ۱۷۶۰ گز کا ہوتا ہے ان دونوں میں نسبت (۶۹) اور (۶۰) کی ہے -

آفتاب ۳۶۰ کو ۲۴ گھنٹے میں طے کرتا ہے اور ایک درجہ کو ۴ منٹ میں - نصف النہار کے دس درجوں پر وقت میں چالیس منٹ کا فرق ہوتا ہے - (جغرافیہ ریاضیہ)

جدول جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرض بلد کے ہر پانچ درجہ پر طول بلد کے ایک درجہ کی لمبائی کتنے جغرافیائی میلوں میں ہوتی ہے -

درجہ عرض	جغرافیائی میل	انگریزی میل	درجہ عرض	جغرافیائی میل	انگریزی میل
خط استوا پر	۶۰٫۰۰	۶۹٫۰۷	۴۵	۴۲٫۴۴	۴۱٫۷۸
۵	۵۹٫۷۷	۶۸٫۸۱	۵۰	۳۸٫۵۷	۴۴٫۳۵
۱۰	۵۹٫۰۹	۶۷٫۹۵	۵۵	۳۳٫۴۱	۳۹٫۵۸
۱۵	۵۷٫۹۶	۶۶٫۶۵	۶۰	۳۰٫۰۰	۳۴٫۵۳
۲۰	۵۶٫۳۸	۶۴٫۸۴	۶۵	۲۵٫۳۶	۲۹٫۱۵
۲۵	۵۴٫۳۸	۶۲٫۵۳	۷۰	۲۰٫۵۲	۲۳٫۶۰
۳۰	۵۱٫۹۶	۵۹٫۷۵	۷۵	۱۵٫۵۳	۱۷٫۸۶
۳۵	۴۹٫۱۵	۵۶٫۵۱	۸۰	۱۰٫۴۲	۱۱٫۹۸
۴۰	۴۵٫۹۶	۵۲٫۸۵	۱۵	۵٫۲۳	۶٫۰۰

مطلب یہ ہے کہ خط استواء سے جب ہم جنوب یا شمال کی طرف چلیں تو جتنے ہم خط استواء سے دور ہوتے جائیں گے طول بلد کے درجوں کی پیمائش کم ہوتی جائے گی اس پیمائش کی کمی بیشی کو اعطاحا قیمت کی کمی بیشی کا اثر طلوع و غروب پر تو پڑتا ہے یعنی ایک ہی نصف النہار پر واقع سب مقامات پر طلوع و غروب کا وقت یکساں نہیں ہوتا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعیین قبلہ میں قیمت کی کمی بیشی کا حساب بھی لگایا جائے گا یا نہیں ؟ اس بارے میں ماہرین اور واقف کار حضرات سے رجوع کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حفیظ الرحمان واصف عفی عنہ۔ شوال ۱۳۹۵ھ

کتاب الصلوٰۃ چوتھا باب فصل بستم۔ متفرق مسائل

(سوال) ایک مسجد زیر تعمیر ہے اس میں چار محرابیں یعنی چار در بنائے گئے ہیں کیا یہ صحیح ہے ؟ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی۔مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۱۵) مسجد کے در قاعدہ سے تین یا پانچ یا سات ہونے چاہئیں چار در کی مسجد مناسب نہیں ہے امام بیچ میں ہو اور اس کے دائیں بائیں مساوی حیثیت سے لوگ کھڑے ہوں اس صورت میں طاق در ہی ہو سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرضیت جمعہ کے متعلق ایک مضمون

کتاب الصلوٰۃ پانچواں باب

(از حضرت مفتی اعظمؒ)

ھو الموفق۔ اس امر میں اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے جمعہ ادا کرنے کی نوبت نہیں آئی اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ اسلام میں پہلا جمعہ جو ادا کیا گیا وہ ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں ادا کیا گیا اختلاف اس میں ہے کہ جمعہ کی فرضیت کہاں ہوئی ؟ آیا مکہ معظمہ میں یا ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ؟

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ " فرضیت جمعہ کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ مدینہ میں آیۃ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ کے نزول سے ہوئی " چنانچہ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں۔ واختلف فی وقت فرضیتھا فالا کثر علیٰ انھا فرضت بالمدینۃ وھو مقتضی ما تقدم ان فرضیتھا بالایۃ المذکورۃ وھی مدینۃ۔ انتھی۔ اور اس عبارت سے کچھ پہلے حافظ ابن حجرؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ واستدلال البخاری بھذہ الایۃ علی فرضیۃ الجمعۃ سبقہ الیہ الشافعی فی الام و کذا حدیث ابی ھریرۃؓ ثم قال فالتنزیل ثم السنۃ یدلان علی ایجابھا

اور علماء کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ جمعہ کی فرضیت ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں

نازل ہوئی جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے شیخ ابو حامدؒ سے نقل فرمایا ہے - وقال الشيخ ابو حامد فرضت بمكة وهو غريب (فتح الباری) اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں اور شیخ ابن حجر مکیؒ نے شرح منہاج میں اسی قول کو ترجیح دی ہے (کذا فی آثار السنن) اور قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں - وذالك ان الجمعة فرضت على النبى ﷺ وهو بمكة قبل الحجرة كما اخرجه الطبرانى عن ابن عباسؓ فلم يتمكن من اقامتها هنالك من اجل الكفار فلما هاجر من هاجر من اصحابه الى المدينة كتب اليهم يامرهم ان يجمعوا فجمعوا - انتهى (نيل الاوطار) اور علامہ شہاب الدین قلیوبی شافعیؒ شرح منہاج الطالبین میں لکھتے ہیں - وفرضت بمكة ولم تقم بها كما لم تقم بها صلوة الجماعة لقلة المسلمين ولخفاء الاسلام واقامها اسعد بن زرارةؓ بالمدينة الشريفة قبل الهجرة بنقيع الخضمات (حاشیہ شرح منہاج جلال الدین محلیؒ)

قاضی شوکانیؒ نے ابن عباسؓ کی جس روایت کو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری و تلخیص الحبیر میں اس روایت کو دارقطنی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے ہم تلخیص سے اس کو نقل کرتے ہیں - روى الدار قطنى من طريق المغيرة بن عبدالرحمن عن مالك عن الزهرى عن عبيد الله عن ابن عباس قال اذن النبى ﷺ الجمعة قبل ان يها جر ولم يستطع ان يجمع بمكة فكتب الى مصعب بن عمير اما بعد فانظر اليوم الذى تجهر فيه اليهود بالزبور فاجمعوا نساء كم و ابنائكم فاذا مال النهار عن شطره عند الزوال من يوم الجمعة فتقربو الى الله بركعتين قال فهو اول من جمع حتى تقدم النبى ﷺ المدينة فجمع عند الزوال من الظهر واظهر ذالك - انتهى (تلخيص) اسی طرح جلال الدین سیوطیؒ نے درمنثور میں اس حدیث کو بحوالہ دارقطنی نقل کیا ہے درمنثور کی روایت میں بجائے لفظ عند الزوال کے بعد الزوال ہے اور باقی تمام الفاظ یکساں ہیں اس حدیث میں لفظ اذن بمعنی اذن و اجازت کے نہیں ہے بلکہ بمعنی علم و معرفت کے ہے اور صیغہ معروف ہے مجہول نہیں ہے جن لوگوں نے اس لفظ کو اذن بمعنی اجازت سے لے کر اور صیغہ مجہول قرار دے کر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کو مکہ میں جمعہ کی اجازت دی گئی یہ ترجمہ حدیث کے سیاق و سباق اور واقعات کے موافق نہیں ہے بلکہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جمعہ کو مکہ ہی میں ہجرت سے پہلے جان پہچان لیا تھا (یعنی یہ کہ جمعہ وہ دن ہے جس میں ہم کو مجتمع ہو کر عبادت کرنے کا حکم ہے یا جو ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے فرض کیا ہے) مگر حضور ﷺ باوجود اس علم کے مکہ معظمہ میں جمعہ ادا نہ کر سکے تو آپ ﷺ نے مصعب بن عمیرؓ کو خط بھیجا (مصعب بن عمیرؓ کو حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں لوگوں کی تعلیم کے لئے پہلے بھیج دیا تھا) کہ دیکھو اس دن کا خیال رکھو جس دن یہود زبور کو پکار پکار کر پڑھتے ہیں تم اپنی عورتوں بچوں کو جمع کرو اور جب جمعہ کے دن زوال ہو جائے تو خدا کیلئے دو رکعتیں تقرباً ادا کرو - حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پس مصعب بن عمیرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے مدینہ میں آنے سے پہلے جمعہ ادا کیا یہ جمعہ انہوں نے زوال

کے بعد ظہر کے وقت میں پڑھا اور کھلم کھلا پڑھا - انتہی - لفظ اذن کا جو ترجمہ ہم نے "علم و معرفت" کیا ہے یہی حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے انہوں نے فتح الباری میں فرمایا ہے **ولا یمنع ذالك ان یكون النبی ﷺ علمه بالوحی وهو بمكة فلم یتمكن من اقامتها ثم - فقد ورد فيه حديث ابن عباسؓ عند الدار قطني ولذالك جمع بهم اول ماقدم المدينة كما حكاه ابن اسحاقؒ وغيره - انتهي** - اس سے واضح ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے اذن النبی ﷺ کا ترجمہ علم النبی ﷺ کیا ہے اور یہی راجح اور اوفق باللغۃ و بالواقعات ہے -

اس کے بعد جان پہچان لینے سے مراد اس کی فرضیت جان لینا ہے یا اور کچھ ؟ اس کے لئے یہ روایت کافی ہے - **عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ نحن الأخرون السابقون يوم القيٰمة بيدان كل امة او تيت الكتاب من قبلنا و اوتيناه من بعدهم ثم هذا اليوم الذى كتبه الله علينا هدانا الله له الخ (رواه مسلم)** یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو پچھلے ہیں مگر قیامت میں ثواب کے لحاظ سے مقدم ہوں گے ہاں ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں سب کے بعد عنایت ہوئی پھر یہ (جمعہ کا) دن وہ ہے جو خدا نے ہمارے اوپر فرض کیا اور ہم کو اس کی ہدایت فرمادی -

امام بخاریؒ نے اسی حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے - **ثم هذا يومهم الذى فرض عليهم فاختلفوا فيه فهدانا الله له - انتهي** - حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں - **و فى الحديث دليل على فرضية الجمعة كما قال النووى لقوله فرض عليهم فهدانا الله له - فان التقدير فرض عليهم و علينا فضلوا وهدينا (فتح البارى)** خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے جو بخاری و مسلم کی حدیث ہے یہ ثابت ہو گیا کہ جمعہ کی مخصوص عبادت یہود و نصاریٰ پر بھی فرض تھی اور ہم پر بھی مگر جمعہ کا نام لے کر ان کو بتلایا نہ گیا (**وهذا على قول الراجح**) تعیین ان کے اجتہاد پر چھوڑ دی گئی تھی یہود نے اپنے اجتہاد سے یوم سبت کو اور نصاریٰ نے اپنے اجتہاد سے یوم احد کو اختیار کیا اور اصل دن یعنی یوم جمعہ سے جو مقصود تھا بھٹک کر اس کی فضیلت سے محروم رہ گئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس یوم مقصود کی ہدایت فرمائی ہم نے اسے معلوم کر لیا اور اس کے فضل و ثواب سے متمتع ہو گئے -

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ یہی یوم جمعہ وہ دن ہے جس کے اندر اجتماعی عبادت امم سابقہ پر بھی فرض کی گئی تھی یعنی حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے فرضیت کا حکم اسی دن کے لئے مقصود تھا اور یہی دن امت محمدیہ کے لئے بھی متعین تھا یعنی جمعہ کی فرضیت علم خداوندی میں پہلے ہی سے تھی مگر حق تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے امتحان و ابتلا کے لئے اور امت محمدیہ کی تکریم کے واسطے امم سابقہ کو تعیین سے مطلع نہ فرمایا - بلکہ ان کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اور وہ اجتہاد میں غلطی کر کے محروم رہ گئے اور امت محمدیہ کو اس کی تعیین کی ہدایت فرمادی - حدیث کے لفظ **فهدانا الله له** میں **هدىٰ** کا فاعل

اللہ تعالیٰ ہی ہے اور لفظ نا ضمیر جمع متکلم میں امت محمدیہ اور حضور ﷺ سب داخل ہیں اور اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے ہم کو اس دن کی تعیین کی ہدایت کر دی جو ہمارے لئے فرض کیا گیا تھا۔

اب ہدایت کی صورت کیا ہوئی ؟ آیا یہ کہ صحابہ کرامؓ اور حضور انور ﷺ نے خود اپنے اجتہاد سے اسے معلوم کر لیا یا حضرت حق تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے بتادیا ؟ هدانا الله دونوں معنی کو محتمل ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قوله فهدانا الله له يحتمل ان يراد بان نصّ لنا عليه وان يراد الهداية اليه بالاجتهاد۔ یعنی ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی مراد ہدایت سے یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس دن کی تصریح کر کے بتادیا کہ جمعہ کی عبادت تم پر فرض ہے اور ممکن ہے کہ ہدایت سے مطلب یہ ہو کہ صحابہ کرامؓ اور حضور ﷺ کے اجتہاد کو تعیین جمعہ تک پہنچادیا ہو۔

اس احتمال کی تائید میں حافظ ابن حجر نے یہ روایتیں ذکر فرمائی ہیں۔ روی عبد الرزاق باسناد صحيح عن محمد بن سيرين قال جمع اهل المدينة قبل ان يقدمها رسول الله ﷺ و قبل ان تنزل الجمعة فقالت الانصار ان لليهود يوما يجتمعون فيه كل سبعة ايام وللنصارى كذالك فهلم فلنجعل يوما نجتمع فيه فنذكر الله تعالىٰ و نصلى و نشكر، فجعلوه يوم العروبة واجتمعو الىٰ اسعد بن زرارة فصلى بهم يومئذ وانزل الله تعالى بعد ذالك اذا نودى للصلوٰة من يوم الجمعة۔ (الآية) فتح الباری ۔ اس کے بعد اس کی تائید میں ایک دوسری روایت ذکر فرمائی اور اس کو حسن فرمایا ہے وہ یہ ہے ۔ اخرج احمدؒ و ابو داؤدؒ و ابن ماجةؒ باسناد حسن و صححه ابن خزيمة وغير واحد من حديث كعب بن مالكؓ قال كان اول من صلى بنا الجمعة قبل مقدم رسول الله ﷺ المدينة اسعد ابن زرارةؓ (الحديث) فتح الباری (۱) (ناتمام)

کتاب الصلوٰۃ پانچواں باب فصل سوم

جمعہ کے دن اذان ثانی کا جواب اور دعا

(سوال) جمعہ کے روز اذان ثانی کا جواب اور بعد اذان دعا مانگنی کیسی ہے ؟

(جواب ۱۷) اذان ثانی جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے اس کا جواب اور اس کے بعد دعا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نہیں چاہئے یعنی زبان سے نہ جواب دے نہ دعا مانگے دل میں جواب دیدے یا دعا مانگ لے۔(۲)

محمد کفایت اللہ

---

(۱) اس تمام مضمون میں آخر حوالہ جات فتح الباری کے بالکل قریب مقامات سے لئے گئے ہیں لہٰذا الگ الگ جلد لکھنے کی ضرورت نہیں ہے (یہیں تمام ان صفحات کے نمبر لکھتے ہیں جن سے اس مضمون میں حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں)
(فتح الباری : ۲ ۲۹۲٬۲۹۴٬۲۹۵)

(۲) قال و ينبغي ان لا يجيب بلسانه اتفاقاً في الاذان بين يدى الخطيب وان يجيب مقدمه اتفاقاً في الاذان الاول يوم الجمعة لوجوب السعي (رد المحتار مع الدر ۱ ۳۹۹)

کتاب الصلوٰۃ چھٹا باب

ایک مسجد میں عید کی نماز دو مرتبہ نہیں پڑھنی چاہئے

(سوال) بارش کی شدت کی وجہ سے بہت سے آدمی عید گاہ نہیں جا سکے انہوں نے مسجد میں عید کی نماز ادا کی پھر کچھ اور آدمی آئے انہوں نے اسی مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز عید پڑھی یہ کیسا ہے ؟

المستفتی محمد صغیر خاں میانجی - مقام و پوسٹ اوسیا ضلع غازی پور - جولائی ۱۹۵۰ء

(جواب ۱۸) بارش کے عذر سے مسجد میں عید کی نماز پڑھنی جائز ہے ایک مسجد میں دو مرتبہ عید کی نماز نہ پڑھی جائے اگر ایک مسجد میں عید کی نماز پڑھی اور کچھ لوگ رہ گئے تو وہ دوسری مسجد میں نماز پڑھ لیں - (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الصلوٰۃ ساتواں باب فصل دوم

نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وقتی نماز کے نفل عموماً لوگ بیٹھ کر پڑھتے ہیں یہ طریقہ کیسا ہے ؟

المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ۱۹) نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے (۲) فرض کے بعد کے نفل اور دیگر نوافل سب کا حکم ایک ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کتاب الصلوٰۃ آٹھواں باب

خطبہ کی اذان' نماز جنازہ اور وتر کے بعد دعا کا حکم

(سوال) خطبہ کی اذان کے بعد اور نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا اور تراویح اور وتر کے بعد نفل پڑھ کر اجتماعی دعا مانگنا از روئے شریعت کیسا ہے ؟ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ۲۰) خطبہ کے وقت جو اذان ہوتی ہے اس کے بعد امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے دل میں دعا کا تصور کرلے زبان سے دعا نہیں پڑھنی چاہئے (۳) جنازے کی نماز خود دعا ہے اس کے بعد کوئی اجتماعی دعا ثابت نہیں تراویح ختم ہونے پر دعا مانگ لینا اور پھر وتر و نفل کے بعد انفرادی طور پر دعا مانگنا - یہ افضل ہے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) تجب صلاتهما في الاصح على من تجب عليه الجمعة شرائطها المتقدمة سوى الخطبة (الدر المختار مع الرد ۲ / ۱۶۶)

(۲) و يتنفل مع قدرته على القيام قاعدا ابتداء وكذا بناء بعد الشروع بلا كراهة في الاصح كعكسه و فيه اجر غير النبي ﷺ على النصف الا بعذر (الدر المختار مع الرد ۲ / ۳۶)

(۳) عن عبدالله قال : كفى لغوا اذا صعد الامام المنبران تقول لصاحبك انصت رواه ابن ابي شيبة (اعلاء السنن ۸ / ۸۹)

کتاب الصلوٰۃ نواں باب نماز قصر

سفر میں قصر کرنا ضروری ہے

(سوال) نماز قصر سفر میں ضروری ہے یا اپنی مرضی پر منحصر ہے ؟

(جواب ۲۱) نماز قصر سفر میں حنفیہ کے نزدیک ضروری ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے موجب سفر کی اصل نماز دو رکعت ہی ہے -(۱) واللہ اعلم - محمد کفایت اللہ غفر لہ ' مدرسہ امینیہ دہلی

کتاب الصلوٰۃ دسواں باب

عصر اور فجر کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں

(سوال) ظہر کی نماز قضا عصر کے فوراً بعد اور عشاء کی قضا نماز فجر کے فوراً بعد ادا کر سکتے ہیں یا نہیں ؟
المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلّہ فراش خانہ دہلی -۵۰-۱۱-۲۷

(جواب ۲۲) قضا نماز عصر اور فجر کے بعد ادا کر سکتے ہیں (۲) جب کہ عصر اور فجر کی نماز سے پہلے نہ ادا کی ہو ورنہ پہلے ادا کر لینا چاہئے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ '

کتاب الصلوٰۃ بارھواں باب

ایک مسجد میں ایک جماعت ہونی چاہئے

(سوال) (۱) ایک مسجد میں ایک تراویح کی جماعت سے زیادہ جماعتیں قائم کرنا شرعاً کیسا ہے ؟
(۲) تراویح میں ایک حافظ اتنی بلند آواز سے قرآن پاک پڑھتا ہے کہ مسجد کے بالا خانوں اور صحنچیوں اور دیگر اطراف میں اس کی آواز پہنچتی ہے ایسی صورت میں دوسرے حافظ کا اس مسجد میں تراویح پڑھانا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی

(جواب ۲۳) (۱) ایک مسجد کے اندر ہی جماعت ہونی چاہئے ہاں اگر اوپر دوسری منزل ہو اور آواز ایک امام کی دوسری جماعت تک نہ پہنچے تو خیر -(۲) مکروہ ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ '

کتاب الصلوٰۃ چودھواں باب

دو رکعت سنت کی نماز میں قعدہ کر کے بھولے سے چار پڑھ لیں تو نماز ہو گئی

(سوال) (۱) دو رکعت والی نماز کی نیت باندھی اور بھولے سے چار رکعت پڑھ لی ہے مثلاً ظہر کی دو رکعت

---

(۱) قال فی البدائع . وھذا التغلیب علی اصلنا خطاء لأن الرکعتین فی حصتہ لیتا قصرا حقیقة عندنا بل ھما تمام فرض المسافر والا کمال لیس رخصة فی حقه بل اسارة و مخالفة للسنة (رد المحتار مع الدر ۲/۱۲۴) وفی حدیث عائشة فی الصحیحین قالت فرضت الصلاة رکعتین رکعتین فاقرت صلاة السفر و زید فی صلاة الحضر . الخ (رد المحتار مع الدر . ۲/۱۲۴)
(۲) و جمیع اوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثة المنھیة (الدر المختار مع الرد . ۲/۶۶)

سنت کی چار رکعت پڑھ لیں (۲) فرض نماز ہے اور دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لیں یا پانچویں میں اچھی طرح کھڑا ہو گیا ایسی صورت میں کیا کرنا ہے جس سے نماز صحیح ہو۔
(۳) امام نے دو رکعت فرض کے بجائے چار رکعت پڑھا دیں بھولے سے کیا اس کا اعادہ کرنا ہوگا؟
المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ ' دہلی

(جواب ۲۴) (۱) دو رکعت والی سنتوں میں اگر بھولے سے دوسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور چار پڑھ لیں تو نماز ہو گئی (۱) (۲) فرض نماز میں دوسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور چار رکعتیں بجائے دو کے پڑھ لیں تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی (۲) (۳) امام نے بھولے سے دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں پڑھا دیں تو اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو یہ نماز فرض نہیں ہوئی چاروں نفل ہو گئے اور اگر قعدہ کر لیا تھا تو سجدہ سہو کرنے سے نماز فرض ادا ہو گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

کتاب الصلوٰۃ چودھواں باب
ایک سورت شروع کر کے پھر دوسری سورت پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم نہیں!

(سوال) نمازی نے نماز سنت میں پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ فلق پڑھا اور دوسری رکعت میں بھول کر سورہ فاتحہ کے بعد سورہ فلق سے ایک آیت پڑھ کر پھر یاد آنے پر سورہ فلق چھوڑ کر سورہ ناس پڑھا۔ آیا اس نماز میں سجدہ سہو واجب ہوا کہ نہیں؟ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی۔ مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۲۵) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں۔ نہ فرض نماز میں نہ سنت میں۔ (۳) محمد کفایت اللہ

کتاب الصلوٰۃ چودھواں باب
مقتدی کا واجب ترک کرنے سے امام پر سجدہ سہو واجب نہیں

(سوال) مقتدی کے واجب ترک سے امام پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو لازم نہ آیا تو مقتدی کی نماز میں کچھ خرابی پہنچی یا نہیں؟
المستفتی محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازی پور - ۳۰ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۲۶) مقتدی کے واجب ترک کرنے سے امام پر سجدہ سہو نہیں آتا مقتدی کی نماز میں نقصان آتا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

---

(۱) وان صلی اربع رکعات بتسلیمة واحدة والحال انه لم یقعد علی رکعتین منها قدر التشهد تجزی الاربع عن تسلیمة واحدة ای عن رکعتین ولو قعد علی راس الرکعتین جازت عن تسلیمتین بالا تفاق (حلبی کبیر ص ۴۰۸ ' لاهور)
(۲) لوسها عن القعود الاخیر کله او بعضه اعاد مالم یقیدها بسجدة عامدا او ناسیا او مخطئا تحول فرضه نفلا ... وضم سادسة ولو فی العصر والفجر (قال المحقق) بناء علی ان المراد بالسادسة رکعة زائدة والا فهی فی الفجر رابعة (رد المحتار مع الدر ۲/۸۵)
(۳) افتتح سورة وقصد سورة اخری فلما قرء آیة او آیتین اراد ان یترك تلك السورة و یفتتح التی ارادها یکره الخ (رد المحتار مع الدر ۱/۵۴۷)

کتاب الصلوٰۃ چودھواں باب

فاتحہ کے بعد تین تسبیحات کے بقدر ٹھہرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے

(سوال) فرض نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں بعد سورہ فاتحہ وامین بقدر تین تسبیح ٹھہر اس سوچ میں کہ کونسی سورۃ پڑھوں بعد ہ کوئی سورۃ پڑھی آیا ایسی حالت میں سجدہ سہو لازم ہوا یا نہیں ؟ **المستفتی** محمد صغیر خاں میانجی موضع وڈاکخانہ اوسیا ضلع غازی پور۔

(جواب ۲۷) بعض فقہاء نے سجدہ سہو کا حکم دیا ہے کرلینا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

کتاب الصلوٰۃ سولھواں باب

اگر امام سے قبل مقتدی کوئی رکن ادا کرے تو مقتدی کا یہ رکن معتبر نہیں

(سوال) (۱) اگر امام سے قبل مقتدی کوئی رکن ادا کرے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

(۲) بعض امام سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر شروع کرتے ہیں اور نہایت اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر تکبیر ختم کرتے ہیں اس سے قبل کہ امام اپنی تکبیر ختم کرے مقتدی تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں کیا حکم ہے ؟ **المستفتی** شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی

(جواب ۲۸) (۱) وہ رکن مقتدی کا غیر معتبر ہوگا (۲) مقتدی کو امام کا اتباع کرنا لازم ہے اس امام کے مقتدی بھی تکبیر دیر سے شروع کریں اور امام کے بعد ختم کریں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الصلوٰۃ اٹھارھواں باب

نماز میں بلغم سے تنگ آکر بائیں طرف تھوکنا

(سوال) نماز کی حالت میں اگر بلغم آکر حلق میں رطوبت پیدا کردیا پڑھنا مشکل ہو گیا اور تھوکنا بھی ممکن نہیں ہے بائیں طرف جلدی سے اگر اس طرف منہ کر کے تھوک دے تو نماز میں نقصان آنے گا یا نہیں ؟ وقت اخیر قعدہ کے ہے قرأت یا التحیات ابھی شروع نہیں کی ہے۔ **المستفتی** محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۲۹) اگر بائیں طرف تھوکنے کا موقع ہے تو بے شک تھوک دے اس سے نماز میں نقصان نہیں آتا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) اذا سعہ دالمہ الشک فتفکر قدر اداء الرکن و لم یشغل حالۃ الشک بقراءۃ ولا تسبیح وجب علیہ سجود السہو (شرح التنویر ۲ / ۹۳، ۹۴)

(۲) قال فی شرح المنیۃ لا خلاف فی لزوم المتابعۃ فی الارکان الفعلیۃ اذ ھی موضوع الاقتداء واختلف فی المتابعۃ فی الرکن القولی وھو القراءۃ فعندنا لا یتابع فیہا ... بل تجب متابعۃ للامام فی الواجبات فعلا ... لزم من فعلہ مخالفۃ الامام فی الفعلی ... (رد المحتار مع الدر ۱ / ۴۷۰)

(۳) مالک بن انس قال قال رسول اللہ ... ان المؤمن اذا کان فی الصلاۃ فانما یناجی ربہ فلا یبزق بین یدیہ ولا عن یمینہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ (الصحیح للامام البخاری ۱ / ۵۹ ط قدیمی)

کتاب الصلوٰۃ اٹھارھواں باب
امام بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال) رسالہ رکن دین حوالہ درمختار لکھا ہوا ہے کہ سجدہ سہو سجدہ تلاوت و قعدہ اولیٰ و تکبیرات زائد عیدین اور دعائے قنوت اگر پیش امام ترک کردے تو مقتدی کے اوپر بھی ترک لازم آتا ہے اور دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ دیکھا گیا ہے کہ سجدہ سہو کے لئے امام کو لقمہ دیدو اگرچہ دونوں طرف سلام پھیر چکا ہو اب اگر قعدہ اولیٰ چھوڑ کر امام کھڑا ہو جائے اور مقتدی لقمہ دے کر قعدہ اولیٰ میں لوٹا دے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں ؟ یا سلام پھیرنے سے قبل لقمہ دیکر امام سے سجدہ سہو کرایا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں ؟ **المستفتی** محمد صفیر خاں میاں جی - مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۳۰) اگر امام نے قعدہ اولیٰ ترک کیا اور مقتدی نے لقمہ دیا اور امام قعدہ کے لئے لوٹ آیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اسی طرح اگر امام سجدہ سہو بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیکر سجدہ سہو کرایا تو نماز فاسد نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کتاب الصلوٰۃ اٹھارھواں باب
لہ ما فی السمٰوات کی جگہ للہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی

(سوال) نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ حشر کی قراءت میں آخری آیت کی لہ کو چھوڑ کر بجائے اس کے للہ ما فی السمٰوٰت پڑھ دیا کیا نماز فاسد ہوئی یا نہیں ؟ **المستفتی** محمد صفیر خاں میاں جی - مقام اوسیا ضلع غازی پور - ۳۰ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۳۱) لہ کی جگہ للہ پڑھ دیا تو نماز ہو گئی (۲) محمد کفایت اللہ

کتاب الصلوٰۃ اٹھارھواں باب
نماز کے دوران قمیض کو ٹھیک کرنے سے نماز میں کراہت آجاتی ہے

(سوال) زید کو یہ عادت ہے کہ حالت نماز میں قومہ میں کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کولھوں پر پیچھے تک بھی اپنی قمیص کو پیچھے سے ٹھیک کرتا ہے اسی طرح تشہد میں بیٹھ کر اپنی قمیص اپنے زانوں پر کھینچتا ہے کیا اس طریقے سے نماز میں ہو جاتی ہے ؟ **المستفتی** شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی

(جواب ۳۲) یہ حرکت نماز میں کراہت پیدا کرتی ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) والحاصل ان الصحیح من المذھب ان الفتح علی امامہ لا یوجب فساد صلوۃ احد لا الفاتح ولا الاخذ مطلقاً فی کل حال (البحر الرائق ۲ بیروت)

(۲) ومنھا ذکر کلمۃ مکان کلمۃ علی وجہ البدل ان کانت الکلمۃ التی قرأھا مکان کلمۃ تقرب معناھا وھی فی القرآن لا تفسد صلاتہ نحو ان قرأ مکان العلیم الحکیم (ھندیۃ ۱ ۸۰)

(۳) ویکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ او بجسدہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام ان اللہ کرہ لکم ثلاثاً وذکر منھا العبث فی الصلاۃ ولان العبث خارج الصلاۃ حرام فما ظنک فی الصلاۃ (ھدایۃ ۱)

کتاب الصلوٰۃ انیسواں باب

نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے ؟

(سوال) جماعت میں ایک مقتدی کا وضو جاتا رہا صفوں سے باہر نکل کر وضو کیا تو پھر وہیں جا کر نماز تمام کرے یا جہاں جگہ ملے وہیں ادا کرے اور جس رکعت میں شامل ہوا تھا اسی سے رکعتیں شمار کی جائیں گی ؟

اگر امام صاحب کا وضو جاتا رہا ہے تو امام اپنا قائم مقام کھڑا کر کے وضو کے بعد جماعت میں شامل ہو جائے تو سابقہ رکعتیں بھی شمار کی جائیں گی یا نہیں ؟ **المستفتی** مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی ۵۰-۱۱-۲۷

(جواب ۳۳) نماز میں امام یا مقتدی کا وضو جاتا رہے تو وہ وضو کرنے کے لئے جائے اور مسجد کے اندر وضو کرنے کی جگہ میں وضو کر کے پھر آکر جماعت میں شامل ہو جائے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ جس جگہ پہلے کھڑا تھا وہیں کھڑا ہو اگر درمیان میں کوئی ایسا کام نہ کیا جس سے نماز فاسد ہو جائے تو پہلی نماز بھی معتبر ہو گی اور جہاں سے شریک ہوا ہے وہ بھی معتبر ہو گی درمیان میں جو رکعتیں جاتی رہی ہیں ان کو سلام امام کے بعد پورا کرلے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

کتاب الصلوٰۃ اکیسواں باب

جہری نماز میں سراً قرأت شروع کر دی درمیان میں یاد آیا تو کیا کرے ؟

(سوال) فرض نماز جہری میں امام ایک رکعت پڑھ کر دوسری رکعت میں جہر بھول گئے اور خاموشی ہی سورہ فاتحہ پڑھی سورت پڑھنے کے دوران میں جب کہ آدھی سورت سے زیادہ پڑھ لی یاد آنے پر بقایا سورت کو جہر سے پڑھا آیا نماز درست ہوئی یا نہیں ؟ **المستفتی** مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی ۱۸ اپریل ۱۹۴۱ء

(جواب ۳٤) اگر جہری نماز میں قراءۃ سراً پڑھ لی جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر قراءۃ بھولے سے آہستہ پڑھنی شروع کر دی اور درمیان میں یاد آیا کہ نماز جہری ہے مگر باقی قراءۃ بھی آہستہ ہی پوری کرلی جب بھی سجدہ سہو سے نماز صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ جتنی قراءۃ پڑھی تھی وہ جواز نماز کے لئے کافی ہو اور اسے یاد آنے پر جہر کرنا چاہئے مگر از سر نو فاتحہ اور سورت جہر سے پڑھے اور سجدہ سہو کر لے یہ نہ کرے کہ جہاں پر یاد آئے وہیں سے جہر شروع کر دے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) واذا ساغ له البناء توضا فورا بکل سنة و بنی علی مامضی بلا کراهة و یتم صلاته ثمه وهو اولی تقلیلا للمشی او یعود الی مکانه لیتحد مکانها کمنفرد فانه مخیر (الدر المختار مع الرد ۱/ ۶۰۵ '۶۰۶)

(۲) یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط سجدتان (الی قوله) والجهر فیما یخافت فیه للامام و عکسه لکل مصل فی الاصح والاصح تقدیره بقدر ما تجوز به الصلاة فی الفصلین و قیل قائله قاضی خان و یجب السهو بهما بالجهر والمخافة مطلقا ای قل او کثر وهو ظاهر الروایة واعتمده الحلوانی (الدر المختار مع الرد : ۲/ ۸۱ '۸۲)

کتاب الصلوٰۃ بائیسواں باب

رفع یدین تکبیر تحریمہ کے علاوہ منسوخ ہے......

(سوال) (۱) رفع یدین آنحضرت ﷺ نے کس موقع پر کرنے کا حکم دیا تھا اور کب منع فرمایا تھا؟
(۲) آمین بالجہر کا کب حکم دیا تھا اور کب منع فرمایا تھا؟ **المستفتی** حکیم اللہ بخش - بگڑا بنگال ۲۹ جنوری ۱۹۲۸ء

(جواب ۳۵) (۱) رفع یدین ابتدا میں نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے کے وقت اور دونوں سجدوں کے درمیان ہوتا تھا اور یہ سب صحیح روایتوں سے ثابت ہے پھر سجدوں کے درمیان اور رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے مواقع میں سے منسوخ ہو گیا نسخ کی تاریخیں معلوم نہیں لیکن صحابہؓ سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان مواقع میں حضور ﷺ نے رفع یدین نہیں فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے کرتے تھے پھر چھوڑ دیا۔(۱)

(۲) آمین بالجہر کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے اس لئے حنفیہ آمین بالاخفا کو مستحب سمجھتے ہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

کتاب الصلوٰۃ چوبیسواں باب

منبر کا صف کے درمیان میں ہونے سے نماز مکروہ نہیں ہو گی......

(سوال) درمیان اگلی صف کے منبر کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنی کیسی ہے آیا اگلی صف کی نماز مکروہ ہو گی یا نہیں ؟ بخیال انقطاع صف ۔ **المستفتی** محمد صغیر خاں موضع و پوسٹ لوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۳۶) نہیں مکروہ نہیں ہو گی۔ محمد کفایت اللہ

کتاب الصلوٰۃ چوبیسواں باب

منبر مسجد کے اندر کہاں بنانا چاہئیے ؟

(سوال) منبر مسجد محراب کے اندر ایک طرف ہونا افضل ہے یا باہر ؟ **المستفتی** محمد صغیر خان موضع و پوسٹ لوسیا ضلع غازی پور۔

(جواب ۳۷) محراب کے اندر ہو تو بہتر ہے اور باہر ہو تب بھی صف کو نہ توڑتا ہو اس طرح بنانا چاہئیے صف کو توڑے تو یہ بہتر نہیں۔ محمد کفایت اللہ

---

(۱) وقد حدثني من لا احصي عن عبداللہ انہ رفع یدیہ في بدء الصلاۃ فقط و حکاہ عن النبي ﷺ و عبد اللہ عالم بشرائع الاسلام وحدودہ متفقد لاحوال النبي ﷺ ملازم لہ في الاقامۃ والسفر وقد صلی مع النبي ﷺ مالا یحصی فیکون الاخذ بہ عند التعارض اولی من افراد مقابلہ ومن القول بسنیۃ الامرین (شرح فتح القدیر ۱/۳۱۲) ط مصر
(۲) وامن الامام سرا کما موتم و منفرد ولو في السریۃ اذا سمعہ ولو من مثلہ في نحو جمعۃ و عید واما حدیث اذا امن الامام فامنوا فمن التعلیق بمعلوم الوجود فلا یتوقف علی سماعہ منہ بل یحصل بتمام الفاتحۃ بدلیل اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین (الدر المختار مع الرد ۱/۴۹۲)

کتاب الصلوٰۃ چوبیسواں باب

امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے صرف جماعت کی نماز میں کافی ہے نفلوں، سنن میں نہیں

(سوال) میدان میں نماز جماعت کے وقت سترہ امام ہر مقتدی کے واسطے کافی ہوتا ہے اور باقی سنت و نفل نماز جو ہر ایک کو اکیلا پڑھنی ہے آیا ہر ایک کا سترہ جدا ہونا چاہیے یا وہی سترہ امام کافی ہوگا۔
المستفتی محمد صغیر خاں موضع و پوسٹ اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۳۸) فرض نماز میں امام کا سترہ مقتدی کیلئے کافی ہوتا ہے نوافل و سنن میں نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ

کتاب الجنائز دوسرا باب فصل اول

میت کو کفنا کر شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے

(سوال) (۱) بیوی کے انتقال ہونے کے بعد کفنا کر اکثر عزیزوں کو صورت دکھاتے ہیں کیا اس کے خاوند کو بھی صورت دکھا سکتے ہیں؟ خاوند کندھا دے سکتا ہے (۲) عورت سے مہر معاف کرا سکتے ہیں؟ اگر ادا کرنا چاہے تو اس کے مہر کا کون مستحق ہوگا (۳) کیا یہ بات صحیح ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیوی کو آپ ہی غسل دیا تھا۔ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ، دہلی

(جواب ۳۹) (۱) بیوی کو کفنا کر اس کی صورت صرف عورتیں یا باپ بیٹا دیکھ سکتا ہے خاوند بھی اگر دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے خاوند کو ہاتھ لگانا یعنی اس کے بدن کو چھونا جائز نہیں جنازے کو اٹھا سکتا ہے(۲) (۲) مہر معاف نہیں کرایا تو اس کی ادائیگی ضروری ہے خاوند اپنا حصہ وضع کر کے باقی مہر اس کے اور وارثوں کو دیدے(۳) (۳) حضرت علی کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا ثابت نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کتاب الجنائز دوسرا باب فصل چہارم

محشر میں سب کی زبان عربی ہوگی

(سوال) سنتے ہیں کہ قبروں میں سے اٹھتے ہی ہر انسان کی عربی زبان ہو جائے گی۔ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی صاحب محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ۴۰) یہاں عربی زبان میں گفتگو اور سوال و جواب ہوگا سب کی زبان عربی ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) و کفت سترة الامام للکل ای للمقتدین به کلهم وظاهر التعمیم به شمول المسبوق و به صرح القهستانی (رد المحتار مع الدر ۱/ ۶۳۸)

(۲) و یمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر الیها علی الاصح (شرح التنویر ۲/ ۱۹۸)

(۳) واذا مات الزوجان وقد سمی لها مهر فلورثتها ان یاخذوا ذالک من میراثه الا اذا علم انها ماتت اولا فیسقط نصیبه من ذالک (هدایة ۲/ ۳۳۷ ط ملتان)

(٤) قال فی شرح المجمع لمصنفه فاطمة غسلها ام ایمن حاضنته ﷺ و رضی عنها فتحمل روایة الغسل لعلی علی معنی التهیئة والقیام بأسبابه ولئن ثبت الروایة فهو مختص به (رد المحتار مع الدر ۲/ ۱۹۸)

کتاب الجنائز چھٹا باب

نذر لغیر اللہ حرام ہے

(سوال) کسی مزار پر پھول چڑھانا' چادر چڑھانا' اگربتی جلانا' پھول کو مزار سے اٹھا کر چومنا یا کھانا - یا ٹوپی یا رومال وغیرہ میں رکھنا اگر ان بری باتوں سے منع کریں تو ان حضرات کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مزار پر عذاب ہوتے ہوئے دیکھا اور ایک ٹہنی منگا کر سرہانے اور پائینتی کی طرف لگادی اور فرمایا کہ یہ جب تک ہری رہے گی عذاب میں کمی رہے گی ہم تو اللہ کے پیارے سمجھ کر خوشبو والے پھول استعمال کر لیتے ہیں -
المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی صاحب محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ٤) مزار پر پھول یا چادر چڑھانے کا مطلب ان چیزوں کا نذر کرنا ہے اور نذر لغیر اللہ حرام ہے - کیونکہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت حرام ہے اور اگر بتی جلانا بطور نذر ہو تو اس کا حکم بھی وہی ہے - اور بطور نذر نہ ہو تو فعل عبث ہے اور اسراف ہے کیونکہ ان چیزوں سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا -(١) آں حضرت ﷺ نے دو قبروں میں عذاب کا ہونا نور نبوت سے معلوم فرمایا تھا تب حضور ﷺ نے ایک شاخ کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا ہر ایک قبر پر گاڑ دیا تھا یہ قبر پر کوئی چیز چڑھانا نہیں تھا بلکہ صاحب قبر کے عذاب کی تخفیف کی امید پر لگایا گیا تھا کہ گیلی شاخ کی تسبیح سے میت کو فائدہ پہنچے حضور اکرم ﷺ کے اس فعل کی اقتدا کرنی ہو تو ایسے لوگوں کی قبروں پر جن کے گناہ گار ہونے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہونے کا خیال ہو گیلی شاخ قبر پر گاڑنے سے ہو سکتی ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کتاب الجنائز دوسرا باب فصل چہارم

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد مٹی پر جو آیت شریف پڑھتے ہیں اس کو مٹی پر نہ پھونکے -

(سوال) قبر میں مردے کو لٹا کر تختہ وغیرہ رکھنے کے بعد جو مٹی ڈالی جاتی ہے اور اس وقت جو آیت شریفہ پڑھی جاتی ہے تو اس کو پڑھ کر مٹی پر پھونکے یا صرف پڑھ لینا ہی کافی ہے ؟
المستفتی محمد صغیر خاں میانجی - مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ٤٢) مٹی پر پھونکے نہیں - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الجنائز تیسرا باب

نماز جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا نہیں

(سوال) نماز جنازہ پڑھنے کے بعد کسی قدر وقت لیکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے تو جائز ہے یا نہیں ؟
المستفتی محمد صغیر خاں میانجی - مقام اوسیا ضلع غازی پور - ٣٠ اگست ١٩٤٦ء

(جواب ٤٣) نماز جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا کا رواج ڈالنا درست نہیں ہے - محمد کفایت اللہ

---

(١) لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد الیها ومن الاجتماع بعد الحول کالا عیاد و یسمونه عرسا (تفسیر مظهری : ٢ : ٦٥ کوئٹہ)

کتاب الجنائز تیسرا باب

دریا میں ڈوب کر مرنے والا یا بلوہ عام میں مارا ہوا یا شہید جس کی نعش لاپتہ ہو ..... جنازے کا حکم

(سوال) جو لوگ دریا میں ڈوب کر مر گئے یا بلوہ عام میں مارے گئے اور نعش لاپتہ ہے یا دیوار سے دب کر مر گئے یا جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو گئے لیکن نعش نہ مل سکی ایسی صورت میں نماز غائبانہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ اگر کسی مذکورہ بالا شخص کی نعش کا نصف حصہ نیچے کا یا اوپر کا سینے تک مل جائے تو اس میت کا نام لے کر نماز پڑھی جائے ؟ اور حضور پاک ﷺ نے حبش کے بادشاہ کی نماز پڑھائی اس میں کیا خصوصیت تھی ؟
المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی صاحب محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ٤٤) خواہ لوگ ڈوبے ہوں یا بلوہ عام میں مارے گئے ہوں یا دیوار کے نیچے دب کر مرے ہوں اور نعش نہ مل سکی ہو یا جہاد میں گئے اور شہید ہو گئے اور نعش نہ مل سکی ان تمام صورتوں میں ان کی نماز جنازہ اگر پڑھی گئی تو نماز غائبانہ ہو گی اور یہ حنفیہ کے نزدیک ثابت اور صحیح نہیں آں حضرت ﷺ نے نجاشیؓ کی نماز جنازہ پڑھی تو حنفیہ اس کو صلوٰۃ غائب نہیں سمجھتے بلکہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نجاشیؓ کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے کر دیا تھا تو وہ نماز غائب نہ ہوئی ہاں ایسے لوگوں کو ایصال ثواب کے لئے صدقہ اور خیرات کر کے ان کو ثواب بخش سکتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے-(۱)

اگر نصف جسم اوپر کا جس میں چہرہ موجود ہو مل جائے تو اس کی نماز جنازہ ہو سکتی ہے (۲) اور نصف حصہ نیچے کا ملے تو اس پر نماز نہیں ہے اس کو ایسے ہی دفن کر دیا جائے نماز میں میت کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کتاب الجنائز تیسرا باب

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے

(سوال) نماز جنازہ مسجد میں یا صحن مسجد میں یا کچی مسجد میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ کیونکہ آج کل قبرستان میں نہ کوئی چبوترہ ہے نہ کوئی جگہ ٹھیک ہے- المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ٤٥) نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے مگر مسجد سے وہ جگہ مراد ہے جو نماز کے لئے مخصوص ہو اور اگر شمالاً جنوباً اس میں کوئی عمارت ہو (۳) (جیسے مسجد فتح پوری میں ہے) یا مشرقی سمت میں مسجد سے علاوہ اور جگہ

---

(۱) وشرطها ستة اسلام الميت ووضعه وكونه هو اكثره امام المصلي و كونه للقبلة فلا تصح على غائب و محمول على نحو دابة و موضوع خلفه وصلاة النبي ﷺ على نجاشي لغوية او خصوصية (قال في الشامية) اولا نه رفع سريره حتى راه عليه الصلاة والسلام بحضرته فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام ولحضرته دون المامومين وهذا غير مانع من الا قتداء (رد المحتار مع الدر : ۲ ۲۰۸)
(۲) في مراقي الفلاح : والرابع حضوره او حضور اكثر بدنه او نصفه مع راسه (مراقي الفلاح ص ۳۵۳ ط مصر)
(۳) وكرهت تحريما و قيل تنزيها في مسجد جماعة هواى الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة الخ (رد المحتار مع الدر : ۲/۲۲۴'۲۲۵)

ہو (جیسے مسجد فتح پوری میں حوض سے مشرقی سمت میں ہے) تو وہاں نماز جنازہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں اور (جامع مسجد دہلی میں) حوض کی پٹڑی پر نماز جنازہ پڑھنی کہ امام اور ایک صف حوض کی پٹڑی پر ہو یہ بھی جائز ہے اگرچہ زائد نمازی فرش مسجد پر بھی کھڑے ہو جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کتاب الصوم پہلا باب

ریڈیو پر رؤیت کا اعلان

(سوال) مراد آباد کے اس اجتماع میں جو جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس مورخہ ۱۴، ۱۵ ذیقعدہ ۷۰ ۱۳ھ ۱۸، ۱۹ اگست ۱۹۵۱ء کے سلسلہ میں ہوا تھا مسئلہ رؤیت کے متعلق ایک اطمینان بخش فیصلہ علماء کرام نے صادر فرمایا

(سوال)

ریڈیو کے ذریعہ سے جو اعلان کیا جاتا ہے اس کے متعلق یہ تو ظاہر ہے کہ اس کو شہادت کی حیثیت نہیں دی جا سکتی نہ اعلان کرنے والا اس کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہے اور نہ قانون شہادت کی رو سے شہادت کی شرطیں اس میں پائی جاتی ہیں۔

اس اطلاع کو اگر خبر کی حیثیت دی جائے تب بھی وہ موجودہ صورت میں قابل اعتماد نہیں کیونکہ خبر دینے والا خود ایک ایسا شخص ہوتا ہے جس کو نہ سننے والے جانتے ہیں اور نہ اس میں وہ شرطیں موجود ہوتی ہیں جو شرعی نقطہ نظر سے ایسی خبروں کے لئے ضروری ہیں علاوہ ازیں وہ صرف ایک شخص کی خبر ہوتی ہے جس کی بناء پر کسی خاص صورت کے علاوہ عام طور پر رویت ہلال کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

البتہ ایک سوال یہ ہے کہ اگر ریڈیو کے اعلان کی شکل قابل اعتماد ہو جائے (مثلاً یہ طے ہو جائے کہ جب شرعی طور پر رویت ہلال کا باضابطہ فیصلہ کر دیا جائے تو کوئی قابل اعتماد مسلمان پوری ذمہ داری کے ساتھ ریڈیو اسٹیشن پر پہنچ کر یہ خبر نشر کرے) تو جب کہ عام طور پر اس قسم کے اعلانوں میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاتا اور رویت ہلال کے بارے میں حقیقت یہ ہے کہ شرعی ثبوت کے بعد جب باضابطہ فیصلہ کر دیا جائے تو اعلان کی ایسی شکل کافی مانی جاتی ہے جو ظن غالب پیدا کر سکے چنانچہ اعلان کرنے والے کے لئے شہادت کی اہلیت شرط نہیں مانی جاتی اور دیہات والوں کے لئے توپ کے گولوں کی آواز اور روشنی جیسی چیزیں جو اس موقع پر معتاد ہوں کافی مانی جاتی ہیں (رد المحتار وغیرہ) اور اسی طرح آج کل اگر مثلاً کلکتہ میں جس کی آبادی تقریباً ساٹھ لاکھ ہے اور رقبہ ڈھائی سو میل مربع ہے وہاں اگر ریڈیو اسٹیشن سے اعلان کر دیا جائے تو پورے شہر کے لئے کافی مانا جاتا ہے تو سوال یہ ہے کہ ایسے اعلان کے لئے کچھ حدود مقرر ہیں یا ایسے تمام علاقہ کے لئے یہ اعلان کافی ہو سکتا ہے جہاں مطلع میں غیر معمولی اختلاف نہ ہو اور جہاں تک یہ روشنی یا آواز پہنچ سکے۔

ان حالات اور مقتضیات پر پوری طرح غور کرنے کے بعد اصول شریعت کی روشنی میں علماء

کرام نے جو فیصلہ صادر فرمایا اس کے الفاظ یہ ہیں :-

فیصلہ

مجلس نے بالاتفاق طے کیا ہے کہ اگر ریڈیو کے ذریعہ آنے والی خبر کے متعلق یہ اطمینان ہو جائے کہ جس جگہ سے ریڈیو کی خبر دی جارہی ہے وہاں کے علماء نے چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا حکم کر دیا ہے خبر دینے والا بھی متعین ہو کہ کوئی مسلم معتمد خبر دیتا ہو تو اس اعلان پر اعتماد کر کے دوسرے مقامات میں بھی چاند ہو جانے کے حکم پر عمل کیا جانا جائز ہے - اور تمام ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں متعین ذمہ دار جماعت اس کے موافق حکم کریں تو ان پر عمل کیا جائے یہ حکم تمام ہندوستان اور پاکستان کے لئے ہے -

اس فیصلہ پر جن حضرات نے دستخط فرمائے ان کے اسمائے گرامی ان کے مختصر تعارف کے ساتھ درج ہیں -

حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند و شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند ' حضرت الحاج مولانا محمد اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ و مفتی اعظم دار العلوم دیوبند ' حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند - مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی ' مولانا سید فخر الحسن صاحب استاد دار العلوم دیوبند ' حضرت مولانا حافظ عبداللطیف صاحب مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور ' مولانا سعید احمد صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارنپور مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت صوبہ بہار ' مولانا عثمان غنی صاحب مدیر "نقیب" امارت شرعیہ پھلواری شریف بہار ' مولانا مسعود علی صاحب ندوی ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ ' حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی صدر المدرسین مدرسہ عالیہ کلکتہ ' حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث و مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد ' مولانا عبدالحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد ' مولانا قاضی سجاد حسین صاحب صدر المدرسین مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی ' مولانا محمد رفیع صاحب استاد مدرسہ عبدالرب دہلی ' مولانا ضیاء الحق صاحب مفتی دار الافتاء جمعیۃ علماء ہند دہلی ' مولانا حافظ قاری سید حامد میاں صاحب نائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد ' مولانا سید حمید الدین صاحب مہتمم مدرسہ منبع العلوم گلاؤٹھی ضلع بلند شہر - مولانا حشمت علی صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ بلند شہر ' مولانا سید ابو ظفر صاحب ندوی احمد آباد ' مولانا محمد تقی صاحب مفتی مالیگاؤں صوبہ بمبئی ' مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب میرٹھ ' مولانا سید منت اللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر صوبہ بہار ' حضرت مولانا ابو الوفا صاحب شاہ جہاں پور ' مولانا محمد قاسم صاحب شاہ جہانپور ' مولانا محمد امین صاحب دہلوی ' مولانا سید محمد ظہور صاحب صدر المدرسین مدرسہ

مباسیہ پتھر ایوں ضلع مراد آباد' مولانا سید محمد اعلیٰ صاحب دیوبندی مہتمم مدرسہ اسلامیہ سلیم پور ضلع مراد آباد' مولانا اعجاز حسین صاحب' مدرس مدرسہ عالیہ عربیہ امروہہ' مولانا سید اختر اسلام صاحب استاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد' مولانا اشفاق حسین صاحب مراد آباد' مفتی محمد شریف صاحب ٹونک' مولانا قاری فضل الرحمن صاحب پتھر ایوں' مولانا عبدالوہاب صاحب بستوی' مولانا عبدالحمید صاحب اعظمی۔

ان حضرات کے علاوہ مولانا علی اعلیٰ صاحب فاروقی جونپوری (اہل حدیث) کے دستخط بھی تحریر ہیں مگر آپ نے دستخط سے پہلے ایک ضروری بات کی طرف بھی توجہ دلادی ہے آپ کی تحریر کے بجنسہ الفاظ درج ہیں۔

"اس مسئلہ سے کلیتہ اتفاق ہے دعوت عمل میں جہاں "جماعت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ان مقامات کے لئے حاوی نہیں جہاں جماعت کے بجائے افراد ذمہ دار افتاء و فیصلہ ہیں جیسے ائمہ وغیرہ"

کتاب الصوم چھٹا باب

عذر شرعی کے بغیر روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے

(سوال) اگر کوئی روزہ چھوڑنا چاہے اور نیت یہی ہو کہ میں روزے رکھوں گا لیکن گرمی کی شدت کی وجہ سے مجبور ہو تو کیا کرے؟ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ دہلی

(جواب ۴۶) روزہ چھوڑنا نہیں چاہئے سوائے بیماری یا سفر یا ایسے عذر کے جو شرعاً معتبر ہو جیسے حمل یا رضاعت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کتاب الصوم ساتواں باب

انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(سوال) روزہ کی حالت میں انجکشن لینے پر صرف روزہ کا قضا چاہئے یا قضا و کفارہ دونوں؟ المستفتی محمد صغیر خاں میانجی۔مقام اوسیا ضلع غازی پور ۳۰ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۴۷) روزہ میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور قضا یا کفارہ کچھ بھی لازم نہیں آتا۔ [1] محمد کفایت اللہ

---

(۱) انجکشن کے ذریعے دوا چونکہ کسی منفذ سے معدہ میں نہیں پہنچتی بلکہ عروق اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے اس لئے انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ او اکتحل اوادھن او احتجم وان وجد طعمه في حلقه (وفي الشامية) لانه اثر داخل في المسام الذى هو خلل البدن والمفطر انما هو الداخل من المنافذ للا تفاق على ان من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه انه لا يفطر وانما كره الامام الدخول في الماء والتلفف بالثوب المبلول لما فيه من اظهار الضجر في اقامة العبادة لا لانه مفطر (ردالمحتار مع الدر)

کتاب الزکوٰۃ پہلا باب

زمین پر زکوٰۃ نہیں

(سوال) زید نے مبلغ پانچ سو روپے کی ایک زمین خرید لی اس رقم پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں ؟ اب اس زمین کے لئے امپرومنٹ ٹرسٹ کا نوٹس موصول ہوا ہے کہ اس کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتے لہذا ایسی صورت میں منافع کی کوئی امید نہیں رہی - المستفتی شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار (دہلی)

(جواب ۴۸) زمین خرید لی تو زمین پر زکوٰۃ نہیں ہے -(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الزکوٰۃ چوتھا باب فصل اول

صاحب نصاب کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی.

(سوال) کسی مستحق کو مد زکوٰۃ سے ایک وقت میں ۵۲ روپے یا اس سے زیادہ دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں ؟ اگر کسی شخص کے پاس ۵۲ روپے ہوں اور اس کے اوپر کوئی قرضہ نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں ؟ المستفتی شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی

(جواب ۴۹) ایک وقت میں ۵۲ روپے سے زیادہ بھی مسکین کو دیئے جاسکتے ہیں مگر جس کے پاس ۵۲ موجود ہوں اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی -(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کتاب الزکوٰۃ چوتھا باب فصل اول

کیا کرنسی نوٹ سے زکوٰۃ ادا ہوگی ؟

(سوال) (۱) کرنسی(۳) نوٹوں کے ذریعے سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں ؟ (۲) مستحق کو دس روپے کا نوٹ مد زکوٰۃ سے ملا اس نے وہ نوٹ اپنے قرض خواہ کو دیدیا یا اس نوٹ کے ذریعے اپنی ضرورت کا کوئی سامان خرید لیا زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں ؟ (۳) اگر اپنے اعزا و اقربا کو زکوٰۃ کا روپیہ عیدی کا انعام وغیرہ ظاہر کر کے دیا جائے (تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو) تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں ؟ المستفتی شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار دہلی

(جواب ۵۰) (۱) نوٹ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ نوٹ سے جب کوئی مال حاصل کر لیا جائے اس وقت زکوٰۃ ادا ہوتی ہے (۲) ہاں اپنا قرضہ ادا کر دیا یا کوئی سامان خرید لیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی (۳) ہاں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جب کہ وہ لوگ جن کو رقم دی ہے مستحق زکوٰۃ ہوں - (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) و سببه ای سبب افتراضها ملك نصاب حولی — و فارغ عن حاجته الاصلية نام ولو تقديرا ... الخ (الدر المختار مع الرد : ۲/۲۵۹)

(۲) لا يصرف الى بناء مسجد ولا الى كفن ميت ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلية من اى مال كان (الدر المختار مع الرد :۲/۳٤٤-۳٤۷)

(۳) ملاحظہ : چونکہ شروع میں کرنسی کی حیثیت صرف قرض کی دستاویز اور ایک رسید کی تھی اس لئے اس وقت کے علماء نے کرنسی نوٹ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہونے کا فتویٰ دیا تھا بلکہ فقیر جب اس کو خرچ کر لے کسی مصرف میں لگا دیتا تو زکوٰۃ ادا ہونے کا حکم دیتے تھے اب چونکہ کرنسی خود مال ہے جوں ہی فقیر کے قبضے میں آتا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گی زکوٰۃ کی ادائیگی اب فقیر کے استعمال میں لانے پر موقوف نہیں -

(٤) دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم عيد او الى مبشر او مهدى الباكورة جاز الا اذا نص على التعوين (قال في الشامية) قوله الى صبيان اقاربه اى العقلاء والا فلا يصح الا بالدفع الى ولى الصغير (رد المحتار مع الدر : ۲/۳۵٦)

کتاب الزکوٰۃ چوتھا باب فصل سوم

زکوٰۃ کی رقم مسجد میں لگانا جائز نہیں

(سوال) بوقت اشد ضرورت مسجد 'مدرسہ 'کنواں 'یا مسافر خانے کی تعمیر میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا جب کہ اس کے سوا کوئی صورت نہ ہو کس طریقے سے جائز ہے؟ المستفتی شیخ رشید احمد سوداگر صدر بازار 'دہلی

(جواب ۵۱) زکوٰۃ کی رقم حیلے سے بدل کر خرچ کی جائے تو خیر ورنہ زکوٰۃ مسجد میں لگانا جائز نہیں-(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

کتاب الزکوٰۃ چھٹا باب

(سوال) صدقہ فطر میں پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریں؟ بعض آدمی سوا دو سیر گیہوں بتاتے ہیں؟ المستفتی مستری حافظ انعام الٰہی محلہ فراش خانہ 'دہلی

(جواب ۵۲) صدقہ فطر میں پونے دو سیر گیہوں دینا چاہئیے گیہوں نہ ملے تو قیمت دیدی جائے سوا دو سیر گیہوں بتانے والے غلطی پر ہیں-(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

کتاب الزکوٰۃ والصدقات چھٹا باب

(سوال) ہمارے یہاں ہر چیز پر کنٹرول ہے گیہوں چاول جو نہیں ہوتے پر پیسہ جو فطرہ میں دیں کنٹرول سے گیہوں چاول کا حساب کر کے یا عام بازاری ور کے حساب سے کیونکہ ہر شخص کو کنٹرول حساب پر چیزیں نہیں ملتیں- ملا کر خرید نا پڑتا ہے- المستفتی محمد صغیر خاں موضع و پوسٹ اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ۵۳) کنٹرول کے حساب سے گیہوں کی قیمت صدقہ فطر میں دے سکتا ہے- محمد کفایت اللہ

کتاب النکاح پانچواں باب

(سوال) حضور کے حکم کے مطابق ایجاب و قبول والا فتویٰ دار العلوم دیوبند کا روانہ خدمت کرنے سے مجبور ہوں کیونکہ منگانے والا دیتا نہیں مگر باین جملہ سوال و جواب لکھتا ہوں-

بوقت نکاح ایجاب و قبول دونوں ماضی کے صیغے سے ہونا ضروری ہے یا بوقت ایجاب قاضی نکاح خواں کا یہ کہنا کہ فلاں کی لڑکی فلانۃ کو بعوض اتنے مہر کے تمہارے نکاح میں دیتا ہوں کہنے سے بھی نکاح ہو جائے گا؟ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ "میں نے دیا" کی جگہ "میں دیتا ہوں" سے بھی نکاح ہو جائے گا-

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی بناء مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ (الدر المختار مع الرد : ۲/ ۳۴۴)

(۲) تجب نصف صاع من بر او دقیقہ او سویقۃ او زبیب او صاع تمر وھو ای الصاع المعتبر ما یسع الفا واربعین درھما من ماش او عدس ودفع القیمۃ افضل من دفع العین علی المذھب (شرح التنویر مع رد المحتار : ۳۶۴)

دار العلوم دیوبند کا جواب یہ ہے کہ "ایجاب و قبول دونوں کا صیغہ ماضی ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک ماضی ہو اور دوسرا حال یا استقبال ہو تو بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور مولوی صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے و ینعقد ایضا بما وضع احدهما للماضي والا خر للاستقبال اوللحال الخ (در مختار ص ۲۱۳ ج ۲) کتبہ محمد نور الدین سلہٹی متعلم دار العلوم دیوبند - الجواب صحیح سید مہدی حسن صدر مفتی ۲۱-۲-۱۳۷۱ھ

حضور کا جواب یہ ہے "دونوں (ایجاب و قبول) ماضی کے صیغے ہونے چاہئیں محمد کفایت اللہ - اب حضور اس مسئلے کی تطبیق کریں بندہ سخت الجھن میں ہے محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازی پور -

(جواب ٥٤) ایجاب و قبول دونوں ماضی کے صیغے سے ہونے چاہئیں یہی افضل و بہتر ہے لیکن اگر بجائے صیغہ ماضی کے حال کا صیغہ استعمال کیا جائے تو نکاح ہو جاتا ہے اور صیغہ استقبال جو حال و استقبال کے لئے مشترک ہے بولا جائے تب بھی نکاح ہو جائے گا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(نوٹ از واصف) در مختار کی عبارت میں جو لفظ للاستقبال آیا ہے اس سے مراد فعل مضارع ہے اسی کو عربی میں فعل مستقبل بھی کہتے ہیں عربی میں فعل مضارع حال و استقبال کے لئے مشترک ہوتا ہے مثلاً فعل ماضی قبلتُ کے معنی ہیں "میں نے قبول کیا" اَقبَلُ فعل مضارع کے معنی ہیں "میں قبول کرتا ہوں" یا "قبول کروں گا" لیکن جب انشا کے موقع پر بولا جائے گا تو حال کے معنی متعین ہو جائیں گے کیونکہ محاورہ میں انشا کے موقع پر حال کا صیغہ تو انشا کا فائدہ دے سکتا ہے لیکن مستقبل کا صیغہ انشا کا فائدہ نہیں دے سکتا یہ تو تھی عربی زبان کا معاملہ اور مندرجہ بالا فتوی عربی زبان ہی سے تعلق رکھتا ہے لیکن اردو میں فعل مضارع جو حال اور استقبال میں مشترک ہے وہ عام طور پر شرط و جزا میں یا استفہام میں استعمال ہوتا ہے اور حال و استقبال کے لئے مستقل صیغے موجود ہیں اردو کا فعل مضارع ماضی کے موقع پر استعمال نہیں ہوتا یعنی عقود میں کار آمد نہیں ہوتا پس اگر ایجاب میں قاضی صیغہ ماضی استعمال کرے اور کہے کہ ہندہ کو میں نے تیرے نکاح میں دیا اور ناکح کہے کہ میں قبول کرتا ہوں تو وہ محاورے کی رو سے "میں نے قبول کیا" کا قائم مقام ہو سکتا ہے اور نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن اگر ناکح مضارع کا صیغہ بولے اور کہے کہ میں قبول کروں یا مستقبل کا صیغہ استعمال کرے اور کہے کہ میں قبول کروں گا تو یہ انشا کا فائدہ نہیں دے گا اور عقد صحیح نہ ہوگا قاضی ایجاب میں کہے کہ میں ہندہ کو تیرے نکاح میں دیتا ہوں اور ناکح کہے "میں نے قبول کیا" تو عقد صحیح ہے لیکن اگر قاضی کہے کہ میں ہندہ کو تیرے نکاح میں دوں یا دوں گا تو یہ ایجاب ہی صحیح نہیں پس قبول بھی غیر معتبر ہوگا -

واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم - حفیظ الرحمن واصف ۲ مئی ۱۹۷۵ء

کتاب الحظر والاباحۃ چھٹا باب

(سوال) گائے بھینس جو بچہ دیتی ہیں اور بعد بچہ دینے کے اس ۹ مہینے کے دودھ کو جو تھن میں ہوتا ہے کھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ہماری طرف اس کو میٹھا ملا کر کھاتے ہیں - المستفتی محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازی پور

(جواب ٥٥) نوزائیدہ بچے کے بعد جو دودھ تھن میں سے نکلتا ہے اور پکانے سے جم جاتا ہے اس کو پیوی اور کسی جگہ کھیس کہتے ہیں وہ حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مصر سے واپسی اور فوٹو کا مسئلہ

از حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی مہتمم مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد

کتاب الحظر والاباحۃ بیسواں باب

واپسی کے وقت کافی تعداد میں علماؤ عمائدین مصر جو پہنچانے کے لئے تشریف لائے تھے مصر کے عام قاعدے کے مطابق ان کی خواہش ہوئی کہ پارٹی کا فوٹو لیا جائے حضرت مفتی صاحب نے منع فرمادیا علمائے مصر کا ایک گروہ فوٹو کو جائز قرار دیتا ہے ان حضرات نے بحث شروع کردی بحث مختصر مگر بہت دلچسپ تھی سوال وجواب کے جملے اب تک ذہن میں ہیں جہاں تک حافظہ کام کررہا ہے سوال وجواب کے الفاظ یہ تھے -

علمائے مصر	ترجمہ
التصوير الممنوع انما هو الذى يكون بصنع الانسان و معالجة الايدى - وهذا ليس كذلك - انما هو عكس الصورة	ممنوع تو وہ تصویر ہے جو انسان کے عمل اور ہاتھوں کی کاریگری سے ہو فوٹو میں کچھ نہیں کرنا پڑتا یہ تو صورت کا عکس ہوتا ہے
حضرت مفتی صاحب	
كيف ينتقل هذا العكس من الزجاجة الى الورق؟	یہ عکس کیمرہ کے لینس سے کاغذ پر کس طرح منتقل ہو جاتا ہے؟
علمائے مصر	
بعد عمل كثير -	بہت کچھ کاریگری کرنی پڑتی ہے
حضرت مفتی صاحب	
اى فرق بين معالجة الايدى و صنع الانسان والعمل الكثير -	انسان کے عمل ہاتھوں کی کاریگری اور بہت کچھ کاریگری میں کیا فرق ہے؟
علمائے مصر	
نعم هو بشئ ء واحد -	کوئی فرق نہیں - سب کا ایک ہی مفہوم ہے -
حضرت مفتی صاحب	
اذا حكمها واحد -	لہذا حکم بھی سب کا ایک ہے -

علمائے مصر حضرت مفتی صاحب کی حاضر جوابی سے بے حد متاثر ہوئے اور کچھ ایسے خاموش ہوئے کہ جواب نہ دے سکے - (مفتی اعظم کی یاد ص ۱۴٦)

مفتیان کرام، علماء، اساتذہ، خطباء اور مدارس کے طلباء اور طالبات کیلئے مستند کتب
پاکستان میں پہلی بار مکمل طبع شدہ
فتاویٰ رحیمیہ اردو
کامل ۱۰ حصص در ۵ جلد
از
مفتی عبدالرحیم لاجپوری
خصوصیات
سوالات کے جوابات صرف حوالے ہی نہیں عبارات کیساتھ دیئے گئے ہیں صفحہ نمبر اور جلد نمبر بھی بتا دیا گیا ہے۔ اکثر جوابات تفصیلی ہونیکی وجہ سے وہ ایک رسالہ بن گیا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فتاویٰ رحیمیہ محض فتاویٰ نہیں بلکہ مجموعہ رسائل ہے۔
عمدہ کاغذ و طباعت، پائیدار خوبصورت جلدیں
مناسب قیمت پر مکمل سیٹ اور رعایت عام قیمت ۱۵۰۰/-
سیرۃ النبی پر مشہور اور تفصیلی عربی تصنیف کا اردو ترجمہ
اُمّ السیر
سیرۃ حلبیہ اردو
مصنف: امام برہان الدین حلبی
مترجم: مولانا محمد اسلم قاسمی مدظلہم
کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ کاغذ و طباعت اور خوبصورت اعلیٰ جلد بڑا علمی سائز
قیمت ۶ جلد ۱۵۰۰/-
تشکیل جدید اور اضافہ عنوانات کے ساتھ تفسیری طرز پر
تفسیر عثمانی
ترجمہ: شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی
اضافہ عنوانات و تشکیل جدید
جناب محمد ولی رازی ولد مولانا مفتی محمد شفیع
تعارف
اندر ملاحظہ فرمائیں
مستند علمی کتب، تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف سیرت و دیگر موضوعات شائع کرنے والا معتبر ادارہ
دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان ۰۲۱-۲۶۳۱۸۶۱